سورۂ ہود علیہ السلام

ربط سورۂ ہود کو سورۂ یونس سے دو طرح کا ربط ہے اول ربط نامی۔ سورۂ یونس میں جس طرح مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا ہے اور شرک اعتقادی (شرک فی التصرف، شرک فی العلم) اور شرک فعلی کا جس انداز سے رد کیا گیا ہے جب تم اسکو اسی انداز سے بیان کرو گے تو تم مشرکین کی طرف سے طعن و ملامت کا نشانہ بنو گے جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے مسئلہ توحید بیان کرنے پر طرح طرح کے طعنے دیئے جیسا کہ اسی سورت کے چوتھے رکوع میں ہے۔ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ الخ اور اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ۔ دوم معنوی ربط۔ جس کی تین تقریریں ہیں۔

(۱) سورۂ یونس کے آخر میں فرمایا اِتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ اب سورۂ ہود کی ابتدا میں فرمایا كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ یعنی وہ مَا يُوْحٰى یہ کتاب محکم ہے اسی کی پیروی کرو۔

(۲) سورۂ یونس میں دلائل عقلیہ سے ثابت کر دیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور اب سورۂ ہود میں کہا جائے گا جب اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو حاجات میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ غیر اللہ کی پکار کا مسئلہ اگرچہ سورۂ یونس میں بھی مذکور ہے مگر اس میں زیادہ زور دلائل پر ہے اور سورۂ ہود میں زیادہ زور غیر اللہ کی پکار سے ممانعت پر ہے اس طرح پکار کی نفی سورۂ ہود کا موضوع ہے۔

(۳) سورۂ یونس میں دعوائے توحید پر صرف عقلی دلائل پیش کئے گئے اب سورۂ ہود میں دلائل نقلیہ ذکر کئے جائیں گے۔ جب اس سورت میں دعوائے توحید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مدلل ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ دعویٰ تو بالکل واضح اور ثابت ہے لیکن مشرک ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔

خلاصہ سورت کی ابتدا میں چار دعوے مذکور ہیں۔

پہلا دعویٰ ——— صرف اللہ ہی کو پکارو

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ خالصۃً صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ دعوائے نبوت ہے یہ جملہ معترضہ ہے۔ یعنی میں اسی مسئلہ (اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ) کے لئے نذیر و بشیر بن کر آیا ہوں۔ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا الخ بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ ——— تا ——— وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تخویف اخروی ہے۔

دوسرا دعویٰ ——— اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ——— تا ——— كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کے ذرے ذرے کو جانتا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الخ جب ساری کائنات کا خالق و مالک ہی وہی ہے تو پھر اس سے کیا چیز مخفی ہو گی؟ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور لَيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ شکوے ہیں اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ الخ جواب شکویٰ ہے۔ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ ——— تا ——— اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ زجر ہے اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

تیسرا دعویٰ ——— مَا يُوْحٰى کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى ——— تا ——— وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (ع ۲) جب آپ مسئلہ توحید کھول کر بیان کریں گے تو مشرکین کی طرف سے آپ پر تکلیفیں آئیں گی اور مطاعن کی بھرمار ہو گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین کی باتیں سن کر آپ دل برداشتہ ہو جائیں اور مسئلہ توحید کے کسی پہلو یا کسی حصے کی تبلیغ نہ کریں۔ مشرکین اپنے خبث باطن کا اپنی زبانوں سے اظہار کرتے رہیں گے آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور پوری استقامت اور جرأت کے ساتھ مسئلہ توحید کی کماحقہ تبلیغ فرماتے رہیں۔ اگر مشرکین نہیں مانتے اور ضد و عناد سے انکار ہی کرتے ہیں تو آپ غم نہ کریں آپ کا کام صرف تبلیغ ہے آپ وہ کرتے رہیں منوانا آپ کے فرائض میں شامل نہیں۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (ع ۲) یہ شکویٰ ہے اور قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ الخ جواب شکویٰ ہے۔ اگر بقول منکرین یہ قرآن آپ کا خود ساختہ ہے تو انہیں چیلنج کر دیں کہ اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی اہل لسان ہو اپنی پوری طاقت اور اپنے تمام ذرائع و وسائل بروئے کار لا کر اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور اپنے دعوے کی صداقت ثابت کرو۔ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ الخ متعلق بجواب شکویٰ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ——— تا ——— وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ع ۲) زجر مع تخویف اخروی۔

چوتھا دعویٰ ——— مسئلہ بالکل واضح ہے، معاندین بوجہ عناد نہیں مانتے

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ ——— تا ——— وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ (ع ۲) مسئلہ توحید بالکل واضح تھا عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہ تھی کیونکہ عقلی دلائل اس کی تائید میں ہیں، اللہ کی کتاب قرآن اسکے حق میں بیان دے رہی ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کیلئے دستور العمل تھی اس میں بھی یہ مسئلہ واضح اور روشن کیا گیا ہے لہٰذا مسئلہ توحید سراپا حق ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو نہیں مانتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى ——— تا ——— فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ۔ زجر ہے اور منکرین معاندین کے لئے سخت وعید اور شدید تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ عاجزی کرنے والوں اور رغبت کے ساتھ ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں

جو پہلے تین دعووں کے ساتھ بطریق لف ونشر مرتب متعلق ہیں۔ اور ان کے بعد ایک آیت چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔

پہلا قصہ ——— متعلق بدعویٰ اُولیٰ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ (ع ۳) ——— تا ——— ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی تمہارا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ۔ قصے کے ضمن میں اور بہت سی باتیں مذکور ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ، قوم کے مطاعن واعتراضات، مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے مطاعن کا معقول جواب يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ الخ اور کچھ ضمنی سوالات کے جوابات وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ (ع ۳) شکوی وجواب شکوی بطور جملہ معترضہ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ پھر وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا (ع ۴) سے تا آخر قصہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے اور ایمان والوں کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم دینے، مشرکین کو مع فرزند نوحؑ غرق آب کرنے اور کشتی نوحؑ کو صحیح سلامت جودی پہاڑ پر لگانے اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بیٹے کے بارے میں سوال وجواب وغیرہ کا ذکر ہے۔ قصہ کے آخر میں بطور جملہ معترضہ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ الخ (ع ۴) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل پیش کی گئی۔

دوسرا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵) ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ (ع ۵) یہ حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو جو پیغام دیا تھا وہ یہ ہے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ الخ اور يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (ع ۵) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو کیونکہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک وکفر سے سچی توبہ کرو۔ قوم نے مختلف قسم کے طعنے دیئے، کبھی کہا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ الخ اور کبھی یوں گویا ہوئے اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ آخر میں معاندین اور منکرین قوم ہود علیہ السلام کی تباہی وبربادی کا ذکر ہے۔

تیسرا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ (ع ۶) حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے جیسا کہ فرمایا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۔۔۔ فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ اے میری قوم! صرف ایک اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔۔۔۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور گناہوں سے سچی توبہ کرو۔ میرا رب رگ حیات سے قریب تر اور پکاریں اور فریادیں سننے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کے مابین کچھ سوال وجواب کا سلسلہ ہے اور آخر میں مکذبین قوم کا انجام بد مذکور ہے۔

چوتھا قصہ ——— متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ——— تا ——— اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ (ع ۷) یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹے کی خوشخبری دینے کیلئے بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر انہیں آدمی سمجھا اور ان سے علیک سلیک کے بعد فوراً ان کے کھانے کا انتظام کرنے کیلئے گھر تشریف لے گئے، بہت جلد کھانا تیار کرا کر لے آئے اب فرشتوں نے بتایا کہ وہ فرشتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں بیٹے کی خوشخبری دینے اور قوم لوط پر عذاب الٰہی لے کر آئے ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ اور فرشتوں سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو انسانی شکلوں میں دیکھ کر انہیں پہچان نہ سکے اور جب وہ نووارد مہمانوں (فرشتوں) کے لئے کھانا تیار کرانے کی غرض سے گھر گئے تو فرشتوں کو اس کا پتہ نہ چل سکا ورنہ وہ فوراً ان کو منع کر کے ان پر حقیقت حال واضح کر دیتے، علیٰ ہذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر پہنچے اور حضرت سارہؓ کو کھانا تیار کرنے کے بارے میں فرمایا تو انہوں نے بھی نہ بتایا کہ جن مہمانوں کیلئے آپ کھانا تیار کرا رہے ہیں وہ تو فرشتے ہیں اور کھانا نہیں کھائیں گے۔

پانچواں قصہ ——— نیز متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ ——— تا ——— وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ (ع ۷) یہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی قوم چونکہ نہایت بدکردار تھی اور خلاف فطرت فعل اور عادت بد کی عادی تھی اس لئے وہ گھبرائے اور غمگین ہوئے کہ کہیں قوم کے غنڈے عناصر ان کے معزز مہمانوں کی بے عزتی کرنے پر نہ اتر آئیں اور انہیں مہمانوں کی وجہ سے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ان مہمانوں کا پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے آئے اور شرارت کا ارادہ کیا ادھر حضرت لوط علیہ السلام انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جب وہ قوم سے مایوس ہو گئے اور معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہونے لگا تو اب فرشتوں نے حقیقت حال سے پردہ اٹھایا اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا آپ ہمارا غم نہ کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں یہ ہمارا اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں اور صبح تک ان کو نیست ونابود کر دیا جائے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کی باتیں سن کر مطمئن ہو گئے اور ان کی گھبراہٹ جاتی رہی۔ یہ واقعہ حضرت لوط علیہ السلام سے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے مہمان انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اگر انہیں پہلے ہی سے معلوم ہوتا کہ وہ فرشتے ہیں تو انہیں گھبرانے اور غم کھانے کی کیا ضرورت تھی۔

چھٹا قصہ ـــــــ نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ـــــ تا ـــــ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ کَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (ع ۸) یہ حضرت شعیب علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اپنی قوم سے ان کا خطاب اولیں یہی تھا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اے میری قوم! صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور کفر و شرک اور لوگوں کی حق تلفی سے سچی توبہ کرو۔ مگر قوم ضد و عناد کی وجہ سے کفر و انکار پر ڈٹی رہی آخر عذاب خداوندی سے ہلاک کر دی گئی۔

ساتواں قصہ ـــــــ متعلق بدعوی ثالث

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ـــــ تا ـــــ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (ع ۹) یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ جس طرح مسئلہ توحید کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اسی طرح آپ پر بھی آئیں گی اس لئے گھبرائیں نہیں بلکہ ہمت اور استقلال سے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کئے جائیں۔ اس کی تفصیل سورۂ اعراف ص حاشیہ میں گذر چکی ہے۔ اس کے بعد ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی الخ سے تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ان اقوام باغیہ کو ہم نے ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہیں اپنے کئے کی سزا دی گئی اور پھر جن معبودانِ باطلہ کی مدد پر ان کو بھروسہ تھا ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔

وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ ـــ تا ـــ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (ع ۹) معاندین اور اشقیاء کے لئے تخویف اخروی ہے اور وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا الخ ماننے والوں کیلئے بشارت اخروی ہے۔ فَلَا تَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّمَّا یَعْبُدُ ھٰٓؤُلَآءِ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ شرک سراسر باطل اور توحید سراپا حق ہے اور یہ بات اس قدر روشن اور واضح ہے کہ اس میں شک و ریب کی کوئی گنجائش نہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْہِ (ع ۱۰) یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر قرآن اللہ کی کتاب ہوتی تو سب لوگ اسے مان لیتے اور کوئی بھی اس سے اختلاف نہ کرتا جواب دیا گیا کہ کتاب کے بارے میں لوگوں کا اختلاف اس کے باطل ہونے کی دلیل نہیں۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں اختلاف نہیں کیا گیا۔

وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ یہ بھی سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے اگر ہم نہیں مانتے اور کتاب میں اختلاف کرتے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا حالانکہ نہ ماننے پر ہمیں بار بار عذاب کی دھمکیاں سنائی جاتی ہیں، جواب دیا گیا کہ عذاب کے لئے اللہ کے نزدیک ایک وقت مقرر ہے اس لئے وہ اپنے وقت پر آئے گا اور ضرور آئے گا۔ اگر عذاب کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو یہ کب کے ہلاک کئے جا چکے ہوتے۔

وَاِنَّ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ رَبُّکَ اَعْمَالَھُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ چاروں دعوے اور ان سے متعلقہ سات قصے بیان ہو چکے اور سوال و جواب اور تخویف وغیرہ کا ذکر ہو چکا تو اب سورت کے تمام مضامین کے بعد ان پر پانچ امور متفرعہ کا ذکر کیا گیا (۱) فَاسْتَقِمْ یعنی اپنے مسئلہ پر قائم رہو (۲) وَلَا تَطْغَوْا اس سے سرتابی نہ کرو (۳) وَلَا تَرْکَنُوْٓا اور مشرکین کی طرف میلان نہ کرو۔ (۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ امر مصلح نماز پنجگانہ قائم کرو (۵) وَاصْبِرْ اور مصائب و مشکلات کا صبر و استقلال سے مقابلہ کرو۔ وَمَا کَانَ رَبُّکَ لِیُھْلِکَ الْقُرٰی الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخر میں بطور لف و نشر غیر مرتب سورت کے چاروں دعووں کا بالاختصار اعادہ ہے۔ وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ میں دوسرے دعوے کا اعادہ ہے، فَاعْبُدْہُ میں پہلے دعوے کا، وَتَوَکَّلْ عَلَیْہِ میں تیسرے دعوے کا اور وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ میں چوتھے دعوے کا اعادہ ہے۔

مختصر خلاصہ

سورت کے ابتدائی حصہ میں چار دعوے مذکور ہیں پہلا دعوی اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ الخ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور سچی توبہ کرو۔ دوسرا دعوی اَلَآ اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ الخ (ع ۱) صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر آشکار ہے۔ تیسرا دعوی فَلَعَلَّکَ تَارِکٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی الخ (ع ۲) مشرکین کے طعن و تشنیع سے آپ آزردہ خاطر ہو کر تبلیغ توحید میں کوتاہی نہ کریں۔ چوتھا دعوی۔ اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ الخ (ع ۲) مسئلہ توحید بالکل واضح اور روشن ہے اس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں لیکن معاندین ضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ مذکورہ چاروں دعووں کے درمیان زجریں، شکوے، تخویفیں اور بشارتیں بھی حسب موقع مذکور ہیں۔

اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں جو بطور لف و نشر مرتب مذکورہ دعووں سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ (ع ۳ تا ۴) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا (ع ۵) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا (ع ۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ۔ چوتھا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰھِیْمَ بِالْبُشْرٰی الخ (ع ۷) یہ واقعہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں نہ فرشتے، نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ اولیاء کرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور فرشتوں کو بھی علم نہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے لئے کھانا پکوانے جا رہے ہیں اور آپ کی زوجہ مطہرہ جو ولیہ تھیں انہیں بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ فرشتوں کے لئے کھانا پکا رہی ہیں۔ پانچواں قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ الخ (ع ۷) یہ واقعہ بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہے حضرت لوط علیہ السلام بھی فرشتوں کو نہ پہچان سکے اوران کی وجہ سے غمگین ہوئے۔
چھٹا واقعہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (ع ۸) یہ قصہ بھی پہلے دعوے سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ساتواں قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا الخ (ع ۹) یہ قصہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تبلیغ توحید کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح انہیں برداشت کریں اور فریضۂ تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ (ع ۹) یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے یعنی مسئلہ توحید میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور مشرکین کے پاس باپ دادا کی رسم ورواج کے سوا کوئی دلیل نہیں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ اور وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ الخ (ع ۱۰) دونوں سوالات مقدرہ کے جواب ہیں وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ فَاسْتَقِمْ پہلا امر متفرع، وَلَا تَطْغَوْا دوسرا امر متفرع وَلَا تَرْكَنُوْٓا تیسرا امر متفرع وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ چوتھا امر متفرع یعنی امر مصلح نماز کو قائم کرو۔ وَاصْبِرْ پانچواں امر متفرع وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰی الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخری آیت میں چاروں دعووں کا اعادہ ہے۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ دوسرا دعویٰ۔ فَاعْبُدْهُ پہلا دعویٰ۔ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ تیسرا دعویٰ۔ اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ چوتھا دعویٰ۔

پہلا دعویٰ ـــــــــ صرف اللہ ہی کو پکارو

ے ۲ یہ اصل مضمون کے لئے بمنزلۂ تمہید ہے۔ کِتٰبٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھٰذا کتاب اور کتاب کی تنوین تعظیم کیلئے ہے عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے والتنوین فیه للتعظیم ای کتاب عظیم الشان جلیل القدر (روح ج ۱۱ ص ۲۰۳) اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ، كِتٰبٌ کی پہلی صفت ہے۔ آیتوں کے محکم اور مضبوط ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ باہمی تناقض سے محفوظ ہیں، حکمت اور نفس الامر کے خلاف ان میں کوئی بات نہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے وہ تمام لفظی اور معنوی

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ ہود مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ۱۲۳ آیتیں اور دس رکوع ہیں — شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ تف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ

یہ کتاب ہے ہے کہ جانچ لیا ہے اس کی باتوں کو پھر کھولی گئی ہیں ہے ایک حکمت کے

حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ① اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنَّنِيْ لَكُمْ

والے خبردار کے پاس سے ہے کہ عبادت نہ کرو ہے مگر اللہ کی میں تمہیں

مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ② وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

اسی کی طرف سے ڈر اور خوشخبری سناتا ہوں یہ کہ گناہ بخشواؤ ہے اپنے رب سے پھر

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

رجوع کرو اس کی طرف کہ فائدہ پہنچائے تم کو اچھا فائدہ ایک وقت

مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط وَاِنْ تَوَلَّوْا

مقرر تک اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی اور اگر تم پھر جاؤ گے

فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③ اِلَى اللّٰهِ

تو میں ڈرتا ہوں ہے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ہے اللہ کی طرف

مَرْجِعُكُمْ ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ④ اَلَآ اِنَّهُمْ

تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے سنتا ہے وہ ہے

يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ط اَلَا حِيْنَ

دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے ہے تاکہ چھپائیں اس سے سنتا ہے جس وقت

يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو

يُعْلِنُوْنَ ج اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑤

ظاہر کرتے ہیں وہ تو جاننے والا ہے دلوں کی بات ہے

سا تمہید برائے اصل مضمون ۱۲ سا تعقیب ذکری کے لئے ہے ۱۲ سا سورت کا پہلا دعویٰ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو ۱۲

سا سورت کا دوسرا دعویٰ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ۱۲

خوبیوں سے آراستہ ہے (روح)، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں محکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات وانجیل کی طرح اس کے بعد کوئی ناسخ کتاب نہیں آئیگی۔ قال ابن عباس ای لم ینسخھا کتاب بخلاف التوراۃ والانجیل (قرطبی ج ۹ ص ۲) ے ۳ ثُمَّ تعقیب ذکری کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں، فُصِّلَتْ جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے آبدار موتی پرو کر اس کے حصے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید، احکام، نصائح اور واقعات کو ذکر کیا گیا ہے کالعقد المفصل بالفرائد التی تجعل بین اللآلی ووجہ جعلھا کذلک اشتمالھا علی دلائل التوحید والاحکام والمواعظ والقصص (روح ج ۱۱ ص ۲۰۴ ومدارک ج ۲ ص ۱۴۳) امام زجاج، ابن جریر، فراء اور کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ فُصِّلَتْ سے متعلق ہے۔ حوالے آگے آرہے ہیں۔ ے ۴ یہ بھی کِتٰبٌ کی صفت ہے یعنی یہ عظیم الشان کتاب جو محکم اور مفصل ہے حکیم وخبیر کی طرف سے آئی ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کتاب کی یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفتوں کا پرتو ہیں المعنی احکمھا حکیم وفصلھا ای بیّنھا وشرحھا خبیر عالم بکیفیات الامور ففی الآیۃ اللف والنشر المرتب (روح ج ۱۱ ص ۲۰۵) وکذا فی الکبیر۔ ے ۵ یہ پہلا دعویٰ ہے یعنی یہ سورت جس مسئلہ کی تفصیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ اَنْ سے پہلے حرف جار محذوف ہے امام ابن جریر، کسائی اور فراء کے نزدیک اصل میں بِاَنْ تھا اور جار مجرور فُصِّلَتْ کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل ہے ثم فصلت بالا تعبدوا الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وتخلعوا الآلھۃ والانداد (ابن جریر ج ۱۲ ص ۱۰۱) قال الکسائی والفراء ای بالا۔ ای احکمت ثم فصلت بالا تعبدوا الا اللہ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ الخ (قرطبی ج ۹ ص ۳) امام زجاج فرماتے ہیں اَنْ سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای احکمت ثم فصلت لئلا تعبدوا الا اللہ (قرطبی) یعنی قرآن کو

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید می توان گفت پیچیدن سینہ عبارت از آنست کہ فکر ہائے ناصواب و شبہات داہیہ دل خود را اطمینان دہد و عقائد حقہ را فراموش ساز د زیراکہ صدور اینجا بمعنی علوم صدور آمدہ است ۱۲۔

محکم اور مفصل اس لیئے کیا گیا تاکہ تم غیر اللہ کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کا اصل مقصود بالذات مضمون مسئلہ توحید اور نفی شرک ہے۔ والتقدیر۔ کتاب احکمت اٰیاتہ ثم فصلت لاجل الا تعبدوا الا اللہ، واقول ھٰذا التاویل یدل علی انہ لا مقصود من ھٰذا الکتاب الشریف الا ھٰذا الحرف الواحد فکل من صرف عمرہ الی سائر المطالب فقد خاب وخسر (کبیر ج ۵ ص ۳۱۰) انی لکم منہ الخ ای قل یا محمدؐ للناس (ابن جریر)

۶ یہ اور ثم توبوا دونوں اَلَّا تَعْبُدُوْا پر معطوف ہیں۔ اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور آئندہ کیلئے ان گناہوں (غیر اللہ کی عبادت اور پکار وغیرہ) کے نزدیک نہ جانے کا سچے دل سے عزم کرو۔ یُمَتِّعْکُمْ مَتَاعًا الخ امر کا جواب ہے یعنی اگر تم شرک سے بچو گے اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے رہو گے تو تا زندگی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہو گے قال الزجاج یبقیکم ولا یستأصلکم بالعذاب کما استأصل اھل القرٰی الذین کفروا (روح ج ۱۱ ص ۲۰۵) وَیُؤْتِ الخ یہ یُمَتِّعْکُمْ پر معطوف ہے اور صالح اور زیادہ نیک اعمال بجالانے والے کو اس کے اعمال صالحہ کی جزا در دنیا و آخرت میں عطا فرمائے گا۔ **۷** یہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع کا صیغہ ہے اور ایک تا تخفیفاً ساقط ہے اصل میں اِنْ تَتَوَلَّوْا تھا (مدارک ج ۲ ص ۱۳۶ و روح) یا یہ ماضی کا صیغہ ہے مگر اس صورت میں فار جزائیہ کے بعد لفظ قُلْ محذوف ہوگا ای فقل یا محمدؐ انی اخاف علیکم الخ (خازن ج ۳ ص ۲۱۶) اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا

اور کوئی نہیں ؎ چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ

اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے

مُّبِيْنٍ ۝۶ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ

کھلی کتاب میں ف ف۱ اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین

سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ

چھ دن میں ؎ اور تھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ

کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے ؎ کہ تم اٹھو گے

مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ

مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں

اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

مگر جادو ہے کھلا ہوا اور اگر ؎ ہم روکے رکھیں ان سے عذاب کو

اِلٰۤی اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ

ایک مدت تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک دیا عذاب کو سنتا ہے جس

يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

دن آئے گا ان پر نہ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیرے گی ان کو وہ چیز جس پر

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا

ٹھٹھے کیا کرتے تھے اور اگر ہم چکھا دیں ؎ آدمی کو اپنی طرف سے

رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ

رحمت پھر وہ چھین لیں اس سے تو وہ ناامید

دوسرا دعویٰ

اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

۸ یہ سورت کا دوسرا دعویٰ ہے جو پہلے دعوے کے لئے بمنزلۂ علت ہے یعنی چونکہ سب کچھ جاننے والا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا رازق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ مشرکین جب آیات قرآنیہ اور دلائل توحید سنتے تو ان پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا اور ان کے سینوں میں وہی کفر و شرک کی نجاست باقی رہتی ان میں سے کچھ بطور نفاق ایمان کو ظاہر کر دیتے اور ان کے دل کفر و شرک اور عداوت اسلام سے لبریز ہوتے اور ان کا خیال تھا کہ عداوت تو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے بھلا اسے کون معلوم کر سکتا ہے، نیز ان کا گمان تھا کہ جب وہ دروازے بند کر کے اور پردے لٹکا کر اور اپنے سینوں کو کپڑوں سے چھپا کر پوشیدہ طور پر اسلام کے خلاف عداوت رکھیں اور منصوبے بنائیں گے تو اس کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ روی ان طائفۃ من المشرکین قالوا اذا اغلقنا ابوابنا وارسلنا ستورنا واستغشینا ثیابنا وثنینا صدورنا علی عداوۃ محمدؐ فکیف یعلم بنا (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۵)، وہ اپنے سینوں کو دہرا کر کے اور خود کو کپڑوں میں لپیٹ کر اپنے دل کا کفر اور عداوت چھپانا چاہتے ہیں مگر ان تدبیروں کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے علانیہ اور ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح وہ ان کے پوشیدہ اور خفیہ اعمال سے بھی باخبر ہے یہاں تک کہ ان کے دلوں کے چھپے بھید بھی اسے معلوم ہیں۔ لیکن صحیح ترین بات وہی ہے جو حضرت ابن عباس نے فرمائی ہے کہ یہ آیت بعض مسلمانوں

موضح قرآن ف جہاں ٹھہرتا ہے بہشت و دوزخ، جہاں سونپا جاتا ہے اس کی قبر اور روزی اس کی سو دنیا میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در لوح محفوظ نوشتہ شد۔ مترجم گوید مستودع جائی است کہ بغیر اختیار آنجا نگاہداشتہ بوند مانند رحم و مستقر جائی است کہ باختیار خود می ماند مثل خانہ ۱۲۔

کے بارے میں نازل ہوئی جن پر حیا کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ استنجا، جماع اور دیگر ضروریات بشری کے وقت بدن کو ننگا کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے۔
اس پر اللہ نے فرمایا کہ بدن کھولتے وقت وہ خدا سے شرم کی وجہ سے جھک جاتے ہیں تو کیا جب وہ کپڑے پہنے ہوتے ہیں اس وقت اللہ ان کو نہیں دیکھتا؟ (صحیح بخاری) **ف۹**
اور زمین پر رہنے والی ہر ذی روح مخلوق کی روزی بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی سب کا رازق ہے اللہ تعالیٰ نے محض تفضلاً سب کی روزی اپنے ذمہ لی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ
پر کوئی چیز واجب نہیں۔ وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا اور ہر ایک کے مستقر و مستودع کو بھی جانتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

گَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ
ناشکر ہوتا ہے اور اگر ہم چکھا دیں اس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچی تھی اس کو
لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾
تو بول اٹھے دور ہوئیں برائیاں مجھ سے تو اترانے والا شیخی خورا ہے
اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
مگر جو لوگ ف۱۲ صابر ہیں اور کرتے ہیں نیکیاں ان کے واسطے
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا
بخشش ہے اور ثواب بڑا سو کہیں تو چاہ چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیز اس
يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا
میں سے جو وحی آئی تیری طرف اور تنگ ہوگا اس سے تیرا جی اس بات پر کہ ف۱۳ وہ
لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ
کہتے ہیں کیوں نہ اترا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو
اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار کیا کہتے ہیں کہ
افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ
بنا لایا ہے قرآن کو ف۱۴ کہدے کہ تم بھی لے آؤ دس سورتیں ایسی بنا کر
وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم
صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ
سچے ہو ف۱۵ پھر اگر نہ پورا کریں ف۱۶ تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن
اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
تو اترا ہے اللہ کی وحی سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب تم

ف۱۲ بشارت اخروی ۱۲
ف۱۳ سورت کا تیسرا دعویٰ مایحی یعنی رسالت توحید کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے ۱۲
ف۱۴ شکویٰ ۱۲
ف۱۵ جواب شکویٰ ۱۲
ف۱۶ متعلق بجواب شکویٰ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مستقر سے زندگی میں
دن یا رات کو رہنے کی جگہ اور مستودع سے مرنے کے
بعد دفن ہونے کی جگہ مراد ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا قول
ہے مستقر سے ماں کا رحم اور مستودع سے جائے دفن مراد
ہے (خازن)۔ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ہر چیز کتاب مبین
میں موجود ہے کتاب مبین سے لوح محفوظ یا علم الٰہی مراد ہے
قال الزجاج المعنى ان ذلك ثابت فی علم الله تعالیٰ
ومنهم من قال فی اللوح المحفوظ (کبیر ج ۱۷
ص ۱۸۶)۔ **ف۱۰** زمین و آسمان کو اللہ نے صرف چھ دن میں
پیدا کیا جو اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔ وَكَانَ
عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ماضی بمعنی حال ہے اور عرش کا پانی پر
ہونا کمال قدرت اور استغناء تام سے کنایہ ہے یہ مطلب
نہیں کہ وہ پہلے قادر و غنی تھا اور اب نہیں بلکہ مطلب
یہ ہے کہ وہ اب بھی ان صفات سے متصف ہے ماضی
کا بمعنی حال استعمال عام ہے یا عرش کا پانی کے اوپر
ہونا حقیقی معنوں پر محمول ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کمال
قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے فيه دلالة على كمال
القدرة من وجوه الاول ان العرش مع كونه اعظم
من السموات والارض كان على الماء فلولا انه تعالیٰ
قادر على امساك الثقيل بغير عمد لما صح ذلك
(کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۱)۔ **ف۱۱** یہ شکویٰ ہے ان مشرکین
کی ضد کا بھی کوئی کنارہ نہیں یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات
کا خالق و مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر بھی
مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا صاف انکار کرتے ہیں
اور اس حقیقت کو باطل اور کذب قرار دیتے ہیں سِحْرٌ
مُّبِيْنٌ۔ یہاں سحر کا متبادر معنی جادو مراد نہیں بلکہ یہاں
وہ بمعنی باطل اور کذب ہے ای غرور باطل لبطلان
السحر عندهم (قرطبی ج ۹ ص ۹) ای باطل مبین
(کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۲)۔ **ف۱۲** یہ بھی شکویٰ ہے منکرین معاندین

پر عذاب آنے کا وقت مقرر ہے لیکن وہ کہتے ہیں جب ہم انکار پہ انکار کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے۔ اَلَا يَوْمَ
يَاْتِيْهِمْ الخ جواب شکویٰ ہے ان معاندین پر عذاب تو ضرور آئے گا اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا لیکن اپنے وقت پر آئے گا اور جب آ گیا انہیں چھوڑے گا نہیں
اور وہ اپنی بداعمالیوں اور دین اسلام، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے استہزاء و تمسخر کا خوب مزہ چکھ لیں گے۔ **ف۱۳** یہ زجر ہے اور الانسان سے مشرک
انسان مراد ہے فرمایا جب ہم مشرکوں کو رحمت سے نوازتے ہیں اور دنیوی آرام و راحت اور فراخیٔ عیش کا ان پر دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ
سب کچھ ان کے خود ساختہ معبودوں کی مہربانی ہے۔ پھر جب ہم ان کے آرام و عیش کو تکلیف اور تنگدستی سے بدل دیتے ہیں تو وہ اپنے معبودوں سے مایوس

فتح الرحمٰن **ف۱** نخست بدہ سورہ تحدی واقع شد چوں از ان عاجز شدند بیک سورہ تحدی فرمود ۱۲۔

ہوجاتے ہیں اوران کا عقیدہ ڈانواں ڈول ہوجاتا ہے اور وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود تو کچھ نہیں کرسکتے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگ جاتے ہیں وَلَئِنْ
اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ الخ لیکن جب پھر ہم اس کی تکلیف، تنگدستی اور مصیبت وغیرہ دور کرکے اسے دوبارہ راحت وعیش سے ہمکنار کردیتے ہیں تو وہ ہماری ناشکری کر
کے اس انعام واکرام کو اپنے معبودوں کی طرف منسوب کرکے کہتا ہے کہ ان کی مہربانی سے مصیبتیں ٹل گئی ہیں جیساکہ سورۂ زمر میں فرمایا وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْۤا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا الآیۃ (زمر ع ۱)

مُّسْلِمُوْنَ ⑭ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ
حکم مانتے ہو ۔ جو کوئی چاہے دنیا کی زندگانی ف۱ اور
زِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَهُمْ فِیْهَا
اس کی زینت بھگتا دیں گے ہم ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں
لَا یُبْخَسُوْنَ ⑮ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ
کچھ نقصان نہیں ف۱ یہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں
اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا
آگ کے سوا اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور خراب گیا جو
یَعْمَلُوْنَ ⑯ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَیَتْلُوْهُ
کما یا تھا ۔ بھلا ایک شخص جو ہے ف۲ صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے
شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤی اِمَامًا وَّ
ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ تھی موسیٰ کی کتاب رستہ بتلاتی اور
رَحْمَةً ؕ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ
بخشواتی (اوروں کے برابر ہے) یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اس سے ف۳ سب
الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ ۗ
فرقوں میں سے سو دوزخ ہے ٹھکانا اس کا سو تو مت رہ شبہ میں اس سے
اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑰
بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے ف۱
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓىِٕكَ
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ف۲ جو باندھے اللہ پر جھوٹ وہ لوگ
یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَیَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ
روبرو آئیں گے ف۳ اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے ف۱ یہی ہیں جنہوں نے

[حاشیہ:] ۱۳ زجر مع تخویف اخروی ۱۲ ۔ ۱۴ سورت کا چوتھا دعویٰ مسئلہ وضع ہے ۔ منکرین بعض عنادا ور ضد کی وجہ سے نہیں مانتے ۱۲ ۔ ۱۵ قرآن مجید ۱۲ ۔ مرجع ای عن التوحید ۔ ۱۸ زجر مع تخویف اخروی ۱۲ ۔ تسلی وانکار اور انبیاء علیہم السلام ۱۲

اسی طرح سورہ حم السجدہ (ع ۶) میں فرمایا ۔ لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ۔ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ الآیۃ ۔ یعنی مشرک انسان اپنے معبودان باطلہ سے حاجات مانگتا ہوا تھکتا نہیں اور اگر اسی دوران میں اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنے معبودوں سے ناامید ہوجاتا ہے اس کے بعد اگر ہم اس کی مصیبتیں دور کرکے اسے راحت کی زندگی سے بہرہ ور کردیں تو ہمارا شکر ادا کرنے کے بجائے کہتا ہے مجھے معلوم تھا کہ اگر میں ان معبودوں کی نیازیں دوں گا تو میری مشکلیں آسان ہوجائیں گی اور مجھ پر بھلے دن آجائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ **۱۴ف** یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے ۔ الا بمعنی لکن ہے یعنی وہ ایمان والے جو اللہ ہی کو کارساز اور متصرف ومختار سمجھ کر مصائب وشدائد میں پکارتے اور ہر حال میں صبر کرتے اور اللہ کی عبادت وپکار میں لگے رہتے ہیں ۔ یعنی المؤمنین مدحهم بالصبر علی الشدائد ... ای لکن الذین صبروا وعملوا الصّٰلحٰت فی حالتی النعمۃ والمحنۃ (قرطبی ج ۹ ص ۱۱) (اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا) فی المحنۃ والبلاء (وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) وشکروا فی النعمۃ والرخاء (مدارک ج ۲ ص ۱۳۹)

تیسرا دعویٰ

مَا یُوْحٰی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

۱۵ف یہ تیسرے دعوے کا بیان ہے اگر مسئلہ توحید بیان کرنے پر مشرکین طرح طرح کے طعن اور اعتراض کریں تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے کی کوشش کریں مثلاً وہ کہیں کہ اگر یہ پیغمبر خدا ہے تو اس کے پاس دولت دنیا کے خزانے کیوں نہیں یا اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں آیا جو لوگوں میں اس کی صداقت کا اعلان کرتا پھرے ۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی باتوں سے آپ تنگدل اور آزردہ خاطر ہو کر مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ (مسئلہ توحید) کے بعض پہلوؤں کو بیان ہی نہ کریں ۔ آپ ان کے مطاعن واعتراضات کی پرواہ نہ کریں اور مسئلہ کھول کر بیان کریں اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِیْرٌ آپ کی ذمہ داری اور ڈیوٹی صرف تبلیغ وانذار ہے اگر وہ نہیں مانتے تو ان کو سزا دینا اللہ کا کام ہے وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے یعنی لیس علیک الا الانذار بما یوحی الیک ولا علیک شیٔ ان ردوا او اقترحوا او قالوا ائت بقراٰن غیر ھذا فما بالک تترک بقولھم (وکیل) یحفظ ما یقولون فیجازیھم (مظہری ج ۵ ص ۶۲) **۱۶ف** ان مصدریہ ہے اور اس سے پہلے حرف جار مقدر ہے اور وہ ضَآئِقٌ کے متعلق ہے ای من ان یقولوا او لان یقولوا یا اس سے پہلے مضاف محذوف

موضح قرآن ف۱ گواہی پہنچتی ہے یعنی دل میں اس دین کا نور اور مزہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ثواب صدقہ وصلہ رحم کہ از کفار بوجود می آید در دنیا میدہند بتوسیع رزق وصحت بدن ۱۲ ف۲ یعنی کرام کاتبین ۱۲ ۔

ہے اَیْ کَمَا ھِیَ اَنْ یَّقُوْلُوْا (قرطبی ج ۹ ص۱۷) اس صورت میں وہ ضائق کا مفعول لہ ہوگا۔ ۱۷ یہ شکوی ہے۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ دعوی (کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں)، تو مانتے نہ تھے اور الٹا اکثر یہ الزام دہرایا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قرآن اپنے پاس سے بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں ہے قُلْ فَاْتُوْا الخ یہ جواب شکوی ہے فرمایا آپ جواب میں کہہ دیں اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل لسان ہو اور دنیا تمہاری فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتی ہے اور پھر اس کام میں اپنی مدد کے لئے اللہ کے ماسوی جس جس سے کام لے سکتے ہو اس کو بلا لو اور اپنی اجتماعی طاقت سے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کر لو۔ ۱۸ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ لکم کی ضمیر مومنین کے لئے ہے اور فَاعْلَمُوْا کی مشرکین کے لئے اور قل مقدر ہے ای فقل اعلموا یعنی اگر مشرکین یہ معارضہ اور چیلنج قبول نہ کریں اور قرآن کا مثل پیش نہ کر سکیں تو آپ ان سے فرما دیں کہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن میرا ساختہ پرداختہ نہیں بلکہ اللہ نے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ توحید کو مان لو وہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی نہیں مانو گے؟ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ انما انزل پر معطوف ہے۔ یا لکم کی ضمیر بھی مشرکین کے لئے ہے یعنی اے مشرکین اگر تمہارے مزعومہ مددگار اور شرکاء تمہاری مدد کے لئے نہ آئیں تو یقین کر لو کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ ایھا الکفار ولم یعینوکم فاعلموا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وانہ لیس مفتری علی اللہ بل ھو انزلہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۳ ص۲۲۲)۔ ۱۹ زجر مع تخویف اخروی۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی میں کمی نہیں کی جاتی جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل ع ۲ میں وارد ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ الاٰیۃ مگر آخرت میں ان کے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں کیونکہ انہوں نے ثواب آخرت کے لئے کیا ہی کچھ نہیں۔ مَا صَنَعُوْا میں ما سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دعا ر و دیگر مشرکانہ اعمال بے کار اور رائیگاں ثابت ہوں گے وہ فی نفسہ باطل ہیں کیونکہ ان کی بنیاد عقیدۂ باطلہ پر ہے۔ یا ما سے مراد اعمال صالحہ ہیں جو اغراض دنیویہ کی خاطر کئے گئے چونکہ مقصود غیر اللہ ہے اس لئے ایسے اعمال باطل اور بے نتیجہ ہوں گے۔ یعنی وبطل ما عملوا فی الدنیا من اعمال البر (وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) لانہ لغیر اللہ (خازن ج ۳ ص۲۲۳)۔ ۲۰ یہ چوتھا دعوی ہے بَیِّنَۃٌ سے عقل سلیم مراد ہے یعنی جو شخص عقل سلیم رکھتا ہو اور دین اسلام اور توحید کی سچائی دلائل عقلیہ سے اس پر واضح اور روشن ہو ای علی برھان من اللہ وبیان ان دین الاسلام حق وھو دلیل العقل (مدارک ج ۲ ص۱۴۱) وَيَتْلُوْهُ

كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ
جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی ناانصاف لوگوں پر جو کہ
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ
روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈھتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ
آخرت سے منکر ف۱ وہ لوگ نہیں ہیں تھکانے والے ف۲ زمین میں
فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ
بھاگ کر اور نہیں ان کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی
يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ
دونا ہے ان کے لئے عذاب نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی
وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
اور نہ دیکھتے تھے ف۱ ھا وہی ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى
اور گم ہو گیا ان سے جو جھوٹ باندھا تھا ف۲ ف۳ اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ
الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
آخرت میں یہی ہیں سب سے زیادہ نقصان میں البتہ جو لوگ ایمان لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ
کام کئے نیک ف۳ اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ
جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے مثال ف۴ ان
الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ
دونوں فرقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا

وقف لازم

ف۱ معبودان باطلہ ۱۲

ف۲ بشارت اخروی ۱۲

ف۳ مشرک و موحد کی مثال ۱۲

موضح قرآن ف۱ گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی۔۔۔۔ خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعوی کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔ ف۲ یعنی اللہ پر جھوٹ بولا کہاں سے لائے، نہ غیب سے سن آتے تھے۔ نہ غیب کو دیکھتے تھے۔ ف۳ یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں ہو گئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید میتوان گفت ہمزۂ استفہام انکاری محذوف است یعنی آیا نمی توانستند شنید و آیا نمی دیدند واللہ اعلم ۱۲۔

ای ویلحقہ ویتبعہ اور شَاھِدٌ سے مراد قرآن ہے اور مِنْہُ کی ضمیر لفظ جلالت سے کنایہ ہے ای من اللہ یعنی عقل سلیم کے ساتھ پھر قرآن بھی مسئلہ توحید کی حقانیت پر شاہد ہے۔ (مدارک) وَمِنْ قَبْلِہٖ اور پھر اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) موجود ہے جو بنی اسرائیل کے لئے دین کی راہنما اور اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی وہ بھی اس مسئلہ میں قرآن سے متفق ہے۔ یہاں من کا جواب محذوف ہے ای ایبقی لہ موضع شبھۃ یعنی جس شخص کے پاس عقل سلیم بھی ہو اور قرآن اور تورات کی شہادت بھی تو کیا اس کے لئے مسئلہ توحید میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش باقی رہے گی۔ اُولٰٓئِكَ

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۴ وَلَقَدْ
کیا برابر ہے دونوں کا حال پھر تم غور نہیں کرتے اور ہم نے
اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۵
بھیجا ۲۵ نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تم کو ڈر کی بات سناتا ہوں کھول کر
اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
کہ نہ پرستش کرو اللہ کے سوا میں ڈرتا ہوں تم پر دردناک
يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝۲۶ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
دن کے عذاب سے پھر بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے
مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا
ہم کو تو تو نظر نہیں آتا مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا تیرا مگر
الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا
ہم میں جو پنچ قوم ہیں بلا تامل اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اپنے
مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝۲۷ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ
کچھ بڑائی بلکہ ہم کو تو خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو بولا اے قوم ۲۶ دیکھو تو
اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ
اگر میں ہوں صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس نے بھیجی مجھ پر رحمت
عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا
اپنے پاس سے پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں اس پر اور تم اس سے
كٰرِهُوْنَ ۝۲۸ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ
بیزار ہو ۲۷ اور اے میری قوم نہیں مانگتا ہوں تم سے اس پر کچھ مال میری مزدوری
اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ
نہیں مگر اللہ پر اور میں نہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو ان کو

ع ۲/۲

۱؎ ابتدائے قصہ متعلق بعثت نوح ۱۲

۲؎ دلائل میں سمجھ اور عقل سلیم ۱۲ سے نبوت ۱۲

سے مَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ جس کو اللہ نے عقل سلیم دی ہے وہ عقل سے اس کی صداقت کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقل کے عین مطابق ہے اور پھر قرآن اور تورات بھی اس مسئلہ کے حق میں شاہد ہیں اس لئے شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں لیکن جو لوگ اس کے باوجود اس کو نہ مانیں اور اس کی صداقت میں شک کریں انکا انکار محض ضد وعناد پر مبنی ہے۔ ۲۱؎ یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر تعلیم وتفہیم دوسروں کی مقصود ہے کیونکہ آپؐ سے شک وریب کا صدور محال ہے۔ یعنی جب دلائل عقل ونقل سے ثابت ہو گیا کہ دین اسلام اور مسئلہ توحید حق ہے اس میں شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں تو تمہارے دلوں میں اس کے بارے میں شک کا گذر نہ ہونے پائے اگرچہ معاندین ضد وانکار پر اڑے رہیں۔ ۲۲؎ زجر مع تخویف اخروی تا هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو بلا دلیل عقل ونقل اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے اس کی ذات گرامی پاک اور منزہ ہے مثلاً اپنے خود ساختہ معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب کہنا وغیرہ۔ بان نسب الیہ ما لا یلیق بہ کقولھم الملائکۃ بنات اللہ تعالی اللہ عن ذلك علوا کبیرا وقولھم لالھتھم ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ (روح ج ۱۲ ص ۳۱) ۲۳؎ یہ کفار ومشرکین جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کئے جائیں گے۔ الاشھاد سے فرشتے (مطلقاً یا حفظہ یا کراماً کاتبین)، انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں۔ وہ خدا کے سامنے ان افترا کرنے والوں کے بارے میں شہادت دیں گے کہ یہ دنیا میں اللہ پر افترا کیا کرتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الخ یہ ادخال الٰہی ہے اور اشہاد (گواہوں) کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ ان مشرکین پر خدا کی لعنت ہے اور وہ رحمت الٰہی سے دور ہیں جو دوسرے لوگوں کو بھی راہ توحید سے بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور ان کے دلوں میں شبہات پیدا کرکے ان کو ایمان وتوحید اور طاعت وعبادت سے روک کر شرک ومعاصی کی ترغیب دیتے ہیں۔ یعنی انھم کما ظلموا انفسھم بالتزام الکفر والضلال فقد اضافوا الیہ المنع من الدین الحق والقاء الشبہات وتعویج الدلائل المستقیمۃ (کبیر ج ۵ ص ۱۸) ای یعدلون بالناس عنھا الی الشرك (قرطبی ج ۹ ص ۱۹) ۲۴؎ دنیا میں انہیں فوراً اس لئے نہیں پکڑا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر تھے یا اللہ سے ورے ان کا کوئی کارساز اور نگہبان تھا بلکہ یہ تاخیر اللہ کی حکمت بالغہ پر مبنی تھی۔ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ اب آخرت میں انہیں دوگنا عذاب دیا

موضح قرآن ف اوپری عقل سے یعنی پہلی نظر میں۔

جائے گا دنیا میں وہ حق بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے اور نہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات میں غور و فکر کرتے تھے۔ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ
جن معبودان باطلہ کو انہوں نے خدا کے یہاں سفارشی سمجھ رکھا تھا قیامت کے دن وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔ (وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ) من الآلهة وشفاعتها (روح ج ١٢ ص ٢٣) **٢٥ف** دنیا میں کوئی نیک عمل نہ کیا اور خوش فہمیوں میں مبتلا رہے اور جن مزعومہ معبودوں پر بھروسہ تھا وہ بھی
کام نہ آئے اس لئے لامحالہ آخرت میں وہ سب سے بڑے نقصان و خسران میں رہیں گے۔ **٢٦ف** یہ ماننے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عاجزی کرنے والے
مخلصین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ **٢٧ف** یہ دونوں
فریقوں یعنی مشرکوں اور مؤمنوں کی تمثیل ہے۔ مشرک
کی مثال ایک اندھے اور بہرے شخص کی سی ہے جس طرح
اندھا اور بہرا شخص اشارت اور عبارت سے کوئی فائدہ
نہیں اٹھا سکتا یہی حال مشرکین کا ہے جو اللہ کی آیتوں
سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں وہ نہ آیات الٰہی کو
سننا چاہتے ہیں، نہ دلائل آفاق و انفس کو بنظر غائر دیکھ
کر عبرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس مؤمن
کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دیکھتا اور سنتا ہے اور
عبارت اور اشارت دونوں سے متمتع ہوتا ہے اسی طرح
مؤمن کانوں سے آیتیں سن کر اور آنکھوں سے دلائل
قدرت کو ملاحظہ کر کے ایمان و عمل میں اور زیادہ مضبوط
اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سات قصے مذکور ہیں
جو پہلے تین دعووں سے بطریق لف و نشر مرتب متعلق ہیں۔

پہلا قصہ

٢٨ف یہ پہلا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔
حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بدیں الفاظ
اپنی قوم کے سامنے دعوت الٰہی پیش کی اِنِّیْ لَكُمْ نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ میں اللہ کی طرف
سے ڈرانے والا ہوں ظاہر اور میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ
کے سوا کسی کو مت پکارو، اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز
نہیں۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا میں ان مفسرہ ہے اور
اَرْسَلْنَا یا نَذِيْرٌ کے متعلق ہے یا ان مصدریہ ہے
اور حرف جار مقدر ہے ای بان لا تعبدوا (روح)
اس کے جواب میں قوم نے چار باتیں طنز و اعتراض کے
طور پر کہیں اول مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا تم ہماری
مانند بشر اور انسان ہو اس لئے ہم اپنے جیسے کا اتباع کیوں
کریں دوم وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اور پھر جو لوگ
تمہارے پیچھے لگے ہیں وہ معاشرہ میں گھٹیا پوزیشن والے اور کمین لوگ ہیں ارادوا اتبعك اخساؤنا وسقطنا وسفلتنا (قرطبی ج ٩ ص ٢٣)
ہم ایسے شرفاء نے تم کو نہیں مانا اور جن معمولی لوگوں نے تمہیں قبول کیا ہے انہوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے اور بلاتدبر و تفکر محض اوپرے دل ہی سے مانا ہے
اس لئے ان کا ایمان بھی بے حقیقت اور ناپائیدار ہے ای اتبعك فی بادی الرای ای بلا فکر او فی الظاهر لا فی الحقیقة قاله الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سوم

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (٢٩) وَ
ملنا ہے اپنے رب سے لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو اور
یٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا
اے قوم کون چھڑائے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو ہانک دوں کیا تم
تَذَكَّرُوْنَ (٣٠) وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ
دھیان نہیں کرتے ف اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے
وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَآ
اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں ٢٩ف اور نہ
اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ
کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو اللہ
خَیْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚ اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ
بھلائی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں
الظّٰلِمِیْنَ (٣١) قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
بے انصاف ہوں ف بولے اے نوح ٣٠ف تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت
جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (٣٢)
جھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے
قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ
کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ
بِمُعْجِزِیْنَ (٣٣) وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ
تھکا سکو گے بھاگ کر اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت ٣١ف جو چاہوں کہ
اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۟ۚ
تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہو گا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

مراد جواب سوال مقدر ١٢

نفی تصرف و اختیار از نوح علیہ السلام ١٢

موضح قرآن ف کافروں نے مسلمانوں کو رذالہ ٹھہرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں، بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا۔ جب اس سے ملیں گے
میں اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے مجھ کو اور رذالہ ٹھہرایا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے کسب سے بہتر کمائی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو ف ٢ وہ جو کہتے تھے کہ تم میں ہم
آپ سے بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ نہیں وہ جو اللہ نے مہر کی ہے مجھ پر تمہاری آنکھ سے چھپی ہے۔

وَ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ ؕ قُلۡ اِنِ افۡتَرَيۡتُهٗ
اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۱ کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا ہے قرآن کو کہہ دے اگر میں بنا لایا ہوں
فَعَلَىَّ اِجۡرَامِىۡ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُجۡرِمُوۡنَ ﴿۳۵﴾ ع وَاُوۡحِىَ اِلٰى
تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو ف۲ فا۱ اور حکم ہوا ف۳ فا۲ طرف
نُوۡحٍ اَنَّهٗ لَنۡ يُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِكَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ
نوح کے کہ اب ایمان نہ لاوے گا تیری قوم میں مگر جو ایمان لا چکا
فَلَا تَبۡتَـئِسۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾ ۚ ۖ وَاصۡنَعِ الۡـفُلۡكَ
سو غمگین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور بنا ف۳۶ کشتی
بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ
روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں
اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصۡنَعُ الۡـفُلۡكَ قف وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيۡهِ
یہ بے شک غرق ہوں گے۔ اور وہ کشتی بناتا تھا ف۳۷ اور جب گذرتے اس پر
مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ سَخِرُوۡا مِنۡهُ ؕ قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا
سردار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے
فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡكُمۡ كَمَا تَسۡخَرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ ؕ فَسَوۡفَ
تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو ف۳ اب جلد
تَعۡلَمُوۡنَ ۙ مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَيَحِلُّ عَلَيۡهِ
جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر
عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ
عذاب دائمی یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا ف۳۸ اور جوش مارا تنور نے
قُلۡنَا احۡمِلۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ
کہا ہم نے چڑھا لے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اپنے گھر کے لوگ

ع ۳ / ۱۱ / ۳

وَمَا نَرٰى لَكُمۡ عَلَيۡنَا الخ اور تمہارے اندر ہمیں کوئی ایسی فضیلت بھی نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم تمہیں اپنا پیشوا اور راہنما تسلیم کریں۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور ان کے متبعین کے سینے نور توحید سے منور تھے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی تھی مگر ان کور باطنوں کو یہ فضیلت نظر نہ آئی۔ چہارم بَلۡ نَظُنُّكُمۡ كٰذِبِيۡنَ بلکہ تم تو سب کو جھوٹے سمجھتے ہیں۔ اے نوح تجھ کو دعوائے نبوت میں اور تیرے پیروں کو تیری تصدیق میں۔ **۲۹** حضرت نوح علیہ السلام نے مشرکین کی کٹ حجتی کا نہایت معقول اور متین جواب دیا اے میری قوم! اگر میرے پاس اللہ کی جانب سے اپنے دعوے کی سچائی پر واضح دلائل موجود ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے مجھے نبوت بھی عطا فرمادی ہو اور میں اللہ کے حکم اور اس کی وحی کے مطابق تمہیں توحید کی دعوت دوں۔ مگر بدقسمتی سے ان دلائل و براہین میں تم غور و فکر نہ کرو اور میرے دعوے کی صداقت نہ سمجھ پاؤ تو اب تم خود ہی بتاؤ اس میں قصور کس کا ہے۔ **۳۰** ھا ضمیر کلمۂ توحید یا البینۃ یا رحمۃ کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف محذوف ہے شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وقیل الھاء ترجع الی الرحمۃ وقیل الی البینۃ ای نلزمکم قبولھا الخ (قرطبی ج ۹ ص ۲۵)۔ یعنی یہ تو ناممکن ہے کہ تمہارے دل کلمۂ توحید اور دلائل توحید کو ماننے پر تیار نہ ہوں بلکہ اس سے متنفر ہوں اور ہم جبراً تم سے منوا لیں یہ بات ہماری طاقت و استطاعت سے باہر ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے ھذا استفھام معناہ الانکار ای لا اقدر علی ذلک والذی اقدر علیہ ان ادعوکم الی اللہ ولیس لی ان اضطرکم الی ذلک قال قتادۃ واللہ لو استطاع نبی اللہ لالزمھا قومہ ولکنہ لم یملک ذلک (خازن ج ۳ ص ۲۳۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں اور نہ وہ متصرف و مختار ہیں۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام مختار و متصرف ہوتے تو اپنی ساری قوم کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ **۳۱** میری قوم! اس تبلیغ دعوت پر میں تم سے تنخواہ یا معاوضہ طلب نہیں کر رہا تاکہ تم پر اس کا بوجھ ہو اس کا معاوضہ مجھے اللہ کی طرف سے ملے گا جس کی میں ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ باقی رہی یہ بات کہ تمہاری خاطر میں ان غرباء کو اپنے پاس سے ہٹا دوں جو ایمان لا چکے ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اِنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں اگر میں ایسا کروں تو وہ خدا کے یہاں میری شکایت کریں گے فیشکوننی الیہ ان طردتھم (مدارک ج ۲ ص ۱۴۲)، یا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مقربین بارگاہ الٰہی ہیں اس لئے میں ان کو اپنی مجلس سے کیونکر اٹھا دوں لا اطردھم ولا ابعدھم عن مجلسی لانھم من اھل الزلفی المقربون الفائزون عند اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۲ ص ۴۶)، مگر تم لوگ ہو کہ ایسی جاہلانہ اور سفیہانہ باتیں کرتے چلے جا رہے ہو۔ وَيٰقَوۡمِ مَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ نیز یہ بتاؤ اگر میں تمہاری خواہش پر ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں اور اس کی وجہ سے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے تو اس کی ناراضی سے مجھے کون بچائے گا یعنی کوئی نہیں بچا سکے گا۔ استفہام انکاری ہے۔

موضح قرآن ف۱ یہاں تک جتنے سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کے ملے ایک ان کا نیا دعویٰ تھا سو آگے فرمایا۔ ف۲ حضرت نوح کتاب نہ لائے تھے کہ ان کی قوم یہ بات کہتی۔ ف۳ وہ ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں غرق کا بچاؤ کرتا ہے۔ یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ ایں جملہ زیادہ کردہ شد در وسط قصہ قوم نوح تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین مکہ باحال قوم حضرت نوح ۱۲ ف۲ یعنی تنور غضب الٰہی ۱۲۔

یہ تمہارے معبود تم پجاریوں کے کام نہیں آسکتے تو میرے کس کام آئیں گے افلا تذکرون کچھ تو عقل سے کام لو اور نصیحت وعبرت حاصل کرو۔ ۳۲ یہ تین سوالات مقدرہ کے جوابات ہیں مشرکین کہتے اگر نوح (علیہ السلام) سچا پیغمبر ہے تو اسکے پاس دولت کے خزانے کیوں نہیں اور وہ غیب کی خبریں اور پوشیدہ امور ہمیں کیوں نہ بتاتا نیز وہ بشر ہے اور کھاتا پیتا ہے۔ جواب دیا بیشک اللہ کے خزانوں کا میں مالک نہیں ہوں میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں اور میرا کام تبلیغ و انذار ہے اور نہ میں عالم الغیب ہوں کہ جو بات چاہوں اور جب چاہوں جان لوں اور نہ میں فرشتہ اور ما فوق البشر ہونے کا مدعی ہوں۔ بلکہ میں بشر اور انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے کمال انسانیت کے بلند ترین مقام (نبوت) پر سرفراز فرمایا ہے۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے اور سوالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔ ۳۳ حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں اور معقول دلیلوں سے لاجواب ہو کر قوم کے لوگ بول اٹھے کہ اے نوح! تم نے تو ہمارے ساتھ جھگڑا ہی شروع کر دیا ہے اچھا جاؤ ہم نہیں مانتے اور اگر تمہارے دعوے میں کچھ صداقت ہے تو جس عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو وہ بھی لے آؤ پھر دیکھا جائے گا۔ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ الخ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا عذاب لانا تو میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے اور اپنے وقت پر ضرور آئے گا اور جب آئے گا تم اس سے ہرگز بچ نہیں سکو گے۔ ۳۴ میں تو تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں لیکن اگر تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر جباریت لگا دے اور تمہیں توفیق ہدایت سے محروم کر دے تو میری خیر خواہی سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ شکوی ہے قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ جواب شکوی ہے اگر میں نے اللہ پر افترا کیا ہے تو اس کی سزا مجھے ملے گی مگر یہ میرا افترا کرنا تو غلط ہے اس لئے میری طرف افترا علی اللہ کی نسبت کرنے کا جرم تم پر ثابت ہے جس کی تم ضرور سزا پاؤ گے۔ (اِنِ افْتَرَيْتُهٗ) ای اختلقتہ وافتعلتہ یعنی الوحی والرسالۃ (فعلی اجرامی) ای عقاب اجرامی وان کنت محقا فیما اقولہ فعلیکم عقاب تکذیبی (قرطبی ج ۹ ص ۲۹)۔ ۳۵ یہ قوم نوح علیہ السلام کی تباہی کی تمہید ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو بذریعۂ وحی مطلع کر دیا گیا کہ جن کی قسمت میں ایمان مقدر تھا وہ ایمان لا چکے اور باقیوں میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اس لئے آپ ان کے استہزاء و تمسخر اور تکذیب و ایذاء پر غمگین نہ ہوں اب ان کی ہلاکت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ مبتدعین حضرت نوح علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ ان کو اپنی قوم کی آئندہ نسلوں کے انجام کا علم تھا کہ ان میں اب کوئی بھی ایسا شخص نہیں پیدا ہوگا جو راہ راست پر ہو اور توحید کو قبول کرلے کیونکہ انہوں نے عذاب کی دعا مانگتے وقت کہا تھا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح) اے اللہ اگر تو اس قوم کو اب ہلاک نہیں کرے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرنے ہی

اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ
مگر جس پر پہلے ہو چکا ہے حکم ف۱ اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے
مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۴۰ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا
تھے اس کے ساتھ مگر تھوڑے ف۲ اور بولا ۳۶ سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا
وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۴۱ وَهِيَ تَجْرِيْ
اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ لئے جا رہی تھی
بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ
ان کو لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا
فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ
تھا کنارے اے بیٹے سوار ہو جا ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ
الْكٰفِرِيْنَ ۴۲ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ
کافروں کے بولا ۳۷ جا لگوں گا کسی پہاڑ کو جو بچا لے گا مجھ کو
الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ
پانی سے کہا کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے حکم سے ۳۸ مگر جس پر
رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۴۳
وہی رحم کرے اور حائل ہو گئی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں ف۳
وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ
اور حکم آیا اے زمین ۳۹ نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا
الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ
پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا
بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۴۴ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ
کہ دور ہو قوم ظالم ف۳ اور پکارا نوح نے ۴۰ اپنے رب کو کہا

موضح قرآن ف۱ ہر جانور کا جوڑا رکھ لیا کشتی میں جن کی نسل رہنی مقدر تھی اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی ایک بیٹا کنعان اور اس کی ماں سو ڈوبے اور تین بیٹے بچے جن کی اولاد ساری خلق ہے اور تنور تھا حضرت نوح کے گھر میں طوفان کا نشان بنا رکھا کہ جب اس تنور سے پانی اُبلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو۔ ف۲ اس دن بلند پہاڑ کے بلند درخت بھی ڈوب گئے کہ پرندہ کا بچاؤ نہ تھا۔ ف۳ چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلا پھر چھ مہینے بعد پہاڑوں کے سر کھلے کہ کشتی لگی جودی پہاڑ سے ملک شام میں ہے یہ پہاڑ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی زن نوح و کنعان پسر نوح ۱۲۔

کی کوشش کریں گے اوران کی نسلوں میں کفار و فجار کے سوا کوئی پیدا نہیں ہوگا مگر یہ استدلال سراسر غلط اور قرآن سے بے اعتنائی اور بے خبری کا نتیجہ ہے حضرت نوح علیہ السلام
عالم الغیب ہونے کی وجہ سے یہ بات نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ وحی انہیں اس کی اطلاع دی تھی جیسا کہ آیت زیر تفسیر میں اس کی صراحت موجود ہے ٣٦ بِاَعْيُنِنَا
وَوَحْيِنَا یعنی ہماری حفاظت میں اور ہماری ہدایات کے مطابق کشتی تیار کرو اور ان مشرکین کے بارے میں اب دفع عذاب یا مہلت دینے کی ہرگز سفارش نہ کرنا کیونکہ انہیں
غرق کرنے کا فیصلہ حتمی اور قضاء مبرم ہے۔ ٣٧ يصنع ،کان محذوف کی خبر ہے۔ حذف كان مع بقاء خبر کلام عرب میں جائز ہے لَوْ اور اِنْ کے بعد کان کا
حذف مشہور و معروف ہے يحذفونها ويبقون الخبر بعد
لو وان كثيرًا اشتهر (الفيه ابن مالك)
مشرکین حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر
ان سے استہزاء کرتے کہ یہ کشتی خشک زمین پر کیسے چلاؤ گے
یہاں تو کوئی سمندر یا دریا نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام
نے فرمایا استہزاء کر لو ہمارا وقت بھی آجائے گا جب ہم
دیکھیں گے کہ تم ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں
مبتلا ہو اور ہم محض اللہ کی مہربانی سے اس کشتی میں
اس سے محفوظ ہیں۔ ٣٨ تنور سے یا اس کا حقیقی معنیٰ مراد
ہے یعنی روٹیاں پکانے کا تنور جیسا کہ جمہور کی رائے ہے
والمراد من التنور تنور الخبز عند الجمهور
(روح ج ١٢ صـ٥٢) تنور سے پانی کا نکلنا طوفان کی علامت
تھی۔ یا یہ غضب الٰہی کے جوش میں آنے سے کنایہ ہے۔ وَ
اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ الخ مستثنیٰ کو مجمل رکھا اور اس میں
حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی صراحت نہ کی تاکہ ان کا
دل آزردہ نہ ہو۔ ٣٩ بِسْمِ اللّٰهِ میں باء استعانت
کے لئے ہے۔ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ یہ کشتی محض اللہ کی اعانت
و توفیق سے اپنے سواروں کے ساتھ صحیح و سالم منزل مقصود
پر پہنچ کر لنگر انداز ہوگی۔ وَهِيَ تَجْرِيْ الخ اس سے پہلے
اندماج ہے یعنی تمام مؤمنین اور حضرت نوح علیہ السلام
کے اہل بیت بیوی اور ایک بیٹے کے علاوہ کشتی میں سوار
ہوگئے۔ طوفان زوروں پر آگیا اور کشتی نوح پہاڑ ایسی بلند
وہیب موجوں میں سے اللہ کی حفاظت سے گذر رہی تھی
کہ پرے دور حضرت نوح علیہ السلام کی نظر اپنے بیٹے پر پڑ
گئی۔ یہ بیٹا کنعان مشرک تھا اور کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا
حضرت نوح علیہ السلام نے اسے آواز دی بیٹا اب بھی
وقت ہے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں
کے ساتھ لقمۂ طوفان نہ بنو۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ
حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا مشرک ہونا معلوم
تھا مگر انہوں نے سمجھا کہ اس ہولناک طوفان کو دیکھ کر شاید وہ ایمان لے آئے اس لئے اسے کشتی کی طرف بلایا۔ لیکن بہت سے محققین امام ماتریدی وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ
منافق تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا وہ اسے اپنے دین توحید پر سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کو کشتی میں سوار ہو جانے کو کہا۔ قيل انما ناداه لانه كان
ينافقه فظن انه مؤمن واختاره كثير من المحققين كالماتريدی وغيره وقيل كان يعلم انه كافر الى ذلك الوقت لكنه عليه السلام ظن

رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ ۚ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ
اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے
وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ
اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ف۱ فرمایا اے نوح وہ
لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا
نہیں تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب سو مت
تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ
پوچھ مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ
تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ
نہ ہو جائے تو جاہلوں میں ف۲ بولا اے رب میں پناہ مانگتا ہوں تیری
اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ
اس سے کہ پوچھوں تجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو
وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿٤٧﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ
اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں ف۳ حکم ہوا اے نوح
اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ
اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو
مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ
تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر پہنچے گا ان کو
مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ
ہماری طرف سے عذاب دردناک ف۴ یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ
نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ
کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو ان کی خبر تھی اور نہ تیری قوم کو

مراد مخاطب مومن قوم
برائے بیان حضرت
نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم ١٢

منزل ٣

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک عورت تو ہلاکت میں آچکی اب چاہیے بیٹے کو ہلاکت میں گن چاہیے نجات میں۔ ف۲ آدمی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیئے۔ یہ کام ہے
جاہل کا کہ اگلے کی مرضی نہ دیکھے پوچھنے کی پھر پوچھے۔ ف۳ حضرت نوح نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے بندے کو کیا مقدور ہے چاہیئے
کہ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ ف۴ حق تعالیٰ نے تسلی فرما دی کہ پھر سارے نوع انسان پر ہلاکت نہ آوے گی قیامت سے پہلے مگر بعضے فرقے ہلاک ہوں گے۔

انه عند مشاهدته تلك الاهوال وبلوغ السيل الربي ينزجر عما كان عليه (روح ج ۱۲ ص ۵۹) ۴۰ھ کنعان نے کہا مجھے تمہاری کشتی کی ضرورت نہیں ابھی میں
اس ساتھ والے پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں وہ مجھے اس طوفان سے بچالے گا۔ مشرک لوگ سر آڑے وقت میں غیر اللہ سے آس لگائے رہتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کو بھول جاتے
ہیں۔ کنعان نے بھی اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا بلکہ پہاڑ کی پناہ لینے کی کوشش کی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ ۴۱ھ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا
آج طوفان سے اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکے گا اس لئے پہاڑ وغیرہ کی پناہ بے سود ہے۔ مَنْ رَّحِمَ میں موصول سے ذات باری تعالیٰ مراد ہے گویا کہ یوں کہا گیا لَا عَاصِمَ

ع
مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾
اس سے پہلے سو تو صبر کر البتہ انجام بھلا ہے ڈرنے والوں کا
وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
اور عاد کی طرف ۴۷ھ ہم نے بھیجا ان کے بھائی ہود کو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾
کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے تم سب جھوٹ کہتے ہو
يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى
اے قوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر مزدوری میری مزدوری اسی پر ہے
الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا
جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے قوم گناہ بخشواؤ
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا
اپنے رب سے ۴۸ھ پھر رجوع کرو اس کی طرف چھوڑے گا تم پر آسمان سے دھاریں
وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾
اور زیادہ دے گا تم کو زور پر زور اور روگردانی نہ کرو گنہگار ہو کر
قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ
بولے اے ہود ۴۹ھ تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنے والے
اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ
اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے ہم تو یہی
نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْۗءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ
کہتے ہیں ۵۰ھ کہ تجھ کو آسیب پہنچا یا ہے کسی ہمارے ٹھاکروں (معبودوں) نے بری طرح بولا میں
اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾
گواہ کرتا ہوں اللہ کو ۵۱ھ اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو

منزل ۳

رکوع ۵ ۴ ۹

معانقة۹ الوقف علی فاصبر احسن والیق ۱۲

۱ دوسرا قصہ یعنی اماخوذ عنہ ۱۲ ینز متعلق بدعوی اولیٰ ۱۲
۲ معبودان باطلہ کو عبادت و پکار کے لائق سمجھنا اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ سے ۱۲

یہ مستثنیٰ متصل ہے

الیوم من امر اللہ الا ھو سبحانہ وتعالیٰ اور ضمیر کی جگہ جملہ اظہار شان رحمت کے لئے لایا گیا۔ یا عاصم صیغہ نسبت ہے لابن (دودھ والا) اور تامر (کھجور والا) کی طرح۔ اور موصول سے مرحوم مراد ہے ای لا ذا عصمۃ ای معصوم الا من رحمہ اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۲ ص ۶۰ و مظہری ج ۵ ص ۸۹) یا مستثنیٰ منقطع ہے یعنی آج کوئی بچانے والا نہیں البتہ جس پر اللہ کی رحمت ہوگی وہی بچے گا۔ (الا من رحم) استثناء منقطع والمعنے لکن من رحمہ اللہ معصوم (کبیر ج ۱۷ ص ۲۳۳) وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ الخ اتنے میں طوفان کی ایک لہر نے کنعان کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ۴۲ھ جب تمام مشرکین غرقاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اب وہ پانی باہر نکالنے کے بجائے اپنے اندر اسے جذب کرلے اور آسمان کو بارش برسانے سے رک جانے کا حکم دیدیا ادھر کشتی نوح علیہ السلام جودی پہاڑ کے دامن میں جا رکی۔ یہ پہاڑ موصل یا شام کے علاقے میں ہے۔ ۴۳ھ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ ندا طوفان تھم جانے کے بعد تھی یا جس وقت انہوں نے بیٹے کو غرق ہوتے دیکھا اسی وقت یہ ندا کی۔ یعنی اے اللہ! میرا بیٹا تو میرے اہل بیت سے تھا جن کو طوفان سے بچانے کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا اور تیرا وعدہ بھی برحق ہے اس میں تخلف ناممکن ہے اور تو احکم الحاکمین اور مالک الملک ہے تیرے سامنے کسی کو دم مارنے کی کیا مجال؟ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو مؤمن سمجھتے تھے اسی لئے یہ سوال کیا ورنہ یہ ناممکن ہے کہ وہ دوسرے کافروں کی ہلاکت چاہیں مگر اپنے کافر بیٹے کی سلامتی کے متمنی ہوں۔ لانہ کان عندہ مؤمنا فی ظنہ ولم یك نوح یقول لربہ (ان ابنی من اھلی) الا وذلك عندہ کذلك اذ محال ان یسأل ھلاك الکفار ثم یسأل فی انجاء بعضھم

وکان ابنہ یسر الکفر ویظھر الایمان الخ (قرطبی ج ۹ ص ۴۵) ۴۴ھ فرمایا اے نوح! یہ تیرے ان اہل بیت سے نہیں جن کو نجات دینے کا میں نے وعدہ کیا تھا کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں بلکہ وہ مشرک ہے اس لئے جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے مت سوال کرو۔ دلوں کے بھید تو اللہ جانتا ہے حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے نفاق سے بے خبر تھے اس لئے اس بارے میں سوال کر بیٹھے۔ فاخبر اللہ تعالیٰ نوحا بما ھو منفرد بہ من علم الغیوب ای علمت من حال ابنك ما لم تعلمہ انت الخ (قرطبی) اس آیت سے شفاعت قہری اور غیر اللہ کے مختار و متصرف ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ ہدایت پر لا سکے اور نہ عذاب الٰہی سے اسے بچا سکے۔ ۴۵ھ اصل حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بے محل سوال پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور رحمت کی درخواست کی۔ وَاِلَّا اصل میں وان لا تھا نون کو لام میں ادغام کر دیا گیا۔ ۴۶ھ حضرت نوح علیہ السلام کو سلامتی اور نزول برکات

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٥٥﴾
اس کے سوا سو برائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ
میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا کوئی نہیں زمین پر پاؤں
اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ
دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی ف۲ بے شک میرا رب ہے سیدھی
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٦﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ
راہ پر ف۱۳ ف۲ پھر اگر تم منہ پھیر دو گے تو میں پہنچا چکا تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا
بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا
تھا تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ
تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿٥٧﴾
بگاڑ سکو گے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب ہے ف۱۵ ہر چیز پر نگہبان ف۲
وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور جب پہنچا ہمارا حکم ف۵ بچا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے
مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٨﴾
اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بچا دیا ان کو ایک بھاری عذاب سے ف۱
وَتِلْكَ عَادٌ ڝ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ
اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اس کے رسولوں کو
وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٥٩﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ
اور مانا ف۵ حکم ان کا جو سرکش تھے مخالف اور پیچھے سے آئی ان کو
هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا
اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی سن لو عاد

منزل ۳

کی بشارت دی گئی تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ ان کی استغفار اور طلب رحمت کی درخواست منظور ہو چکی ہے۔ فرمایا اب کشتی سے اترو، تم اور جو نیک اور صالح امتیں تمہاری پشت میں ہیں ہماری سلامتی اور برکات کی مورد ہوں گی اور تمہاری نسل سے جو امتیں توحید کی باغی ہوں گی دنیا میں تو ان کو عیش ملے گی مگر آخرت میں وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ف۴۷ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں حاضر نہ تھے مگر اس کے باوجود آپ ان کے صحیح صحیح حالات بیان کر رہے ہیں یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اللہ کی طرف سے ذریعۂ وحی آپ کو انبیاء سابقین علیہم السلام کے احوال و واقعات بتائے جاتے ہیں۔ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ فَاصْبِرْ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو تبلیغ کی اور ان کی تکلیفیں اٹھائیں آخر کار ان کے دشمن تباہ ہوئے اسی طرح بہتر انجام آپ کا اور آپ کے متبعین کا ہوگا اور آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے۔ ف۴۸ یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے حضرت ہود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں اپنی قوم کو یہ پیغام دیا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ میری قوم صرف خدائے واحد کو پوجو اور صرف اسی کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ یعنی وحدوا اللہ ولا تشرکوا معہ شیئًا فی عبادتہ (خازن ج ۳ ص۲۳) اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ تم اپنے معبودان باطلہ کو دعا اور پکار میں اللہ کے شریک بنا کر اللہ پر افتراء کرتے ہو۔ ف۴۹ شرک کو چھوڑ کر اللہ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اپنے گذشتہ مشرکانہ اعمال و افعال کی اللہ سے معافی مانگو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ تمہیں خوشحال اور عیش و آرام کی زندگی سے ہمکنار کرے گا اور تمہاری جمعیت کو مضبوط بنائے گا۔ الی بمعنی مع ہے۔ ف۵۰ قوم نے انتہائی ضد و عناد سے پیغام توحید کا انکار کیا اور الٹا حضرت ہود علیہ السلام پر طعن کرنے لگے عَنْ قَوْلِكَ میں عن سببیہ ہے۔ قوم نے کہا اے ہود! تم اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو لائے نہیں اس لئے صرف تمہارے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ تم پر ہی ایمان لانے کو تیار ہیں۔ قوم نے فرط عناد و جہالت سے یہ جواب دیا تھا ورنہ توحید کے دلائل واضحہ اور آیات باہرہ ان کے سامنے پیش کی جا چکی تھیں انما قالوہ لفرط عنادھم اولشدۃ عماھم عن الحق وعدم نظرھم فی الاٰیات الخ (روح ج ۱۲ ص۸۱) ف۵۱ یہ مشرکین کا ایک نہایت ذلیل طعن تھا وہ چونکہ اپنے معبودان باطلہ کو متصرف و مختار مانتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے پجاریوں پر خوش ہو کر ان کو نفع پہنچاتے اور اپنے مخالفوں پر ناراض ہو کر ان کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ناراض ہو کر (عیاذًا باللہ) تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے اور تم پر ان کی مار پڑی ہے کہ مجنون کی طرح ہر وقت توحید توحید کی رٹ لگاتے رہتے ہو۔ اعتراك اصابك بعضها لهتنا بسوء بجنون وخبل (مدارک ج ۲ ص۱۶۷) بسوء ای بجنون لسبك ایاها عن ابن عباس وغیرہ (قرطبی ج ۹ ص۵۱) اِنَّكَ شَتَمْتَ

موضح قرآن ف۱ یعنی جو سیدھی راہ چلے وہ اس سے ملے۔ ف۲ یعنی اللہ کے رسول کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کہ اللہ نگہبان ہے۔ ف۳ گاڑھی مار یہی جو دنیا میں آئی یا آخرت کے عذاب سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مالک او است ۱۲ ف۲ یعنی حکیم است ۱۲

الیھتنا فجعلتك مجنونًا وافسد عقلك (کبیر ج۱۸ ص۱۳) **۵۲** مشرکین کے مذکورہ طعن کے جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور تم بھی میری بات سن لو اور گواہ رہنا کہ میں تمہارے معبودوں کو متصرف و مختار اور کارساز ماننے سے بری ہوں اور میں ان کو عاجز و بے بس سمجھتا ہوں اس لئے تم میرے خلاف جو چاہو منصوبہ بنالو مجھے اس کی پرواہ نہیں اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ کیونکہ میرا بھروسہ اور اعتماد اللہ پر ہے جو میرا اور تم سب کا کارساز ہے اور ساری مخلوق اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے اور وہی سب کا مالک ہے۔ ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا یہ قبضہ و تصرف سے کنایہ ہے۔ ای یصرفھا کیف یشاء و یمنعھا عما یشاء (قرطبی ج ۹ ص۵۲) **۵۳** اس کی متعدد ترکیبیں ہیں۔

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ؏ (٦٠) وَ
منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی ف اور
اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
ثمود کی طرف بھیجا ان کا بھائی صالح ۵۸ بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
کوئی حاکم نہیں تمہارا اس کے سوا اسی نے بنایا ہے تم کو زمین سے
وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ
اور بسایا تم کو اس میں سو گناہ بخشواؤ اس سے اور رجوع کرو اس کی طرف
اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ (٦١) قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ
تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا بولے اے صالح ۵۹ تجھ سے تو
فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ
ہم کو امید تھی اس سے پہلے کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پرستش کریں جن کی
اٰبَاۗؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ (٦٢)
پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادے اور ہم کو تو شبہ ہے اس میں جس کی طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ دل نہیں مانتا
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ
بولا اے قوم ۶۰ بھلا دیکھو تو اگر مجھ کو سمجھ مل گئی اپنے رب کی طرف سے
وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ
اور اس نے مجھ کو دی رحمت اپنی طرف سے پھر کون بچائے مجھ کو اس سے اگر
عَصَيْتُهٗ ۣ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ (٦٣) وَيٰقَوْمِ
اس کی نافرمانی کروں سو تم کچھ نہیں بڑھاتے میرا سوائے نقصان کے اور اے قوم
هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ
یہ اونٹنی ہے اللہ کی تمہارے لئے نشانی سو چھوڑ دو اس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں

عَلٰی کا متعلق فعل محذوف ہے ای یدل اور صراطِ مستقیم سے توحید مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ دین توحید کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔ یا صراط مستقیم سے مطلقًا حق مراد ہے یا عدل و انصاف اور عَلٰی کا متعلق کائن وغیرہ محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ حق اور سچائی پر ہے وہ اس سے کبھی بھی عدول نہیں فرماتا۔ یا وہ اگرچہ قادر مطلق ہے لیکن پھر بھی مجرموں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا و سزا دیتا ہے۔ یا ربی سے پہلے مضاف محذوف ہے ای دین ربی یعنی میرے رب کا دین صراط مستقیم ہے۔ ان ربی علی الحق لا یعدل عنه او ان ربی یدل علی صراط مستقیم (مدارک ج ۲ ص۱۴۵) یعنی ان ربی وان کان قادرًا وانتم فی قبضته کالعبد الذلیل فانه سبحانہ وتعالیٰ لا یظلمکم ولا یعمل الا بالاحسان والانصاف والعدل .... وقیل معناہ ان دین ربی ھو الصراط المستقیم (خازن و معالم ج ۳ ص۲۳۵) **۵۴** اگر مشرکین ضد و انکار پر اڑے رہیں اور ماننے پر نہ آئیں تو آپ کہہ دیں میں نے تو اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور حجت خداوندی قائم کر دی اب تمہاری تباہی کا وقت قریب ہے اللہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر کے تمہاری جگہ اوروں کو لائے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اس لئے تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔ **۵۵** آخر قوم ہود پر اللہ کا عذاب آگیا ساری قوم ہلاک ہوئی حضرت ہود علیہ السلام اور جو لوگ ان پر ایمان لا چکے تھے اللہ نے ان کو ایمان کی بدولت اور اپنی رحمت سے بچا لیا اور عذاب سے محفوظ رکھا۔ وَتِلْكَ عَادٌ الخ اس سے چونکہ مشرکین تک کو سمجھانا مقصود ہے اور قوم عاد کا واقعہ ان کے ذہنوں میں آچکا ہے اس لئے تلك سے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسم اشارہ ہمیشہ محسوس مبصر کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اکثر معہود فی الذہن کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ یہاں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سینکڑوں برس پہلے قوم عاد تباہ و برباد ہو چکی تھی اور خارج میں ان کا کوئی وجود نہ تھا مگر اس کے باوجود تلك سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ علی ہذا قبر میں جب میت سے سوال ہوگا مَا تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ ؟ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت حضور علیہ السلام قبر میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معہود فی الذہن کی طرف ہے وَعَصَوْا رُسُلَهٗ ایک رسول کی تکذیب اور نافرمانی تمام رسولوں کے عصیان کو مستلزم ہے اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ **۵۶** انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بجائے انہوں نے اپنے سرکش اور معاند سرداروں کی پیروی کی جو انہیں شرک کی دعوت دیتے اور پیغمبروں کو جھٹلانے کی ترغیب دیتے تھے۔ وَاُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً الایۃ کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہدایت سے محروم رہے اور دنیا و آخرت میں ملعون و مقہور ہوئے۔ **۵۷** یہ تیسرا

موضح قرآن ف ۱ یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے۔ ف ۲ تجھ پر ہم کو امید تھی۔ یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کریگا تو لگا مٹانے۔

قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ سے پیغام توحید قوم کے سامنے پیش کیا هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ
الْاَرْضِ الخ اللہ ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور زمین میں تم کو آباد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بنیادی انعامات کا ذکر کیا تاکہ قوم کے دلوں میں جذبۂ تشکر و امتنان پیدا ہو اور وہ اللہ کی توحید
کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ۵۸ ہر قوم نے اپنے پیغمبر کو نئے سے نیا طعن دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے مسئلہ توحید پیش کیا جو ان کے بگڑے ہوئے
مزاج کے خلاف تھا تو وہ بول اٹھے کہ اے صالح! ہم تو تمہیں بڑا اچھا اور لائق سمجھتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تم اپنی لیاقت و قابلیت سے قوم کو بام عروج پر پہنچا دو
گے اور ہم تو تمہارے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کئے
ہوئے تھے مگر تم نے خلاف توقع اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا
اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ
دیں۔ اَنْ نَّعْبُدَ ای عن ان نعبد — مَا يَعْبُدُ
موصولہ سے مراد معبودان باطلہ۔ مَا تَدْعُوْنَآ موصولہ
سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ ما تدعونا الیه من التوحید
(مدارک ج ۲ ص ۱۴۹) یعنی کیا تو ہمیں اس بات سے منع کرتا
ہے کہ ہم اپنے ان معبودوں کی عبادت کریں جن کی
ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ صاف بات
ہے مسئلہ توحید جس کی تو ہمیں دعوت دیتا ہے اس کے
بارے میں ہمارے دلوں میں بہت شکوک و شبہات
ہیں۔ ۵۹ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو
جواب دیا میری قوم! اگر میرے پاس دعوائے توحید پر
اپنے پروردگار کی طرف سے دلائل موجود ہوں اور اللہ کی جانب
سے مجھ پر مسلسل وحی بھی نازل ہو رہی ہو یعنی میں اللہ کا پیغمبر
بھی ہوں، اور پھر میں تمہاری خواہشات کی پیروی کرنے
لگوں اور اللہ کی توحید کا پیغام چھوڑ کر اس کی نافرمانی کا
مرتکب ہو جاؤں تو تم ہی بتاؤ مجھے اللہ کی گرفت سے کون بچائے
گا۔ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ تم تو مجھے اپنے پیچھے چلا کر
سراسر خسارے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ ۶۰ قوم نے حضرت
صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پتھر
سے ایک اونٹنی نکال دیں تو وہ انہیں سچا نبی مان لیں گے
حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اللہ کے حکم
سے بطور معجزہ اسی وقت پتھر سے اونٹنی نکل آئی تب حضرت
صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اونٹنی ایک معجزہ ہے اور
تمہارے لئے میری سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے، اسکی
خوراک تمہارے ذمہ نہیں وہ اللہ کی زمین میں چل پھر کر
اپنا پیٹ بھرے گی تم اس سے تعرض مت کرنا ورنہ فوراً
اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ فَعَقَرُوْهَا مگر وہ
باز نہ آئے اور ایک آدمی کو اس کے قتل کرنے پر مامور کیا اس نے موقع پا کر اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن تک
گھروں میں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا لو اس کے بعد تمہاری ہلاکت ہے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ای فیه (روح)، ۶۱ جب

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾
اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو بُری طرح پھر تو آ پکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد ف۱
فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ
پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھا لو اپنے گھروں میں تین دن
ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا
یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا پھر جب پہنچا حکم ہمارا بچا دیا
صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ
ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی
يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ
رسوائی سے بے شک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست اور پکڑ لیا
الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ
ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں
جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ
اوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں سن لو ثمود
كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ
منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے ثمود کو ف۲ اور البتہ آ چکے ہیں ف۳
رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ
ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر بولے سلام وہ بولا
سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا
سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا ف۴ پھر جب
رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ
دیکھا ف۵ ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو کھٹکا اور دل میں ان سے

ای غیر مکذوب فیہ ۱۲

ع ۶ — یہ تیسرا قصہ ہے۔ اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت صالح نے قوم نے معجزہ مانگا۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پتھر میں سے اونٹنی نکالی اسی وقت اس نے بچہ دیا اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا۔ حضرت صالح
نے فرمایا کہ اس کی تعظیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا۔ جہاں وہ جاتی کھانے کو یا پینے کو سب جانور بھاگ جاتے۔ اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا ف۲
ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات پڑے سوتے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ وہ کئی شخص فرشتے تھے قوم لوط پر جاتے تھے ہلاک کرنے کو اول حضرت
ابراہیم کے پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی ان کو بی بی سے بیٹا نہ تھا اول حضرت ابراہیم نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں کھانا لائے ۱۲ منہ رح۔

ہمارے عذاب کا معین وقت آپہنچا تو ہم نے صالحؑ اور اس کے مؤمن ساتھیوں کو محض اپنی رحمت سے نجات دی اور اس دن کی ذلت و رسوائی سے ان کو بچا لیا وَ اَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الخ اور ظالم (مشرک) لوگ ایک ہی آسمانی چیخ سے اپنے گھروں میں اس طرح ڈھیر ہو گئے گویا کہ وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ہے اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی توحید کا انکار کرنے والوں کا انجام۔ ۶۲ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے وہ چونکہ انسانی شکلوں میں تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں نہ پہچان سکے اور یہی سمجھا کہ ان کے پاس کوئی آدم زاد مہمان آگئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور بچھڑے کا گوشت تل بھون کر لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ باَں شان خلّت غیب داں نہ تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ فرشتے ہیں اور فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔ نَکِرَھُمْ یعنی ان کو نہ پہچانا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرشتوں کو نہ پہچان سکنے کی صراحت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ فرشتے بھی عالم الغیب نہیں ورنہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھانا تیار کرانے سے روک دیتے۔ فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ وہ کھر کس لئے جا رہے ہیں۔ قال الطیبی لو عرفھم بانّھم ملٰئکۃ لم یحضر بین ایدیھم الطعام (روح ج ۱۲ ص ۹۶) ۶۳ جب انہوں نے تلے ہوئے بچھڑے کا دستر خوان اپنے "مہمانوں" کے سامنے لا کر رکھا تو انہوں نے کھانے کے لئے دستر خوان کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خوف سا پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ بُرے ارادے سے نہ آئے ہوں کیونکہ اس وقت کا دستور تھا کہ جس شخص سے کسی برائی کا ارادہ ہوتا اس کے گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے وکانوا اذا راوا الضیف لا یاکل ظنوا بہ شرًّا (قرطبی ج ۹ ص ۶۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آثار خوف دیکھ کر فرشتے بول اٹھے کہ آپ ڈریں نہیں ہم تو فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب لے کر آئے ہیں۔ فرشتوں کی اس وضاحت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ ۶۴ فَضَحِکَتْ فَبَشَّرْنٰھَا فا ر دونوں میں تعقیب ذکری کے لئے ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں تھا فبشرنٰھا فضحکت یعنی ہم نے اس کو بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ خوشی سے ہنس پڑی ان ھذا علی التقدیم والتاخیر والتقدیر وَامرأتہ قائمۃ فَبَشَّرْنٰھَا باسحٰق فضحکت سرورًا

خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۷۰
ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی ف

وَامْرَاَتُهٗ قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ
اور اس کی عورت کھڑی تھی ۶۳ تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحٰق کے

وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۷۱ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا
پیدا ہونے کی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی ف۲ بولی ۶۵ اے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی اور میں

عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ ھٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۷۲
بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب بات ہے

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ
وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے ۶۶ اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں

عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۷۳ فَلَمَّا ذَهَبَ
تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا پھر جب جاتا رہا

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ
ابراہیم سے ڈر ۶۷ اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے

قَوْمِ لُوْطٍ ۷۴ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۷۵
قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم ۶۸ تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا ف۳

يٰٓـاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ
اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آچکا حکم تیرے رب کا

وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۷۶ وَلَمَّا جَاۗءَتْ
اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا اور جب پہنچے ۶۹

رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْۗءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ ھٰذَا
ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج

بسبب تلک البشارۃ فقدم الضحک ومعناہ التاخیر (کبیر ج ۵ ص ۱۹) یہ واقعہ سورۂ ذاریات میں واقعی ترتیب سے مذکور ہے یہاں اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ ذاریات میں سب سے پہلے فرشتوں کی آمد کا ذکر ہے اس کے بعد بیٹے کی خوشخبری کا پھر اس کے بعد زوجۂ ابراہیم علیہ السلام کے اظہار تعجب کا ذکر ہے۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ، فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا الآیۃ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی آمد کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا وہ قوم لوط پر عذاب لیکر آئے ہیں۔

موضح قرآن ف۱ ان کے ساتھ جو عذاب تھا اس کا ڈر پڑا ان کے دل پر ۱۲ منہ رح ف۲ اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہو کر ہنس پڑیں حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سنائیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ حضرت لوط انہی کے بھیجے گئے تھے اس قوم میں جب سنا کہ ان پہ عذاب آیا ترس کھا کر سفارش کرنے لگے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی بسبب خوشوقتی از ہلاک قوم لوط واللہ اعلم ۱۲

يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَ
دن بڑا سخت ہے ف۱ و۱ اور آئی اس کے پاس اس کی قوم ۲ دوڑتی بے اختیار اور
مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ
آگے سے کر رہے تھے برے کام بولا اے قوم
هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا
یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت
تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿٧٨﴾
رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک چلن ف۲
قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ
بولے تو تو جانتا ہے ۳ ہم کو تیری بیٹیوں سے کچھ غرض نہیں اور
اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً
تجھ کو تو معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں کہنے لگا کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا
اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ
یا جا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ میں مہمان بولے اے لوط ۴ ہم بھیجے ہوئے ہیں
رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ
تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ
الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ
رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر عورت تیری کہ اس کو
مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ
پہنچکر رہے گا جو ان کو پہنچیگا ان کے وعدے کا وقت ہے صبح
اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا
کیا صبح نہیں ہے نزدیک ف۳ پھر جب پہنچا ۵ حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۔ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ الآیہ (ذاریات ع۲) **٦٥** حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی خوشخبری سن کر بہت حیرت وتعجب کا اظہار کیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ سن ایاس میں داخل ہوچکی تھیں اور اس عمر میں ان کے بیٹا پیدا ہونا خلاف توقع تھا پھر اس کے ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر بھی اس کی متقاضی نہ تھی بقول حضرت مجاہد حضرت سارہ کی عمر ننانوے برس تھی اور بقول بعض نوے برس جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال یا بقول بعض ایک سو سال تھی (قرطبی) **٦٦** فرشتوں نے حضرت سارہ کا تعجب دیکھ کر کہا کیا آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں اور اسکی قضاء وقدرت پر حیران ہوتی ہیں؟ اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں اے اہل بیت نبوت! یہ تم پر اللہ کی رحمت و برکت ہے اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وہ صفات جمالیہ ونعوت جلالیہ کا مالک ہے وہ رحمت و برکت بھی دیتا ہے اور سرکشوں کو سزا بھی دے سکتا ہے۔ یہ آیت وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ کی مانند جامع صفات باری تعالے ہے۔ **٦٧** جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف جاتا رہا اور بیٹے کی خوشخبری مل گئی تو اب فرشتوں سے ان کی آمد کا مقصد پوچھا جب انہوں نے بتایا کہ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ہم قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں تو يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ انہوں نے ہم سے قوم لوط کی سفارش کرنا شروع کر دی کہ اللہ! ان کو کچھ اور مہلت دی جائے شاید وہ سمجھ جائیں۔ قصے کی واقعی ترتیب سورۂ ذاریات میں ہے کما مر اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ابراہیم علیہ السلام بہت تو صلے والے، نرم دل اور اللہ کی طرف انابت ورجوع کرنیوالے تھے انہی اوصاف کی بنا پر قوم لوط کو مہلت دینے کی سفارش کرنے لگے۔ **٦٨** اس سے پہلے قلنا محذوف ہے جب کسی گذشتہ واقعہ میں صیغہ امر کا ذکر ہو تو اس سے پہلے قلنا محذوف ہوتا ہے۔ ہم نے ابراہیم سے کہا اس بات کو جانے دو اور ان کی سفارش نہ کرو کیونکہ ان کی ہلاکت کا وقت آچکا ہے اب وہ ہمارے عذاب سے لامحالہ تباہ و برباد ہوں گے اب ان سے ہمارا عذاب ہرگز نہیں ٹل سکتا۔ یعنی ان العذاب الذی نزل بھم غیر مصروف عنھم ولا مدفوع عنھم (خازن ج۳ ص۲۴۲) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اس سے اپنی مرضی کے مطابق بات منوا سکے۔ **٦٩** یہ پانچواں واقعہ ہے اور دوسرے دعوے ہی سے متعلق ہے۔ جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر انہیں دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور اپنے کو کمزور اور بے بس محسوس کیا۔ یا دل میں ان کی آمد کو ناپسند کیا۔ ذرع کے معنی اصل میں فراخی کے ہیں یہاں سینے یا طاقت سے کنایہ ہے۔ ضاق بھم ذرعًا ای طاقۃ د

موضح قرآن ف۱ یہ فرشتے گئے لڑکے بن کر اور حضرت لوط کو اس قوم کی خو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی ۱۲ رحمہ اللہ ف۲ فرشتے مہمان اترے اُن کے گھر اور قوم دیکھ کر دوڑی یہ ان کو بچانے کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینی قبول کرنے لگے لیکن وہ کب مانتے تھے اُس وقت کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے ف۳ ہمارے حضرت کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت شاید یہ وہی اشارت ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی ایشان امارد خوش روئی بودند و عادت قوم معلوم بود پس خوف پیدا شد واللہ اعلم ۱۲۔

جُھَنَّ ا (روح ج ۱۲ ص۱۵۰) وضاق بھم ذرعًا ای ضاق صدرہ بمجیئھم وکرھہ (قرطبی ج ۹ ص۷۴) اس واقعہ سے حضرت لوط علیہ السلام کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو انہیں غم کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فرشتوں پر قوم کی دست درازی ناممکن تھی۔ **ف۷۰** حضرت لوط علیہ السلام کا خدشہ درست نکلا جب قوم کے غنڈوں کو ان کے پاس خوبصورت نوجوانوں کی آمد کا علم ہوا تو بری نیت سے ان کی طرف بے اختیار لپکے کیونکہ وہ پہلے ہی سے خلاف فطرت فعل کے عادی تھے۔ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو معقول طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی اور فرمایا نادانو!

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ
وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کنکر کے
مَّنْضُوْدٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ
تہ بہ تہ نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی
الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ
ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا
بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوائے اور
تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ
نہ گھٹاؤ ماپ اور تول کو میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور
اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿٨٤﴾ وَيٰقَوْمِ
ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گھیر لینے والے دن کے اور اے قوم
اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا
پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹا دو
النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٨٥﴾
لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین پر فساد
بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۥ وَمَآ
جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے **ف۸** اور میں نہیں
اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ
ہوں تم پر نگہبان بولے اے شعیب **ف۹** کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھ کو
تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ
یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دیں کرنا

ع ۱۵ / ۷

منزل ۳

(حاشیہ:) یہ بیٹیاں فرمایا ہے اور بیٹیوں سے مراد منکوحہ عورتیں ہیں ۱۲

(حاشیہ:) یہ ما ہے بیچوں کی یا علیحدہ مراد ہے ۱۲

یہ عورتیں جو تمہارے پاس موجود ہیں تمہارے لئے حلال وطیب ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی حدود کو نہ توڑو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی عقل وفہم والا آدمی موجود نہیں۔ جس طرح قوم کا بڑا آدمی اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہہ دیتا ہے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہا۔ نیز ہر پیغمبر اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ عن السدی ان المراد بیناتہ علیہ السلام امتہ ... لان کل نبی اب لامتہ وبہ قال مجاھد وسعید بن جبیر (رح۔ قرطبی) یا حضرت لوط علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں مراد ہیں حضرت لوط علیہ السلام نے بشرط اسلام اپنی بیٹیاں ان سے بیاہ دینے کی پیش کش کی تھی یہ امام زجاج اور حسن بن نفصل کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اسلام کی شرط بھی نہیں تھی کیونکہ اس وقت کافر مرد کا مسلمان عورت سے نکاح جائز تھا من الروح والقرطبی وغیرہما۔ **ف۷۱** وہ چونکہ خلاف فطرت فعل کے عادی ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے جواب دیا کہ عورتوں کی طرف ہمیں کوئی رغبت نہیں تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ معاملہ اختیار سے باہر ہو رہا ہے تو اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کاش مجھ میں تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کوئی ایسی پناہ گاہ ہوتی جس میں اپنے مہمانوں سمیت محفوظ ہو جاتا۔ **ف۷۲** جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا کرب واضطراب دیکھا تو بول اٹھے اے لوط! ان کو آنے دو ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں اور انہیں عذاب الٰہی سے ہلاک کرنے آئے ہیں۔ آپ راتوں رات اپنے اہل وعیال کو لے کر بستی سے باہر چلے جائیں اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اِلَّا امْرَاَتَكَ یہ اَسْرِ بِاَهْلِكَ سے استثناء ہے یعنی اپنی بیوی کو ساتھ مت لے جانا کیونکہ وہ بھی قوم کے ساتھ عذاب سے ہلاک کی جائے گی اور ہلاکت کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ یہ گویا سوال مقدرہ کا جواب ہے ایبقون الی الصبح کیا وہ صبح تک زندہ رہیں گے یعنی ابھی ہلاک کیوں نہیں کئے جاتے؟ فرمایا کیا صبح قریب نہیں؟ یعنی صبح بھی دور نہیں بے فکر رہو وہ صبح کو ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ **ف۷۳** جب عذاب کا مقررہ وقت آ پہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستیوں کی زمین کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر زمین پر دے مارا اور اوپر سے سخت مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔ سِجِّيْلٍ جو مٹی جم کر سخت پتھر کی مانند ہو جائے۔ مَّنْضُوْدٍ تہ بتہ۔ مُّسَوَّمَةً ان پتھروں پر خاص نشان لگے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آسمان سے آئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ہر پتھر پر اس آدمی کا نام کندہ تھا جس کی اس سے ہلاکت مقدر تھی۔

موضح قرآن **ف۱** نقل ہے کہ امانت کے روپے کترلیتے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ف٧٤ یہ چھٹا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ پہلا دعویٰ چونکہ مقصودی ہے اس لئے اس پر شاہد کا اعادہ کیا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اس کے بعد ان کی دوسری کوتاہیوں سے ان کو منع کیا۔ ف٧٥ یہ لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کرکے لوگوں کا حق مار لیتے تھے اس لئے فرمایا تجارت سے جو نفع ہو اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے بچ رہے وہ اس طرح کی بددیانتی کی کمائی سے بہتر ہے اور زیادہ بابرکت ہے بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ کیونکہ ایمان کے بغیر کسی چیز میں خیر و برکت نہیں ای

فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿٨٧﴾

جو کچھ کہ کرتے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن ف

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

بولا اے قوم دیکھو تو ف٧٧ اگر مجھ کو سمجھ آ گئی اپنے رب کی طرف سے اور اس

رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ

نے روزی دی مجھ کو ف٣ نیک روزی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں

اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا

وہ کام جو تم سے چھڑاؤں ف٢ میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک

اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

ہو سکے اور بن آتا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور

اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿٨٨﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ

اسی کی طرف میرا رجوع ہے ف٢ اور اے قوم ف٤ نہ کمائیو میری ضد کر کے یہ کہ

يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ

پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا ہے قوم نوح پر یا قوم ہود پر یا

قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا

قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور ہی نہیں اور گناہ بخشواؤ

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا

اپنے رب سے اور رجوع کرو اس کی طرف البتہ میرا رب ہے مہربان محبت والا بولے

يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ

اے شعیب ف٥ ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو

فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ

ہم میں کمزور ہے اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو تو ہم سنگسار کر ڈالتے اور ہماری

مَا يبقيه الله لكم بعد ايفاء الحقوق بالقسط اكثر بركة واحمد عاقبة مما تبقونه انتم لانفسكم من فضل التطفيف بالتجبر والظلم (قرطبی ج ٩ ص ٨٥) ای بشرط ان تؤمنوا اذ مع الكفر لاخير فی شیء اصلا (روح ج ١٢ ص ١١٦)

ف٧٦ مَا يَعْبُدُ معبودان باطلہ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا یہ مَا يَعْبُدُ پر معطوف ہے یا اس کا عطف اَنْ نَّتْرُكَ پر ہے اس صورت میں حرف نفی مقدر ہوگا - ای اصلٰوتك تأمرك ان لا نفعل الخ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ بطور استہزاء کہا یا حقیقت میں بھی وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو حلیم و رشید (بردبار یا دانا اور سوجھ بوجھ والا) سمجھتے تھے یعنی تو تو بڑا دانا اور سوجھ بوجھ والا ہے اور پھر ہمیں آبائی دین سے روکتا ہے اور اپنے اموال میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے سے منع کرتا ہے۔ ف٧٧ رِزْقًا حَسَنًا نبوت و حکمت مراد ہے۔ (مدارک و روح) میں تمہیں شرک اور بددیانتی سے اپنی مرضی سے نہیں روکتا ہوں بلکہ میں اللہ کا نبی ہوں اور اس کے حکم سے ایسا کرتا ہوں۔ اور میرے پاس توحید کے حق میں اور شرک و بددیانتی کے رد میں واضح دلائل بھی موجود ہیں۔ میں کوئی بات بے دلیل نہیں کہتا۔ اور جن کاموں سے تمہیں منع کر رہا ہوں اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ تمہیں تو ان سے منع کروں لیکن خود ان کاموں کا ارتکاب کر لوں۔ مفسرین کرام نے عام طور پر یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ لیکن اس صورت میں اس کا تعلق مسئلہ توحید سے نہیں رہے گا کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کا دوسروں کو شرک سے منع کرنا اور عیاذاً باللہ خود اس کا ارتکاب کرنا امر محال ہے جس کا ان کے بارے میں وہم بھی نہیں ہو سکتا البتہ ناپ تول سے دوسروں کی حق تلفی سے اس کا تعلق ہوگا یعنی میرا ارادہ یہ نہیں کہ میں تم کو تو دوسروں کی حق تلفی

اور بددیانتی سے دولت کمانے سے منع کروں لیکن خود اس کام میں لگ جاؤں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ حال ہے ای حال کونی داعیا الی مَآ اَنْهٰىكُمْ یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے، شرک اور بددیانتی سے تمہیں روکنے سے میرا مقصد تمہاری مخالفت نہیں بلکہ میں تو حتی الوسع تمہاری اصلاح اور خیر خواہی چاہتا ہوں۔ مگر میری اس خواہش کے پورا ہونے کی توفیق اللہ کے اختیار میں ہے اور یہ مقصد محض اللہ کی تائید اور اس کے ارادے ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ تمام معاملات میں میرا

موضح قرآن ف١ جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کا کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں کو لگیں چڑانے یہی خصلت ہے کفر کی ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف٢ یہ خصلت ہے خدا کے لوگوں کی کہ چڑانے سے برا نہ مانا اور اپنے مقدور بھر سمجھاتے رہے ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی حلال چگونہ سخن شما را شنوم ١٢ ف٢ یعنی نمی خواہم کہ بکار نیک بفرمایم و خود نکنم ١٢۔

بھروسہ اسی پر ہے اور تمام مہمات میں مَیں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس طرح حضرت شیخ رح کی تفسیر پر یہ آیت دونوں مذکورہ مسئلوں سے متعلق ہو جائے گی۔ ۷۸ میری قوم. تم میری مخالفت میں اس قدر سرگرمی نہ دکھاؤ، میری مخالفت تمہیں قوم نوح قوم ہود قوم صالح اور قوم لوط کی طرح اللہ کے عذاب اور اس کے قہر و غضب کا مستحق نہ بنا ڈالے۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ الخ سرکشی نہ کرو اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور اللہ کی توحید کو قبول کرلو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بڑا مہربان اور توبہ کرنے والوں سے محبت کرنے والا ہے۔ ۷۹ حضرت شعیب علیہ السلام کی اس حکیمانہ اور ناصحانہ تبلیغ کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور از راہ عناد کہنے لگے اے شعیب تیری باتیں بالکل بے معنی ہیں ہم انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں اور یاد رکھو تم ہم میں کمزور ہو اور تنہا ہمارے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے ہو اگر ہمیں تمہارے قبیلے کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں کبھی کا قتل کر چکے ہوتے حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کے لوگ مشرکین کے ہم مسلک تھے اس لئے ان کا لحاظ کیا۔ وکان رھطہ من اھل ملتھم فلذلک اظھروا المیل الیھم و الاکرام لھم (مدارک ج ۲ ص ۱۶۰)۔ ۸۰ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے جواب میں فرمایا میری قوم! یہ کس قدر نادانی کی بات ہے کہ میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ معزز و محترم ہے۔ تم میرے قبیلے کا لحاظ کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتے ہو جس کا میں پیغمبر ہوں اور تم نے اللہ کے احکام کو کمال بے اعتنائی سے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ مگر یاد رکھو تمہارا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں اس لئے وہ تمہیں ہر ہر فعل کی پوری پوری سزا دے گا۔ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اچھا تم اپنے موقف پر قائم رہ کر اس کا نتیجہ دیکھ لو میں بھی اپنے موقف پر قائم ہوں۔ عنقریب دیکھ لو گے کہ کون جھوٹا ہے اور کون رسوا کن عذاب سے ہلاک ہوتا ہے۔ ۸۱ آخر وقت موعود پر اللہ کا عذاب آگیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کو اللہ نے بچا لیا اور تمام مشرک ایک آسمانی گرجدار آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل ایسے مردہ پڑے تھے گویا کہ وہ کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ ۸۲ یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید پیش کرنے پر مشرکین و کفار کی طرف سے تکلیفیں آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے برداشت کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذائیں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورۂ اعراف ع ۱۲ تا ۲۰ میں تفصیل سے گذر چکا ہے۔

عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ

نگاہ میں تیری کچھ عزت نہیں بولا اے قوم ۸۰ کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے

اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا

اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر تحقیق میرے رب کے قابو

تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ

میں ہے جو کچھ کرتے ہو اور اے میری قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ

اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کر لوگے کس پر آتا ہے عذاب

يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ

رسوا کرنے والا اور کون ہے جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ

رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ

تاک رہا ہوں ۸۱ اور جب پہنچا ۸۱ ہمارا حکم بچا دیا ہم نے شعیب کو اور جو

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آ پکڑا ان ظالموں کو

الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ

کڑک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے گویا کبھی

يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع ۸ ۱۲

وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو پھٹکار ہے مدین کو جیسے پھٹکار ہوئی تھی ثمود کو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى

اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو ۸۲ اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر فرعون کے اور نہیں بات

یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے ۱۲

فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ

فرعون کی کچھ کام کی   آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن ۵۸۳ پھر پہنچایا اُنکو

النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿٩٨﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ

ان کو آگ پر اور بُرا گھاٹ ہے جس پر پہنچے   اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں

لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿٩٩﴾ ذٰلِكَ

لعنت   اور دن قیامت کے بھی   بُرا   انعام ہے جو ان کو ملا   یہ

مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰي نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّ

تھوڑے سے حالات ہیں ۵۸۴ بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض ان میں سے ابتک قائم ہیں اور

حَصِيْدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

بعض کی جڑ کٹ گئی ف۱ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ۵۸۵ لیکن ظلم کر گئے وہی اپنی جان پر

فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

پھر کچھ کام نہ آئے   ان کے ٹھاکر (معبود)   جن کو پکارتے تھے سوائے

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ

اللہ کے کسی چیز میں   جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا   اور نہیں بڑھایا انکے حق میں سوائے

تَتْبِيْبٍ ﴿١٠١﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰي وَ

ہلاک کرنے کے   اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی   جب پکڑتا ہے بستیوں کو   اور

هِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ

وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں   بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی   ۵۸۶ اس بات

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ

میں   نشانی ہے اس کو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے   وہ ایک دن ہے جس

مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا

میں جمع ہوں گے سب لوگ   اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونے کا   اور اس کو

۵۸۳ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن فرعون جہنم کی طرف اپنی قوم کی قیادت کرے گا۔ جس جگہ میں وہ داخل ہوں گے وہ کس قدر بری ہے یعنی نار جہنم۔ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا یہ دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ دنیا میں بھی ان پر سب کی پھٹکار ہے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔ یہ تحفہ جو دیا گیا کس قدر بُرا ہے۔ **۵۸۴** یہ تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ہم نے ان تمام مشرک قوموں کو ہلاک کر دیا مگر ان کے مزعومہ معبودوں اور خود ساختہ کارسازوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی اور آڑے وقت میں ان کے کام نہ آئے جیسا کہ سورۂ احقاف میں ہے فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً نیز یہ جملہ معترضہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ **۵۸۵** ان قوموں کو ہلاک کرکے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے شرک کرکے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا اور پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو جنہیں وہ اپنا کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الخ یہ تخویف دنیوی ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ اقوام گذشتہ کی تباہی میں آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے عبرت ہے اس دن سب لوگ حساب کتاب کے لئے جمع ہوں گے اور سب موجود ہوں گے کوئی بھی غیر حاضر نہیں ہوگا۔

موضح قرآن

ف۱ قائم ہے اور کٹ گیا یعنی آباد ہے اور اجاڑ

۵۸۶ قیامت کا ایک دن مقرر ہے اس سے پہلے نہیں آئے گی یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ الخ اور جب اپنے وقت پر قیامت آجائے گی اس دن کوئی شخص اللہ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکے گا۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا تخویف اخروی ہے۔ زَفِیْرٌ گدھے کی ابتدائی اور پست آواز۔ شَهِیْقٌ گدھے کی بلند آواز۔ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یہ دوام اور عدم انقطاع عذاب سے کنایہ ہے کیونکہ یہ زمین و آسمان تو وہاں موجود ہی نہ ہوں گے واجری ذلك على عادة العرب فى الاخبار عن دوام الشئ وتابيده (قرطبی ج ۹ ص ۹۹) ۵۸۷ الا بمعنی سوی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لك على الفان الا الالف التی

نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ

ہم دیر جو کرتے ہیں سو ایک وعدے کیلئے جو مقرر ہے ۵۸۶ جس دن وہ آئے گا بات نہ کر سکے گا

نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا

کوئی جاندار مگر اس کے حکم سے سو ان میں بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت سو جو

الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِیْنَ

لوگ بدبخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں ان کو وہاں چیخنا ہے اور دھاڑنا ہمیشہ رہیں

فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب ۵۸۷

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا

بے شک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے ف۱ اور جو لوگ نیک بخت ہیں ۵۸۸

فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ

سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور

الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہاء ف۲

فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا یَعْبُدُوْنَ

سو تو نہ رہ ۵۸۹ دھوکے میں ان چیزوں سے جن کو پوجتے ہیں یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے

اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ

مگر ویسا ہی جیسا پوجتے تھے ان کے باپ دادے اس سے پہلے اور ہم دینے والے ہیں ان کو

نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ

ان کا حصہ یعنی عذاب سے بلا نقصان اور البتہ ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب ۵۹۰

فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

پھر اس میں پھوٹ پڑ گئی اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ پہلے فرما چکا تھا تیرا رب ۵۹۱

۵۸۶ تخویف اخروی ۱۲
۵۸۸ بشارت اخروی ۱۲
۵۸۹ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے ۱۲
۵۹۰ یہ جواب سوال مقدر ۱۲
۵۹۱ یہ بھی جواب سوال مقدر ہے ۱۲

کانت یعنی سواها یہ قول امام زجاج، فراء اور سجاوندی سے منقول ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ سزا اس کے علاوہ ہے جو اس سے بھی زیادہ اللہ کے یہاں ان کے لئے مقرر ہے والمعنى سوى ما شاء ربك من الزيادة التى لا اخر لها (روح ج ۱۲ ص ۱۴۴) اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص محض عمر قید کی سزا بھگت رہا ہو اور دوسرا عمر قید بامشقت۔ ۵۸۸ یہ بشارت اخروی ہے۔ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اور اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کی تفسیر مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے۔ ۵۸۹ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید عقلی اور نقلی دلائل سے واضح ہو چکا ہے اور اس میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اس لئے توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں کرنا چاہیئے مَا یَعْبُدُوْنَ الخ ان مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض اپنے باپ دادا کی اندھا دھند پیروی کر رہے ہیں جس طرح وہ بلا دلیل و حجت معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی عبادت بجالاتے تھے اسی طرح یہ کرتے ہیں۔ دلیل نہ ان کے پاس تھی نہ ان کے پاس ہے۔ ۵۹۰ یہ گویا سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو اس میں اختلاف کیوں کیا گیا سب نے کیوں نہیں مان لیا۔ جواب دیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات کو تو واقعی اللہ کا کلام مانتے ہو حالانکہ اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا بعض نے اس کو مانا بعض نے نہ مانا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ بھی ہے امن به قوم وكفر به قوم كما اختلف فى القرآن وهو تسلية لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم (مدارک ج ۲ ص ۱۵۶) ۵۹۱ یہ سوال مقدرہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر ہم نہیں مانتے تو ہمارا مؤاخذہ کیوں نہیں ہوتا۔ جواب دیا گیا مؤاخذہ اور عذاب کے لئے اجل مقرر ہے وہ اپنے وقت پر آئے گا اگر اس کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

موضح قرآن ف۱ اس میں دو معنی ہو سکتے ایک یہ کہ رہیں آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور پر چاہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہان کا۔ یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو۔ فائدہ اس کہنے میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ رہے پر ساتھ یہ بات لگی کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مدت ماندن در بہشت و در دوزخ مانند مدت دوام آسمانہا و زمین است در دنیا اگر زیادتی را در مشیت خدا است و در فہم کسی نمی گنجی اعتبار نکنند حاصل بیان دوام است بابلغ وجوه ۱۲۔

اور وہ کبھی کے نیست و نابود کئے جاچکے ہوتے۔ ۹۲ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس کی دو ترکیبیں ہیں (۱) کلا اسم اِنَّ اور لما کی شرط محذوف ہے ای یبعثهم اور لَیُوَفِّیَنَّهُمْ
جزا ہے اور شرط و جزا مجموعہ اِن کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیشک جب ہر ایک کو اللہ اٹھائے گا تو ان کو پوری پوری جزا دے گا (۲) لَیُوَفِّیَنَّهُمْ شرط اور اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِیْرٌ اس کی جزا ہے اور مجموعہ شرط و جزا اِنَّ کی خبر ہے یعنی بیشک ہر ایک کو جب اللہ جزا دے گا تو وہ ان کے اعمال سے خبردار ہوگا۔ ۹۳ سورت میں ابتداء سے یہاں تک چاروں
دعوے ذکر کرنے اور ان سے متعلق سات قصے بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا تمام مضامین پر پانچ امور مرتب فرمائے (۱) فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ جس طرح آپکو اور ایمان والوں
کو حکم دیا گیا ہے اس پر آپ اور آپ کے ساتھی استقامت سے عمل پیرا رہیں (۲) وَلَا تَطْغَوْا اور اللہ کی حدود سے سرمو انحراف نہ ہونے پائے (۳) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اللہ کی حدود توڑنے والوں اور اللہ کی توحید کے باغیوں کی طرف تمہارے دلوں میں ادنیٰ سا میلان بھی نہ پایا جائے ورنہ تم بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہوجاؤ گے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ جملہ فَتَمَسَّكُمُ کی ضمیر منصوب سے حال ہے والواو للحال من مفعول فتمسكم النار (مظہری ج ۵ ص ۱۲۳) ظالموں کی طرف ادنیٰ میلان کی وجہ سے تم بھی عذاب میں گرفتار ہوجاؤ گے حالانکہ اسوقت اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا۔ ۹۴ یہ امر چہارم ہے یعنی نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا امام مجاہد فرماتے ہیں طَرَفَیِ النَّهَارِ سے صبح، ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ سے مغرب اور عشاء کی (مظہری و روح) اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔ الحسنات اعمال حسنہ نمازیں وغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے درمیان جو صغیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نماز سے معاف ہوجاتے ہیں۔ فی الحدیث ان الصلوات تکفر ما بینها ای فی یومها اذا اجتنبت الکبائر فی ذٰلک الیوم (روح ج ۱۲ ص ۱۵۸) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں سیئات سے سختیاں اور مصیبتیں مراد ہیں اسطرح سیئات میں صغیرہ گناہوں کی تاویل کرنے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ سیئات سے گناہ مراد لینے کی صورت میں اسے صغیرہ گناہوں سے مختص کرنا پڑے گا کیونکہ کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ (۵) وَاصْبِرْ الخ اور صبر و ہمت سے کام لو اور محض اللہ کی رضا جوئی کیلئے اخلاص کے ساتھ تبلیغ کئے جاؤ اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ۹۵ لولا بمعنی ھلا برائے تخصیص ہے یعنی تم سے پہلے قرون میں جو لوگ عقل و رائے والے اور دین کے راہنما تھے انہوں نے دوسرے

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ
تو فیصلہ ہوجاتا ان میں اور ان کو اس میں شبہ ہے کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا اور جتنے
كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۚ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ
لوگ ہیں ۹۲ جب وقت آیا پورا دیگا رب تیرا ان کو ان کے اعمال اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ
خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَ
کر رہے ہیں سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا ۹۳ اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور
لَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى
حد سے نہ بڑھو بے شک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور مت جھکو ان کی
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے
مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ
مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے اور قائم کر نماز کو ۹۴ دونوں طرف
النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ
دن کے اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو
ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ
یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کو ف اور صبر کر البتہ اللہ ضائع نہیں کرتا
اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ
ثواب نیکی کرنے والوں کا ف سو کیوں نہ ہوئے ۹۵ ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں
اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا
ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے بگاڑ کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے
مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا
کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش سے

ر تخویف اخروی ۱۲
ک مضامین سابقہ
پر امور خمسہ کی ترتیب
امر اول ۱۲
امر دوم ۱۲
امر سوم ۱۲
امر چہارم ۱۲
امر پنجم ۱۲
لولا بمعنی ھلا ہے تخصیص کیلئے ۱۲

لوگوں کو شرک و کفر سے کیوں نہ روکا جو زمین میں اصل شر و فساد کی جڑ ہے۔ بقیۃ ای اصحاب طاعۃ و دین و عقل و بصر (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۳) اِلَّا قَلِيْلًا استثناء منقطع ہے یعنی البتہ بہت تھوڑے سے لوگ ایسے ضرور تھے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا جبکہ باقی سرکش قوم کو ہلاک کر دیا۔ ۹۶ مشرکین دنیوی مال و متاع میں مصروف اور نفسانی لذات و شہوات میں منہمک تھے اس لئے انہوں نے ان معدودے چند مصلحین کی ایک نہ سنی۔ ۹۷ تخویف دنیوی ہے دنیا میں جن قوموں کو عذاب سے تباہ کیا گیا ہے ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا

موضح قرآن ف یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آگے ہوچکا یہ کہ دنیا میں سچ اور جھوٹ صاف نہ ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت بڑھے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہئے جتنا میل اتنا صابون ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کہ لوگ تو دنیا میں نیک کام کررہے ہوں اور اصلاح کے درپے ہوں اور پھر بھی ان کو ہلاک کر دیا ہو بلکہ جب بھی ان پر عذاب آیا ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے آیا۔ **۹۸ف**
اُمَّةً وَّاحِدَةً کے بعد وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ محذوف ہے بقرینہ آیت سورۂ مائدہ ع ۷، وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ الآیۃ یعنی اگر اللہ چاہتا تو
سب لوگوں کو ایک ہی دین (توحید) پر متفق کر دیتا لیکن اس صورت میں ابتلاء و امتحان کی حکمت فوت ہو جاتی اور اس طرح سب کا ایمان جبری ہوتا حالانکہ جبری ایمان
مطلوب نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کو واضح کرنے کے بعد سمجھ بوجھ کیساتھ دونوں میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا۔ اسی اختیار پر جزاء و سزا مبنی ہے۔ **۹۹ف**

فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (۱۱۶) وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى
رہے تھے فٹ اور تھے گنہگار فٹ اور تیرا رب ع۱۰ ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو
بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ (۱۱۷) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ
زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں اور اگر چاہتا تیرا رب کر ڈالتا لوگوں کو ۹۸ف
اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ (۱۱۸) اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ
ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں ۹۹ف مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے
وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ
اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ بھردونگا دوزخ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (۱۱۹) وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ
جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے اور سب چیز بیان کرتے ہیں ۱۰۰ف ہم تیرے پاس
اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ
رسولوں کے احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس سورت میں
الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۱۲۰) وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ
تحقیق بات اور نصیحت اور یادداشت ایمان والوں کو اور کہہ دے ان کو جو ۱۰۱ف
لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ (۱۲۱) وَ
ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر ف۱ ہم بھی کام کرتے ہیں اور
انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ (۱۲۲) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ
انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ کے پاس چھپی بات آسمانوں کی اور
الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ
زمین کی ۱۰۲ف اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سو اسی کی بندگی کر اور اسی پر
عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۱۲۳)
بھروسہ رکھ اور تیرا رب بے خبر نہیں جو کام تم کرتے ہو

ع ۱۰ ۱۴

ف۱ تخویف دنیوی ہے ۱۲ — ای ولکن لیبلوکم ۱۲ — یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے ۱۲ — زجر مع تخویف دنیوی ہے ۱۲ — اعادۂ دعویٰ — نسخہ — اعادۂ دعویٰ اولیٰ — اعادۂ دعویٰ ثالثہ ۱۲ — اعادۂ دعویٰ رابعہ ۱۲

لوگوں کو چونکہ ایک دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے وہ ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے کوئی حق پر ہوگا کوئی باطل پر مگر جن پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی توفیق جن کے شامل حال ہوئی ان میں عقائد اور اصول دین کا کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ای للاختلاف او للابتلاء اور اللہ نے اختلاف یا امتحان ہی کے لئے تو لوگوں کو پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو راستہ چاہیں اختیار کریں توحید کا یا شرک کا پھر اسی کے مطابق جزاء و سزا ہوگی۔ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الخ قضاء و قدر میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جہنم کو مشرک جنوں اور انسانوں سے بھرا جائے گا اس لئے لوگوں کا دین واحد پر متفق ہونا ممکن نہیں اور ان کے درمیان اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ **۱۰۰ف** یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے۔ کلا مبدل منہ، مَا نُثَبِّتُ بِهٖ بدل اور مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ کا بیان ہے۔ یہ قصے ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ آپ کے دل میں ثبات و استقلال زیادہ پیدا ہو اور آپ تبلیغ توحید کی راہ میں ہر کٹھن سے کٹھن وقت کا صبر و ثبات سے مقابلہ کر سکیں اور مشرکین کے مسلسل رد و انکار کی وجہ سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور اس سورت میں ہم نے تین امور بیان کر دیئے ہیں اَلْحَقُّ توحید و رسالت کے دلائل، مَوْعِظَةٌ اقوام سابقہ کے انجام بد سے عبرت آموزی ذِکْرٰی اعمال صالحہ اور آخرت کی ترغیب۔ (رازی، قرطبی) **۱۰۱ف** زجر مع تخویف دنیوی دلائل توحید، امم سابقہ کے عبرت آموز حالات اور ترغیب و ترہیب کے بعد فرمایا ان مشرکین سے کہہ دو اگر ان بیانات شافیہ سے بھی تمہارے دل متاثر نہیں ہوئے تو تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو ہم بھی اپنے مسلک پر قائم و دائم ہیں تم اپنے انجام کا انتظار کرو ہم اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ **۱۰۲ف** اس آخری آیت میں سورت کے

تمام دعووں کا بالاجمال اعادہ ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ یہ دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ عالم الغیب اور قادر و متصرف
صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے فَاعْبُدْهُ کا اعادۂ دعویٰ اولیٰ جب عالم الغیب اور قادر و متصرف وہی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ
اعادۂ دعویٰ ثالثہ مصائب و بلیات میں اللہ پر بھروسہ کرو اور انہیں صبر و استقامت سے برداشت کرو۔ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اعادۂ دعویٰ رابعہ۔ اے
مشرکین تم محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ہو اور الٹا طعنے دیتے ہو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بلذات دنیا مشغول شدند ۱۲۔

سورۂ ہود میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ـــــ تا ـــــ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۔ نفی شرک فی التصرف۔

۲۔ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ـــــ تا ـــــ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ نفی شرک فی العلم۔

۳۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ (ع ۳) اعلان توحید از نوح علیہ السلام۔

۴۔ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ـــــ تا ـــــ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف والعلم۔

۵۔ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا ـــــ تا ـــــ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ نفی تصرف از نوح علیہ السلام

۶۔ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ ـــــ تا ـــــ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (ع ۴) نفی اختیار و تصرف ولفی شفاعت قہری از حضرت نوح علیہ السلام یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔

۷۔ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ ـــــ تا ـــــ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (ع ۴) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۔ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (ع ۵) اعلان توحید از حضرت ہود علیہ السلام

۹۔ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ ـــــ تا ـــــ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْۗءٍ (ع ۵، ۶) حضرت ہود علیہ السلام پر قوم کے مطاعن۔

۱۰۔ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا ـــــ تا ـــــ مِنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ (ع ۶) حضرت ہود علیہ السلام بھی بچنے میں اللہ کے محتاج ہیں۔

۱۱۔ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (ع ۶) اعلان توحید از حضرت صالح علیہ السلام۔

۱۲۔ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ ـــــ تا ـــــ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ حضرت صالح علیہ السلام پر قوم کا نیا طعن۔

۱۳۔ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ (ع ۷) نفی علم غیب از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

۱۴۔ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا ـــــ تا ـــــ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۔ نفی علم غیب از حضرت لوط علیہ السلام۔

۱۵۔ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (ع ۸) اعلان توحید از حضرت شعیب علیہ السلام۔

۱۶۔ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ ـــــ تا ـــــ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝ حضرت شعیب علیہ السلام پر بے جا طعن۔

۱۷۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝ (ع ۹) دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۸۔ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ ـــــ تا ـــــ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝ نفی تصرف از معبودان باطلہ۔

۱۹۔ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ ـــــ تا ـــــ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ (ع ۹) معبودان باطلہ کی عبادت کا باطل ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

۲۰۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــــ تا ـــــ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (ع ۱۰) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں

آج بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۶ بجے صبح سورۂ ہود کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذلک اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً۔

۱۲ سورۂ یوسف

ربط | سورۂ یوسف کو سورۂ ہود کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ و اشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ شرک عقل و نقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کو مت پکارو۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود کا دوسرا دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں۔ اب سورۂ یوسف میں اس دعوی پر ایک بہت مفصل نقلی دلیل ذکر کی گئی۔ سورۂ ہود کا مقصودی دعوی تو پہلا ہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں، لیکن دوسرا دعوی چونکہ پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت و دلیل ہے اور علت و دلیل کا مضبوط اور مستحکم ہونا معلول اور مدلول کے ثبوت و استحکام کو مستلزم ہے اس لئے دوسرے دعوے کو مفصل نقلی دلیل سے مضبوط کیا گیا۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں۔

سورۂ ہود میں متعدد انبیاء علیہم السلام کی زبان سے یہ دعوی ذکر کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر فرشتہ یا ولی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور سورۂ یوسف میں ایک جلیل الشان پیغمبر جن کا باپ پیغمبر، دادا پیغمبر اور بیٹا پیغمبر علیہم السلام یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا مفصل واقعہ ذکر کیا گیا جسکی ایک ایک کڑی سے یہ حقیقت واضح ہورہی ہے کہ وہ نہ غیب جانتے تھے نہ متصرف و مختار تھے اسلئے عبادت اور پکار کے لائق بھی نہ تھے، وہ اپنے فرزند ارجمند کی جدائی میں عرصۂ دراز تک غمگین و آزردہ رہے مگر اسکا حال معلوم نہ ہوسکا اور نہ اسکی جدائی کو وصال میں بدل سکے۔

خلاصہ | سورۂ یوسف میں چار دعوے مذکور ہیں (۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں غائبانہ امور کو جاننے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ (۲) مالک و کارساز اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، مافوق الاسباب امور میں اس نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دے رکھا۔ (۳) آپ سچے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (۴) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گی لیکن آخر کار کامیابی اور فتح و ظفر آپ ہی کے قدم چومے گی۔

پہلا اور دوسرا دعوی ——— عالم الغیب و متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ دونوں دعوے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ میں وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ تک انہی کا بیان ہے۔ حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام کا یہ واقعہ مختلف پندرہ احوال یا کڑیوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر کڑی ان دونوں دعوؤں کو واضح اور ثابت کرتی ہے۔ الٓرٰ ——— تا لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ تمہید ہے اسکے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔

پہلا حال۔ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ ــ تا ــ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ (ع ۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے ھدایت فرمائی کہ یہ خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

دوسرا حال۔ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ (ع ۲) ـــ تا ـــ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (ع ۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں اپنے باپ کی نظروں سے اوجھل کرنے کا منصوبہ بنایا، پھر والد گرامی سے سیر کے بہانے یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے جانے کی درخواست کی جسے انہوں نے ادنیٰ تامل کے بعد قبول کرلیا۔ بھائیوں نے انہیں ساتھ لے جاکر جنگل میں ایک ویران کنوئیں میں ڈالدیا اور شکار کے خون سے انکی قمیص لت پت کی اور رات کو روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یوسف کو بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا یہ اس کا خون آلود کرتہ ہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ان باتوں کی اصل حقیقت کا علم حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ ہوسکا۔

تیسرا حال۔ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ ـــ تا ـــ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ (ع ۲) ادھر سے ایک قافلہ گذرا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر ساتھ لے لیا اور مصر میں جاکر فروخت کر دیا مگر فرزند کی اس نقل و حرکت کا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا۔

چوتھا حال۔ وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ ـ تا ـ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (ع ۳) عزیز مصر انہیں خرید کر گھر لے آیا اور بیوی کو انسے حسن سلوک اور اعزاز و اکرام سے پیش آنیکی ہدایت کی۔

پانچواں حال وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ـ تا ـ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ (ع ۳) عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں ورغلانے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنی توفیق سے انکو بچالیا۔ اسی اثنا میں عزیز مصر بھی گھر آپہنچا اور حقیقتِ حال جاننے کے بعد اسنے اپنی بیوی کو ملزم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بری قرار دیا۔

چھٹا حال۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِيْنَةِ ـ تا ـ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ (ع ۴) اس واقعہ کا شہر میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے غلام کو بدنیتی سے ورغلانے کی کوشش کی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے جب اپنا یہ چرچا سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پھانسنے کے لئے شہر کی عورتوں کو اپنے یہاں مدعو کرکے ایک نیا جال بچھایا۔ جب اس میں بھی ناکام ہوگئی تو بدنامی سے بچنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغیر کسی جرم کے جیل بھجوادیا۔

ساتواں حال۔ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ـ تا ـ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ (ع ۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ دو اور ملزم بھی قید خانہ میں داخل ہوئے یہ دونوں بادشاہ کے درباری تھے انہوں نے خواب دیکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر کیلئے بیان کئے۔ انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے انکو مسئلہ توحید سمجھایا اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور پکار کے لائق نہیں۔ اس حصے میں سورۂ ہود کے پہلے دعوے کا تفصیل سے اعادہ کیا گیا ہے آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے دونوں ساتھیوں کو انکے خوابوں کی تعبیر بتائی۔

آٹھواں حال۔ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ ـــ تا ـــ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ (ع ۶) شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا جسے اس نے ارکان دربار کے سامنے بیان کر کے اسکی تعبیر پوچھی۔ ارکان دولت میں سے کوئی بھی خواب کی تعبیر تک رسائی حاصل نہ کرسکا اس لئے سب نے بادشاہ کے خواب کو خیال پریشان کہہ کر خاموشی اختیار کی۔ جو درباری

الزام سے بری ہوکر دوبارہ دربار میں باریاب ہوا تھا اسے حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے اس خواب کی تعبیر میں لیکر آتا ہوں وہ شخص فوراً باجازت خاص قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور بادشاہ کا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اسکی تعبیر بتائی جو اس نے بادشاہ مصر کے سامنے حاضر ہو کر بیان کی۔

نواں حال ۔ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۔ تا ۔ وَكَانُوا يَتَّقُونَ (ع ۷) شاہ مصر تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و فضل اور فہم و فراست کا قائل ہو گیا اور انہیں فوراً جیل سے نکالنے کا حکم دیدیا۔ جب انہیں رہائی کا پیغام ملا تو انہوں نے پیغامبر کے ہاتھ بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پہلے ان عورتوں کے حال کی تحقیق کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ جیل سے باہر آنے سے پہلے ان کی پاکدامنی اور برات سب پر واضح ہو جائے۔ چنانچہ ان عورتوں نے اقرار کیا کہ یوسف علیہ السلام پاکدامن اور بے گناہ ہیں۔ خود عزیز مصر کی بیوی نے اعتراف کیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور خود اسی نے ان کو ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی ثابت ہو گئی اور وہ جیل سے باہر آئے۔ شاہ مصر نے انہیں اپنا مشیر خاص بنالیا اور خود ان کی مرضی سے زراعت کا محکمہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو جیل سے نکال کر حکومت کے اس منصب بلند پر پہنچا دیا۔ مگر اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لخت جگر کی جدائی کے غم میں گھڑیاں گن گن کر وقت گذار رہے ہیں پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا فرزند جیل میں ہے اور اب یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا فرزند سعادت مند حکومت کے ایک نہایت بلند منصب پر فائز ہے۔

دسواں حال ۔ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ ۔ تا ۔ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (ع ۸) جب ملک میں قحط پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے غلہ حاصل کرنے کیلئے مصر کا رخ کیا جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو تاکید کی کہ آئندہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور ساتھ لائیں اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ ان کا سرمایہ ان کی بوریوں ہی میں ڈال دیں۔ جب وہ غلہ لے کر واپس گھر پہنچے تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا چھوٹے بھائی کا حصہ ہم سے روک لیا گیا ہے اس لئے اب کی بار بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجیں ہم اسکی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پس و پیش کیا اور بیٹوں کو یوسف علیہ السلام کا واقعہ یاد دلایا کہ جیسی تم نے یوسف کی حفاظت کی تھی ویسی ہی بنیامین کی کرو گے۔ بعد میں انہوں نے بیٹوں سے اللہ کا عہد لیا کہ تم سوائے آسمانی حادثہ کے بنیامین کو ضرور واپس لاؤ گے۔

گیارہواں حال ۔ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ (ع ۸) ۔ تا ۔ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ (ع ۹) اب کی بار بنیامین بھی ساتھ تھا اور گیارہوں بھائی مصر پہنچے اور والد گرامی کی ہدایت کے مطابق شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا پروگرام بنایا اور اس کے مطابق آنکھ بچا کر اپنا پیمانہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور سب بھائی اپنے وطن روانہ ہو گئے۔ ادھر تلاش کرنیوالے ملازموں نے کنعانی قافلے کو شبہہ کی بنا پر روک لیا تلاشی لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا پیمانہ بنیامین کے سامان سے مل گیا اس لئے اسے روک لیا گیا۔ بھائیوں نے عزیز مصر (حضرت یوسف علیہ السلام) سے بہت منت سماجت کی کہ وہ کسی بھی قیمت پر بنیامین کو چھوڑ دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

بارہواں حال ۔ فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۔ تا ۔ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (ع ۱۰) آخر سب بھائیوں نے مایوس ہو کر میٹنگ کی اور بڑے بھائی نے طے کیا کہ چونکہ وہ اپنے باپ کو اللہ کا عہد دیکر آئے ہیں اس لئے وہ تو مصر ہی میں رہے گا جب تک باپ اجازت نہ دے یا اللہ کی طرف سے کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ نو بھائی واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہہ سنایا۔ انہوں نے اسے بھی بھائیوں کی سازش قرار دیا حالانکہ وہ سب بنیامین کے معاملے میں بے قصور تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ آخر انہوں نے بیٹوں کو سہ بارہ بھیجا اور فرمایا یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

تیرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا ۔ تا ۔ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (ع ۱۰) اب تیسری بار بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور نہایت الحاح سے عرض کیا ہمارے معمولی سرمائے کے بدلے مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ عنایت فرما دیجئے۔ اب کی بار تو حضرت یوسف علیہ السلام بھی بھائیوں کی پُردرد باتیں سن کر پسیج گئے اور اپنے کو قابو میں نہ رکھ سکے اور اپنے کو ظاہر کر دیا۔ تمام بھائیوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیغمبرانہ شفقت و رحمت سے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اور بھائیوں کو واپس وطن بھیجا تاکہ تمام اہل و عیال کو مصر لے آئیں۔

چودہواں حال ۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ ۔ تا ۔ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (ع ۱۱) جب فرزندان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر مصر سے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ وحی ان کو اس کی اطلاع دیدی اور انہوں نے اپنے پوتوں سے کہہ دیا کہ اگر تم مجھے کم عقلی کا طعنہ نہ دو تو میں صاف کہدوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ جب قافلہ کنعان پہنچا تو بڑے بھائی نے پیراہن یوسف والد بزرگوار کے چہرے پر ڈالا جس سے ان کی بینائی جو کثرت بکا سے کمزور ہو چکی تھی بحال ہو گئی۔

پندرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ ۔ تا ۔ وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (ع ۱۱) حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اہل و عیال سمیت مصر پہنچ گئے حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں پورے اعزاز و اکرام کیساتھ اپنے گھر اتارا۔ والدین اور سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم بجالائے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہوا۔

تیسرا دعویٰ ــــــــ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں

سورۂ ہود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپکو جو وحی بھیجی گئی ہے اسکی تبلیغ فرمائیں اور اس میں سے کچھ بھی چھپا کر نہ رکھیں یہاں سورۂ یوسف میں فرمایا۔ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ (ع ۱۱) بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ کو اللہ کی طرف سے غیب کی باتیں ذریعۂ وحی نازل کی جاتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھی غیب کی خبروں میں سے ہے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کو ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنا رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے یہ سب کچھ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا ہے۔

أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ الخ (ع ۱۲) تخویف دنیوی ہے۔ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي الخ طریق تبلیغ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے

کہا یہ ناممکن ہے کہ پیغمبر بھی ہو اور بشر بھی تو جواب دیا گیا کہ پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب کے سب بشر اور انسان ہی تھے۔ اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا تخویف دنیوی ہے پہلے مکذبین کا حال دیکھو ان کا کیا حشر ہوا اور ان کے انجام بد سے عبرت حاصل کرو۔

چونتھا دعوی ـــــ تبلیغ کی راہ میں اگرچہ مصائب ہیں مگر کامیابی آپ ہی کی ہے۔

سُوۡرَۃُ یُوۡسُفَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّاِحۡدٰی عَشۡرَۃَ اٰیَۃً وَّاثۡنَا عَشَرَ رُکُوۡعًا

سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۟ ﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ

یہ ۲ آیتیں ہیں واضح کتاب کی ہم نے اسے اتارا ہے

قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲﴾ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ

قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھ لو ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس ۳

اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ٭ۖ

بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن

وَ اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ﴿۳﴾ اِذۡ قَالَ

اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں ۴ جس وقت ۵ کہا

یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ

یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو ۶ اور

الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ﴿۴﴾ قَالَ یٰبُنَیَّ

سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے بیٹے ۷

لَا تَقۡصُصۡ رُءۡیَاکَ عَلٰۤی اِخۡوَتِکَ فَیَکِیۡدُوۡا لَکَ کَیۡدًا ؕ

مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے پھر وہ بنائیں گے تیرے واسطے کچھ فریب

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۵﴾ وَ کَذٰلِکَ

البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن ف اور اسی طرح ۸

یَجۡتَبِیۡکَ رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ

برگزیدہ کریگا تجھ کو تیرا رب اور سکھلائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا

حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ انبیار سابقین علیہم السلام کو تبلیغ توحید میں بڑی بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن انجام کار کامیابی انہیں ہی نصیب ہوئی اور ان کے دشمن خائب و خاسر ہوئے۔ ۲ یہاں سے لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ تک تمہید ہے الۡکِتٰبِ سے قرآن مراد ہے یا یہ سورت جیسا کہ ارشاد ہے صُحُفًا مُّکَرَّمَۃً فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (البینہ) یہاں کُتُبٌ صحیفوں کے حصوں کو فرمایا۔ اَلۡمُبِیۡنِ یہ اشارہ ہے کہ اس سورت میں دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔ قُرۡءٰنًا حال مؤطئہ ہے عَرَبِیًّا کے لئے یہ حال ہے اور عربیا اس کی صفت ہے (مظہری)۔ ۳ علماء یہود نے مشرکین سے کہا کہ محمدؐ سے پوچھو آل یعقوبؑ شام سے مصر کیسے منتقل ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا قصہ ہے اس پر یہ سورت نازل ہوئی (بیضاوی) حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ صحابہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہمیں کوئی عبرت آموز قصہ سنائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف نازل فرمائی (خازن) اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ اس قصے کو احسن القصص اس لئے کہا گیا کہ اس سے دو نہایت اہم مسئلے واضح ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار ہے اور ساری مخلوق اس کی قضا و قدر کے سامنے عاجز اور بے بس ہے وقد افادت انہ لا دافع لقضاء اللہ تعالیٰ ولا مانع من قدرہ وانہ سبحانہ اذا قضی لانسان بخیر و مکرمۃ فلوان اہل العالم اجتمعوا علی دفع ذلک لم یقدروا (روح ج ۱۲ ص ۱۷۲) یا احسن القصص اس لئے فرمایا کہ یہ واقعہ جس فصاحت و بلاغت اور حسن ادا سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یا یہ عبرتوں، نصیحتوں اور حکمتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے احسن القصص ہے۔ لکونہ احسن القصص لما فیہ من العبر و النکت والحکم والعجائب التی لیست فی غیرہا (کبیر ج ۱۸ ص ۸۵)

۱ تمہید ۱۲

۲ مخففۃ من

المثقلۃ ۱۲

۳ آغاز قصہ اور پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے قصے کے پندرہ احوال سورت کے پہلے دو دعووں کو ثابت کرتے ہیں یعنی عالم الغیب اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ۱۲

۴ یہ قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ کو اسکی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ اِنۡ کُنۡتَ میں اِنۡ مخففہ من المثقلہ ہے اور ضمیر شان محذوف ہے ان مخففۃ من المثقلۃ و اللام فارقۃ بینہا و بین النافیۃ یعنی وان الشان (مدارک ج ۲ ص ۱۷۶) ۵ یہاں سے قصے کی ابتدار ہوتی ہے اور یہ پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے۔ اذ ظرف ہے جس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے۔ تفسیر عباسی میں ہے کہ اذ بمعنی قد ہے اس صورت میں اسے متعلق کی ضرورت ہی نہیں۔ اور بعض مفسرین اذ کا عامل متعلق اذکر مقدر مانتے ہیں اذکر چونکہ فعل متعدی ہے اور مفعول کو چاہتا ہے اس لئے القصۃ مفعول مقدر ہوگا ای اذکر القصۃ اذ قال الخ لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ جب یہ قصہ حضور علیہ السلام کو معلوم ہی نہ تھا تو قصہ بیان کرنے کا حکم کس طرح دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ آپ کو قصہ معلوم ہوگیا اس لئے بیان کرنے کا حکم دینا درست ہے۔ نیز رضی نے کہا ہے

موضح قرآن ف یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔

کہ اذکر کے معنی غور و فکر کرنے کے ہیں یعنی اس قصے میں غور و فکر کرو اور اس سے عبرت حاصل کرو۔ بعض نے ظرف کو الْغٰفِلِیْنَ اور بعض نے نَقُصُّ کے متعلق قرار دیا ہے۔ (روح) حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نحویوں کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ ظروف کے متعلقات ان سے مؤخر بھی ہو سکتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ اذ کا متعلق قَالَ یٰبُنَیَّ مؤخر ہو۔ معنی یہ ہوں گے کہ جب یوسفؑ نے اپنا خواب اپنے باپ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا الخ۔ ف۶ حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند ان کے سامنے جھک گئے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام سے ذکر کیا وہ اس کی تعبیر سمجھ گئے اور اس سے اپنے بیٹے کے آئندہ فضل و کمال کا اندازہ

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا

اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے

عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

تیرے باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیم اور اسحٰق پر البتہ تیرا رب

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ ۶ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ

ع ۱۱

خبردار ہے حکمت والا ف البتہ ہیں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں

لِّلسَّآئِلِيْنَ ۞ ۷ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى

پوچھنے والوں کے لئے ف جب کہنے لگے البتہ یوسف ف۲ اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے

اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۞ ۸ ۚۖ

ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ان سے قوت والے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے ف۳

اِۨقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ

مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی زمین میں کہ خالص رہے تم پر توجہ تمہارے باپ کی

وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۞ ۹ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

اور ہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ بولا ایک بولنے والا ان میں ف

لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ

مت مار ڈالو یوسف کو اور ڈال دو اس کو گمنام کنوئیں میں کہ اٹھا لے جائے اس کو

بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۞ ۱۰ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا

کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے بولے اے باپ

مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۞ ۱۱

کیا بات ہے ف کہ تو اعتبار نہیں کرتا ہمارا یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ

بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے اور کھیلے اور ہم تو اس کے

لگالیا۔ تعبیر میں گیارہ ستاروں سے گیارہ بھائی اور شمس (سورج) سے والد اور قمر (چاند) سے خالہ مراد ہیں کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ حضرت راحیل فوت ہو چکی تھیں۔ عن السدّی ان القمر خالتہ لان امہ راحیل قد ماتت (روح ج ۱۲ ص ۱۸۱) ف۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹے کے خواب سے اندازہ لگالیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے حکمت و نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور اسے دنیا و آخرت میں شرف و فضیلت کے مقام بلند پر فائز کرے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بعض قرائن سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ ان کے بڑے بیٹے یوسف اور بنیامین سے حسد رکھتے ہیں اس لئے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے سامنے اپنا خواب بیان کرنے سے منع فرمادیا جس کی تعبیر یہ تھی کہ سب بھائی ان کے سامنے جھکیں گے کیونکہ وہ اس کی تعبیر سمجھ جائیں گے اور مبادا تمہارے ہلاک کرنے کے منصوبے بنانے لگیں۔ ان یعقوب علیہ السلام کان شدید الحب لیوسف واخیہ فحسدہ اخوتہ لھذا السبب وظھر ذلک المعنی لیعقوب علیہ السلام بالامارات الکثیرۃ فلما ذکر یوسف علیہ السلام ھذہ الرؤیا وکان تاویلھا ان اخوتہ وابویہ یخضعون لہ فقال لا تخبرھم برؤیاک فانھم یعرفون تاویلھا فیکیدوا لک کیدا (کبیر ج ۵ ص ۱۰۹) وانما قال لہ ذلک لما انہ علیہ السلام عرف من رؤیاہ ان سیبلغہ اللہ تعالیٰ مبلغا جلیلا من الحکمۃ ویصطفیہ للنبوۃ وینعم علیہ بشرف الدارین فخاف علیہ حسد الاخوۃ الخ (روح ج ۱۲ ص ۱۸۱) ف۸ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَيُعَلِّمُكَ اور وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ الخ يَجْتَبِيْكَ کی تفسیر ہے۔ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ میں مِن بعضیہ ہے۔ تاویل الاحادیث سے امام مجاہد اور سدی کے نزدیک خوابوں کی تعبیر مراد ہے، حسن بصری کے نزدیک معاملات کے انجام اور امام زجاج کے نزدیک کتب سماویہ اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی احادیث کے معانی کا بیان مراد ہے۔ (خازن، مدارک، روح) علامہ قرطبی لکھتے ہیں یہ نبوت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے کتب

موضح قرآن ف نوازش اللہ کی سجدے سے سمجھے اور کل بھانی باتوں کی یعنی اس میں داخل ہے خواب کی تعبیر ان کے ذہن کی رسائی سے اور لیاقت سے کہ ایسا خواب موزوں دیکھا چھوٹی عمر میں ابراہیم اور اسحاق کا نام لیا اور اپنا نہیں لیا عاجزی سے۔ ف۲ نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کچھ بتاؤ کہ ہم محمد سے پوچھیں سچ آزمانے کو کہا پوچھو کہ ابراہیم کا وطن شام ہے اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قضیہ ہوا۔ یہ سورۃ اتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشانیاں ہیں قریش کو یہ ایک بھائی کا حسد کیا اطاعت قبول نہ کی آخر اللہ نے اسی کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کر خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہیں اس کو عروج ہوا۔ ف۳ یعنی ہم وقت پر کام آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے ایک بھائی ان کا سگا تھا اور سب سوتیلے۔

سابقہ اور دلائل توحید کا بیان مراد ہے۔ ای احادیث الامم والکتب ودلائل التوحید فھو اشارۃ الی السُّبُقَۃ (قرطبی ج ۹ ص ۱۲۹) اور تمام نعمت سے دینی اور دنیوی نعمتوں کا عطا کرنا مقصود ہے۔ بان وصل لھم نعمۃ الدنیا بنعمۃ الاٰخرۃ ای جعلھم انبیاء فی الدنیا وملوکا ونقلھم عنھا الی الدرجات العلیٰ فی الجنۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۲)
ف۹ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصے میں سوال کرنیوالوں کے لئے عبرت اور اطمینان کی نشانیاں ہیں۔ سائلین سے یا تو وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود مدینہ کے کہنے پر حضور علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی آل واولاد ملک شام سے مصر میں کس طرح منتقل ہوئی۔ اس طرح یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے وحی کے ذریعے یہ قصہ پورا پورا صحیح تفصیلات کے ساتھ بیان فرما دیا۔ یا سائلین سے معترضین مراد ہیں جو توحید پر اعتراض کرتے تھے اس قصے میں ان کے لئے بھی بہت بڑی عبرت ونصیحت ہے کیونکہ قصے کی ہر کڑی سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نبی، ولی یا فرشتہ عالم الغیب، متصرف ومختار اور کارساز نہیں۔ **ف۱۰** یہ قصے کی دوسری کڑی ہے۔ برادران یوسفؑ نے آپس میں مشورہ کیا کہ یوسف اور بنیامین کو ہمارے والد بزرگوار ہم سے زیادہ چاہتے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں مگر اس کے باوجود محترم ابا جان ہمیں اتنی اہمیت نہیں دیتے معلوم نہیں کہ وہ کس بھول میں ہیں۔ اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ الخ اس لئے یوسف کو راستہ سے ہٹانے کے لئے یا تو اسے قتل کر دیا جائے یا اسے کسی دور دراز علاقے میں چھوڑ دیا جائے جہاں سے اس کی کوئی خبر نہ آئے تاکہ ہم ہی والد بزرگوار کی محبت وشفقت کا مرکز بن جائیں اور بعد میں اس گناہ سے توبہ کر لیں۔ **ف۱۱** یہ اِذْ قَالُوْا کا متعلق ہے لہٰذا اس سے پہلے اُذْکُرْ مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔ یعنی جب بھائیوں نے مذکورہ بالا مشورہ کیا اس وقت ان میں سے ایک نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ اسے جنگل میں سرِ راہ کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو کوئی گذرنے والا قافلہ اسے نکال کر کسی دوسرے علاقے میں لیجائے گا اس طرح تمہارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور یوسف کی جان بھی بچ جائے گی۔ اکثر مفسرین کی رائے میں یہ قائل یہودا تھا جو سب سے بڑا تھا۔ آخر سب نے اتفاق کیا کہ یوسف کو قتل کرنے کے بجائے کسی گہرے کنوئیں میں پھینک دیا جائے جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے۔ بھائیوں نے مل کر یہ پروگرام بنایا مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس سے ان کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ ورنہ وہ ایسا کوئی منصوبہ نہ بناتے۔ **ف۱۲** یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کا پروگرام بنا کر والد گرامی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم

تَحْفَظُوْنَ ⑫ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ
نگہبان ہیں ف۱ — بولا مجھ کو غم ہوتا ہے ف۱۳ اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور
اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ⑬
ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا — اور تم اس سے بے خبر رہو ف۲
قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا
بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں قوت ور تو تو ہم نے
لَّخٰسِرُوْنَ ⑭ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ
سب کچھ گنوا دیا — پھر جب لے کر چلے اس کو ف۱۴ اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو
فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ
گمنام کنوئیں میں — اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتائیگا ان کو ان کا یہ کام
هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ⑮ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً
اور وہ تجھ کو نہ جانیں گے ف۳ — اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے
یَّبْكُوْنَ ⑯ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا
روتے ہوئے — کہنے لگے اے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا
یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ
یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور تو باور نہ کرے گا
لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ⑰ وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ
ہمارا کہنا اگرچہ ہم سچے ہوں — اور لائے اس کے کرتے پر لہو لگا کر جھوٹ
قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ۭ وَ
بولا یہ ہرگز نہیں بلکہ بنا دی ہے تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات ف۱۵ اب صبر ہی بہتر ہے اور
اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ⑱ وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ
اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو ف۱۶ اور آیا ایک قافلہ ف۱۷

موضح قرآن
ف۱ بکریاں چرانے کو جنگل جاتے تھے۔ **ف۲** ان کو بھیڑیئے کا بہانہ کرنا تھا وہی اُن کے دل میں خوف آیا **ف۳** پھر جب لے کر چلے فرمایا آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں بُرا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈالا وہ کنارے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا آدھی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اتار کر ننگا ڈالا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو ان کو یاد دلادے گا اُن کا کام۔ **ف۴** یعنی کرتے پر لہو ہی تھا اُن کا جھوٹ بھیڑیا کھاتا تو کرتہ ثابت کب چھوڑ جاتا۔

پر اعتماد کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ ہمارا عزیز بھائی ہے اور ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ اسے ہمارے ساتھ بھیجیں باہر سیر و تفریح سے دل بہلائے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ ۱۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اس کی جدائی میرے لئے باعث غم ہے نیز مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا تمہاری غفلت سے اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے بھیڑیے کی تخصیص اس لئے کی کہ اس علاقے میں بھیڑیے بکثرت پائے جاتے تھے۔ وخصہ بالذکر لان الارض علی ما قیل کانت مذئبۃ (روح ج ۱۲ صفحہ ۱۹۵) قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الخ بیٹوں نے جواب دیا ہم دس جوانوں کی ایک طاقت ور جماعت ہیں اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری موجودگی میں ایسا ہو گیا تو پھر ہم تو کمزور اور بزدل ٹھہرے۔

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ

پھر بھیجا اپنا پانی بھرنے والا اس نے لٹکایا اپنا ڈول کہنے لگا کیا خوشی کی بات ہے یہ ایک لڑکا

وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ

اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف ۱ اور بیچ آئے اس کو

بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِیْهِ مِنَ

ناقص قیمت کو گنتی کی چونیاں اور ہو رہے تھے اس سے

الزّٰهِدِیْنَ ﴿۲۰﴾ ع ۲ وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ

بیزار ف ۲ اور کہا جس نے خرید کیا اس کو ف ۳ مصر سے اپنی عورت کو

اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ

آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آئے یا ہم کر لیں اس کو بیٹا اور

كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ؗ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ

اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو ف ۴ اس ملک میں اور اس واسطے کہ اس کو سکھائیں کچھ

تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

ٹھکانے پر بٹھانا باتوں کا اور اللہ زور آور رہتا ہے اپنے کام میں و لیکن اکثر

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا

لوگ نہیں جانتے ف ۵ اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو ف ۶ دیا ہم نے اس کو حکم

وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ

اور علم اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو ف ۷ اور پھسلایا اس کو ف ۸

الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ

اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیئے دروازے اور بولی

هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ

شتابی کر کہا خدا کی پناہ ف ۹ وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو

۱۴ اَجْمَعُوْا یعنی یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہو گئے یہ ذهبوا پر معطوف ہے اور لمّا کی جزا محذوف ہے ای فعلوا بہ ما فعلوا من الاذی (مدارک ج ۲ صفحہ ۱۶۴) وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ الخ حسن، مجاہد، ضحاک اور قتادہ کے نزدیک وحی نبوت مراد ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو صغر سنی ہی میں نبوت مل گئی تھی۔ امام مجاہد نے ایک قول میں اور دیگر مفسرین نے وحی سے الہام مراد لیا ہے یعنی ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈال دی، جیسا کہ شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (قرطبی و روح) ۱۵ رات کو سب بھائی روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں بہانہ کرنے لگے کہ ہم دوڑتے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے واپس آئے تو اسے بھیڑیا کھا چکا تھا۔ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ الخ کذب ای مکذوب فیہ او ذی کذب اور بدم میں باء تعدیہ کے لئے ہے۔ یعنی وہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پر ایسا خون لگا کر لے آئے جو ان کا نہ تھا وہ بکری کا بچہ یا ہرن ذبح کر کے اس کے خون میں یوسف علیہ السلام کا کرتہ لت پت کر کے لے آئے مگر ان سے یہ چوک ہو گئی کہ کرتہ پھاڑنا بھول گئے۔ (مدارک، قرطبی) ۱۶ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھ کر فرمایا یوسف کو بھیڑیئے نے نہیں کھایا تم نے یوسف کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کہیں غائب کر دیا ہے۔ بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا جائے اور اس کا کرتہ صحیح و سلامت رہے۔ قال سعید بن جبیر لما جاءوا علی قمیصہ بدم کذب وما کان متخرقا قال کذبتم لو اکلہ الذئب لخرق قمیصہ الخ

موضح قرآن ف ۱ کنوئیں میں تھے حضرت یوسف ڈول میں ہو بیٹھے کھینچنے والے نے ان کا حسن دیکھ کر خوشی سے پکارا کہ بڑی قیمت کو بکے گا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کرتے ہیں شاید یہ مراد ہو کہ یہود اس جگہ یہ قصہ بدلتے ہیں توریت میں بدل ڈالا ہے تا اپنے باپ دادوں پر عیب نہ آوے ف ۲ اگلے دن بھائی گئے کنوئیں میں نہ پایا قافلے پر دعویٰ کیا جب ثابت ہوا اٹھارہ درم کو بیچ دیا۔ درم قریب ہے پاؤلی کے۔ نو بھائیوں نے دو دو درم بانٹے ایک نے حصہ نہ لیا پھر آگے قافلے والوں نے مصر میں جا کر بیچا۔ حق تعالیٰ نے صبر بخا ایک بیچنا فرمایا پردہ پوشی کو لیکن اشارہ سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے۔ ف ۳ مصر میں عزیز نے مول لیا عزیز کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح رکھا کہ کاروبار میں نائب ہو گا۔ اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت دیکھیں تا رمز و اشارہ سمجھنے کا سلیقہ کمال پکڑیں اور علم خدائی پورا پاویں اور اللہ جیت رہتا ہے یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گرا دیں اسی میں یہ چڑھ گئے ف ۴ حکم دیا یعنی عقل سے مشکل باتیں حل کرنے اور علم اللہ کا دین۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی خیانت او نتوا نم کرد ۱۲۔

(کبیر ج ۱۸ صـ۱۰۱) مَا تَصِفُوْنَ ای علیٰ احتمال ما تصفون یعنی جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا غم واندوہ برداشت کرنے پر اللہ تعالےٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ واقعہ کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ لختِ جگر چند میلوں کے فاصلے پر ایک کنویں میں پڑا ہے مگر اس کا انکو علم نہیں۔ ۱۷ یہ قصے کا تیسرا حال ہے۔ یٰبُشْرٰی اصل میں یا للبشری ہے تھا (رضی) لام کو بعض اوقات گرا دیتے ہیں۔ معنی یوں ہوں گے واہ خوشی۔ کنویں کے پاس سے تاجروں کا ایک قافلہ گذرا، انہوں نے پانی کے لئے اپنا آدمی بھیجا اس نے جب ڈول کنویں میں لٹکایا تو حضرت یوسف علیہ السلام ڈول سے لٹک گئے جب اس نے نہایت حسین وجمیل لڑکا ڈول کے ساتھ چمٹا ہوا دیکھا

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۳) وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا

بیشک بھلائی نہیں پاتے جو لوگ بے انصاف ہوں ف اور البتہ عورت نے فکر کیا ۲۳ اس کا اور اُس نے فکر کیا

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ

عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی ف۲ یونہی ہوا تاکہ ہٹائیں ہم اس سے بُرائی ۲۵

وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (۲۴) وَاسْتَبَقَا

اور بے حیائی البتہ وہ ہے ہمارے برگزیدہ بندوں میں ف۳ اور دونوں دوڑے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا

دروازہ کو اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے

لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ

دروازہ کے پاس بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں بُرائی مگر

اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۵) قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ

یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک ف۴ یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کرنے

نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ

تھاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے ۲۶ اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا

مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (۲۶) وَاِنْ كَانَ

آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے

قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۲۷)

کرتہ اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے ف۵

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ

پھر جب دیکھا عزیز نے کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ

كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (۲۸) يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ

تمہارا فریب بڑا ہے یوسف جانے دے اس ذکر کو اور

منزل ۳

سلا یعنی ھم کا جواب محذوف ہے اور اس کی جزاء مقدم ہے یعنی ھَمَّ بِھَا ۱۲

تو اپنے ساتھیوں کو اس کی خوشخبری سنائی وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً انہوں نے قافلے کے دوسرے لوگوں سے یوسف علیہ السلام کا معاملہ یہ کہہ کر چھپا دیا کہ کنویں والوں نے یہ غلام ہمیں دیا ہے تاکہ ہم اسے بیچ کر رقم ان کو واپس کر دیں قال مجاھد اسرہ مالک بن دعر واصحابہ عن التجار الذین معھم فی الرفقۃ وقالوا ھو بضاعۃ استبضعناھا بعض اھل الشام او اھل ھذا الماء الی مصر انما قالوا ھذا خیفۃ الشرکۃ (قرطبی ج ۹ صـ۱۵۴) وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ الخ شروہ ای باعوہ مصر پہنچ کر انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اونے پونے داموں فروخت کر دیا اور ان میں بے رغبتی کا مظاہرہ کیا اصل میں وہ یہ چاہتے تھے کہ اس کے جتنے بھی دام وصول ہو جائیں غنیمت ہے ایسا نہ ہو کہ مالک یا وارث آ جائے اور اسے فروخت کرنے سے پہلے ہی ان سے چھین لے۔ ۱۸ یہ چوتھا حال ہے۔ قافلے والے یوسف علیہ السلام کو معمولی داموں میں مصر میں بیچ کر چلے گئے۔ جس نے قافلہ والوں سے خریدا تھا اس سے شاہ مصر ریان بن ولید کے وزیر خزانہ قطفیر ملقب بعزیز نے خریدا۔ بعض نے لکھا ہے کہ عزیز مصر قطفیر نے براہ راست قافلے والوں سے خریدا تھا۔ قال ابن عباس انما اشتراہ قطفیر وزیر ملک مصر۔۔ وکان ھذا العزیز الذی اشتری یوسف علی خزائن الملک (قرطبی ج ۹ صـ۱۵۸) عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر گھر لے گیا اور بیوی سے کہا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور کھانے، پینے اور پہننے کو اچھا دینا ممکن ہے یہ بڑا ہو کر ہمارے کسی کام آئے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ کیونکہ ان کے کوئی اولاد نہ تھی ۱۹ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَلِنُعَلِّمَهٗ کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لنکرمه یعنی یوں ہم نے یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کے گھر عزت واکرام کی جگہ دی تاکہ ہم اسے عزت دیں اور تاکہ اسے تعبیر رؤیا کا علم عطا کریں۔ ۲۰ یہ پانچواں حال ہے اَشُدَّ کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں حضرت ابن عباس رض نے تینتیس سال سے اسکی تفسیر فرمائی ہے امام رازی کے نزدیک یہی راجح ہے (کبیر ج ۱۸ صـ۱۱۰) حُكْمًا وَّعِلْمًا حکم سے نبوت اور علم سے شریعت مراد ہے یہ حضرت ابنِ عباس کا قول ہے عن ابن عباس ان الحکم النبوۃ والعلم الشریعۃ (روح ج ۱۲ صـ۲۰۱) وقال مجاھد العقل والفھم والنبوۃ۔ ۲۱ حضرت یوسف علیہ السلام حسن وجمال میں یگانۂ روزگار

موضح قرآن ف۱ یعنی اسکے ناموس میں کیونکر خلل کروں۔ ف۲ نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی اُنگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا اصل گناہ سے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے۔ ف۳ حضرت یوسف دوڑے نکل جانے کو وہ دوڑی پکڑنے کو ف۴ اس عورت کا ناتے دار ایک لڑکا دودھ پیتا یہ بول اٹھا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صورت یعقوب حاضر شد انگشت را بدندان گرفتہ ۱۲۔

اور یکتائے زمانہ تھے، عزیزِ مصر کی بیوی جس کے گھر میں وہ رہتے تھے ان پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں گناہ پر اکسانے لگ گئی عَنْ نَّفْسِهٖ، رَاوَدَتْ کے متعلق ہے یعنی اس عورت نے یوسف علیہ السلام سے ان کے نفس کا مطالبہ کیا۔ مراد جماع کا مطالبہ ہے ای طلبت یوسف ان یواقعہا (مدارک ج ۲ ص ۱۶۶) غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ گھر کے تمام دروازے بند کر لئے۔ قرآن سے دروازوں کو تالے لگانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ هَيْتَ لَكَ یہ اسم فعل ہے بمعنی تعال و اسرع یعنی جلدی کر۔ **ف ۲۲** مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل محذوف ای اعوذ معاذ اللہ۔ رَبِّيْٓ سے عزیزِ مصر مراد ہے جس نے ان کو ناز و نعم سے رکھنے کا حکم دیا تھا یا ربِ حقیقی مراد ہے جس نے یہ اسباب مہیا فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کے جواب میں فرمایا میں اس فعل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھ پر بے پایاں احسانات کئے۔ اس لئے اس کی عزت کو ہاتھ ڈالنا بہت بڑی نمک حرامی ہے میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ کنوئیں سے نکال کر اس آرام و راحت کی جگہ پہنچایا تو اب میں کیونکر اس کی ناشکری کروں۔ **ف ۲۳** زلیخا چونکہ بُرے کام کا پختہ ارادہ کر چکی تھی اس لئے اس کے ارادے کو لام اور قد تاکید کے دو حرفوں کے ساتھ بیان کیا گیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے فعلِ بد کا ارادہ ہی نہیں کیا کیونکہ انہوں نے عظمتِ خداوندی کا نشان دیکھ لیا تھا اسی لئے ان کے ارادے کو برہان پر معلق فرمایا یعنی زلیخا تو ارادہ کر چکی تھی اور یوسف علیہ السلام بھی اگر برہانِ رب نہ دیکھتے تو ارادہ کر لیتے۔ امام ابو عبیدہ فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ شرط مؤخر ہے اور هَمَّ بِهَا جزا مقدم ہے قال ابوعبیدۃ ھذا علی التقدیم والتاخیر کانہ اراد وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ولولا ان رأ برھان ربہ لَهَمَّ بِهَا (قرطبی ج ۹ ص ۱۶۶) **ف ۲۴** برہان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زلیخا نے کونے میں رکھے ہوئے ایک بت پر پردہ ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا وہ بولی یہ میرا معبود ہے فعلِ بد کرتے ہوئے اس سے شرم آتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو اس بے حس و بے شعور حد سے شرماتی ہے تو میں اپنے علیم و خبیر خدا سے کیوں نہ شرماؤں اس لئے انہوں نے بُرے کام کا ارادہ بھی نہ فرمایا (قرطبی)۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہو کر سامنے آگئے تھے۔ یہ بات کمزور اور بے دلیل ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں

ع ۳ / ۹ / ۱۳

اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ

عورت تو بخشوا اپنا گناہ بے شک تو ہی گناہ گار تھی اور

قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ

کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں ف۱ عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے

فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا

اپنے غلام کو اس کے جی کو فریفتہ ہو گیا اس کا دل اس کی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ

اس کو صریح خطا پر ف۲ پھر جب سُنا ف۳ اس نے ان کا فریب بلوا بھیجا

اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں

سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ

ایک چھری اور بولی یوسف نکل آ ان کے سامنے پھر جب دیکھا اس کو ششدر رہ گئیں

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۡ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ

اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشَ للہ نہیں یہ شخص آدمی

اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ

یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ ف۴ بولی یہ وہی ہے ف۵ کہ

لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ

طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو اس کے واسطے اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھر اس نے تھام رکھا

وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ

اور بے شک اگر نہ کرے گا جو میں اس کو کہتی ہوں تو قید میں پڑے گا اور ہو گا

الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا

بے عزت ف۶ یوسف بولا ف۷ اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی

کے نہ پردہ ہو اٹھواں میں سے پچھلی حالت ۱۲

برہان سے استقامت اور ربط القلب مراد ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صلاح و تقویٰ پر اس قدر محکم و مستقیم فرما دیا کہ ان کے دل میں گناہ کا ارادہ بھی پیدا نہ ہوا۔ **ف ۲۵** لِنَصْرِفَ کا متعلق محذوف ہے ای کذلک ثبتنا کہ لنصرف یعنی ہم نے یوسف کو یوں ثابت قدم رکھا تاکہ اپنے آقا کی خیانت اور اپنے خالق کی معصیت سے اس کو محفوظ رکھیں کیونکہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔ السوء خیانت الفحشاء زنا (مدارک) اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ جملہ تعلیل برائے ماقبل۔ **ف ۲۶** حضرت یوسف نے جب یہ حال دیکھا تو معصیت سے بچنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑے اور زلیخا ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی اور پیچھے سے

موضح قرآن ف۱ یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا ف۲ چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے حواس ہو گئیں، چھری سے ہاتھ کٹ گئے ف۳ ان کے روبرو یہ بات کہی تا وہ بھی سمجھا دیں اور حضرت یوسف ڈر کر قبول کریں۔

ان کا کرتہ پکڑلیا اور وہ پھٹ گیا۔ اتفاق سے عزیزِ مصر بھی باہر سے دروازے پر آپہنچا اور دونوں کی بھاگم دوڑ دیکھی تو زلیخا نے موقع کی نزاکت بھانپ کر نسوانی مکر سے کام لیا اور یوسف علیہ السلام سے پہلے ہی بول اٹھی کہ جو شخص تمہاری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا قید ہے یا اس سے بھی کوئی سخت سزا۔ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ زلیخا کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کی کہ میرا کوئی قصور نہیں یہ سب زلیخا ہی کی بدنیتی ہے۔ میں تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگ کر باہر نکلنا چاہتا تھا۔ ۲۷ یہ شاہد چھوٹا بچہ نہیں تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ صحیحین کی روایت میں جن تین بچوں کا مہد میں کلام کرنا ثابت ہے ان میں اس شاہد کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت حسن، عکرمہ، قتادہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ شاہدِ یوسفؑ شیر خوار بچہ نہیں تھا بلکہ ایک دانا آدمی تھا امام سُدّی فرماتے ہیں وہ زلیخا کا چچازاد بھائی تھا قال الحسن و عکرمۃ وقتادۃ ومجاھد لم یکن صبیًا ولکنہ کان رجلًا حکیمًا ذا رأی وقال ھو ابن عم المرأۃ فحکم (خازن ومعالم ج ۳ ص ۲۷۲) اس شخص نے اس معاملے میں غور و فکر کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یوسفؑ بے قصور ہے کیونکہ اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس گناہ سے بچنے کے لئے بھاگا مگر زلیخا نے دوڑ کر اسے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی ہے اس لئے پیچھے سے اس کا کرتہ پھٹ گیا ہے۔ اگر وہ مجرم ہوتا اور زلیخا اس سے بچنے کی کوشش کرتی تو ہاتھا پائی میں یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹنا چاہئے تھا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر اس نے اپنا فیصلہ دیا۔ شَہِدَ یہاں بمعنی حَکَمَ ہے۔ وحکم حاکم (خازن ومعالم) ۲۸ عزیزِ مصر نے جب دیکھا کہ اس دانا آدمی کے قول کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو سمجھ گیا کہ قصور میری بیوی کا ہے اور اپنی بیوی سے خطاب کر کے صاف کہہ دیا کہ تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو اور اپنا گناہ دوسروں کے سر تھوپنے کے لئے کیسے کیسے پاپڑ بیلتی ہو۔ ساتھ ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بے شک تم بے قصور ہو مگر اب جانے دو اور اس معاملے کو طول نہ دو یہ میری عزت کا سوال ہے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم قصوروار ہو ایک تو تم نے بُرے فعل کا ارادہ کیا اور پھر ایک پاکدامن پر تہمت لگائی اس لئے ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ نے خود عزیزِ مصر کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی برارت اور پاکدامنی کا اعلان کرادیا۔ ۲۹ یہ

يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ

طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کریگا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں گا انکی

وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ

طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل سو قبول کر لی اس کی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس سے

كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ

ان کا فریب البتہ وہی ہے سننے والا خبردار ف۱ پھر یوں سمجھ میں آیا لوگوں کو

مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَ

ان نشانیوں کے دیکھنے کے بعد کہ قید رکھیں اس کو ایک مدت ف۲ اور

۳ ع ۴ ۱۳

ساتوں سال ۱۲

دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ

داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں

اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ

نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے

رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا

سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتلا ہم کو اس کی تعبیر ہم

نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ

دیکھتے ہیں تجھ کو نیکی والا ف۳ بولا نہ آنے پائے گا تم کو کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے

اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا

مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ

عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

مجھ کو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ

اور آخرت سے وہ لوگ منکر ہیں ف۴ اور پکڑا میں نے دین اپنے باپ دادوں کا

منزل ۳

موضح قرآن ف۱ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگے سے قید پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں۔ آدمی کو چاہئے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے۔ پوری بھلائی مانگے گو کہ وہی ہوگا جو قسمت میں ہے۔ ف۲ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی ان کو قید کیا تا بدنامی خلق میں عورت سے اترے یا اس واسطے کہ اس کی نظر سے دور رہیں ف۳ جس نے شراب دیکھا وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا، دوسرا نان بائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں، زہر کی تہمت میں دونوں قید تھے آخر نان بائی پر ثابت ہوئی۔ ف۴ حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنادیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تا نہ گھبرادیں کہا کہ کھانے کے وقت وہ بھی بتادوں گا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی مشورت کردند کہ یوسف را بزندان باید کرد تا نزدیک مردمان برارت زلیخا ظاہر شود واللہ اعلم ۱۲۔

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ
ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام

لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ
نہیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ

فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ
فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ يٰصَاحِبَیِ
بہت لوگ احسان نہیں مانتے ف اے رفیقو ۳۶

السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ
قید خانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ
اکیلا زبردست کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے

اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے

مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ
نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں ہے کسی

اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ
کی سوائے اللہ کے اس نے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا
جانتے اے رفیقو قید خانے کے ۳۷ ایک جو ہے تم دونوں میں

پندرہ احوال میں سے چھپا حال ہے۔ زلیخا کے اس واقعہ کی خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور مصر کی ہر عورت کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو برائی پر اکسانے کی کوشش کرتی ہے اور اس پر دل و جان سے فریفتہ ہو چکی ہے۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردے کو چاک کر کے اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔ خرق حبه شغاف قلبها حتی وصل الی الفؤاد (مدارک ج ۲ ص ۱۶۸) لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وہ نری بے عقل اور صریح غلطی میں ہے۔ **ف ۳۰** زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ عورتیں اس کو بدنام کر رہی ہیں تو اس نے شہر کی چیدہ عورتوں کو دعوت پر بلایا تاکہ وہ ان کے سامنے اپنا عذر پیش کر سکے۔ نیز اس کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی تدبیر سے وہ بھی یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو جائیں اور اس کی ملامت سے باز آ جائیں۔ انها لما سمعت انهن یلمنها علی تلك المحبة المفرطة ارادت ابداء عذرها فاتخذت مائدة ودعت جماعة من اکابرهن الخ (کبیر ج ۱۸ ص ۱۲۷) زلیخا نے دعوت میں چالیس منتخب عورتوں کو مدعو کیا اور نہایت اعلیٰ سجے ہوئے کمرے میں ان کے لئے جگہ بنائی اور تکئے لگا دیئے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری تھما دی اور یوسف علیہ السلام کو اچانک ان کے کمرے میں داخل ہونے کا حکم دیا عورتوں نے جوں ہی ان کے پیکرِ حسن و جمال چہرے کو دیکھا تو اس باختہ اور مدہوش ہو گئیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اَكْبَرْنَهٗ اعظمنه وهبنه ـــ ابن عباس (قرطبی)، یعنی انہیں دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں۔ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ اور سب عورتیں بول اٹھیں معاذ اللہ یہ تو بشر اور انسان ہے ہی نہیں یہ تو کوئی بڑا ہی معزز و مکرم فرشتہ ہے۔ ایسے حسن و جمال اور محاسن صفات کا مالک انسان نہیں ہو سکتا اس لئے لامحالہ یہ تو کوئی بڑا ہی بلند مرتبہ فرشتہ ہے۔ نفین منه البشریة لغرابة جماله واثبتن له الملکیة وتبتن بها الحکم لما رکز فی الطباع ان لا احسن من الملك الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۹) والمقصود من هذا اثبات الحسن العظیم المفرط لیوسف لانه قد رکز فی النفوس ان لا شیٔ احسن من الملك (خازن ج ۳ ص ۲۹) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں اس سے ان کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و برارت کو ظاہر کرنا ہے کہ ایسا بے مثل حسن و جمال، ایسی بھرپور جوانی اور بے خطر خلوت ان حالات میں جو شخص برائی سے بچتا ہے وہ بلاشبہہ فرشتہ ہے۔ لان الجمع بین الجمال الرائق والکمال الفائق والعصمة البالغة من خواص الملائکة (مظہری ج ۵ ص ۱۵۹)۔ **ف ۳۱** زلیخا نے جب عورتوں کی فریفتگی اور وارفتگی دیکھی تو فوراً بول اٹھی کہ دیکھا یوسف کو دیکھ کر تم خود مبہوت و مدہوش ہو گئی ہو اور یہی میرا قصور ہے جس پر تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ اس میں شک نہیں کہ میں نے یوسفؑ کے اسی بے مثال حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اسے ورغلانے کی کوشش کی ہے فَاسْتَعْصَمَ لیکن وہ صاف بچ گیا ہے اور گناہ سے محفوظ و معصوم رہا ہے۔ یہ زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی کی شہادت ہے۔ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ اب تک تو یوسف میرے کہنے میں نہیں آیا لیکن یاد رکھے اگر وہ میری بات نہیں مانے گا تو اسے قید کر دیا جائے گا اور اس طرح جیل میں اسے چوروں، ڈاکوؤں اور دیگر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ذلت و رسوائی برداشت کرنا پڑے گی۔ یہ زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام

موضح قرآن ف یعنی ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق کے حق میں فضل ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں۔

گو ایک دھمکی تھی کہ شاید وہ اس طرح نرم پڑ جائیں مگر اللہ کے برگزیدہ پیغمبر نے قید کو گناہ پر ترجیح دی۔ **ف۳۲** حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، میرے آقا! جس گناہ کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے مجھے قید ہو جانا زیادہ پسند ہے، میرے اللہ! اگر تو نے ان مکار عورتوں کے فریب سے مجھے نہ بچایا تو میرے دل میں ان کی رغبت پیدا ہو جائے گی اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام قادر و متصرف نہ تھے اسی لئے وہ گناہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری کے محتاج تھے۔ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ الخ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکر سے ان کو بچا لیا ثُمَّ بَدَا لَهُمْ الخ یہ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ کا بیان ہے۔ عزیز مصر نے جب شہر کی ہوا دیکھی تو اس نے اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے کچھ عرصہ تک حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کر دینے ہی میں مصلحت سمجھی۔ اَلْاٰیٰتِ حضرت یوسف علیہ السلام کی برات کے دلائل و شواہد یا شہری ماحول اور حالات۔ حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے کہنے کے مطابق قید تو کر دئے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے قید خانے میں ان کو ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھا۔ وہ اپنی خداداد خوبیوں، محاسن اخلاق، ظاہری اور باطنی کمالات کی وجہ سے جیل میں بھی عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ داروغۂ جیل نے ان سے کہہ دیا کہ میں آپ کو رہا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اس کے علاوہ جو بھلائی بھی مجھ سے ہو سکے گی میں کروں گا اور جیل میں آپ پر کوئی پابندی نہیں آپ ہر جگہ آ جا سکتے ہیں۔ فقال له عامل السجن یا فتی لو استطعت خلیت سبیلك ولکن سا حسن جوارك فکن فی ای بیوت السجن شئت (روح ج ۱۲ صفحہ ۲۴۰) **ف۳۳** یہ ساتواں حال ہے۔ اسی اثنا میں شاہ مصر ریان بن ولید اپنے باورچی اور ساقی پر ناراض ہو گیا۔ وجہ یہ تھی کہ شاہ مصر کے دشمنوں نے اسے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا اور شاہ کے باورچی اور ساقی کو رشوت دے کر کھانے اور شراب میں زہر ملا کر شاہ کو پلانے پر آمادہ کر لیا۔ بعد میں ساقی نادم ہوا اور اس نے زہر دینے سے انکار کر دیا لیکن باورچی اپنے عہد پر قائم رہا۔ جب کھانا اور شراب شاہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو ساقی نے شاہ سے کہا کہ یہ کھانا مت کھائیے کیونکہ وہ زہر آلود ہے۔ اور باورچی نے شراب کے بارے میں یہی الفاظ کہہ دئے شاہ نے دونوں کو جیل بھیج کر تحقیقات کا حکم دے دیا۔ ساقی نے خواب دیکھا کہ وہ انگور نچوڑ کر شراب بنا رہا ہے۔ اور باورچی نے خواب دیکھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہے اور پرندے روٹیاں نوچ رہے ہیں۔ دونوں نے دیکھا کہ جیل کے قیدی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے خواب بیان کرتے ہیں اور وہ نہایت عمدہ تعبیر بیان فرماتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی اپنا اپنا خواب ان کے سامنے بیان کیا اور کہا آپ بہت نیکدل اور صالح مرد معلوم ہوتے ہیں آپ ہمارے خوابوں کی بھی تعبیر بیان فرمائیں (روح و قرطبی وغیرہ) **ف۳۴** حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور خیال آیا کہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید سمجھا دیں تاکہ تبلیغ کا حق بھی ادا ہو جائے اور ان کی صحبت کا حق بھی۔ چنانچہ دونوں سے فرمایا فکر مت کرو میں قبل اس کے کہ تمہارا کھانا تمہارے پاس پہنچے تمہارے خوابوں کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ

فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ

سو پلائے گا اپنے مالک کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائیگا

فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ

پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا وہ کام

الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ

جس کی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جس

ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ

کو گمان کیا تھا کہ بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي

سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا

السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ؕ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ

قید میں کئی برس ع ۵/۱۵ اور کہا بادشاہ نے میں

اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی ان کو کھاتی ہیں سات

عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ

گائیں دُبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ

اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر

كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا

ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے بولے

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی

موضح قرآن ف فرمایا کہ ایک مارا جائے گا اسکو نہ کہا کہ تو ہے یہ خلق نیک سے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسکو انکلا کہہ بچے گا، معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں مگر انکل، مگر پیغمبر جو انکل کرے سو نیک ہے حضرت یوسف نے اسباب کی سعی کی کہ میرا ذکر کریو بادشاہ پاس وہ بھول گیا تا پیغمبر کا دل اسباب پر نہ ٹھہرے، کئی برس رہے قید میں اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے۔

یہ تعبیر کا علم ان علوم ومعارف میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ الخ یہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ علت ہے ان اللہ خصہ بھذا العلم لانہ ترك ملة قوم لا یؤمنون باللّٰہِ الخ (قرطبی ج ۹ ص۱۹۱) اللہ تعالیٰ نے یہ علوم ومعارف مجھے اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کا دین وملت ابتدا ہی سے قبول نہیں کیا جو خدائے واحد پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۳۵ اور میں اپنے آبائے کرام حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت حنیفیہ کا پیرو اور متبع ہوں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو دنیا میں اللہ کی توحید پھیلانے اور دنیا سے شرک کو مٹانے آئے تھے اس لئے ہمارے تو یہ شایانِ شان ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ الخ یہ توحید ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور شرک سے باز نہیں آتے یعنی ان اکثرھم لا یشکرون اللّٰہ علی ھٰذہ النعم التی انعم بھا علیھم لانھم ترکوا عبادتہ وعبدوا غیرہ (خازن ج ۳ ص۲۸۴) ۳۶ اب جیل کے دونوں ساتھیوں کو حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم خود ہی اپنی خداداد عقل سے سوچو کہ بہت سے خدا اچھے ہیں جن کے سامنے زانوئے عبودیت تہ کرے اور جن کے سامنے سر نیاز مندی جھکائے اور جن سے اپنی حاجتیں مانگے یا صرف ایک خدا اچھا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ساری کائنات پر قاہر ہے؟ بالفاظ دیگر بہت سے بیچارے اور عاجز معبودوں کی محتاجی بھلی یا ایک قادر وتوانا خدا کی؟ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ الخ اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم کارساز اور متصرف ومختار سمجھ کر پکارتے ہو یہ سب تمہارے اور تمہارے آباء واجداد کے خود ساختہ ہیں۔ تم لوگوں نے ان کو بلا دلیل وحجت معبود بنا رکھا ہے ان کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ای سمیتم ما لا یستحق الالھیة الھة ثم طفقتم تعبدونھا (مدارک ج ۲ ص۱۷۱) اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اور دین کے معاملے میں اور اس بارے میں کہ کون عبادت اور پکار کا مستحق ہے فیصلہ دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ای ما الحکم فی شأن العبادة المتفرعة علی تلك التسمیة وفی صحتھا الا للّٰہ (روح ج ۱۲ ص۲۴۵) جب یہ فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے تو اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ اس نے حکم دیدیا اور فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور حاجات میں کسی اور کو نہ پکارا جائے کیونکہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ یہی یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پکار ہی دین قیم اور مضبوط ومحکم ملت ہے جو دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ سے ثابت ہے۔ الثابت الذی دلت علیه البراھین العقلیة والنقلیة (روح ج ۱۲ ص۲۴۵) ۳۷ دونوں قیدیوں کو دعوت اسلام دینے اور ان پر مسئلہ توحید واضح کرنے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ ان میں سے ایک یعنی ساقی دوبارہ دربار شاہی میں اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور اپنے آقا کو شراب پلانے کی خدمت انجام دے گا کیونکہ اس کا جرم ثابت

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ

تعبیر معلوم نہیں اور بولا وہ جو

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا

بچا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آ گیا اس کو مدت کے بعد میں

اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ یُوْسُفُ

بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو ف۱ جا کر کہا اے یوسف

اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ

اے سچے حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں

سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ

موٹی اور ان کو کھائیں سات دبلی اور سات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْۤ

بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ

اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید ان کو معلوم ہو ف۲

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس جم کر ف۳ سو جو

حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا

کاٹو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا

مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد

سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ

سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے

ف۱ یعنی بادشاہ کے ندیمان (ندما) کے پاس یوسف علیہ السلام کے
ف۲ پس بھیجا تو اس نے ان سے ملاقات کر لی

موضح قرآن ف یعنی تیری قدر معلوم ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ پس بسوئے یوسف فرستادند و ملاقات کرد ۱۲

نہیں ہوسکے گا۔ لیکن دوسرا یعنی شاہ کا باورچی مجرم ثابت ہوگا اس لئے اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اس کا بھیجا نوچ کھائیں گے۔ قُضِیَ الۡاَمۡرُ الخ تمہارے خوابوں کی جو تعبیر میں نے بیان کی ہے وہ لامحالہ ہو کر رہے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مذکورہ تعبیر وحی سے بیان کی تھی یا علم تعبیر کی بنا پر۔ آپ چونکہ نبی تھے اس لئے آپ کی تعبیر اٹل تھی انهما لما سألاه عن ذلك المنام صدقا فيه اوكذبا فان الله تعالیٰ اوحیٰ اليه ان عاقبة كل واحد منهما تكون على الوجه المخصوص فلما نزل الوحى بذلك الغيب عند ذلك السؤال وقع فى الظن انه ذكره على سبيل التعبير (کبیر ج ۱۸ ص ۱۴۳)

اِلَّا قَلِيۡلًا مِّمَّا تُحۡصِنُوۡنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِ

مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیج کے واسطے پھر آئے گا اس کے

ذٰلِكَ عَامٌ فِيۡهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيۡهِ يَعۡصِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾

پیچھے ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے ف۱

وَقَالَ الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِىۡ بِهٖ‌ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوۡلُ

اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی

قَالَ ارۡجِعۡ اِلٰى رَبِّكَ فَسۡـَٔلۡهُ مَا بَالُ النِّسۡوَةِ

کہا لوٹ جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ف۲ ان عورتوں

الّٰتِىۡ قَطَّعۡنَ اَيۡدِيَهُنَّ‌ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ بِكَيۡدِهِنَّ عَلِيۡمٌ ﴿۵۰﴾

کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے ف۳

قَالَ مَا خَطۡبُكُنَّ اِذۡ رَاوَدْتُّنَّ يُوۡسُفَ عَنۡ

کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کے

نَّـفۡسِهٖ‌ ؕ قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمۡنَا عَلَيۡهِ مِنۡ

نفس کی حفاظت سے بولیں حاشا للہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ

سُوۡٓءٍ‌ ؕ قَالَتِ امۡرَاَتُ الۡعَزِيۡزِ الۡـئٰنَ حَصۡحَصَ

برائی بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی

الۡحَـقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنۡ نَّـفۡسِهٖ وَاِنَّهٗ

سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ

لَمِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَـعۡلَمَ اَنِّىۡ لَمۡ اَخُنۡهُ

سچا ہے ف۴ یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کر لیوے کہ میں نے اس کی چوری نہیں کی

بِالۡغَيۡبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ كَيۡدَ الۡخَـآئِنِيۡنَ ﴿۵۲﴾

چھپ کر ف۵ اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغابازوں کا

ع ۶
۱۶

۳۸ ظن بمعنی علم و یقین ہے کیونکہ تعبیر ذریعۂ وحی بیان کی گئی تھی۔ ۳۹ یہ آٹھواں حال ہے۔ شاہ مصر نے خواب میں دیکھا کہ سات دبلی پتلی گائیں دوسری سات موٹی گائیوں کو کھا گئی ہیں اسی طرح اس نے سات تر و تازہ خوشے دیکھے جو دوسرے سات خشک خوشوں پر لپٹ گئے ہیں۔ شاہ مصر اس خواب سے گھبرایا اور صبح شہر کے علماء، کاہنوں اور نجومیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا اور ان سے کہا کہ اس کی تعبیر بیان کرو۔ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍ ان میں سے کسی کی سمجھ میں اس کی تعبیر نہ آئی اس لئے اسے خواب پریشان کہہ کر ٹال دیا اور کہا کہ خیال پریشان ہے یہ خواب ہے ہی نہیں اس لئے اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ ۴۰ امة مدت طویلہ مراد ہے بعد مدة طويلة الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۷۲) ساقی جب الزام زہر خورانی سے بری ہو کر قید سے آزاد کر دیا گیا تو اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا یاد نہ رہا اور اس پر ایک عرصہ گذر گیا یہاں تک کہ شاہ مصر کے خواب کا معاملہ پیش آیا اور سب اہل علم و خرد اس کی تعبیر سے عاجز ہو گئے تو ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اس نے کہا ٹھہرو اس کی تعبیر میں ابھی لے کر آتا ہوں فَاَرۡسِلُوۡنِ یعنی مجھے قید خانے میں داخل ہونے کا خاص اجازت نامہ دے کر بھیجو۔ ۴۱ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی پھر انہوں نے ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے جا کر شاہ مصر کا خواب ان کے سامنے بیان کیا فی الکلام حذف ای فارسلوه فاتاه فقال یا یوسف الخ (روح ج ۱۲ ص ۲۵۴) اَيُّهَا الصِّدِّيۡقُ اے بہت ہی سچ بولنے والے۔ ساقی قید خانے میں چند دن حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہ کر نیز اپنے خواب کے معاملہ میں ان کی سچائی کا تجربہ کر چکا تھا اس لئے ان کو لقب صدیق سے خطاب کیا۔ ۴۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کے خواب کی تعبیر اس طرح بیان فرمائی کہ پہلے سات

موضح قرآن ف۱ رس نچوڑنا واسطے شراب ساز کے فرمایا اور سات برس کا ذخیرہ بال میں رکھوایا تا زمین میں گل نہ جاوے سات برس قحط ہوگا جب تک پورا پڑے ف۲ وہی قصہ یاد دلایا ہے کہ وہ عورتیں شاہد ہیں بادشاہ پوچھے تو وہ قصہ کھول دیں کہ تقصیر کس کی ہے ف۳ یوسف نے سب کا فریب فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور سب اس کی مددگار تھیں اور فریب والی کا نام نہ لیا حق پرورش کو اور بادشاہ نے پوچھا تم نے پھسلایا تھا اس واسطے کہ وہ جانیں بادشاہ خبر رکھتا ہے پھر جھوٹ نہ بولیں۔

فتح الرحمن ف۱ بادشاہ این تعبیر شنیدہ مشتاق ملاقات یوسف گشت و یوسف علیہ السلام مدتی توقف نمود تا برارت ذمہ اش ظاہر گردد ۱۲ ف۲ یعنی شہادت براقرار زلیخا بعفت یوسف پوشیدہ اند ۱۲۔

سال تک تم لوگ حسب عادت کھیتی باڑی کرو گے اور غلہ اگاؤ گے لیکن ایسا کرنا کہ خوشوں سے دانے نہ نکالنا بلکہ خوشوں ہی کا ذخیرہ کر لینا تاکہ غلہ خراب نہ ہو اور اسے کیڑا نہ لگ جائے البتہ کھانے کے لئے جس قدر غلہ درکار ہو وہ خوشوں سے نکال لینا۔ ثُمَّ يَأْتِي الخ پھر اس کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے ان میں تم اپنا پہلے سات سالوں کا تمام ذخیرہ ختم کر ڈالو گے پھر اس کے بعد خوشحالی کا دور شروع ہوگا، بارش خوب ہوگی اور پھل، میوے اور غلے وافر پیدا ہوں گے۔ خواب سے سات سال خوشحالی اور غلہ کی فراوانی کے اور پھر سات سال قحط کے مفہوم ہوتے ہیں اس لئے دونوں مدتوں کے بعد پھر خوشحالی کے دور کا آغاز ہونا بیان فرما دیا تاکہ اس کے بعد قحط کے ختم ہونے کا لوگوں کو اطمینان ہو جائے۔ ۴۳ یہ پندرہ احوال میں سے نواں حال ہے ساقی نے جب شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر بیان کی اور ساتھ ہی غلے کو ذخیرہ کرنے کا جو طریقہ انہوں نے بتایا تھا اس سے ذکر کیا تو شاہ مصر نے محسوس کیا کہ اس کے قید خانے میں ایک ایسا صاحب علم و بصیرت شخص موجود ہے جو اس کے دربار کی رونق ہونا چاہیئے اور اس کے علم و تدبر اور فہم و فراست سے ملکی معاملات میں استفادہ کرنا چاہیئے اس لئے انہیں فوراً اپنے پاس حاضر کرنے کا حکم دیا وَ ائْتُونِي بِهِ لما رأى من علمه وفضله واخباره عما لا يعلمه الا اللطيف الخبير (روح ج ۱۲ ص ۲۵۱) ۴۴ شاہ کا فرستادہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے سمجھا کہ جب تک شاہ کے سامنے اور تمام پبلک کے سامنے ان کی برارت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ جیل سے باہر قدم نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر پبلک کے دلوں میں اور شاہ کے دل میں یہ وسوسہ باقی رہے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے آقا کی خیانت کی تھی اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔ خشی ان یخرج وینال من الملك مرتبة و یسکت عن امر ذنبه صفحا فیراه الناس بتلك العین ابدا ويقولون هذا الذی راود امرأة مولاه فاراد يوسف عليه الصلوٰة والسلام ان يُبَيِّنَ براء ته ويحقق منزلته من العفة و الخير وحينئذ يخرج للاحظاء والمنزلة (قرطبی ج ۹ ص ۲۰۷) ۴۵ یعنی ان عورتوں کا کیا حال

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ
اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو ۴۸ بے شک جی تو سکھلاتا ہے برائی
اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۵۳ وَقَالَ
مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان اور کہا
الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ
بادشاہ نے لے آؤ ۴۹ اس کو میرے پاس میں خالص کر رکھوں اس کو اپنے کام میں جب بات چیت کی
قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝ ۵۴ قَالَ
اس سے ۵۰ ف۱ کہا واقعی تو نے آج سے ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر ف۱ یوسف نے کہا
اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝ ۵۵
مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر ۵۱ میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا ف۲
وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا
اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ پکڑتا تھا اس میں
حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا
جہاں چاہتا پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور
نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ۵۶ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ
ضائع نہیں کرتے ہم بدلا بھلائی والوں کا اور ثواب آخرت کا بہتر ہے
لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ ۵۷ ع وَجَاۗءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ
ان کو جو ایمان لائے اور رہے پرہیزگاری میں ف۳ ۵۲ اور آئے بھائی یوسف کے ۵۳
فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ ۵۸ وَ
پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچان لیا ان کو اور وہ نہیں پہچانتے ف۴ اور
لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ
جب تیار کر دیا ان کو ان کا اسباب ۵۴ کہا لے آئیو میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے

(حاشیہ:) لہ یہاں سے حضرت یوسف کا کلام ہے ۱۲ — اسے یہاں بھی دانا کہے ... یعنی جب بادشاہ مصر حضرت یوسف علیہ السلام کی قابلیت ظاہر ہوئی ۱۲ — ع ۷ — ۸ اس سے دسواں حال ۱۲

موضح قرآن ف۱ اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا ف۲ انہوں نے آپ یہ خدمت طلب کی تا صحبت اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آئی ف۳ یہ جواب ہوا ان کے سوال کا اور اولاد ابراہیم اس طرح شام سے مصر میں اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو گھر سے دور پھینکا تا ذلیل ہو اللہ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ایسا ہی ہوا ہمارے حضرت کو ف۴ جب حضرت یوسف ملک مصر پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی اور ملک کا اناج بھرتے گئے پھر سات برس کے قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بکوایا اپنے ملک والوں اور پردیسیوں کو برابر مگر پردیسی کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے اس میں خلق بچی قحط سے اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے ان کے بھائی آئے خرید کو۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی و قابلیت او شناخت ۱۲ ف۲ مترجم گوید بعد از ان قحط او فتاد در جمیع نواحی مصر و شام و اولاد یعقوب را مشقت بسیار رسید بسوی یوسف متوجہ شدند ۱۲ والله اعلم۔

ہے جنہوں نے مجھے گناہ میں پھنسانے کے لئے مکر کئے تھے وہ اب کیا کہتی ہیں۔ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ چنانچہ شاہ نے ان عورتوں کو اور عزیز مصر کی بیوی کو بلا کر ان سے پوچھا کہ بتاؤ جب تم نے یوسفؑ کو ورغلانے کی کوشش کی تھی تو کیا تم نے اپنی جانب اس کا کچھ میلان پایا تھا هل وجدتن فيه ميلا اليكن (روح) قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ الخ تو سب بول اٹھیں حاشا وکلا ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی اور اس نے ہماری طرف ادنیٰ رغبت اور میلان بھی نہیں کیا۔ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الخ اب زلیخا بھی بولی کہ اب تو حق بات واضح ہو چکی ہے اس لئے اب چھپانے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قصور میرا ہی تھا، میں ہی نے یوسفؑ کو ورغلایا

مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ وَ اَنَا خَيْرُ

باپ کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا دیتا ہوں ماپ اور خوب طرح

الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ

اتارتا ہوں مہمانوں کو ف پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو تمہارے لئے بھرتی نہیں

عِنْدِيْ وَ لَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ

میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آئیو بولے ہم خواہش کرینگے اس کے باپ سے

وَ اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ قَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ

اور ہم کو یہ کام کرنا ہے اور کہہ دیا اپنے خدمتگاروں کو ۴۸ رکھ دو ان کی پونجی

فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى

ان کے اسباب میں شاید اس کو پہچانیں جب پھر کر پہنچیں

اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْهِمْ

اپنے گھر شاید وہ پھر آجائیں ف ۲ پھر جب پہنچے اپنے باپ کے پاس ۴۹

قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا

بولے اے باپ روک دی گئی ہم سے بھرتی سو بھیج ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو

نَكْتَلْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ

کہ بھرتی لے آئیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں کہا میں کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر

اِلَّا كَمَاۤ اَمِنْتُكُمْ عَلٰۤى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ

مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر اس سے پہلے سو اللہ بہتر ہے

حٰفِظًا ۪ وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَمَّا فَتَحُوْا

نگہبان اور وہی ہے سب مہربانوں سے مہربان اور جب کھولی اپنی

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا

چیز بست ۵۰ پائی اپنی پونجی کہ پھیر دی گئی ان کی طرف بولے

تھا وہ اپنی بات کا سچا اور کیرکٹر کا پختہ ہے۔ ۴۶ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ امرأۃ العزیز کا قول ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کا۔ حضرت قتادہ، حسن اور حضرت ابن عباس کے نزدیک یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز مصر کی عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی لِيَعْلَمَ کا فاعل بادشاہ ہے نہ کہ عزیز مصر کیونکہ وہ اس وقت مر چکا تھا۔ قال ابن عباس فارسل الملك الى النسوة والى امرأة العزيز وكان قد مات العزيز (قرطبی ج ۹ ص ۲۰۸) ليعلم الملك انى لم اخنه بالغيب (کبیر ج ۱۸ ص ۱۵۴) ۴۷ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی برات کا اظہار کیا تو خیال آیا میں خود ہی اپنی ذات کا تزکیہ کر رہا ہوں یہ تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا ہے اس لئے انکسار و تواضع کے طور پر فوراً کہا وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ الخ میں اپنی ذات کا تزکیہ نہیں کرتا نفس انسانی بڑا سرکش ہے اس کے اغوا سے صرف وہی بچ سکتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے دستگیری فرمائے۔ وما ابرئ نفسى هضم للنفس وانكسار وتواضع لله عزوجل فان رؤية النفس فى مقام العصمة والتزكية ذنب عظيم فاراد ازالة ذلك عن نفسه الخ (خازن ج ۳ ص ۲۹) قال الحسن لما قال يوسف ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ كره نبى الله ان يكون قد زكى نفسه فقال وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ الخ وتزكية النفس مذمومة الخ (قرطبی ج ۹ ص ۲۱۰ وخازن) ۴۸ جب بادشاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور عصمت واضح ہو گئی تو اب اس نے حکم دیا کہ انہیں فوراً میرے پاس لاؤ میں انہیں اپنا خاص مشیر بنا لوں اور اپنی مملکت کے اہم امور اس کے سپرد کر دوں۔ اى اجعله خالصا لنفسى، افوض اليه امر مملكتى (قرطبی ج ۹ ص ۲۱۲) ۴۹ جب دونوں مل کر بیٹھے اور کھل کر گفتگو ہوئی تو شاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی ایسی خوبیاں ظاہر ہوئیں جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں تو اس نے اعلان کیا کہ آج سے ہمارے یہاں آپ کو بہت بلند مرتبہ عطا کیا جاتا ہے اور حکومت کے تمام معاملات میں آپ معتمد علیہ اور امین ہیں۔ ذومكانة ومنزلة امين مؤتمن على كل شىء (مدارک ج ۲ ص ۱۷۴) ۵۰ حضرت یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ شاہ مصر اب لازمی طور پر حکومت کا

موضح قرآن ف ۱ سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف کا سگا بھائی تھا۔ اس کو بلوایا ف ۲ جو قیمت لائے وہ چھپا کر اناج کے بوجھوں میں ڈال دی احسان کر کر۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بسبب دادن طعام و بگرفتن سرمایہ دیگر بار طمع کنند ۱۲۔

کوئی محکمہ ان کے سپرد کرے گا اس لئے انہوں نے خود ہی اپنے کو ایک ایسے محکمہ کے لئے پیش کر دیا جس کا براہ راست تعلق پبلک سے تھا تاکہ متوقع قحط کے زمانے میں
مخلوقِ خدا سے پوری پوری ہمدردی ہو سکے اور ہر ایک کو اس کا حق مل جائے اور قحط کے زمانہ میں غلے کی حفاظت اور اس کے خرچ کا انتظام درست رہے۔
انہ علیہ السلام علم بالوحی انہ سیحصل لقحط والضیق الشدید الذی ربما افضی الی ھلاک الخلق العظیم فلعلہ تعالٰی امرہ بان ید بر فی
ذلك ویاتی بطریق لاجلہ یقل ضرر ذلك القحط فی حق الخلق (کبیر ج۱۸ ص۱۶۱) ف۵۱ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یوں ہم نے یوسفؑ کو قید

يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا ۚ وَ
اے باپ ہم کو اور کیا چاہیئے یہ پونجی ہماری پھیر دی گئی ہے ہم کو اب
نَمِیْرُ اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَیْلَ بَعِیْرٍ ؕ ذٰلِكَ
جائیں تو رسد لائیں ہم اپنے گھر کو اور خبرداری کرینگے اپنے بھائی کی اور زیادہ لیویں بھرتی ایک
كَیْلٌ یَّسِیْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ
اونٹ کی یہ بھرتی آسان ہے کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ ف۵۵ یہاں تک کہ دو مجھ کو
مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ ۚ
عہد خدا کا کہ البتہ پہنچا دو گے اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب ف۵۶
فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۶۶﴾
پھر جب دیا اس کو سب نے عہد بولا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے ف۱
وَ قَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا
اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے اور داخل ہونا
مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَ مَاۤ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
کئی دروازوں سے جدا جدا اور میں نہیں بچا سکتا تم کو ف۵۷ اللہ کی
مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ عَلَیْهِ
کسی بات سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اسی پر
فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ لَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ
بھروسہ چاہیئے بھروسہ کرنیوالوں کو ف۲ اور جب داخل ہوئے جہاں سے ف۵۸
اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
کہا تھا ان کے باپ نے کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی کسی
شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَ اِنَّهٗ
بات سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے جی میں سو پوری کر چکا اور وہ تو

خانے سے نکال کر حکومت پر متمکن فرمایا اور سارا ملک مصر ان کے تصرف میں دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں جائیں اور جہاں چاہیں رہیں۔ ہم اپنے مخلص بندوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں اور ان کے صبر کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ الخ یہ تو دنیا میں جزا ہے اور آخرت کی جزا اس سے کہیں زیادہ اور اعلیٰ و ارفع ہے۔ ف۵۲ یہ دسواں حال ہے۔ اس سے پہلے اندماج ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خزائن الارض کے وزیر مقرر ہو گئے اور سات سال تک زمین کی پیداوار کا ذخیرہ کرتے رہے۔ سات سال کے بعد قحط پڑ گیا اور دور دور سے لوگ غلہ لینے کے لئے مصر آنے لگے۔ اسی سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی مصر میں ان کے پاس آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یوسفؑ اس قدر بلند و بالا مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ ف۵۳ جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے تو فرمایا اپنے گیارہویں بھائی کو بھی ساتھ لانا تم نے دیکھ لیا کہ میں کتنا اچھا معاملہ کرتا ہوں، پورا ناپ کر دیتا ہوں اور مہمانوں کی بھی خدمت و تواضع کرتا ہوں۔ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ الخ اگر تم اسے ساتھ نہیں لاؤ گے تو میرے پاس مت آنا میں تمہیں غلہ نہیں دوں گا قَالُوْا سَنُرَاوِدُ انہوں نے کہا ہم اسے لانے کے لئے اس کے باپ سے کوئی حیلہ بہانہ ضرور کریں گے اور اسے ساتھ لے کر آئیں گے۔ ف۵۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں سے فرمایا اس مال کو جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے ان کی بوریوں میں واپس کر دو۔ ممکن ہے جب وہ واپس گھر پہنچیں تو اپنا مال پہچان لیں اور از راہِ دیانت و امانت ہمیں واپس دینے کے لئے دوبارہ

مصر آئیں۔ ف۵۵ جب وہ واپس والد گرامی کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا کہ بنیامین کا حصہ تو ہم سے روک لیا گیا ہے جب تک وہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا اس
وقت تک ہمیں اس کے حصے کا غلہ نہیں ملے گا۔ اس لئے آپ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَیْهِ الخ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جس طرح میں نے یوسف کے بارے میں تم پر اعتماد کیا تھا اسی طرح بنیامین کے بارے میں تم پر اعتماد کروں یعنی تم ایک بار میرے
اعتماد کو مجروح کر چکے ہو لیکن اچھا خدا حافظ ہے اور وہ مہربان ہے مجھے امید ہے کہ وہ مجھ پر جدائی کی دو مصیبتیں مسلط نہیں فرمائے گا۔ فارجوا ان ینعم علی
بحفظہ ولا یجمع علی مصیبتین (مدارک ج۲ ص۱۶۷) ف۵۶ جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا سرمایہ بھی واپس اس میں موجود ہے تو کہنے لگے ابا جان!

منزل۳

موضح قرآن ف۱ ظاہر کا اسباب بھی پختہ کر لیا اور بھروسہ اللہ پر رکھا، یہی حکم ہے ہر کسی کو۔ ف۲ یہ ٹوک کا بچاؤ بتایا۔ پھر بھروسہ اللہ پر کیا، ٹوک لگنی غلط نہیں اور اسکا بچاؤ کرنا روا ہے۔

ہمیں اور کیا چاہئیے ہمیں غلہ بھی مل گیا اور سرمایہ بھی واپس آگیا والمعنٰی ای شئ نطلب وراء ھٰذا و فی لنا الکیل و رد علینا الثمن (قرطبی ج ۹
ص۲۲۴) وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا ہم دوبارہ جاکر اہل وعیال کے لئے غلہ لائیں گے ، بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ مزید غلہ لے کر آئیں گے
یہ غلہ ہمیں آسانی سے مل جائے گا صرف چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کی ضرورت ہے۔ ۵۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جب تک تم اس کی واپسی کے لئے
اللہ تعالیٰ کا عہد نہیں دو گے اس وقت تک میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ چنانچہ جب انہوں نے عہد دے دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو وداع

لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
خبردار تھا جو کچھ ہم نے اس کو سکھایا لیکن بہت لوگوں کو
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ
خبر نہیں ف۱ اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس ۶۰ اپنے پاس
اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا
رکھا اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہوں تیرا بھائی سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو
يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ
انہوں نے کئے ہیں ف۲ پھر جب تیار کر دیا ان کے واسطے اسباب ان کا ۶۱ رکھ دیا پینے کا پیالہ
فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ
اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والے نے اے قافلہ والو تم تو البتہ
لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾
چور ہو کہنے لگے منہ ان کی طرف کر کے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی
قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ
بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ جو کوئی اس کو لائے ملے اس کو ایک بوجھ
بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا
اونٹ کا اور میں ہوں اس کا ضامن ف۳ بولے قسم اللہ کی ۶۲ تم کو معلوم ہے ہم
جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا
شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے بولے
فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ
پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم نکلے جھوٹے کہنے لگے اس کی سزا یہ کہ
مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ط كَذٰلِكَ نَجْزِي
جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے وہی اس کے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں ف۱

کرتے ہوئے فرمایا لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ الخ مصر میں سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاکہ تم کو کسی کی نظر بد نہ لگ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حسن و جمال اور قوت وقامت کی خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ وانما امرھم بذلك لانه خاف علیھم العین لانھم کانوا قد اعطوا جمالا و قوۃ و امتداد قامۃ الخ (خازن ج ۳ ص۲۹۵) ۵۸ میں تقدیر الٰہی کو نہیں روک سکتا جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ قضا و قدر اللہ کے اختیار میں ہے۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور سب کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئیے۔ میں نے تو محض ایک حیلے کے طور پر یہ کہا ہے۔ ۵۹ یہ گیارہواں حال ہے۔ لمّا کا جواب محذوف ہے۔ ای وقع ما قضی اللہ مختلف دروازوں سے ان کا داخل ہونا ان کے لئے کوئی فائدہ مند نہ تھا یہ محض حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی ایک خواہش تھی جو انہوں نے ظاہر کردی۔ اِلَّا حَاجَةً مستثنیٰ منقطع ہے۔ الا بمعنی لکن ہے اور حاجۃ سے پہلے فعل اظھر مقدر ہے قَضٰىهَا جس کی تفسیر ہے۔ قضٰھا ای اظھرھا فوصی بھا (مظہری ج ۵ ص۱۷۶) ۶۰ جب تمام بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اسے بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں اس لئے بڑے بھائی تمہارے ساتھ جو ناروا سلوک کرتے تھے اب اس کا غم نہ کرنا۔ اس پر بنیامین نے کہا کہ اب مجھے ان کے ساتھ ہرگز نہ بھیجو اور مجھے اپنے پاس ہی رکھو یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا حیلہ سوچا۔ ۶۱ جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے اور سب کا مال و متاع تیار
کرنے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آنکھ بچا کر سقایہ (پانی پینے کا برتن جس سے غلہ ناپنے کا کام بھی لیتے تھے) بنیامین کے سامان میں خود رکھ دیا یا کسی نوکر سے

موضح قرآن ف۱ یعنی جس طرح کہا تھا داخل ہوئے تو اگرچہ ٹوک نہ لگی لیکن تقدیر اور طرف سے آئی تقدیر دفع نہیں ہوتی، سو جن کو علم ہے ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں، اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔ ف۲ اس بھائی کو جو حضرت یوسف نے آرزو سے بلایا، اوروں کو حسد لگا، اس سفر میں اس کو ہر بات پر جھڑکتے اور طعنے دیتے اب حضرت یوسف نے تسلی کر دی ف۳ یا سن بادشاہ کے پینے کا چاندی کا اس کی پیاس پر سپاہ ہوا یا اناج اپنے کا اور گھوڑے اس میں پانی پیتے، حضرت یوسف نے ان کو چور کہلوایا جھوٹ نہیں حضرت یوسف کو باپ کی چوری سے بیچ ڈالا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اورا غلام گیرند ۱۲۔

رکھوادیا۔ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ الخ جب وہ اپنا مال ومتاع اونٹوں پر لادکر روانہ ہوگئے تو پیمانے کی غلہ ناپنے کے لئے ضرورت پڑی مگر پیمانہ مفقود تھا ملازموں نے خیال کیا کہ ابھی ابھی کنعانی قافلہ روانہ ہوا ہے شاید وہی چرالے گئے ہوں چنانچہ وہ ان کے پیچھے دوڑے اور ان میں سے ایک نے انہیں آواز دی اے قافلہ والو! ٹھہرو تم چور معلوم ہوتے ہو۔ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا الخ وہ پیچھے پلٹے اور ان سے پوچھا کہ تمہاری کیا چیز چوری ہوگئی۔ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ انہوں نے کہا بادشاہ کا صواع گم ہوگیا ہے۔ آواز دینے والے نے کہا جو شخص بادشاہ کا پیمانہ واپس کردے گا میں اسے اونٹ کا بوجھ غلہ دلاؤں گا اور میں اس کی ضمانت لیتا ہوں۔ سقایہ اور صواع ایک ہی چیز کے دو نام ہیں کیونکہ اس سے دونوں کام لئے جاتے تھے والسقایۃ والصواع شیٔ واحد (قرطبی ج ۹ ص ۲۲۹)، ف۶۲ فرزندان یعقوب علیہ السلام نے کہا تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم یہاں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ چوری کرنا ہمارا کام ہے۔ فرزندان یعقوب علیہ السلام نے اپنے اونٹوں کے منہ باندھ رکھے تھے تاکہ وہ لوگوں کی کھیتی باڑی کا نقصان نہ کریں نیز انہوں نے وہ سرمایہ بھی واپس کردیا تھا جو پہلی بار ان کے سامان میں واپس چلا گیا تھا۔ استشهدوا بعلمهم لما ثبت عندهم من دلائل دينهم وامانتهم حيث دخلوا وافواه رواحلهم مشدودة لئلا تتناول زرعا او طعاما لاحد من اهل السوق ولانهم ردوا بضاعتهم التى وجدوها فى رحالهم (مدارک ج ۲ ص ۱۷۱)۔ ف۶۳ انہوں نے کہا اگر تم جھوٹے ثابت ہوجاؤ اور تم ہی میں سے کوئی چور ہو تو پھر اس کی سزا کیا ہوگی۔ انہوں نے جواب دیا جس کے سامان سے پیمانہ برآمد ہو اسے غلام بنالیا جائے اور ہمارے یہاں یہی دستور ہے۔ آل یعقوب علیہ السلام میں دستور تھا جو شخص چوری کرے وہ ایک سال تک صاحب مال کی غلامی کرے۔ (مدارک)، ف۶۴ سب کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا گیا انہوں نے پہلے بڑے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی اور آخر میں بنیامین کے سامان سے پیمانہ برآمد ہوگیا۔ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ہم نے یوسف علیہ السلام کو یوں تدبیر سُجھائی ورنہ بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ شاہ مصر کا دستور یہ تھا کہ چور سے مال مسروقہ کی قیمت سے دوگنا جرمانہ وصول کرکے اسے چھوڑ دیا جائے (کبیر)، ف۶۵ فرزندان یعقوب

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ
ظالموں کو ف۱ پھر شروع کیں یوسف ؑ نے ان کی خرجیاں دیکھنی اپنے بھائی کی خرجی سے
ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا
پہلے آخر کو وہ برتن نکالا اپنے بھائی کی خرجی سے یوں داؤ بتا دیا ہم نے
لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ
یوسف کو وہ ہرگز نہ لے سکتا تھا اپنے بھائی کو دین میں اس بادشاہ کے
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ
مگر جو چاہے اللہ ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہیں اور
فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ
ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا ف۲ کہنے لگے اگر اس نے چرایا ف۳ تو
سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ
چوری کی تھی اس کے ایک بھائی نے بھی اس سے پہلے تب آہستہ سے کہا ف۴ یوسف نے اپنے جی میں
وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ
اور ان کو نہ جتایا کہا جی میں کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ
اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ
خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو ف۵ کہنے لگے اے عزیز ف۶ اس کا
اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ
ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہے
مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا
احسان کرنے والا ف۷ بولا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں ف۸ مگر
مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾
جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

ع ۹/۳

موضح قرآن ف۱ حضرت یعقوب کے دین میں تھا کہ چور غلام ہو رہے ایک برس تک ف۲ یعنی بھائیوں کی زبان سے آپ ہی نکلا کہ چور کو غلام کرلو، اسی پر پکڑے گئے نہیں تو اس بادشاہ کا یہ حکم نہ تھا ف۳ یعنی تم نے ایسی چوری کی کہ بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے ان پر چوری کا طعن زیادہ قصہ یہ کہ حضرت یوسف کو پھوپھی نے پالا جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا اپنے پاس رکھیں، پھوپھی کو محبت تھی چھپا کر ایک پٹکا ان کی کمر سے باندھ دیا پھر اس کو ڈھونڈنے لگیں لوگوں میں چرچا ہوا آخر ان کی کمر سے نکلا، موافق اس دین کے ایک برس پھوپھی پاس رہے ف۴ یعنی یہ بیٹا بوڑھے باپ کا ہاتھ پکڑے پھرتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ حضرت یوسف بتی از طلا از ان جدہ مادری خود بدزدید تا از عبادت صنم باز ماند یا مشابہ این قصہ چیزی کہ سبب تہمت او باشد بدزدی بوقوع آمدہ بود ۱۲۔

علیہ السلام نے یہ واقعہ دیکھ کر شرم سے سر جھکا لئے اور کہنے لگے اگر بنیا مین نے چوری کی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ بنیا مین کے بھائی سے حضرت یوسف علیہ السلام مراد ہیں۔ اور ان کی چوری کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بچپن میں پھوپھی نے پرورش کی تھی۔ اور وہ اس کے پاس رہتے تھے جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ ان کی پھوپھی انہیں بہت چاہتی اور ان سے والہانہ محبت کرتی تھیں وہ ان کی واپسی پر راضی نہ تھیں اس لئے انہوں نے یوسفؑ کو اپنے پاس رکھنے کا ایک حیلہ نکالا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کا منطقہ جو انہیں وراثت میں ملا تھا یوسف علیہ السلام کی کمر میں کپڑوں کے نیچے باندھ دیا اور پھر کہا کہ میرا منطقہ گم ہو گیا ہے اس کی تلاش کی جائے تلاش کرنے پر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر سے بندھا ہوا پایا گیا۔ اس دستور کے مطابق یوسفؑ پھر ان کو واپس مل گیا۔ (کبیر و قرطبی وغیرہ) ف٦٦ بھائیوں کی بات سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں کہا تم اس سے بھی بدتر اعمال کے مرتکب ہوئے ہو۔ تم نے دھوکہ سے یوسف کو باپ سے جدا کیا اور اسے جنگل کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ اور رات کو گھر جا کر باپ کے سامنے غلط بیانی کی کہ یوسفؑ کو بھیڑئیے نے پھاڑ کھایا ہے تم جو کچھ کہہ رہے ہو اللہ تعالیٰ تو اس کی حقیقت سے باخبر ہے۔ ف٦٧ اب وہ عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام سے درخواست کرنے لگے کہ بنیامین کا باپ بہت بوڑھا ہے وہ بیٹے کی جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کر سکے گا اس لئے آپ اسے چھوڑ دیں اور اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں آپ ہمیں نیکوکار اور محسن نظر آتے ہیں اس لئے امید ہے کہ آپ ہماری درخواست کو رد نہیں فرمائیں گے ف٦٨ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ظلم سے خدا کی پناہ۔ ہم تو صرف اسی کو رکھیں گے جس سے ہمارا مال برآمد ہوا ہے اس کی جگہ دوسرے کو رکھیں تو ہم ظالم ہیں۔ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا میں اِلَّا بمعنی سوی ہے۔ ف٦٩ یہ بارہواں حال ہے۔ جب وہ بنیامین کی واپسی سے ناامید ہو گئے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کیا قَالَ كَبِيْرُهُمْ الخ بڑے بھائی یہودا نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم اپنے باپ کو اللہ کا عہد دے کر آئے ہو اور اس سے پہلے تم یوسفؑ کے بارے میں بھی غلطی کر چکے ہو اس لئے میں تو یہاں سے نہیں ہلوں گا یہاں تک کہ باپ مجھے اجازت دے یا اللہ تعالیٰ مجھے ذریعۂ الہام واپس جانے کا حکم فرما دے یا اللہ تعالیٰ میرے واپس جانے کی کوئی اور باعزت راہ نکال دے۔ یعنی عزیز مصر بنیامین مجھے واپس دے دے اور میں اسے لے کر واپس چلا جاؤں۔ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ الخ تم سب واپس جاؤ اور والد گرامی کی خدمت میں عرض کرنا کہ بنیامین چوری کے جرم میں پکڑا گیا۔ جو کچھ ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔ اصل حقیقت کا ہمیں

یہ بارھواں حال ہے

فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ
پھر جب ناامید ہوئے اس سے ف٦٩ اکیلے ہو بیٹھے مشورہ کرنے کو بولا ان میں کا بڑا
اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا
کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد
مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ
اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حق میں سو میں تو ہرگز
اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ
نہ سرکوں گا اس ملک سے جب تک کہ حکم دے مجھ کو باپ میرا یا قضیہ چکا دے اللہ میری طرف اور
هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا
وہ ہے سب سے بہتر چکانے والا ف پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو
يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا
اے باپ تیرے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا جو ہم کو خبر تھی ف٢
وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿٨١﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ
اور ہم کو غیب کی بات کا دھیان نہ تھا ف٣ اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں
كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٨٢﴾
ہم تھے ف٤ اور اس قافلے سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں
قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ
بولا کوئی نہیں بنا لی ہے تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ
شاید اللہ لے آئے میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار
الْحَكِيْمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ
حکمتوں والا ف٥ اور الٹا پھرا ان کے پاس سے ف٦ اور بولا اے افسوس یوسف پر

موضح قرآن ف١ یعنی اور بھائیوں کو رخصت کیا، بڑا بھائی رہ گیا اس توقع پر شاید مہربان ہو کر خلاص کر دیں ١٢ ف٢ یعنی تم کو تول دیا تھا اپنی دانست پر اور چوری کی خبر نہ تھی، یا ہم نے چور کو پکڑ رکھنا بتایا اپنے دین کے موافق، نہ معلوم تھا کہ بھائی چور رہے ١٢ ف٣ پہلی بار کی بے اعتباری سے اب کے بھی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں، بیٹوں کی بنائی بات تھی، حضرت یوسف بھی بیٹے تھے۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی گفتن جزاءہ من وجد فی رحلہ فہو جزاءہ ١٢۔

کوئی علم نہیں اور نہ ہم غیب ہی جانتے ہیں۔ **۷۰ے** آپ مصر میں آدمی بھیج کر تصدیق کر لیں اور ان قافلہ والوں سے دریافت فرما لیں جن کے ہمراہ ہم آئے ہیں آپکو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ الخ اس سے پہلے اندراج ہے۔ جب نو بھائی مصر سے روانہ ہو کر واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا نہیں اس میں بھی تمہارا ہی فریب ہے تم نے یوسف کی طرح بنیامین کو بھی کہیں غائب کر دیا ہے۔ اچھا میرا کام تو صبر ہی ہے یہ دکھ میرے لئے مقدر رہیں لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں بھائیوں کو صحیح سلامت واپس لائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا

اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی غم سے سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا کہنے لگے

تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا

قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ گھل جاوے

اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا

یا کہ ہو جاوے مردہ بولا میں تو کھولتا ہوں

بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے **۷۳ے** اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے **ف۳**

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ

اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی **۷۴ے** اور اس کے بھائی کی

وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ

اور ناامید مت ہو اللہ کے فیض سے بے شک ناامید نہیں ہوتے

رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا

اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں پھر جب داخل ہوئے

عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ

اس کے پاس **۷۵ے** بولے اے عزیز پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی

وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ

خیرات کر ہم پر اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو **ف۴** کہا

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

کچھ تم کو خبر ہے **۷۶ے** کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو

مایہ ترھواں عال سجدہ ۱۲

کیونکہ انہوں نے بنیامین کے معاملہ میں بھی اپنے بیٹوں کو ملزم قرار دیا حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا۔

۷۱ے بیٹوں کی لائی ہوئی ناپسندیدہ خبر پر اظہار کراہت کے طور پر ان سے اعراض کیا اور بنیامین کی جدائی سے غم یوسف علیہ السلام تازہ ہو گیا وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ غم فراق یوسفؑ میں زیادہ رونے کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں فَهُوَ كَظِيْمٌ اور وہ بیٹوں پر سخت ناراض تھے مگر ناراضی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم یوسف میں اس قدر رونا اور اس قدر رنج وحزن کا اظہار بتقاضائے بشریت تھا۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ غم واندوہ کے موقع پر وہ اپنے کو قابو میں نہیں رکھ سکتا یہی وجہ ہے کہ انسان کا صبر قابل تعریف ہے۔ ویجوز للنبی علیہ السلام ان یبلغ بہ الجزع ذلک المبلغ لان الانسان مجبول علیٰ ان لا یملک نفسہ عند الحزن فلذلک حمد صبرہ الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۰)

۷۲ے حَرَضًا قریب الموت یا جسمانی اور دماغی لحاظ سے بیکار۔ بیٹوں نے کہا آپ اب بھی یوسفؑ کو نہیں بھلاتے وہ خدا جانے کب کا مٹ مٹا چکا ہے آپ ہمیشہ یوسفؑ کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ کی تمام قوتیں جواب دے چکیں یا آپ ہلاک ہو جائیں مگر یوسفؑ کو اب نہیں دیکھ پائیں گے۔ **۷۳ے** حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں اپنا غم واندوہ اللہ سے بیان کرتا ہوں کیونکہ وہی غمزدہ اور اندوہگیں لوگوں کا غمگسار اور یار و مددگار ہے اور اللہ کی طرف سے مجھے وہ علم حاصل ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرا بیٹا یوسفؑ زندہ ہے کیونکہ بچپن میں اس نے جو خواب دیکھا تھا وہ برحق ہے اس لئے وہ یقیناً ہم سے ملے گا اور میں اور تم سب اس کے سامنے سجدہ بجالائیں گے۔ معناہ واللہ اعلم ان رؤیا یوسف حق وصدق وانی وانتم سنسجد لہ (خازن ج ۳ ص ۳۱) یا مطلب یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام پر امتحانات آتے رہتے ہیں لیکن آخر ہیں آرام وراحت کا وقت بھی آتا ہے۔ یوسفؑ کی جدائی ایک امتحان ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ یوسف سے میری ملاقات ضرور کرائے گا۔

موضح قرآن **ف۱** غم کی بات منہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا ایسا درد اتنی مدت دبا رکھنا کس کا کام ہے سوا پیغمبر کے **ف۲** اس بیٹے کے جانے سے، پھر یوسف کا غم تازہ ہوا **ف۳** یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھو کس حد کو پہنچ کر بس ہو۔ **ف۴** قحط میں سب اسباب گھر کا بک گیا۔ اب کی بار اون اور پنیر اور ایسی چیزیں لائے تھے اناج خریدنے کو، یہ حال سن کر یوسف کو رحم آیا، اپنے تئیں ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوا لیا۔

۷۴ اب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا کافروں کا شیوہ ہے۔ ۷۵ یہ تیرہواں حال ہے فرزندان یعقوب علیہ السلام اب تیسری بار مصر وارد ہوگئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی اے عزیز! ہم اور ہمارے اہل وعیال قحط سالی کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور اس دفعہ تو ہم بہت تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ آپ مہربانی فرماکر ہمیں پورا غلہ دیدیں اور ہم پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کی جزا دے گا۔ مُزۡجٰىةٍ معمولی، ناقص، بہت تھوڑی ای ببضاعۃ ردیئۃ کاسدۃ لا تنفق فی الطعام الا بتجوز من البائع (خازن ج ۳ ص ۳۱۱)

جَاهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ
سمجھ نہ تھی بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف کہا
اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ؗ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ
میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ
مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾
جو کوئی ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا حق نیکی والوں کا ف۱
قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾
بولے قسم اللہ کی ۷۷ البتہ پسند کرلیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تھے چوکنے والے ف۲
قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ؗ وَ
کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ تم کو اور
هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ
وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان لے جاؤ یہ کرتہ میرا ۷۸ اور ڈالو اس کو
عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ
منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا
اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ
سارا ف۳ اور جب جدا ہوا قافلہ ۷۹ کہا ان کے باپ نے میں
لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا
پاتا ہوں بو یوسف کی اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا بہک گیا لوگ بولے
تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ
قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے پھر جب پہنچا ۸۰
الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ
خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر پھر لوٹ کر ہوگیا دیکھنے والا بولا

ع ۱۴

۷۶ اب کی بار جب بھائیوں نے اپنے اہل وعیال کی تکلیف اور فاقہ کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام بے اختیار ہوگئے اور راز فاش کردیا اور بھائیوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے جو سلوک تم یوسف اور اس کے بھائی بنیامین سے کیا کرتے تھے جب تم نادان تھے۔ ولما قالوا مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وتضرعوا الیہ وطلبوا منہ ان یتصدق علیھم ارفضت عیناہ ولم یتمالک ان عرفھم نفسہ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۱) قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ الخ بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہ ایک راز تھا جسے ان کے اور یوسف علیہ السلام کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے یہ یوسف ہی ہے اور بول اٹھے کیا تم یوسف ہی ہو؟ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ الخ انہوں نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ طویل جدائی کے بعد ہمیں دوبارہ ملادیا حقیقت یہ ہے کہ جو شخص راہ تقویٰ اختیار کرے اور مصائب پر صبر کرے اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ۷۷ اب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برتری اور فوقیت وفضیلت کا اقرار کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرلیا۔ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ الخ مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی سرزنش نہ فرمائی اور معافی کا صاف اعلان کردیا کہ آج تم پر کوئی گرفت نہیں میں اپنا حق معاف کرتا ہوں اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں معاف فرمادے۔ ۷۸ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص اتار کر بھائیوں کو دی اور فرمایا یہ لے جاؤ اور محترم اباجان کے چہرے پر ڈالو اس سے ان کی بینائی میں جو نقص واقع ہوگیا ہے ٹھیک ہوجائے گا اور تمام اہل وعیال کو لے کر میرے پاس آجاؤ قمیص میں شفار کا ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہوا تھا جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے قال المحققون ان علم یوسف بان القاء ذلك القمیص علی وجہ یعقوب یوجب رد البصر کان بوحی اللہ الیہ ذلك (خازن ج ۳ ص ۳۱۴) ۷۹ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ جب مصر سے روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا آج مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو اور میری بات مان لو تو تمہیں میری بات کی سچائی عنقریب معلوم ہوجائے گی۔ لَوْلَآ کا جواب محذوف ہے ای لتعلمون ذلك حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام

موضح قرآن ف۱ جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور گھبرا دے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا لے ف۲ یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط ف۳ ہر مرض کی اللہ کے ہاں دوا ہے۔ آنکھیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے چنگی ہوئیں، یہ کرامت تھی حضرت یوسف کی۔

تک کس طرح پہنچی اس کے بارے میں امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ پہنچائی تھی والتحقیق ان یقال انہ تعالیٰ اوصل تلک الرائحۃ الیہ علی سبیل اظہار المعجزات لان وصول الرائحۃ الیہ من ہذہ المسافۃ البعیدۃ امر مناقض للعادۃ فیکون معجزۃ الخ (کبیر ج ۱۸ ص ۲۰۸)، قَالُوْا تَاللّٰهِ الخ پوتوں وغیرہ نے یہ بات سن کر کہا دادا اباجان! آپ اپنی پرانی بھول میں ہیں اور اب تک یوسف سے دوبارہ ملاقات کے آرزومند ہیں۔ بھلا یوسف اب آپ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ **۵۸۰** اَلْبَشِيْرُ خوشخبری دینے والا مراد یہودا ہے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص انہی کے پاس تھی اس نے کہا تھا یوسف کی خون آلود قمیص بھی میں ہی لے کر والد کے پاس گیا تھا لہٰذا آج بشارت کی قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو جائے۔ قال یہودا انا احمل قمیص الشفاء کما ذھبت بقمیص الجفاء (مدارک ج ۲ ص ۱۸۲) جب قمیص آپ کے چہرۂ مبارک پر ڈالی گئی تو آپ کی بینائی بحال ہو گئی اور آپ نے فرمایا دیکھا تم نے میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تمہیں حاصل نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خوشخبری لانے والے سے سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ تو نے یوسف کو کس دین پر چھوڑا؟ اس نے جواب دیا اسلام پر، فرمایا اب اللہ کی رحمت تام ہو گئی۔ عن سفیان لما جاء البشیر الی یعقوب قال لہ علی ای دین ترکت یوسف ؟ قال علی الاسلام، قال الاٰن تمت النعمۃ (قرطبی ج ۹ ص ۲۶۱) **۵۸۱** اب بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں کیونکہ ہم سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہم نے بلاوجہ آپ کو غم والم میں اتنا طویل عرصہ مبتلا رکھا۔ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ فرمایا عنقریب تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے وقت سحر تک تاخیر مراد ہے کیونکہ وہ وقت قبولیت دعا کے لئے خاص اثر رکھتا ہے۔ (قرطبی وغیرہ) **۵۸۲** یہ پندرھواں حال ہے جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل و عیال کو لے کر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین یعنی والد اور خالہ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے محل میں اتارا۔ کیونکہ آپ کی حقیقی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ قَالَ ادْخُلُوْا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام والدین اور دیگر افراد خاندان کے استقبال کی خاطر شہر سے باہر تشریف لے آئے تھے۔ اٰمِنِيْنَ تکلیف و مصیبت کا جو دور آپ پر گذرا ہے اور بیٹوں کی جدائی اور قحط سالی کی وجہ سے جو تکلیفیں آپ نے اٹھائیں ان سے اب امن میں آ چکے ہو۔

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾
میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف۱
قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾
بولے اے باپ ۵۸۱ بخشوا ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے چوکنے والے
قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
کہا دم لو بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا
الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ
مہربان پھر جب داخل ہوئے ۵۸۲ یوسف کے پاس جگہ دی اپنے پاس
اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾
اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو دل جمعی سے ف۲
وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَي الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ
اور اونچا بٹھایا ۵۸۳ اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ میں اور
قَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا
کہا ۵۸۴ اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے
رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ
رب نے سچ کر دیا اور اس نے انعام کیا مجھ پر ۵۸۵ جب مجھ کو نکالا قید خانہ سے
وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ
اور تم کو لے آیا گاؤں سے بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان
بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ
مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے بیشک
هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ
وہی ہے خبردار حکمت والا ف۳ اے رب ۵۸۶ تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت

۵۸۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعظیماً اپنے والدین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور سب یعنی والدین اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام بمنزلۂ قبلہ تھے اور لہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے۔

موضح قرآن ف۱ حضرت یوسف نے کرتہ، سواری اور خرچ بھیجا اپنے غلام کے ہاتھ، اس نے آ کر کرتہ منہ پر ڈال دیا اور خوشخبری دی اسی وقت آنکھیں کھل گئیں۔ ف۲ باہر شہر سے استقبال کو نکلے وہاں یہ کہا ف۳ جو اللہ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی دخل شیطان سے اس کو منہ پر نہ لائے، مجمل سنا دیا، اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو کیا ہے اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الآیۃ۔ اس وقت پہلے رواج پر چلنا ویسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدمؑ کے وقت ہوا ہے۔

المعنی خروا شکر اللہ سجدا ویوسف کالقبلۃ لتحقیق رؤیاہ وروی عن الحسن رحمہ اللہ قرطبی ج ۹ ص۲۶۴) یا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی کو تھا کیونکہ ان کی شریعت میں غیر اللہ کو تعظیمی سجدہ جائز تھا۔ مگر سجدۂ عبادت کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا۔ دونوں سجدوں میں فرق صرف نیت کا ہے اگر مسجود لہ کو نفع ونقصان کا مالک و مختار اور ما فوق الاسباب متصرف و کارساز سمجھ کر سجدہ کرے تو یہ سجدۂ عبادت ہے جو اللہ کے سوا کسی کے لئے کبھی جائز نہیں ہوا اور اگر مذکورہ نیت سے نہ ہو تو وہ سجدۂ تعظیمی ہے جو پہلی شرائع میں جائز تھا مگر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں حرام کر دیا گیا ہے۔ سجدۂ تعظیمی کی حرمت احادیث نبویہ میں صراحت سے مذکور ہے۔ امام

وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ
اور سکھایا مجھ کو کچھ پھیرنا باتوں کا اے پیدا کرنے والے آسمان اور
الْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي
زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھ کو
مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِينَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ
اسلام پر اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں ف۱ یہ خبریں ہیں
الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا
غیب کی ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس ف۲ اور تو نہیں تھا ان کے پاس جب وہ ٹھہرانے
أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَ
لگے اپنا کام اور فریب کرنے لگے ف۳ اور اکثر لوگ نہیں ہیں یقین
لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ
کرنے والے اگرچہ تو کتنا ہی چاہے ف۴ اور تو مانگتا نہیں ان سے اس پر کچھ
أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعٰلَمِينَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ
بدلا یہ تو اور کچھ نہیں مگر نصیحت سارے عالم کو اور بہتیری
آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ
نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں ف۵ جن پر گذر ہوتا رہتا ہے ان کا اور وہ
عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ
ان پر دھیان نہیں دیتے اور نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر
إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ﴿۱۰۶﴾ أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ
مگر ساتھ ہی شریک بھی کرتے ہیں ف۶ کیا نڈر ہو گئے اس سے کہ آ ڈھانکے ان کو ایک آفت
مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ
اللہ کے عذاب کی ف۷ یا آ پہنچے قیامت اچانک اور ان کو

ع ۱۱ / ۵

احمد بن حنبل نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کی ہے لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر یعنی کسی بشر کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اسی طرح صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ الیہود والنصٰری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد (مشکوۃ ص۶۹) ومسلم از ابو ہریرہ آوردہ مرفوعاً ومسلم از ابن عباس مرفوعاً آوردہ۔ ابن ابی شیبہ از عمر وعلی وسلمان رضی اللہ عنہم مرفوعاً منع سجدۂ تعظیم آوردہ وابن ابی شیبہ از معاذ وعائشہ وجابر رضی اللہ عنہم مرفوعاً آوردہ۔ و در مسلم انی انہاکم عن ذلک (قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) امام احمد بن حنبل نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور ابو داؤد نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں لو کنت اٰمرًا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن بما جعل اللہ لھم علیھن من حق (مشکوۃ شریف ص۲۸۲) تفسیر خازن و معالم میں اٰنّ المسٰجد للّٰہ کے تحت سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے لا تسجدوا لغیر اللّٰہ (خازن و معالم ج ۷ ص) یعنی غیر اللہ کو سجدہ مت کرو۔ وکذا فی الکبیر۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تفسیر عزیزی میں رقمطراز ہیں۔ "باحادیث متواترہ سجدۂ تعظیم منع است" (تفسیر عزیزی ص۱۲) شیخ عبد الحق رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات ج ۱ ص۳۷۱ میں فرماتے ہیں "در شرح شیخ ابن حجر ہیتمی مکی در شرح حدیث لعن اللہ الیہود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد گفتہ است کہ بر تقدیری است کہ نماز گذارد بجانب قبر از جہت تعظیم وے کہ آن حرام است باتفاق" اسی طرح شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے فتاوی عزیزی میں سجدۂ تعظیم کی حرمت پر اجماع کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب سجدۂ تعظیم کے حامیوں کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "دریں تقریر سراسر غفلت از اجماع قطعی است بر تحریم سجدہ" (فتاوی عزیزی ج ۱ ص۱۰۱) تمام فقہاء نے سجدۂ تعظیم کی حرمت کا اور بعض نے اس کے کفر ہونے کا فتوی دیا ہے۔ فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۳۶۸ میں ہے من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار اور البحر الرائق ج ۸ ص۲۲۶ میں ما یفعل من السجود بین یدی السلطان فحرام والفاعل والراضی بہ اٰثمان وقال شمس الائمۃ السرخسی السجود لغیر اللہ علی وجہ التعظیم کفر کفر (فتاوی عالمگیری میں جواہر اخلاطی سے اور رد المحتار میں شمس الائمہ سے سجدۂ تعظیم کا کفر

موضح قرآن ف۱ علم کامل پایا، دولت کامل پائی۔ اب شوق ہوا اپنے باپ دادے کے مراتب کا حضرت یعقوب کی زندگی تک رہے دنیا کے کام میں پیچھے اپنے اختیار سے چھوڑ دیا۔ ف۲ یعنی یہ مذکور توریت میں اور پہلی کتابوں میں بھی نہیں ف۳ یعنی منہ سے سب کہتے ہیں کہ خالق و مالک سب کا وہی ہے پھر اوروں کو پکڑتے ہیں۔

ہونا نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح جامع الرموز، فتاوی ملا علی قاری، تفسیر کبیر، فتاوی بزازیہ وغیرہ میں بھی سجدۂ تعظیم کو کفر کہا ہے۔ اور ملتقط میں ہے التواضع لغیر اللہ حرام (عالمگیری ج ۵ ص ۳۶۸)، لہٰذا ملتقط کی طرف جواز کی نسبت غلط ہے اسی طرح تفسیر تیسیر کی طرف بھی جواز کی نسبت غلط ہے کیونکہ تفسیر تیسیر مطبوعہ میں کہیں جواز مذکور نہیں۔
حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ امر بمنع کردن سجدہ فرمودہ و جواز سجدہ تعظیم در ہیچ کتاب فقہ از مذاہب اربعہ و در ہیچ کتاب حدیث نیامدہ۔ (مکتوبات دفتر اول ص ۱۷۷)، **۸۴** حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب والدین اور بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو وہ کانپ اٹھے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور فوراً کہا ابا جان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جسے اللہ نے سچ کر دکھانا تھا یعنی آپ اللہ کی جانب سے سجدہ کرنے کے مکلف تھے ورنہ مجھے سجدہ کرنا لائق نہ تھا۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ لما رأی سجود ابویہ واخوتہ ھالہ ذلک واقشعر جلدہ منہ وقال لیعقوب ھٰذا تاویل رؤیای من قبل ..... یا ابت لا یلیق بمثلک علی جلالتک فی العلم والدین والنبوۃ ان تسجد لولدک الا ان ھٰذا امر امرت بہ وتکلیف کلفت بہ (کبیر ج ۱۸ ص ۲۱۴)، **۸۵** اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا احسان فرمایا جبکہ قید خانے سے مجھے رہائی دیکر تخت سلطنت عطا فرمایا۔ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان شیطان نے جو پھوٹ ڈالی تھی وہ ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو میرے پاس لاکر جدائی کا خاتمہ فرمایا۔ اور تمام واقعات و حوادث میں جو اسرار اور حکمتیں پوشیدہ ہیں ان کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا اور ہر حکمت سے باخبر ہے۔ **۸۶** اس سے پہلے حرف ندار محذوف ہے ای یا ربّ اسی طرح فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ الخ سے پہلے بھی حرف ندار محذوف ہے۔ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یہ مقصود بالندار ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت میں تو ہی کارساز اور یار و مددگار ہے۔ غم و اندوہ کو خوشی اور سرور میں تبدیل کرنا اور رنج و تکلیف کو آرام و راحت میں بدل دینا تیرا ہی کام ہے۔ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا یہ بھی مقصود بالندار ہے اَلصّٰلِحِيْنَ سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی مجھے بھی درجات و منازل اور ثواب میں ان کے ساتھ ملا دے۔ یہ والدین اور بھائیوں کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر ہے جس میں انہوں نے عجیب و غریب انداز میں اپنے خواب کی سچائی، بھائیوں کی ان سے نزاع اور اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات و انعامات کا ذکر فرمایا ہے اور آخر میں نہایت عجز و انکسار سے حسن خاتمہ کی دعا کی ہے۔ **۸۷** یہ تیسرا دعوی ہے یعنی آپ سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ذریعۂ وحی آپ کو امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بھی ایک امر غیبی تھا جس کی ہم نے آپ کو ذریعۂ وحی اطلاع دی اور سارا قصہ تفصیل سے بیان کر دیا حالانکہ جب برادران یوسف علیہ السلام اپنا پروگرام بنا رہے تھے اور جب انہوں نے یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکنے کا فیصلہ کیا تھا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے۔ المعنی ان ھٰذا النبأ غیب لم یحصل لک الا من جھۃ الوحی لانک لم تحضر بنی یعقوب حین اتفقوا علی القاء اخیھم فی البئر۔ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۴)

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ
خبر نہ ہو — کہہ دے یہ ۸۲ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر
اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾
میں اور جو میرے ساتھ ہے اور اللہ پاک ہے اور میں نہیں شریک بنانے والوں میں
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ
اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے ۸۳ وہ سب مرد ہی تھے کہ وحی بھیجتے تھے ہم ان کو
اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ
بستیوں کے رہنے والے سو کیا ان لوگوں نے نہیں سیر کی ملک کی کہ دیکھ لیتے کیسا
كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ
ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور آخرت کا گھر تو بہتر ہے
لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓي اِذَا اسْتَيْــــَٔسَ
پرہیز کرنے والوں کو کیا اب بھی نہیں سمجھتے — یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے
الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ
رسول ۸۴ اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا پہنچی ان کو ہماری مدد پھر بچا دیا
مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾
جن کو ہم نے چاہا ۸۵ اور پھرتا نہیں عذاب ہمارا قوم گنہگار سے ف
لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ
البتہ ان کے احوال سے ۸۶ اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو کچھ بنائی ہوئی
حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ
بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور
تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۸۲ یہ تخویف دنیوی ہے ۱۲
۸۳ جواب سوال مقدر
۸۴ یہ چوتھا دعوی ہے
۸۵ کان یہاں بمعنی ماضی نہیں بلکہ محض کلام ربط ہے ۱۲
۸۶ حتی استغراق اضافی کے لئے ہے ۱۲

ع ۱۲ — ۶

موضح قرآن **ف** یعنی وعدہ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ رسول نومید ہونے لگے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آیا پیچھے آوے اور ان کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید وعدہ خلاف تھا اتنے خیال سے آدمی کافر نہیں ہوتا اگر جانتا ہے کہ یہ خیال بد ہے۔

۵۸۸ آپ کے سچا ہونے اور اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہونے میں تو کوئی شک نہیں لیکن اسکے باوجود اکثر لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ آپ لاکھ چاہیں مگر وہ نہیں مانیں گے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے آپ کا خیال تھا کہ جب مشرکین کے سوال پر میں یہ قصہ تفصیل سے بیان کروں گا تو وہ ایمان لے آئیں گے مگر ایسا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بطور تسلیہ یہ آیت نازل فرمائی۔ ظن ان العرب لما سألته عن هٰذه القصة واخبرهم يومنون فلم يومنوا فنزلت الآية تسلية للنبي صلى الله عليه وسلم (قرطبی ج ۹ ص۲۷۱) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو ہدایت دینا آپ کے اختیار و تصرف میں نہ تھا ای ليس تقدر على هداية من اردت هدايته (قرطبی) وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ الخ یہ قرآن تمام بنی آدم کیلئے ایک تذکرہ ہے جس میں دلائل توحید۔ رسالت نبوت، معاد، احکام شرائع وغیرہ سب کچھ مذکور ہے اور پھر اس کی تبلیغ پر آپ ان سے کوئی اجرت اور تنخواہ بھی طلب نہیں کرتے مگر اس کے باوجود وہ نہیں مانتے یہ ان کی ضد اور کور باطنی کی انتہا ہے اگر ان میں ذرہ بھر عقل و انصاف ہوتا تو وہ ضرور اسے مان لیتے۔ ان هٰذا القراٰن يشتمل على هذه المنافع العظيمة ثم لا تطلب منه مالا ولا جعلا فلو كانوا عقلاء لقبلوا ولم يتمردوا (کبیر ج ۱۸ ص۲۲۳) **۵۸۹** اس تفصیلی عقلی دلیل کے علاوہ زمین و آسمان کے عجائب مخلوقات اور غرائب احوال میں توحید کے بیشمار دلائل موجود ہیں جو ہر وقت ان کے سامنے رہتے ہیں مگر وہ ان میں تدبر و تفکر نہیں کرتے۔ وَمَا يُؤْمِنُ الخ اور ان میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہیں مگر اس کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ شرک یہ نہیں کہ اللہ کو یا اس کی بعض صفات کو نہ مانا جائے بلکہ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہوئے غیر اللہ کو اس کی صفتوں میں شریک مانا جائے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے علاوہ اللہ کے نیک بندوں (انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام) کو بھی عالم الغیب، حاضر و ناظر، کارساز، متصرف و مختار اور مستحق نذر و نیاز مانا جائے۔ اس بیماری میں آج بھی بہت سے کلمہ گو مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ ويندرج فيهم كل من اقر بالله تعالى وخالقيته مثلا وكان مرتكبا ما يعد شركا كيفما كان ومن اولئك عبدة القبور الناذرون لها المعتقدون للنفع و الضر ممن الله تعالى اعلم بحاله فيها وهم اليوم اكثر من الدود (روح ج ۱۳ ص۶۶) **۵۹۰** یہ تخویف دنیوی ہے یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی توحید سے اس قدر غافل اور معرض ہیں کہ انہیں اس بات کا کوئی اندیشہ ہی نہیں کہ کہیں اچانک ہی اللہ کا عذاب انہیں گھیرے یا اچانک ہی قیامت برپا ہو جائے۔ **۵۹۱** یہ طریق تبلیغ ہے۔ هٰذه یعنی دعوت توحید اَدْعُوا اِلَى اللهِ۔ سبیلی کا بیان ہے۔ بَصِيْرَةٍ دلیل و حجت یا یقین و اذعان یعنی یہ دعوت توحید ہی میری اصل راہ ہے۔ میں اور میرے تمام متبعین پورے شرح صدر کے ساتھ اور دلائل و براہین کی روشنی میں اللہ کی توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ وَسُبْحٰنَ اللهِ ای واقول الخ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس لئے میں اس کے ساتھ ہرگز شرک کرنے کو تیار نہیں۔ هٰذه سبيلي هي توحيد الله عزوجل ودين الاسلام ۔ ۔ ۔ (الی اللہ) يعنى الى توحيد الله والايمان به (عَلٰى بَصِيْرَةٍ) يعنى على يقين ومعرفة (خازن ج ۳ ص۳۳) بَصِيْرَةٍ اى بيان وحجة واضحة غير عمياء (روح) **۵۹۲** جواب سوال مقدر۔ یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کا پیغمبر ہو اور پھر بشر ہو، فرمایا ہمارا دستور یہی ہے کہ ہم نے ہمیشہ انسانوں کی طرف انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے بشر پیغمبروں کو جن قوموں نے نہیں مانا ہم نے دنیا میں دردناک عذابوں سے ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کیا۔ ان برباد شدہ قوموں کے آثار قدیمہ دیکھ لو اس سے تمہیں ان کے انجام کا علم ہو جائے گا۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا الخ تخویف دنیوی ہے۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ الخ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی۔ **۵۹۳** یہ چوتھا دعویٰ ہے۔ یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر مصائب آئیں گے۔ مگر آخر کامیابی آپ کی ہوگی۔ حتیٰ۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا الخ کے متعلق ہے اور كُذِّبُوْا میں دو قراءتیں ہیں ایک تکذیب سے ماضی مجہول دوم کذب مجرد سے ماضی مجہول پہلی قراءت کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے پیغمبروں نے اپنی قوموں کو پیغام توحید دیا یہاں تک کہ کچھ لوگ ایمان لے آئے اور ان پر بہت مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اور مدت مدیدہ تک رہیں اور امداد الٰہی میں تاخیر واقع ہوگئی یہاں تک کہ رسل معاندین کے ایمان لانے سے مایوس ہوگئے اور انہیں گمان ہوا کہ اگر تاخیر نصرت الٰہی کا یہی حال رہا تو مؤمن بھی ہماری تکذیب کرنے لگیں گے تب اللہ کی امداد آپہنچی۔ اس صورت میں ظَنُّوْا کا فاعل اور کذبوا کا نائب فاعل الرسل ہوں گے اور تکذیب کرنے والوں سے اتباع الرسل مراد ہوں یہ تقریر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ عن عروة بن الزبير انه سأل عائشة عن قول الله تعالى حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا او كذبوا قالت بل كذبهم قومهم فقلت والله لقد استيقنوا ان قومهم قد كذبهم وما هو بالظن فقالت يا عروة اجل لقد استيقنوا بذلك فقلت لعلها قد كذبوا فقالت معاذ الله لم تكن الرسل تظن ذلك بربها قلت فما هٰذه الآية قالت هم اتباع الرسل الذين اٰمنوا بربهم وصدقوهم فطال عليهم البلاء واستأخر عنهم النصر حتى اذا استيئس الرسل ممن كذبهم من قومهم وظنوا ان اتباعهم كذبوهم جاءهم النصر عند ذلك

دوسری قراءت كُذِبُوْا بالتخفیف کی صورت میں ظَنُّوْا کا فاعل اور کذبوا کا نائب فاعل رسل علیہم السلام نہیں بلکہ ان کی امم ہیں یعنی رسل علیہم السلام معاندین کے ایمان سے مایوس ہوگئے اور امم کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرنے لگا کہ رسولوں نے انہیں نصرت الٰہی کے بارے میں جھوٹ بتایا تھا۔ وظن المرسل اليهم انهم كذبوا من جهة الرسل اى كذبتهم الرسل فى انهم ينصرون عليهم ولم يصدقوهم فيه (مدارک ج ۲ ص۱۸۵)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ یہاں الزام المخاطب بما لا یلزمہ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے یعنی مخاطب کے ذمہ ایک ایسی بات لگا دینا جسے وہ خود اپنے ذمہ لینے کے لئے تیار نہ ہو اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں بہت زیادہ محبت اور تعلق ہو۔ جیسا کہ فرمایا وَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ یعنی قوم کو چھوڑ کر ہماری اجازت کے بغیر یوں چل نکلا گویا کہ اب ہماری دسترس میں نہیں رہا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہو گئے ہیں۔ لیکن تعلق محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے الزامًا فرمایا۔ فظن ان لن نقدر علیہ اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیفیت احیاء کا مشاھدہ کرانے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے الزامًا فرمایا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ الخ اے ابراہیم کیا تو ہماری قدرت کاملہ پر ایمان نہیں رکھتا ؟ اسی طرح یہاں فرمایا۔ مصائب و تکالیف کے تواتر اور نصرت خداوندی کی تاخیر کی وجہ سے رُسل علیہم السلام پر غم و تأسف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کیا ہم نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا؟ **۹۴** مَنْ نَّشَآءُ سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں یعنی جب ہمارا عذاب آگیا جو منکرین کے لئے تباہی اور انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کے حق میں نصرت الٰہی تھا تو ہم نے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا ان سے ہمارے عذاب کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ **۹۵** كَانَ کا اسم قرآن ہے۔ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے جب قرآن مجید میں سب کچھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل ہے۔ مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اس آیت میں (ل) استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ اضافی کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں دین سے متعلق تمام امور مذکور ہیں خواہ صراحۃً خواہ بحوالۂ لسان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اسکی تفسیر میں امام نسفی فرماتے ہیں۔ کُل شئ یحتاج الیہ فی الدین (مدارک ج ۲ ص۱۸۵)، علامہ قرطبی رقمطراز ہیں مما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والشرائع والاحکام (قرطبی ج ۹ ص۱۶۲)، امام بغوی فرماتے ہیں مما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والامر والنھی (معالم ج ۳ ص۳۲۴) اور سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای مما یحتاج الیہ فی الدین (روح ج ۱۴ ص۲۱۵)، وَهُدًى وَّرَحْمَةً الخ یہ قرآن انابت کرنے والوں کے لئے گمراہی سے نکال کر ھدایت کی طرف لے جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا رحمت الٰہی کے استحقاق کا موجب ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۂ یوسف میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱ ۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (۴۴) نفی استعانت از غیر اللہ ۔

۲ ۔ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ ـــ تا ـــ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ سب کچھ سننے اور جاننے والا اور سب کا حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ۔

۳ ۔ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ـــ تا ـــ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (ع ۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی توحید کی تبلیغ کی ۔

۴ ۔ وَمَآ اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ ـــ تا ـــ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (ع ۸) نفی شرک فی التصرف ۔ نفع اور نقصان صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور کسی کے اختیار میں نہیں ۔

۵ ۔ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ ـــ تا ـــ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ (ع ۱۱) اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں ۔

۶ ۔ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (ع ۱۲) بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں ۔

۷ ۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِىْ ـــ تا ـــ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (ع ۱۲) اللہ تعالیٰ کی توحید ہی میری اور میرے متبعین کی راہ ہے ۔ میں اور میرے متبعین ہر قسم کے شرک سے بیزار ہیں ۔

(آج بتاریخ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۶۶ء بروز اتوار بعد نماز عصر بوقت
۶½ بجے سورۂ یوسف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی
جمیع عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً ۔ سجاد بخاری)

سورۂ رعد

ربط سورۂ رعد کو سورۂ یوسف کے ساتھ ربط اسمی یہ ہے کہ مسئلہ توحید اس قدر اہم ضروری اور واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں بھی اس کی تبلیغ کی اور خواب کی تعبیر پوچھنے والوں کو پہلے مسئلہ توحید سمجھایا اور رعد میں خوابوں کی تعبیر بتائی اور رعد فرشتہ اور دوسرے تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اسکی ہیبت سے لرزاں و ترساں ہیں اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے اور ہر قسم کے شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔

دونوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ یوسف میں ایک بہت بڑی اور مفصل نقلی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیغمبر، کوئی ولی، کوئی فرشتہ اور کوئی جن و بشر عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ سورۂ یوسف تک یہ دونوں دعوے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کر دیئے گئے یہاں تک کہ اب مسئلہ توحید نظری نہیں رہا بلکہ بدیہی ہو گیا۔ معاندین اب محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود احتمال تھا کہ یہ دعوے اب تک کسی پر مخفی رہ گئے ہوں اس لئے ان دونوں دعووں کی مزید توضیح و تفہیم کے لئے سورۂ رعد میں گیارہ دلائل بطور تنبیہ ذکر کئے گئے ہیں۔

خلاصہ سورۂ رعد میں مذکورہ بالا دونوں دعووں (یعنی غیب داں اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ دو وحی اور ایک دلیل نقلی مؤمنین سابقین سے۔

پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ — تا — اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (ع ۱) یہ دلیل اللہ تعالیٰ کے کارساز اور متصرف و مختار ہونے پر قائم کی گئی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں علویات مثلاً آسمان، عرش، سورج اور چاند کا ذکر ہے اور دوسرے حصے میں وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ الخ میں سفلیات مثلاً زمین، پہاڑوں، دریاؤں، میووں اور پھلوں کا ذکر ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ تمام کائنات علوی و سفلی میں متصرف ہے وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔ وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ الخ منکرین بعث و نشور پر شکوی ہے۔ وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ زجر ہے۔ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یہ شکوی ہے۔ بات بالکل صاف اور واضح ہونے کے باوجود معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ جواب شکوی۔ آپ کا کام پیغام ہدایت پہنچانا اور نہ ماننے پر عذاب کی وعید سنانا ہے معجزہ لانا آپ کا کام نہیں۔

دوسری عقلی دلیل۔ برائے نفی علم غیب از غیر خدا۔ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی — تا — وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ (ع ۲) مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نر یا مادہ، کالا یا گورا، ناقص یا کامل یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ ظاہر و باطن کا عالم ہے۔ کوئی چھپ کر بات کرے یا علانیہ کرے اسے سب کچھ معلوم ہے۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ الخ تخویف اخروی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ — تا — وَ هُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ۝ (ع ۲) عالم علوی اور عالم سفلی کے درمیان جوّ (فضاء آسمانی) میں جو کچھ ہے مثلاً بادل، بارش، بجلی اور ان اشیاء پر مؤکل فرشتے سب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی سب کا مالک و مختار ہے اس لئے عاجز اور بے بس انسان اور دوسری مخلوق کا کارساز بھی وہی ہے۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ یہ پہلی تینوں عقلی دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا دعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے۔ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ الخ یہ مشرکین کے معبودان باطلہ کے عجز اور ان کی بیچارگی کی تمثیل ہے جس طرح ایک پیاسا آدمی پانی کو بلائے تاکہ وہ اس کے منہ میں آجائے مگر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ پانی میں نہ اس کی پکار کا شعور ہے نہ اس کے پاس آنے کی قدرت اسی طرح مشرک لوگ حاجت و تکلیف میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ ان کی پکار نہیں سنتے ہیں اور ان کی مدد کرنے سے عاجز و درماندہ ہیں۔

چوتھی عقلی دلیل۔ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ — تا — بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ (ع ۲) اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق تکوینی طور پر اس کی مطیع اور فرمانبردار ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے زیر تصرف و اقتدار ہے اس لئے سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الخ مشرکین بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس کے سوا کوئی کارساز بھی نہیں ہو سکتا۔ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ الخ یہ دوسرا ثمرہ ہے۔ جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عاجز اور بے بس مخلوق کو کارساز سمجھنا جن کے قبضے میں کسی کا نفع و نقصان نہ ہو سراسر باطل اور احمقانہ فعل ہے۔ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ اور اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ زجریں ہیں۔

چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ اس میں معبود حق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ معبود باطل جھاگ کی طرح بے حقیقت فنا ہونیوالا اور غیر مفید ہے جبکہ معبود حق باقی رہنے والا اور ہر موقع پر کام آنے والا ہے۔ لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی بشارت اخروی۔ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ الخ تخویف اخروی۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ (ع ۳) یہ بشارت و تخویف پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ الخ یعنی جو شخص بصیرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ حق ہے یہ بشارت پر متفرع ہے كَمَنْ هُوَ اَعْمٰی یعنی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو دل کا اندھا اور ایمان سے محروم ہو یہ تخویف پر متفرع ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ الخ جماعت مبشرہ کی صفات کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ — تا — فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (ع ۳) یہ بشارت کا اعادہ ہے۔ وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الخ مستحق عذاب جماعت کے ذکر کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اعادہ تخویف اخروی۔

ساتویں عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ساری مخلوق کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا وہی کارساز ہے۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (ع ۴) یہاں منہ مانگا معجزہ نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی کہ تم ضدی اور معاند ہو تم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاؤ گے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت برائے مؤمنین۔

پہلی دلیل وحی۔ کَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِیْٓ اُمَّةٍ الخ ہم نے آپ کو اس امت میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ آپ اس مسئلہ توحید کی کھول کر تبلیغ فرمادیں جو ہم نے آپ کے پاس ذریعۂ وحی بھیجا ہے۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ الخ یہ زجر ہے متعلق بہ شکوی مذکورہ یہ ضدی لوگ یہ تمام معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ تخویف دنیوی۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ الخ (ع ۵) تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

آٹھویں عقلی دلیل۔ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا کَسَبَتْ اللہ تعالیٰ ہر ہر آدمی کے ساتھ ہے اور سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَکَآءَ الخ زجر برائے مشرکین۔ لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا الخ۔ تخویف دنیوی واخروی۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ بشارت اخروی۔

دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب۔ ہم نے جس طرح مسئلہ توحید کھول کر آپ پر نازل کیا ہے مؤمنین اہل کتاب اس سے بہت خوش ہیں اور وہ اس مسئلہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ الخ

دوسری دلیل وحی قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ الخ مجھ پر اللہ کی وحی آئی ہے اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور صرف اسی کو کارساز سمجھ کر مصائب وحاجات میں پکاروں اور اس کی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کروں وَکَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ الخ کاف بیانِ کمال کے لئے ہے یعنی قرآن مجید میں مسئلہ توحید کو یوں ہر قسم کے دلائل سے مدلل ومبرہن کرکے اور مثالوں سے واضح کرکے بیان کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یہ زجر ہے جو تمام دلائل مذکورہ پر متفرع ہے۔ یعنی مذکورہ بالا دلائل عقلیہ ونقلیہ اور دلائل وحی اور تمثیلات کے ذریعہ مسئلہ توحید کے واضح ہوجانے کے بعد بھی اگر آپ مشرکین کے خیالات باطلہ کی طرف میلان کریں گے تو پھر ہمارے عذاب سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ جواب سوال مقدر نمبر ۱ ہے۔ مشرکین کہتے عجب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی اور بچے ہیں۔ فرمایا پہلے انبیاء علیہم السلام بھی بیوی بچوں والے تھے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ الخ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۲ ہے۔ مشرکین کہتے ہم تم پر ایمان لے آئیں گے آپ ہمیں منہ مانگا معجزہ دکھائیں۔ جواب دیا گیا معجزہ لانا پیغمبر کا کام نہیں، معجزہ پیغمبر کے ہاتھ پر تب ظاہر ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو۔ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۳ ہے۔ معاندین از راہ عناد کہتے جب ہم نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ فرمایا عذاب ضرور آئے گا۔ مگر اپنے مقررہ وقت پر کیونکہ ہمارا ہر کام باضابطہ اپنے مقررہ وقت پر ہوتا ہے۔ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۴ ہے۔ یعنی عذاب آکر ہی رہے گا تو ماننے کا فائدہ؟ فرمایا محو واثبات ہمارے اختیار میں ہے جس طرح معاندین کے لئے عذاب مقدر ہے اسی طرح ماننے والوں کے لئے عذاب سے نجات مقدر ہے اس لئے جو لوگ مان لیں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّكَ تخویف دنیوی ہے۔ آپ کا کام تبلیغ ہے جو آپ نے سرانجام دیدیا۔ معاندین جو خواہ مخواہ شبہات ڈالتے ہیں اور مانتے نہیں ان کو ہم سخت عذاب دیں گے آپ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ الخ تخویف دنیوی ہے۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ شکوی ہے۔ قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا الخ جواب شکوی ہے یعنی میری رسالت پر تو خود اللہ تعالیٰ شاہد ہے اور علماء اہل کتاب اور فرشتے بھی میری صداقت کے معترف ہیں۔

مختصر خلاصہ

سورۂ رعد میں سورۂ یوسف کے دونوں دعووں (اللہ کے سوا کوئی غیب داں اور کارساز نہیں) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ، دو وحی اور ایک نقلی۔ آٹھ دلائل عقلیہ میں سے دوسری اور آٹھویں دلیلیں غیر اللہ سے حاضر وناظر ہونے اور علم غیب کی نفی کرتی ہیں اور باقی دلائل غیر اللہ کے کارساز اور متصرف ومختار ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ ـــ تا ـــ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (ع ۱) دوسری عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ ـــ تا ـــ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ تیسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ ـــ تا ـــ وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ؕ ان تینوں دلیلوں کے بعد لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے ان کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ سے مثال دیکر معبودانِ باطلہ کی بے بسی اور عاجزی کو واضح کیا گیا ہے۔ چوتھی عقلی دلیل۔ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ جب تم اللہ ہی کو زمین وآسمان کا خالق ومالک مانتے ہو تو کارساز بھی صرف اسی کو سمجھو قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ سے دوبارہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ معبودان باطلہ فانی ہیں۔ اور معبود حق باقی اور لایزال ہے۔ اس کے بعد لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ سے ماننے والوں کو بشارت اخروی اور وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا الخ سے نہ ماننے والوں کو تخویف اخروی سنائی گئی ہے۔ اور پھر اَفَمَنْ یَّعْلَمُ کو لف ونشر مرتب کے طور پر بشارت اخروی اور تخویف اخروی پر متفرع کیا گیا اور اسکے بعد اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ الخ سے مستحقین بشارت کے اوصاف اور بشارت اخروی کا اعادہ کیا گیا اور وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ سے مستحقین عذاب کے اوصاف اور تخویف اخروی کا اعادہ کیا گیا۔ ساتویں عقلی دلیل اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ الخ اس کے بعد کَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِیْٓ اُمَّةٍ الخ سے پہلی دلیل وحی بیان کی گئی۔ آٹھویں عقلی دلیل اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ الخ اس کے بعد وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ مؤمنین اہل کتاب سے دلیل نقلی ذکر کی گئی۔ پھر قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ الخ سے دوسری دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا ـــ تا ـــ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ میں چار مقدر سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ درمیان میں حسب مواقع شکوے، زجریں، بشارتیں اور تخویفیں مذکور ہیں۔

۲ حروف مقطعات تشابہات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الخ تمہید مع ترغیب۔ تِلْكَ سے اشارہ اس سورت کی طرف ہے اور اَلْکِتَاب سے قرآن مراد ہے۔ وَالَّذِیْ الخ موصول مع صلہ مبتدا اور اَلْحَقُّ اس کی خبر ہے خبر کی تعریف مفید حصر ہے ای ھوالحق (معالم) یہ سورت قرآن حکیم کی آیتیں ہیں اور وہ اس کتاب حکیم ہی کا ایک حصہ ہے اور جو قرآن ہم نے آپ پر نازل کیا ہے وہ حق ہے اور اس میں بیان کردہ عقائد و احکام اسعد محکم، واضح اور ظاہر ہیں کہ ان میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں ھوالحق الذی لا شك فیه (خازن ج ۴ ص ۲) مگر اس کے باوجود ضدی اور معاند لوگ نہیں مانتے ای مع ھذا البیان والجلاء و الوضوح لا یؤمن اکثرھم لما فیھم من الشقاق والعناد والنفاق (ابن کثیر ج ۲ ص ۴۹۵)، ۳ پہلی عقلی دلیل. سورۂ یوسف میں مسئلہ توحید ہر پہلو سے واضح ہو گیا اور سورۂ یوسف میں دلیل نقلی تفصیلی سے ثابت کر دیا گیا کہ کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ مسئلہ اب بالکل بدیہی ہو چکا ہے۔ اب مسئلہ کو اور زیادہ کھولنے کے لئے سورۂ رعد میں مزید گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ آٹھ عقلی، دو وحی اور ایک نقلی۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ خبر کی تعریف مفید حصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی۔ کائنات دو حصوں میں منقسم ہے علویات اور سفلیات علویات سے وہ عالم مراد ہے جو کراتِ عناصر سے ماوراء ہے۔ آسمان، سورج اور چاند وغیرہ اور سفلیات سے کرۂ ارضی کی مخلوق مراد ہے۔ یہاں بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ تک علویات کا ذکر ہے اور اس کے بعد لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ تک سفلیات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی پر اپنا کامل قبضہ و اقتدار اور مکمل تصرف و اختیار بیان کرکے واضح فرمایا کہ ساری مخلوق کا کارساز اور ہر ایک کی پناہ گاہ بھی میں ہی ہوں میرے سوا اور کوئی کارساز نہیں بِغَيْرِ عَمَدٍ اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر تھام رکھا ہے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ محسوس طور پر تخت پر بیٹھنا مراد نہیں بلکہ سارے جہان پر بلا شرکت غیرے اقتدار و سلطنت مراد ہے استولٰی بالاقتدار و نفوذ السلطان (مدارک ج ۲ ص ۱۸۶)، اس کی پوری تحقیق سورۂ اعراف کی تفسیر میں ملاحظہ ہو (حاشیہ نمبر ۶۳ ص)، وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ سورج اور چاند کو اس نے جس کام پر لگا دیا ہے وہ باضابطہ اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں اور قیام قیامت تک اسی حال میں رہیں گے۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ رعد مکہ میں نازل ہوئی اور جس میں تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

۲ یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ اترا تجھ پر

رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱ اَللّٰهُ

تیرے رب سے سو حق ہے لیکن بہت لوگ نہیں مانتے اللہ وہ

الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى

ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ۳ ستون دیکھتے ہو پھر قائم ہوا

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

عرش پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے وقت

مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ

مقرر پر تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے نشانیاں کہ شاید تم اپنے رب سے ملنے کا

تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا

یقین کرو ۴ اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین ۵ اور رکھے اس میں

رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا

بوجھ اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے اس میں

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

جوڑے دو دو قسم ڈھانکتا ہے دن پر رات کو اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ

نشانیاں ہیں ان کے واسطے جو کہ دھیان کرتے ہیں ۶ اور زمین میں ۷ کھیت ہیں مختلف ایک دوسرے سے متصل

۲ تمہید مع ترغیب ۱۲

۳ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ساری کائنات کا نظام اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے اس میں کوئی اور دخیل نہیں۔ ۴ یہ بھی پہلی دلیل ہی کا حصہ ہے اور اس میں عالم سفلی کا ذکر ہے مبتدا کے ساتھ خبر کی تعریف مفید حصر ہے۔ کلام کے بعض اجزا میں حصر ہو تو باقی اجزا بھی حصر پر محمول ہوتے ہیں۔ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ اثنین، زوجین سے بدل ہے۔ پھلوں میں زوجین سے ذائقہ، رنگ اور حجم کے اعتبار سے اس کی مختلف اقسام و اصناف مراد ہیں مثلاً سفید و سیاہ، کھٹا میٹھا، چھوٹا بڑا اور سرد و گرم وغیرہ۔ ای جعل من کل نوع من الانواع الثمرات الموجودۃ فی الدنیا ضربین وصنفین اما فی اللون کالابیض والاسود او فی الطعم کالحلو والحامض او فی القدر کالصغیر و

موضح قرآن ف چلتا ہے ٹھہری مدت تک یعنی قیامت تک یا اپنے اپنے دورتک سورج ایک برس اور چاند ایک مہینے تک پھر نیا دور شروع کرتے ہیں۔ ف۲ ہر میوہ کے جوڑے یعنی ایک قسم کا بل ایک قسم ناقص اور رات دن ایک اندھیرا ایک اجالا رنگا رنگ چیزیں بنانی نشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا اگر ہر چیز خاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی۔

الکبیرا و فی الکیفیۃ کالحار والبارد وما اشبہ ذلک (روح ج ۱۳ ص ۱) ۔ ف ۵ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک بین اور واضح ثبوت ہے کہ زمین کے ساتھ ساتھ واقع ٹکڑوں میں اس نے مختلف خاصیتیں ودیعت فرما دی ہیں کوئی زرخیز ہے کوئی بنجر، کوئی سخت ہے اور کوئی نرم۔ صنوان، صنو کی جمع ہے جس سے مراد وہ درخت ہے جس کی جڑ ایک ہو اور اس سے بہت سی شاخیں پھوٹ نکلیں۔ یہ بھی قدرت الٰہی کا کرشمہ ہے کہ ایک ہی زمین میں پیدا ہونے والے کھجور کے درخت بعض شاخدار ہوتے ہیں اور بعض غیر شاخدار پھر سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے مگر ان کا پھل کم و بیش ہوتا ہے اور بو اور ذائقہ وغیرہ

وَجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ
اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی
غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف وَنُفَضِّلُ
بعضی بن ملی ان کو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے ف ۵ اور ہم ہیں کہ بڑھا دیتے ہیں
بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
ان میں ایک کو ایک سے میووں میں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (۴) وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ
ان کو جو غور کرتے ہیں اور اگر تو عجیب بات چاہے ف ۶ تو عجب ہے ان کا کہنا
ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ
کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے وہی ہیں
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ
جو منکر ہو گئے اپنے رب سے وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں
وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۵) وَ
اور وہ ہیں دوزخ والے اور اسی میں رہیں گے برابر اور
يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ
جلد مانگتے ہیں تجھ سے برائی کو ف ۷ پہلے بھلائی سے اور
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ
گزر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب اور تیرا رب ف ۸ معاف بھی کرتا ہے
لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ (۶)
لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے ف ۹
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ
اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے

۱ شکوی ۲

۲ تخویف اخروی ۲

۳ زجر مع شکوی ۲

۴ بشارت اخروی ۲

۵ تخویف اخروی ۲

۶ شکوی ۳

میں بھی مختلف ہوتا ہے پہلی عقلی دلیل ختم ہوئی۔ دلیل کے تمام اجزاء میں حصر ہے یعنی یہ تمام امور صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ ف ۶ یہ شکوی ہے۔ عجب ای معجب یعنی اے پیغمبر اگر آپ مشرکین کی اس حرکت پر متعجب ہیں کہ وہ ایک بدیہی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ایسے دلائل قاہرہ کی موجودگی میں اور یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھی وہ اللہ کی عاجز مخلوق کو کارساز اور حاجت روا سمجھتے ہیں تو دوبارہ جی اٹھنے سے ان کا انکار کرنا بھی کوئی کم قابل تعجب نہیں۔ وان تعجب من اتخاذ المشرکین ما لا یضرھم ولا ینفعھم الھۃ یعبدونھا مع اقرارھم بان اللہ تعالیٰ خالق السموات والارض وھو یضر وینفع وقد رأوا من قدرۃ اللہ وما ضرب لھم بہ الامثال ما رأوا فعجب قولھم (خازن ج ۴ ص ۳)۔ اولئک الاغلال الخ تخویف اخروی برائے منکرین توحید و بعث۔ ف ۷ زجر مع شکوی۔ سیئہ سے عذاب اور حسنہ سے عافیت مراد ہے اور قَبْلَ الْحَسَنَةِ حال ہے ای حال کونھم جاعلیھا قبل الحسنۃ یعنی یہ لوگ عذاب ہی کا مطالبہ کرتے ہیں اور عافیت تو مانگتے ہی نہیں۔ مشرکین عناد و استہزاء کی وجہ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ فرمایا میرے عذاب سے ڈرو وہ مانگنے کی چیز نہیں تم سے پہلے تم جیسی مکذب اور معاند قوموں کو میں نے شدید ترین عذابوں سے ہلاک کیا ہے تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ ان مشرکی مکۃ کانوا یطلبون العقوبۃ بدلا من العافیۃ استہزاء منھم الخ (مظہری ج ۵ ص ۲۱۶)، وَقَدْ خَلَتْ الخ جملہ حالیہ ہے والحال انہ مضت العقوبات الفاضحۃ النازلۃ علی امثالھم من المکذبین المستہزئین (روح ج ۱۳ ص ۱۰۶)۔ ف ۸ باوجود اس کے کہ لوگ گناہ کرتے اور اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ تائبین سے درگذر فرماتا ہے مگر اس کا عذاب بھی بڑا ہی دردناک ہے اور وہ عذاب دینے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ یہ بشارت اور تخویف اخروی ہے۔ ف ۹ یہ شکوی ہے۔ یہ ضدی اور معاند لوگ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود نہیں مانتے اور آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ جواب شکوی ہے۔ معجزہ لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔

موضح قرآن ف ۱ دوسرے مترجم کا ترجمہ اور زمین میں ٹکڑے ہیں ملے ہوئے اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور خرمے کے جھاڑ دار درخت اور بے جھاڑ ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں۔ ف ۲ برائی چاہتے ہیں آگے بھلائی سے یعنی ایمان نہیں قبول کرتے کہ سب خوبی پاویں انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آئے اور پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں۔ یعنی عذاب ویسے جن کی کہاوتیں چلی ہیں، مثلاً یعنی عذابیں۔ مثلہ واحد سزا عذاب۔

ع ۱ / ۷

رَبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ اَللّٰهُ

رب سے تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہوا ہے راہ بتانے والا اللہ

يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ

جانتا ہے ۱۰ جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور

مَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ

بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے جاننے والا پوشیدہ

وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ

اور ظاہر کا ۱۱ سب سے بڑا برتر برابر ہے تم میں

مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ

جو آہستہ بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے

بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ

رات میں اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو ف۱ اس کے پہرے والے ہیں بندہ کے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آگے سے ۱۲ اور پیچھے سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے اللہ ۱۳

لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ

نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے اور جب

اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

چاہتا ہے اللہ کسی قوم پر آفت پھر وہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں ان کا اس کے سوا

مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِیْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

مددگار ف۲ وہی ہے کہ تم کو دکھلاتا ہے بجلی ڈر کو اور امید کو

وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

اور اٹھاتا ہے بادل بھاری اور پڑھتا ہے گرجنے والا خوبیاں اس کی

آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچانا ہے جس طرح پہلے انبیاء اپنی قوموں کو اللہ کا پیغام دیتے اور انہیں اللہ کی توحید کی طرف بلاتے رہے۔ (وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) من الانبیاء یهدیهم الی الدین ویدعوهم الی الله الخ (مدارک ج ۲ ص۱۸۷)، پہلی عقلی دلیل دعویٰ اولیٰ (اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں) کے لئے تھی اور یہاں تک بشارتیں، تخویفیں، زجریں اور شکوے بھی اسی دعوی سے متعلق تھے۔ ۱۰ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسرے دعوے کو ثابت کر رہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اسرار و خفیات کا عالم ہے، اسے معلوم ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نر یا مادہ، کالا یا گورا، کامل یا ناقص، سعید یا شقی وغیرہ وغیرہ۔ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ۔ غاض اور ازداد دونوں لازم بھی ہیں اور متعدی بھی یہاں دونوں بن سکتے ہیں۔ اگر دونوں لازم ہوں تو ما لامحالہ مصدریہ ہے اور اگر متعدی ہوں تو ما مصدریہ ہوگا یا موصولہ یا موصوفہ (روح)، رحموں کے گھٹانے اور بڑھانے سے یا تو بچوں کی تعداد میں کمی بیشی مراد ہے یا مدت حمل میں کمی بیشی۔ المراد عدد الولد فانها تشتمل علی واحد واثنین وثلثة واربعة . . . ومدة الولادة فانها تکون اقل من تسعة اشهر وازید علیها (مدارک ج ۲ ص۱۸۷)، ۱۱ جو چیزیں انسانوں پر ظاہر ہیں اور جو ان سے پوشیدہ ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہیں اَلْكَبِيْرُ ایسا عظیم الشان کہ تمام صفات کمال اس میں موجود ہیں اَلْمُتَعَالِ ہر چیز سے برتر اور صفات مخلوقات سے مبرا اور پاک۔ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ جو شخص آہستہ باتیں کرتا ہے اور جو شخص بلند آواز سے گویا ہوتا ہے یا جو شخص رات کی تاریکی میں چھپا بیٹھا ہے اور جو شخص دن کو راستہ میں چل رہا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک یکساں ہیں اور وہ یکساں طور پر سب کو جانتا ہے۔ اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ۱۲ یہ تخویف دنیوی ہے۔ لہ کی ضمیر کا مرجع مَنْ اَسَرَّ الخ ہے یعنی ہر انسان کی حفاظت کے لئے محافظ فرشتے مقرر ہیں الضمیر راجع الی من تقدم ممن اسر بالقول وجهر به (روح ج ۱۳ ص۱۱۱)، یا ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنی اللہ کے ایسے فرشتے بھی ہیں جو انسانوں کی حفاظت پر مقرر ہیں۔ ای لِلّٰہِ ملائکة یتعاقبون باللیل والنهار (خازن ومعالم ج ۴ ص ۳ وقرطبی ج ۹ ص۲۹۱)، مُعَقِّبٰتٌ - معقبة کی جمع ہے مراد فرشتوں کی جماعتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی حفاظت کے لئے مقرر کی ہوئی ہیں۔ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ میں مِنْ سببیہ ہے یعنی وہ اللہ کے حکم سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ومن للسببية ای یحفظونه من المضار بسبب امر الله تعالی لهم بذلك (روح ج ۱۳ ص۱۱۳) یحفظونه من اجل امر الله تعالی ای من اجلات الله اهرهم بحفظه (مدارک ج ۲ ص۱۸۷)، ۱۳ پہلے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال سے واقف ہے پھر فرمایا اس نے بندوں پر محافظ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اب بندوں کو لزوم طاعت اور اجتناب از معصیت کی تنبیہ فرمائی اور ساتھ نافرمانی اور معصیت کے وبال سے آگاہ فرما دیا (روح)، مَا بِقَوْمٍ میں مَا موصوفہ ہے اور مراد نعمت و عافیت ہے۔ مَا بِاَنْفُسِهِمْ میں بھی مَا موصوفہ ہے اور مراد احوال صالحہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو کسی

موضح قرآن ف۱ یعنی جو اپنا کام رات کو چھپا وے یا دن کو ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے۔ ف۲ یعنی اللہ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے محروم نہیں کرتا کسی قوم کو جو ہمیشہ اس کی طرف سے رہی ہے۔ جب تک وہ اپنی چال اللہ کے ساتھ نہ بدلیں۔

نعمت و برکت سے نوازا ہو اس وقت تک ان سے اس کو سلب نہیں کرتا جب تک وہ لوگ اپنی بداعمالیوں اور معصیتوں کی وجہ سے خود اپنا استحقاق ضائع نہ کر دیں۔ اور جب کسی قوم کی بداعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے تباہ و برباد کرنے کا ارادہ فرمالے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ان کو اس کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔
۱۴ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان جَوّ (فضا) پر اپنے اقتدار اعلیٰ اور تسلط کامل کا ذکر فرمایا ہے۔ بادل، بادلوں سے مینہ برسانا اور بادلوں کی گرج چمک سب اسی کے اختیار میں ہے خَوْفًا وَّطَمَعًا جب بجلی چمکتی ہے تو لوگوں کے دلوں میں خوف اور طمع کے ملے جلے جذبات موجزن ہوتے ہیں خوف اس لئے ہوتا

وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ
اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے کڑک بجلیاں
فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ
پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں
وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ
اور اس کی آن سخت ہے اسی کا پکارنا سچ ہے ف۱ اور جن لوگوں کو
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ
کہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی
اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ
مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آپہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی
بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ
نہ پہنچے گا اس تک اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے ف اور اللہ کو
يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّ
سجدہ کرتا ہے ف۲ جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے اور
ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ ۩ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ
ان کی پرچھائیاں صبح اور شام ف۲ تو پوچھ کون ہے رب آسمان
وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ
اور زمین کا ف۱ کہہ دے اللہ ہے کہہ ف۱ کیا پھر تم نے پکڑے ہیں اس کے سوا
اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ
ایسے حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھلے اور برے کے کہہ
هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي
کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے

السجدۃ ۱۲

۲ ثمرہ دلائل مذکورہ

۳ مثال معبودان باطلہ ۱۲

۴ چوتھی عقلی دلیل متعلق بدعویٰ اولیٰ

۵ پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲

۶ ثمرہ دوم برائے دلائل مذکورہ بطور زجر و التزام ۱۲

ہے کہ کہیں بجلی گر کر تباہی نہ مچا دے اور ساتھ ہی باران رحمت کے نزول کی امید بھی ہوتی ہے۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں پر مؤکل ہے رعد فرشتہ اور اس کے علاوہ دیگر فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے آسمانی بجلی بھیج دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے ہلاک کر دیتا ہے۔ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ الخ زجر برائے مشرکین ہے اللہ تعالیٰ ایسے جلال و جبروت اور ایسی طاقت و سطوت کا مالک ہے مگر معاندین پھر بھی صفات الوہیت میں اسے یکتا و یگانہ نہیں مانتے۔ **۱۵** یہ مذکورہ تین دلائل عقلیہ کا ثمرہ ہے ظرف کی تقدیم مفید حصر ہے۔ دعوۃ الحق سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی خالص پکار مراد ہے۔ قال علی رضی اللہ عنہ دعوۃ الحق التوحید قال ابن عباس شهادة ان لا اله الا الله (خازن و معالم ج ۴ ص ۳)، یعنی دلائل بالا سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو پھر خوف و رجا میں صرف اللہ ہی کو پکارو۔ قیل دعوۃ الحق دعاؤہ عند الخوف فانہ لا یدعی فیہ الا ایاہ کما قال ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ قال الماوردی وهو اشبه بسياق الاية (قرطبی ج ۹ ص ۳۰۰)۔ **۱۶** یہاں ایک تمثیل سے سمجھایا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کو پکارتے ہیں ان کو پکارنا اور ان سے حاجت برآری کی استدعا کرنا بالکل بے سود اور رائیگاں ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک پیاسا پانی کو ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنی طرف بلائے تاکہ پانی خود بخود اس کے منہ میں پہنچ کر اس کی پیاس بجھائے بعینہ یہی حال مشرک کا ہے جس طرح پانی کو بلانا بے فائدہ ہے اسی طرح غیر اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنا بے سود ہے۔ جس طرح پانی میں بلانے والے کی آواز کا شعور نہیں اور نہ اس کی ضرورت و حاجت کا احساس ہے اسی طرح معبودان باطلہ بھی اپنے پکارنے والوں کی پکار اور ان کی حاجات و مصائب سے بے خبر ہیں۔

موضح قرآن ف۱ کافر جن کو پکارتے ہیں بعضے خیال ہیں بعضے جن ہیں اور بعضے چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کے مالک نہیں پھر کیا حاصل ان کا پکارنا جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں یہ اس کی مثال فرمائی۔ ف۲ جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح و شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی او راسزد کہ بجناب او نیاز کنند و مدعا طلبند و او اجابت فرماید ۱۲ ف۲ کافران و منافقان ناخواہان سجدہ میکنند نزدیک شدت یا ترس شمشیر و فرشتگان و مسلمانان خواہان ۱۲۔

وَمَادُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ کافروں کا غیر اللہ کو پکارنا سراسر گمراہی ہے اور بالکلیہ بے سود اور رائیگاں ہے۔ ۱۷ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے فرشتے اور جن و انس سب اللہ تعالیٰ ہی کے آگے جھکتے ہیں اور سب اسی کو سجدہ کرتے ہیں فرشتے اور مؤمنین رضامندی اور رغبت سے اور کفار و مشرکین مجبوراً جب مصائب و شدائد میں گھر جائیں طوعا یعنے الملائکۃ والمؤمنین وکرھا یعنی المنافقین والکافرین فی حال الشدۃ والضیق (مدارک ج ۲ ص ۱۸۹) اور ان کے سائے بھی صبح و شام اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور سب اسی کے زیر تصرف و اقتدار ہیں تو معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کا کارساز بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۱۸ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اور یہ ماقبل سے اقوی ہے کیونکہ مشہور ہے اصح الشہادات ما یشھد بہ الاعداء مشرکین مانتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے قُلِ اللّٰهُ یہاں ہمزہ استفہام تقریری محذوف ہے قُلْ ءَ اللّٰهُ یعنی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں ۱۹ یہ دلائل مذکورہ پر دوسرا ثمرہ ہے بطور زجر و الزام۔ مذکورہ دلائل سے واضح اور ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس کے باوجود تم نے اللہ کی عاجز مخلوق اور اس کے بے بس بندوں کو کارساز اور حاجت روا بنا لیا جو تمہیں نفع و نقصان تو کیا پہنچائیں گے وہ تو اپنے نفع و نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ تم تو بالکل ہی عقل کے اندھے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے اَعْمٰی (اندھے) سے مراد مشرک ہے جو وضوح دلائل کے باوجود توحید کو نہیں مانتے اور بَصِيْرٌ (بینا) سے مراد موحد ہے اسی طرح ظلمات سے کفر و شرک کے اندھیرے اور نور سے توحید کی روشنی مراد ہے۔ ۲۰ کیا انہوں نے ایسوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جنہوں نے اللہ کی مخلوق کی مانند کوئی مخلوق پیدا کی ہے اس لئے ان پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے اور انہوں نے ان کو مستحق الوہیت سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو انہوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے ان کے بارے میں خود انہیں تسلیم ہے کہ انہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا وہ معبود اور الٰہ ہونے کا استحقاق بھی نہیں رکھتے۔ ۲۱ یہ چھٹی دلیل عقلی ہے۔ اس میں معبود برحق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے یعنی معبودان باطلہ مثل جھاگ کے ہیں جو فنا ہو جائیں گے اور معبود حق باقی رہے گا۔ معبود حق کی مثال پانی اور سونے کی ہے اور معبود باطل کی مثال جھاگ کی ہے۔ جب بارش برستی ہے اور وادیوں سے سیلاب گذرتا

(حاشیہ: ربط: چھٹی عقلی دلیل ہے معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے)

الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا
اندھیرا اور اجالا کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک ۲۰ کہ انہوں نے کچھ

كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ
پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے پھر مشتبہ ہو گئی پیدائش ان کی نظر میں کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا زبردست اتارا اس نے آسمان سے ۲۱

مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا
پانی پھر بہنے لگے نالے اپنی اپنی موافق پھر اوپر لے آیا وہ نالا جھاگ

رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ
پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں ۲۲ آگ میں واسطے زیور کے

اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ
یا اسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں بیان کرتا ہے اللہ حق اور

الْبَاطِلَ ڛ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا
باطل کو سو وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور وہ جو

يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
کام آتا ہے لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں اس طرح بیان کرتا ہے اللہ

الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ڼ وَ
مثالیں ف ۱ جنہوں نے ۲۳ مانا اپنے رب کا حکم ان کے واسطے بھلائی ہے اور

الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ
جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ
سارا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور تو سب دے ڈالیں اپنے بدلے میں ان لوگوں کے لئے ہے

(حاشیہ: وقف النبی علیہ السلام — ع بشارت اخروی ۱۷ — ع تخویف اخروی ۱۸)

موضح قرآن ف یعنی آسمان سے دین حق اترتا ہے تو ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض لیتا ہے۔ پھر حق اور باطل بھڑتا ہے تو میل ابھر آتی ہے۔ جیسے مینہ کا پانی زمین میں رل کر یا روپے تانبے کو دھکا کر میل ابھرتی ہے۔ آخر جھاگ کو بنیاد نہیں اور کام کی چیز کو بنیاد ہے۔ یہاں حق اور باطل بھڑنا دنیا کی لڑائی مراد ہے۔ آخر حق غالب ہے یا ہر ایک کے دل میں حق و باطل بھڑتا ہے۔ آخر حق اس باطل کو مٹا کر صاف حق رہتا ہے۔

فتح الرحمٰن ۱۲ ف یعنی لابد است کہ در ہر جنس خیر و شر باشد ہمچنین لابد است کہ در آدمیان نیکوکاران و بدکاران باشند لیکن نیکوکاران را مستقر می سازد و کار ایشان را پیش می برد و بدکاران را ہلاک میکند ۱۲۔

ہے تو پانی کے اوپر جھاگ آجاتی ہے پانی زمین میں ٹھہر جاتا ہے جس سے وہ زرخیز بن جاتی ہے اور جھاگ بیکار ہو جاتی ہے اسی طرح جب آگ پر سونا گلاتے ہیں تو سونا نیچے بیٹھ جاتا ہے اور میل کچیل اوپر آجاتی ہے جو پھینک دی جاتی ہے۔ یا یہ حق و باطل یعنی اسلام و کفر اور توحید و شرک کی مثال ہے۔ باطل کو بیکار جھاگ سے اور حق کو خالص پانی اور خالص دھاتوں سے تشبیہ دی گئی جو کار آمد اور پائیدار ہیں۔ ان المثلین ضربهما الله للحق فی ثباته والباطل فی اضمحلاله (قرطبی ج ۹ ص ۳۰۵)

۲۲ھ وَمِمَّا يُوقِدُونَ خبر مقدم زَبَدٌ مِّثْلُهُ مبتدا مؤخر۔ جُفَآءً بیکار۔ **۲۳ھ** بشارت اخروی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ایمان قبول کر لیا اور توحید و رسالت کو مان لیا۔ اجابوا لما دعاهم الله من التوحيد والنبوات (قرطبی)، وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا الخ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی۔ **۲۴ھ** یہ بشارت اور تخویف مذکور پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ یعنی جو شخص یقین رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ سراپا حق ہے۔ یہ بشارت پر متفرع ہے۔ کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو دل کا اندھا اور مشرک ہو۔ یہ تخویف پر متفرع ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ عقلمند اور بصیرت والے لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ **۲۵ھ** یہ اولوا الالباب کی صفت ہے اور اس میں جماعتِ مبشرہ کے اوصاف مذکور ہیں عَهْدَ اللّٰهِ سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام مراد ہیں ای بجميع عهود الله وهي اوامره ونواهيه التي وصى بها عبيده۔۔۔ (قرطبی ج ۹ ص ۳۰۷) یا اس سے توحید اور دینِ حق کے وہ دلائل مراد ہیں جو ان کی فطرتِ سلیمہ میں ودیعت ہیں۔ وعن القفال حمله علی ما فی جبلتهم وعقولهم من دلائل التوحيد والنبوات الی غير ذلك (روح ج ۱۳ ص ۱۳۹)۔ ابتغاء مفعول لہ ہے وہ مصائب و بلیات میں جزع فزع کا اظہار نہیں کرتے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر و استقامت کو اپنا شعار

سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ
بُرا حساب اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بُری
الْمِهَادُ ۝۱۸ؑ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ
آرام کی جگہ ہے بھلا جو شخص جانتا ہے ۲۴ھ کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے
رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
رب سے حق ہے برابر ہو سکتا ہے اس کے جو اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں
اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۱۹ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ
جن کو عقل ہے وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں ۲۵ھ اللہ کے عہد کو اور
لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝۲۰ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
نہیں توڑتے اس عہد کو اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا
بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ
ملانا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بُرے
الْحِسَابِ ۝۲۱ؕ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ
حساب کا اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی وہ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ
اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور
عَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ
ظاہر اور کرتے ہیں برائی کے بدلے میں بھلائی ان لوگوں
لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝۲۲ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ
کے لئے ہے آخرت کا گھر ۲۶ھ باغ ہیں رہنے کے داخل ہوں گے ان میں اور
مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
جو نیک ہوئے ان کے باپ دادوں میں اور جوروؤں میں اور اولاد میں

الربع ۱۱ ع ۲

ل یعنی مذکورہ بالا بشارت اور تخویف پر مرتب ہے ۱۲

۲ مستحق بشارت جماعت کے اوصاف ۱۲

۳ بشارت کا اعادہ ۱۲

بناتے ہیں۔ وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے بلکہ برائی کا بدلہ احسان سے دیتے ہیں۔ **۲۶ھ** یہ بشارت اخروی کا اعادہ ہے وَمَنْ صَلَحَ الخ مذکورہ بالا اتقیاء کے جو رشتہ دار بحالت ایمان دنیا سے رخصت ہوئے مگر تقویٰ کے اس مقام پر نہ پہنچ سکے ان کی وجہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ بلند درجات عطا فرمائے گا۔ صَلَحَ سے ایمان و تصدیق مراد ہے قال ابن عباس هذا الصلاح الايمان بالله والرسول (قرطبی ج ۹ ص ۳۱۲) معنٰی صلح صدق وآمن ووحد (خازن ج ۴ ص ۱۰) سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سے پہلے يَقُوْلُوْنَ مقدر ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بطلب رضائی او ۱۲۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ

اور فرشتے آئیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہیں گے سلامتی

عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ

تم پر بدلے اس کے کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا عاقبت کا گھر اور جو لوگ

يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ

توڑتے ہیں ف۲۷ عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ

اس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ

ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر اللہ کشادہ کرتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ

روزی ف۲۸ جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ

اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر متاع حقیر اور کہتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ

کافر ف۲۹ کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے ف۱ تو کہہ دے

اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾

اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا ف۳۰

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے ف۳۱ سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے

تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

چین پاتے ہیں دل جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

ع ۴ ۳ ۹

۲۷ مستحق وعید جماعت کے اوصاف ۱۲

۲۸ ساتویں عقلی دلیل

۲۹ اعادہ شکوی مذکورہ ۱۲

ف۲۷ یہ مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں جو پہلی جماعت کی ضد ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ الخ یہ تخویف اخروی کا اعادہ ہے۔ **ف۲۸** یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اگر کسی کے پاس دولت وافر آجائے تو یہ اس کا کمال نہیں بلکہ محض اللہ کی دین ہے اس پر اسے مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ وَفَرِحُوْا الخ دنیوی مال و دولت کی وجہ سے وہ خوش ہیں اور دولت کے غرور میں حق کا انکار کر رہے ہیں اور آخرت کی پروا نہیں کرتے حالانکہ دنیوی ساز و سامان اور مال و متاع آخرت کے مقابلے میں نہیں حقیر اور قلیل ہے۔ مَتَاعٌ کی تنوین تقلیل و تحقیر کے لئے ہے۔ **ف۲۹** یہ پہلے مذکورہ شکوی کا اعادہ ہے۔ یعنی اس پیغمبر پر ہمارا طلبیدہ معجزہ کیوں نہیں نازل کیا جاتا یہ کفار کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی تھی کہ بڑے بڑے معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور مزید معجزوں کا مطالبہ محض عناد و مکابرہ کی وجہ سے کرنے لگے۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ الخ جواب شکوی ہے یعنی تمہیں مزید معجزہ دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں تم ضدی اور معاند ہو تم پھر بھی نہیں مانو گے ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن میں انابت ہو اور وہ ہدایت پانے کا سچا جذبہ رکھتے ہوں۔ **ف۳۰** یہ مَنْ اَنَابَ کی صفت ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ ادخال الٰہی ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

موضح قرآن

ف۱ یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پر لاوے یا نشانیاں بھیج کر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے کہ کوئی بہکے اور کوئی راہ پائے سو جس کے دل میں رجوع آئی نشان ہے کہ اس کو سمجھانا چاہا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی از قسمی که درخواست میکردند واللہ اعلم ۱۲۔

۳۱ف یہ پہلی دلیل دی ہے اور کاف بیانِ کمال کے لئے ہے۔ یعنی یہ ہمارا کمال ہے کہ ہم نے آپ کو ایسے لوگوں میں مبعوث فرمایا ہے جن سے پہلے کئی اُمتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو ہمارا وہ پیغام سنا دیں جو ہم نے ذریعۂ وحی آپ پر نازل کیا ہے اور وہ پیغام یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ وَھُمْ یَکْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ کفر سے کفرانِ نعمت مراد ہے یعنی خدائے رحمان نے ان کے پاس پیغمبر بھیجا اور اس پر قرآن نازل کیا جس میں ان کی دنیوی اور دینی سعادت تھی مگر انہوں نے اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر ادا کیا اور انہیں نہ مانا (روح)، یا کفر سے انکار مراد ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن کا انکار کرتے ہیں

طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِیْٓ
خوش حالی ہے ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا اسی طرح ۳۱ف تجھ کو بھیجا ہم نے ایک
اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَیْهِمُ
اُمت میں کہ گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ سُنا دے تو ان کو
الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وَهُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ
جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے
قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ
تو کہہ وہی رب میرا ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی
مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ
طرف آتا ہوں رجوع کرکے ف۱ اور اگر کوئی قرآن ہوا ہوتا ۳۲ف کہ چلیں اس سے پہاڑ یا
قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰی ؕ بَلْ لِّلّٰهِ
ٹکڑے ہووے اس سے زمین یا بولیں اس سے مُردے تو کیا ہوتا بلکہ سب کام تو
الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ اَفَلَمْ یَایْـَٔسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ
اللہ کے ہاتھ میں ہیں سو کیا خاطر جمع نہیں ۳۳ف ایمان والوں کو اس پر کہ اگر
یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ
چاہے اللہ تو راہ پر لائے سب لوگوں کو اور برابر پہنچتا رہے گا ۳۴ف
كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا
منکروں کو ان کی کرتوت پر صدمہ یا اترے گا ان کے
مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ
گھر سے نزدیک ف۲ جب تک کہ پہنچے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا
الْمِیْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
اپنا وعدہ ف۳ اور ٹھٹھا کر چکے ہیں ۳۵ف کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے

ع ۵ / ۱۴ / ۱۰

۳۱ پہلی دلیل دحی ۱۲

۳۲ زجر متعلق بشکوی سابقہ ۱۲

۳۴ تخویف دنیوی ۱۲

۳۵ تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے مشرکین سے فرمایا رحمٰن کو سجدہ کرو وہ بولے رحمٰن کون ہے جسے ہم سجدہ کریں قال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن فنزلت قُلْ ھُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (قرطبی ج ۹ ص ۳۱۸)۔ ۳۲ف یہ زجر ہے اور شکوی مذکورہ سے متعلق ہے لو کا جواب کُلِّمَ بِہِ الْمَوْتٰی کے بعد لَا یُؤْمِنُوْنَ محذوف ہے یہ کفار ضد و عناد اور مکابرہ کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ کسی معجزہ کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اگر قرآن کی تاثیر سے پہاڑ چل پڑیں یا زمین میں شگاف پڑ جائیں یا مردے زندہ ہو کر باتیں کرنے لگیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کی جا چکی ہے۔ ھٰذا متصل بقولہ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ (قرطبی)۔ ۳۳ف یَیْئَسُ بمعنی یَعْلَمُ ہے قشیری نے حضرت ابن عباس سے، فراء نے کلبی سے اور جوہری نے صحاح میں نقل کیا ہے ای افلم یعلموا (خازن و قرطبی وغیرہما)۔ یعنی ہدایت دینا نہ دینا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن وہ محل دیکھتا ہے قلب منیب کو ہدایت کی توفیق دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور کر دیتا مگر یہ اس کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح امتحان و ابتلاء کا موقع ختم ہو جاتا ہے۔ لَہَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا کے بعد وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ (مائدہ ع ۷)۔ ۳۴ف یہ تخویف دنیوی ہے۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے کفار مکہ مراد ہیں بِمَا صَنَعُوْا کفر و عناد اور انکار و طغیان کی وجہ سے قَارِعَۃٌ دل ہلا دینے والی مصیبت الذین کفروا من اھل مکۃ علی

ما روی عن مقاتل تصیبھم بما صنعوا بسبب ما صنعوا من الکفر والتمادی فیہ . . . قارعۃ الرزیۃ التی تقرع قلب صاحبھا (روح ج ۱۳ ص ۱۵۸)

موضح قرآن ف۱ یعنی گناہوں سے چھوٹ کر وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن نہ بولتے تھے جب قرآن میں یہ نام سنا کہنے لگے تو نے اپنا ایک معبود چھوڑ کر دوسرا پکڑا فرمایا کہ وہی میرا ایک رب ہے جس نام سے پکاروں۔ ف۲ مسلمان چاہتے ہوں گے کہ ایک نشانی بڑی سی آوے تو کافر مسلمان ہو جاویں سو فرمایا کہ اگر کسی قرآن سے یہ کام ہوئے ہوتے تو البتہ اس سے پہلے ہوتے لیکن اختیار اللہ کا ہے اور خاطر جمع اسی پر چاہیئے کہ اللہ نے یوں نہیں چاہا اگر چاہتا تو حکم کافی تھا۔ لیکن کافر مسلمان یوں ہوں گے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی۔ ان پر پڑے یا ہمسایہ پر جب تک سارے عرب ایمان میں آجاویں وہ آفت یہی تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید و آن کنایت است از شدتی کہ از دی خوف ہلاک بر ایشان مستولی شود و بآخرت نجات یابند واللہ اعلم ۱۲۔

مشرکینِ مکہ پر موت سے پہلے ان کے ضد و عناد کی وجہ سے کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہے گی یا ان کے سروں پر منڈلاتی رہے گی جس سے وہ ہر وقت خوف زدہ اور ہراساں رہیں گے۔ مثلاً مسلمانوں کے خوف سے یا کسی دوسرے دشمن کے ڈر سے مرعوب رہیں گے۔ او تحل القارعۃ قریبًا منہم فیفزعون ویتطایر علیہم شررہا فیتعدی الیہم شرورہا (مدارک ج ۲ ص ۱۹۳) **ف۳۵** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ یعنی آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی استہزاء و تمسخر کیا گیا ہے میں اپنی حکمت بالغہ کے تحت کافروں کو مہلت دیتا ہوں اور پھر اچانک ان کو پکڑ لیتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں آپ کے دشمنوں کا انجام نہایت دردناک ہوگا۔ **ف۳۶** یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ آخر میں کمن لیس کذلک خبر محذوف ہے اور استفہام انکار کیلئے ہے۔ (مدارک) یعنی اللہ تعالیٰ جو ہر ایک کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جیسا کہ فرمایا اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (حم سجدہ ع ۶) وہ ان معبودانِ باطلہ کی مانند نہیں ہوسکتا جو نہ عالم الغیب ہیں نہ حاضر و ناظر۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ زجر ہے مگر اس کے باوجود مشرکین صفاتِ کارسازی سے عاری اور عاجز مخلوق کو خدا کے شریک بناتے ہیں۔ قُلْ سَمُّوْهُمْ یعنی ان خود ساختہ معبودوں کے وہ کمالات تو بیان کرو جن کی وجہ سے تم انہیں الوہیت کا درجہ دیتے ہو۔ قل اذکروا صفاتہم وانظروا هل فیها ما یستحقون به العبادة ویستأهلون الشرکة (روح ج ۱۳ ص ۱۶۱) **ف۳۷** کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایک چیز کی اطلاع دیتے ہو جس کے وجود کا خود اسے علم نہیں ہے یعنی تم اللہ کو بتاتے ہو کہ زمین میں اس کے شریک موجود ہیں حالانکہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب اللہ کا کوئی شریک نہیں تو اس کا علم کیسے ہو کیونکہ شریک باری تعالیٰ معدوم محض ہے اگر ہوتا تو اللہ کے علم میں ہوتا۔ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ یا ویسے ہی بکواس کرتے ہیں اور ظاہری طور پر اپنے ٹھاکروں کو معبود کہتے ہیں اگرچہ وہ صفات معبودیت سے عاری ہیں۔ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ الخ بلکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان کو اپنی تمام مشرکانہ اور معاندانہ چالیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور اس طرح توفیقِ ہدایت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب ان کے راہِ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔ **ف۳۸** یہ مذکورہ بالا معاندین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الخ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ **ف۳۹** یہ مؤمنین اہلِ کتاب سے نقلی دلیل ہے۔ اہلِ کتاب کے علماء جو کتبِ سابقہ کے عالم ہیں وہ ہر اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی یہ بھی اس کی سچائی کی ایک دلیل ہے علماء اہلِ کتاب قرآن کی تصدیق اس لئے کرتے ہیں کہ اس کے تمام بیانات کتب سابقہ کے عین مطابق ہیں۔ مراد اہلِ کتاب کے وہ علماء ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے اور احزاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں ان میں سے اکثر لوگ نہیں مانتے۔ (روح) یا اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے صحابہ کرام مراد ہیں اور احزاب سے مشرکینِ مکہ اس صورت میں اَلْكِتَاب سے قرآن مراد ہوگا۔ (قرطبی)

فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَیْفَ
سو ڈھیل دی میں نے منکروں کو پھر ان کو پکڑ لیا سو کیسا
كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍۭ
تھا میرا بدلہ بھلا **ف۳۵** جو لئے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر
بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ
جو کچھ اس نے کیا ہے **ف** اور مقرر کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہہ ان کا نام لو **ف۳۶**
اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ
یا اللہ کو بتلاتے ہو **ف** جو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کرتے ہو اوپر ہی اوپر
مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ
باتیں **ف۲** یہ نہیں بلکہ بھلے سمجھا دیئے ہیں منکروں کو ان کے فریب اور
صُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
روکے گئے ہیں راہ سے اور جس کو بھلا دے اللہ سو کوئی نہیں اس کو
هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
بتلانے والا ان کو مار پڑتی ہے **ف۳۸** دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی مار تو
اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ
بہت سخت ہے اور کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا حال جنت کا
الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں
اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا
میوہ اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ بھی یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے ہیں
وَّعُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
اور بدلہ منکروں کا آگ ہے اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب

۳۶ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے ۱۲

۳۸ تخویف دنیوی و اخروی ۱۲

۳۹ دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب ۱۲

موضح قرآن **ف** یعنی وہ ان کو چھوڑ دے گا بن سزا دیئے۔ اس کا ترجمہ فتح الرحمٰن میں یوں لکھا ہے۔ بھلا جو شخص کہ خبر لینے والا ہے ہر کسی پر اس کی کمائی کے بدلہ دینے کو وہ مثل ان بتوں کے ہوگا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی اوصافِ ایشاں را ذکر کنید تا با اوصاف خدا مقابلہ کردہ شود و نفی مماثلت ظاہر گردد ۱۲ **ف۲** یعنی تقلید آبا میکنند در سخن بے اصل ۱۲۔

٤٠ف یہ دوسری دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حکم دیتا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں، صرف اسی کو پکاروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ اس لئے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی توحید ہی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور آخر اسی کے پاس جانا ہے۔ **٤١ف** کاف بیانِ کمال کے لئے ہے یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل و براہین کے ساتھ ہم نے یوں قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یہ زجر ہے جو دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب آپؐ کے پاس عقل و نقل اور وحی کے دلائل کے ساتھ مسئلہ توحید کی سچائی کا علم الیقین آگیا اب بھی اگر آپ نے مشرکین کی طرف میلان کیا تو

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ
خوش ہوتے ہیں اس سے جو نازل ہوا تجھ پر اور بعضے فرقے
مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ
نہیں مانتے اس کی بعضی بات کہہ ٣٩ف مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں
اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿٣٦﴾
اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی طرف ہے میرا ٹھکانا
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ
اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں ٤٠ف اور اگر تو چلے
اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ
ان کی خواہش کے مطابق بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا
مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا اور بھیج چکے ہیں ہم
رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ
کتنے رسول تجھ سے پہلے ٤١ف اور ہم نے دی تھیں ان کو جوروئیں اور
ذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ
اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے کہ وہ لے آئے
بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾
کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا ٤٢ف
يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗ
مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے
اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ
اصل کتاب ٤٣ف ف١ اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو کوئی

ع ٥ ١١

۳۹ دوسری دلیل وحی ۱۲
۴۰ متعلق بجملہ دلائل مذکورہ ۱۲
۴۱ زجر متفرع بر جملہ دلائل مذکورہ ۱۲
۴۲ جواب سوال اول مقدر ۱۲
۵ جواب سوال مقدر دوم ۱۲
۶ جواب سوال مقدر سوم ۱۲
۷ جواب سوال مقدر چہارم ۱۲
۸ تخویف دنیوی ۱۲

پھر ہمارے عذاب سے دنیا کی کوئی طاقت آپ کو نہیں بچا سکتی۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مقصود امت کی تعلیم ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اگر بفرض محال آپ نے ان دلائل کے ہوتے ہوئے مشرکین کی بات مان لی تو آپ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ **٤٢ف** دلائل و تمثیلات سے مسئلہ واضح کرنے کے بعد مشرکین کے چار سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ سوال مقدر اول کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے یہ عجب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی بھی ہے اور بچے بھی فرمایا آپؐ سے پہلے بھی جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے بھی بیوی بچے تھے اس لئے یہ کوئی وجہ انکار نہیں۔ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ الخ یہ سوال مقدر دوم کا جواب ہے۔ کوئی معجزہ لاؤ پھر ہم مانیں گے فرمایا معجزہ لانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں جب اللہ چاہتا ہے۔ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرما دیتا ہے۔ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ یہ سوال مقدر سوم کا جواب ہے۔ جب ہم نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا ہمارے یہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے اس لئے اگر تم انکار پر اڑے رہے تو عذاب ضرور آئے گا مگر اپنے وقت پر۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ یہ سوال مقدر چہارم کا جواب ہے۔ جب عذاب لامحالہ آئے گا تو ماننے سے کیا فائدہ؟ فرمایا محو و اثبات ہمارے اختیار میں ہے اگر مان لوگے تو عذاب ٹل جائے گا۔ **٤٣ف** تخویف دنیوی ہے آپؐ نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا اگر وہ نہیں مانتے اور ضد و انکار پر قائم ہیں تو ہم انہیں سخت عذاب دیں گے خواہ آپؐ کی زندگی میں خواہ آپؐ کی وفات کے بعد۔ آپؐ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کو عبرت ناک سزا دی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے باقی ماندہ دشمنانِ اسلام کو مبتلائے عذاب کیا۔ آپ کا کام ہے تبلیغ اور ہمارا کام ہے دنیا و آخرت میں تکذیب و انکار پر ان کا محاسبہ کرنا۔

موضح قرآن ف١ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی کنکر سے مرتا ہے اور گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازے کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اُس کو مبرم۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی چوں قضاء الٰہی بوجہی متحقق شود آنرا در عالم ملکوت ثبت میکنند ۱۲ **ف٢** صورت حادثہ در عالمِ ملکوت خلق میفرماید بعد ازاں اگر خواہد محو کند و اگر خواہد ثابت دارد و شاید کہ معنی چنین باشد ہر زمانہ را شریعتی ہست نسخ میکند خدا تعالیٰ آنچہ میخواہد و ثابت میگذارد آنچہ خواہد و نزدیک اوست لوحِ محفوظ ۱۲۔

۴۴ف تخویف دنیوی ہے۔ اَلْاَرْضَ سے ارض کفر و شرک مراد ہے۔ یعنی ارض الشرك . . . قال اکثر المفسرین المراد منہ فتح دار الشرك فان ما زاد فی دار الاسلام فقد نقص فی دار الشرك (خازن ج ۴ ص ۲۹) کیا مشرکین نہیں دیکھ رہے کہ دنیا میں توحید پھیلتی جا رہی ہے اور شرک و کفر مٹتا جا رہا ہے، مشرکین کے زیر قبضہ علاقے فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ رہے ہیں اس طرح اہل اسلام سے ہم نے جو وعدے کئے تھے وہ سچے ثابت ہو رہے، کیا اب بھی انکار کی کوئی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل اور محکم ہے اسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کو سربلند کرنے اور دشمنان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقہور و مغلوب کرنے کا فیصلہ فرما چکا ہے اس لئے ایسا ہو کر رہے گا۔ وقد حکم لك ولاتباعك بالعز والاقبال وعلی اعداءك ومخالفیك بالقهر والاذلال حسب ما یشاهده ذوو الابصار الخ (روح ج ۱۳ ص ۱۷۴)

۴۵ف امم سابقہ کے کافروں نے بھی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کئی مکر و فریب کئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے مکر و فریب سے بچا لیا فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا یہ مکر و فریب کی سزا دینے سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے تمام مکر معلوم تھے فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ثم فسر ذلك بقوله يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ (مدارک ج ۲ ص ۱۹۰)

۴۶ف یہ شکوی ہے۔ کفار مکہ محض عناداً و مکابرةً کہتے کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں حالانکہ وہ آپ کی صداقت کے دلائل قاہرہ اور آپ کی رسالت و نبوت پر معجزات واضحہ کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا الخ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے علماء اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) مراد ہیں جو اسلام لا چکے تھے۔ ان کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ مشرکین مکہ ان پر اعتماد کرتے تھے کانت شهادتهم قاطعة لقول الخصوم وهم مؤمنوا اهل الكتاب كعبد الله بن سلام وسلمان الفارسی وتمیم الداری والنجاشی واصحابه قاله قتادة وسعید بن جبیر رض (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۵) یعنی اگر مشرکین مکہ آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں تو آپ فرما دیں تمہارے انکار سے کیا ہوتا ہے میری صداقت پر خداوند تعالیٰ شاہد ہے اور اہل کتاب کے وہ علماء جن کی باتوں پر تم اعتماد کرتے ہو وہ بھی میری رسالت و نبوت کے شاہد عدل ہیں۔ اس لئے اب تمہارے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تم محض ضد اور عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہے کہ اس نے قرآن میں آپ کی صداقت کے واضح دلائل نازل فرما دئیے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ الاٰية (نساء ع ۲۳) وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ

وعدہ جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو اٹھا لیویں گے سو تیرا ذمہ تو

الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے حساب لینا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ

اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

ہم چلے آتے ہیں زمین کو ف۴۴ گھٹاتے اس کے کناروں سے

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ

اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم اور وہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ

جلد لیتا ہے حساب ف۱ اور فریب کر چکے ہیں ف۴۵ جو

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ

ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب جانتا ہے

مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ

جو کچھ کماتا ہے ہر ایک جی اور اب معلوم کئے لیتے ہیں کافر

لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر اور کہتے ہیں

كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى

کافر ف۴۶ تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہہ دے اللہ

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ

کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں اور جس کو

عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

خبر ہے کتاب کی ف۲ ف۲

ع ۲ ۱۲

مرا شکوی ۱۲

موضح قرآن ف ہم چلے آتے ہیں زمین پر گھٹاتے یعنی اسلام پھیلتا جاتا ہے عرب کے ملک میں اور کفر گھٹتا ہے۔ ف اللہ گواہ یوں ہے کہ سچ کو بڑھا دے اور جھوٹ کو مٹا دے اور گواہ ہیں پہلی کتاب جاننے والے کہ آگے بھی اسی طرح اتری ہے کتاب۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی روز بروز شوکت اسلام بزمین عرب منتشر میشود و دار الحرب ناقص میگردد و اطراف آن عامہ مفسرین این آیت را مدنیہ دانند و نزدیک مترجم لازم نیست کہ مدنی باشد و مراد از نقصان دار الحرب اسلام اسلم و غفار و جہینہ و مزینہ و قبائل یمن است پیش از ہجرت ۱۲ ف۲ یعنی احبار یہود میدانند کہ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح است ۱۲۔

سورۂ رعد میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱ - اَللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ کُلُّ اُنۡثٰی ـــــ تا ـــــ سَارِبٌۢ بِالنَّہَارِ نفی علم غیب از غیر اللہ۔

۲ - وَ یُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ ـــــ تا ـــــ وَ ہُوَ شَدِیۡدُ الۡمِحَالِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۳ - لَہٗ دَعۡوَۃُ الۡحَقِّ ـــــ تا ـــــ وَ مَا دُعَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی و شرک فی التصرف و شرک فی الدعاء۔

۴ - وَ لِلّٰہِ یَسۡجُدُ ـــــ تا ـــــ بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۵ - قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ ـــــ تا ـــــ وَ ہُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۶ - اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۷ - قُلۡ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ ـــــ تا ـــــ وَ اِلَیۡہِ مَاٰبِ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی و شرک فی الدعاء۔

۸ - وَ مَا کَانَ لِرَسُوۡلٍ ـــــ تا ـــــ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ (ع ۶) نفی تصرف و اختیار از رسل علیہم السلام۔

۹ - اس سورت میں اس پر تنبیہات مذکور ہیں کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔

۱۰ - اللہ کے سوا جن کو مشرکین کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں ان کو پکارنا بے سود ہے جیسا کہ پانی کو اپنے پاس آنے کو کہا جائے۔

۱۱ - مسئلہ توحید کا ہر پہلو واضح دلائل کے ساتھ ثابت اور روشن ہو چکا ہے لیکن ضدی اور معاند لوگ ہرگز نہیں مانیں گے۔ اگرچہ پہاڑ لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔ وہ الٹے عناد کی وجہ سے بے تکے اور بے ڈھنگے سوالات کریں گے۔

۱۲ - مسئلہ توحید کو صرف وہی لوگ مانیں گے جن کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجود ہو۔

(آج بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ بوقت ۱۰ بجے صبح سورۂ رعد کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً)

سورۂ ابراہیم علیہ السلام ۱۴

ربط سورۂ ابراہیمؑ کو ماقبل کے ساتھ اسی ربط یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا توحید کے بارے میں بیان سن چکے ہو جو انہوں نے جیل میں قیدیوں کے سامنے دیا، نیز رعد اور دوسرے فرشتوں کا حال بھی سن لیا کہ وہ بھی ہر وقت شرک سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں اب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حال بھی دیکھ لو کہ وہ اپنے اہل وعیال کو بحکم الٰہی ایک بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑ کر اللہ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ...... رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (ع ۶)

ربط معنوی ۔ گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے واضح کیا گیا یہاں تک کہ مسئلہ توحید بدیہی ہوگیا۔ اس کے بعد سورۂ رعد میں مزید دلائل بطور تنبیہات کا ذکر کیا گیا تاکہ شک وشبہہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے مگر معاندین پھر بھی نہیں مانتے اب سورۂ ابراہیم میں دلائل توحید کے ساتھ وقائع دنیوی واخروی بیان کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ بعض طبائع خوشخبری یا ڈرسن کر براہ راست پر آجاتی ہیں ۔ وقائع سے تخویفات دنیوی واخروی اور انعامات مراد ہیں۔

خلاصہ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں (دو مختصر اور ایک مفصل) ایک نقلی دلیل اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام ومؤمنین اور ایک دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چھ وقائع دنیویہ واخرویہ کا بیان ہے ۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ الخ تمہید مع ترغیب یہ قرآن جو دلائل ووقائع پر مشتمل ہے ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس کے دلائل ووقائع بیان کرکے لوگوں کو کفروشرک اور رسوم جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور توحید کی روشنی میں لے آئیں ۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ۔ اَللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (ع ۱) کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمام کائنات سماوی وارضی کا بلاشرکت احدے خالق ومالک اور اس میں متصرف علی الاطلاق ہے ۔ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ الخ تخویف اخروی ہے ۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ الخ یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم نے قوموں میں پیغمبر بھیجے جو ان کی زبان میں ان کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے رہے ۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى الخ دیکھو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور ان کو وقائع امم سابقہ اور ہمارے انعامات یاد دلاؤ ۔

دوسری عقلی دلیل ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے اور عالم کے ذرے ذرے کو توحید پر دلیل وشاہد بنایا ہے ۔

تیسری عقلی دلیل مفصل ۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ــ تا ــ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (ع ۵) زمین وآسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا، آسمان سے بارش برسا کر ہمارے لئے انواع واقسام کے پھل وہی پیدا کرتا ہے ۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور بحری جہاز اسی نے اپنے حکم سے ہمارے کاموں میں لگا دیئے ہیں کہ ہم جہاں چاہیں ان کو لے جائیں مگر ان کو تھامنے والا اور ان کو غرق ہونے سے بچانے والا وہی ہے ۔ دریا، سورج، چاند، دن اور رات ہر چیز کو اس نے ہمارے فائدے کے لئے مختلف کاموں میں لگا رکھا ہے اور یہ سارا نظام اس کے حکم کے مطابق اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہے ۔ ہم جو کچھ اس سے مانگتے ہیں اس کا دینے والا بھی وہی ہے ۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بے پایاں اور حد وحساب سے باہر ہیں مگر اس کے باوجود مشرک لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھتے ہیں ۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام وجملہ مؤمنین ۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً ــ تا ــ يَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۴) کلمہ طیبہ سے کلمۂ توحید مراد ہے جس کی تبلیغ واشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ مشن تھا ۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ ــ تا ــ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی اور معصوم بچے کو بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو شرک سے دور رکھنا ۔ اور ساتھ ہی اعلان فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں ۔

وقائع دنیویہ و اخرویہ

اس سورت کا مقصد وقائع دنیویہ و اخرویہ بیان کرکے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے اس لئے اس میں سات وقائع دنیویہ و اخرویہ مذکور ہیں۔ دو دنیویہ اور پانچ اخرویہ۔ وقائع سے تخویفات اور انعامات مراد ہیں۔

اوّل - اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ـــ تا ـــ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (ع ۳) یہ تخویف دنیوی اور خطاب اہلِ مکہ سے ہے فرمایا کیا تمہیں قوم نوحؑ قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی سرکش قوموں کی سرگذشت نہیں معلوم؟ کہ کس طرح ہمارے پیغمبر دلائل و معجزات لے کر ان کے پاس پہنچے اور مسئلہ توحید ان پر خوب واضح کیا مگر ان کی قومیں کٹ حجتی اور مجادلہ پر اتر آئیں اور ضد و عناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور انبیاء علیہم السلام کو گونا گون مطاعن کا نشانہ بنایا آخر اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو صبر و استقلال کا ثمرہ عطا کیا اور معاندین کو تباہ و برباد کر دیا۔ اقوام گذشتہ کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو اور ضد و عناد سے باز آجاؤ۔ ورنہ تمہارا حشر بھی ویسا ہی ہوگا۔

دوم مِنْ وَّرَائِهٖ جَهَنَّمُ ـــ تا ـــ عَذَابٌ غَلِیْظٌ (ع ۳) یہ تخویف اخروی ہے۔ دنیوی عذاب کے بعد آخرت میں انہیں دردناک سزا دی جائیگی جس کی ہولناکی اور درد انگیزی کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد مشرکین کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ کفار و مشرکین کے اعمال ایسے ہیں جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور تند و تیز ہوا کا طوفان اسے اڑا لے جائے اور وہاں کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اسی طرح مشرکین اپنے زعم میں یا فی الواقع جو نیک کام کرتے ہیں وہ بوجہ شرک سب باطل ہیں اور ان کا کچھ ان کو ہاتھ نہ آئے گا۔

سوم - اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔

چہارم - وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِیْعًا (ع ۳) ـــ تا ـــ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (ع ۴) یہ تخویف اخروی ہے: قیامت کے دن تابعین اور متبوعین (مشرک لوگ اور ان کے راہنما) اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور ایک دوسرے کو ملامت کریں گے انجام کار سب کو جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔ وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

پنجم - اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ ـــ تا ـــ بِئْسَ الْقَرَارُ (ع ۵) تخویف اخروی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کرکے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اپنی قوموں کو جہنم میں دھکیلا وہ خود بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا یہ زجر ہے۔ اس سورت میں چونکہ تخویفات بہت ہیں اس لئے دفع عذاب کے لئے شرک سے بچنے اور علانیہ اور پوشیدہ طور پر خلق خدا سے احسان کرنے کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی امر مصلح نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ الخ۔

ششم - فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا ـــ تا ـــ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ (ع ۷) تخویف اخروی ہے۔ مشرکین جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں وہ ان کو ان کے تمام اعمالِ مشرکانہ و افعالِ مسرفانہ کی پوری پوری سزا دے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کیا ہوا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا کہ ان کے دشمنوں کو آخرت میں ذلیل و رسوا کرے گا اور انہیں ان کے کرتوتوں کی المناک سزا دے گا۔ آخر میں هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ سے تمام مذکورہ بالا دلائل و وقائع کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ان تمام بیانات کی غرض و غایت لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھانا ہے۔

مختصر خلاصہ

سورۂ ابراہیم کا مقصد وقائع امم سابقہ اور ایام اللہ تعالیٰ کی تذکیر سے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے۔ اس لئے اس سورت میں سات وقائع مذکور ہیں اور ساتھ ہی توحید پر تین عقلی دلیلیں اور دو نقلی دلیلیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

عقلی دلیلیں

پہلی عقلی دلیل اَللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) جب ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے تو کارساز بھی وہی ہے۔

دوسری عقلی دلیل - اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے کی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ تا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (۵ع) جو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور سارا انظامِ عالم جس کے اختیار و تصرف میں ہے وہی تم سب کا کارساز ہے۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام۔ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً (ع ۴) یہ کلمہ توحید کی مثال ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا مقصدِ زندگی تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ۔ تا۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے بچائے۔ نیز اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔

وقائع امم سابقہ

وقائع سے دنیوی اور اخروی تخویفات مراد ہیں۔ یہاں دو دنیوی تخویفیں مذکور ہیں اور چار اخروی۔

اول دنیوی۔ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ (ع ۲) معاندین امم سابقہ کی بربادی سے عبرت حاصل کرو۔

دوم اخروی۔ مِنْ وَّرَآئِهٖ جَھَنَّمُ الخ (ع ۳) دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں یہ دردناک عذاب دیا جائے گا۔

سوم دنیوی۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ الخ (ع ۳) اگر وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔

چہارم اخروی۔ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا الخ (ع ۳) آخرت میں تمام مشرکین (اتباع و متبوعین) کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔

پنجم اخروی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا الخ (ع ۵) مشرکین کی سزا نارِ جہنم ہے۔

ششم اخروی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا الخ (ع ۷) ہر مشرک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ (ع ۷) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے پیغمبروں کو آخرت میں عزت دے گا اور ان کے مخالفین کو رسواکن عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ آخر میں سورت کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا۔ ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ الخ یہ دلائل و وقائع اس لئے بیان کئے جارہے ہیں تاکہ لوگوں کو مسئلہ توحید کی سمجھ آجائے۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِیْمَ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ اِثْنَتَانِ وَّخَمْسُوْنَ اٰیَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی باون آیتیں اور سات رکوع ہیں ؎۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری تیری طرف کہ تو نکالے لوگوں کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ

اندھیروں سے اجالے کی طرف ؎۲ ان کے رب کے حکم سے رستہ پر

الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِۙ ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ

اس زبردست خوبیوں والے اللہ کے جس کا ہے ؎۳ جو کچھ کہ موجود ہے آسمانوں میں اور

مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ وَیْلٌ لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ

جو کچھ ہے زمین میں اور مصیبت ہے کافروں کو ایک سخت عذاب ؎۴

شَدِیْدِ ﴿۲﴾ اۨلَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا

سے جو کہ پسند رکھتے ہیں زندگی دنیا کی

عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا

آخرت سے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں

عِوَجًا ؕ اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۳﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا

کجی ؎۵ وہ راستہ بھول کر جا پڑے ہیں دور اور کوئی رسول نہیں بھیجا

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ ؕ

ہم نے مگر بولی بولنے والا اپنی قوم کی تاکہ ان کو سمجھائے

فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ

پھر راستہ بھلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راستہ دکھلا دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ

منزل ۳

؎۲ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں قرآن کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔ یعنی یہ قرآن ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو شرک وضلالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید اور ہدایت کی روشنی سے ہمکنار کریں۔ لِتُخْرِجَ النَّاسَ کے بعد ببیان الوقائع مقدر ہوگا۔ یعنی دلائل بیان ہو چکے، تنبیہات کا ذکر ہو چکا اور شبہات کا ازالہ بھی ہو چکا اب آپ ان کے سامنے وقائع بیان کریں تاکہ اس طرح ہی وہ ظلمات سے نور کی طرف آجائیں۔ کیونکہ اس کے بعد اسی رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ۔ یعنی اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور ان کو وقائع امم ماضیہ یاد دلاؤ تاکہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں۔ اس لئے اس قرینے سے یہاں ببیان الوقائع یا بتذکیرا یام اللہ مقدر ہوگا بِاِذْنِهٖ یعنی اللہ کی توفیق اور اس کی مہربانی سے ای بتوفیقه ایاھم ولطفه بھم (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۸) اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ یہ النور سے باعادۂ جار بدل ہے ؎۳ قرات رفع پر یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ الخ اور قرات جر پر اَلْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ کے لئے عطف بیان ہے (مدارک) اور یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ وقائع امم سابقہ بیان کر کے آپ اس غالب اور تمام صفاتِ کمال کے مالک اللہ کے سیدھے راستے کی طرف لوگوں کو دعوت دیں جو ساری کائناتِ ارضی وسماوی کا مالک اور اس میں مختار ومتصرف ہے۔ ؎۴ یہ ان منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے جو امم سابقہ کے انجام بد سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور دین اسلام اور مسئلہ توحید میں طرح طرح کے شبہات نکال کر لوگوں کو اس سے بدراہ کرتے ہیں۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والے مولوی اور پیر بھی اس وعید شدید میں داخل ہیں۔ جو اپنی خواہشات فاسدہ اور اغراض خبیثہ کی خاطر شریعت کے احکام کی من مانی تعبیریں کرتے ہیں۔ علامہ قرطبی نے اس آیت کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے ان اخوف ما اخاف علی امتی الائمة المضلین یعنی مجھے اپنی امت کے لئے سب سے بڑا خطرہ گمراہ کرنے والے پیشواؤوں کا ہے۔ اور یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں ای یطلبون لها زیغا ومیلا لموافقة اهوائهم وقضاء حاجاتهم واغراضهم (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۰) ؎۵ یہ ابتدائے سورت یعنی كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم قوموں میں ان کے ہم زبان رسول بھیجتے رہے تاکہ وہ مسئلہ توحید خوب واضح کر کے ان کو سمجھا سکیں اور ان سے پہلی سرکش قوموں کی تباہی کا حال ان کو سنائیں تاکہ وہ اس نصیحت کو سیکھیں۔ فَیُضِلُّ اللّٰهُ الخ اللہ کے پیغمبر بیان کرتے ہیں لیکن ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن کے دلوں میں انابت ہو ضدی اور معاند لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

فتح الرحمٰن ؎۱ یعنی بشبہات ثابت میکنند کہ کج است ۱۲۔

ـــ٦ـــ یہ تخصیص بعد تعمیم ہے اور یہ بھی ابتداء سورت ہی سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو وقائع امم ماضیہ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے اور کہا اگر تم شکر کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ دے گا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو عذاب دے گا۔ اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کو وقائع امم ماضیہ یاد دلاکر ڈرائیں۔ ـــ٧ـــ یہ اصل میں تھا واذکر بیان موسیٰ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ الخ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے وقائع بیان کئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے آپ بھی اسی طرح بیان فرمائیں۔ وَاِذْ تَاَذَّنَ یہ نِعْمَةَ اللّٰهِ الخ پر معطوف ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ وَقَالَ مُوْسٰی یہ سب وقائع ہیں جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد دلائے۔ ـــ٨ـــ یہ واقعہ اولیٰ ہے جو تخویف دنیوی پر مشتمل ہے۔ یہ قوم نوح علیہ السلام، قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی قوموں کے واقعات ہیں۔ ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید کا پیغام لے کر آئے مگر ان قوموں نے ان کا انکار کیا، پیغام توحید کو ٹھکرایا پیغمبروں پر بے جا اعتراضات کئے اور انہیں مختلف قسم کے طعنوں سے مطعون کیا۔ آخر یہ قومیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہ و برباد کر دی گئیں۔ اقوام ماضیہ کے واقعات بیان کرنے سے مقصد موجودہ مشرکین کو عبرت دلانا ہے تاکہ وہ مؤمن و کافر کے دنیوی انجام سے عبرت حاصل کرکے راہِ راست پر آجائیں۔ والمقصود منه انه علیه الصلوٰة والسلام یذکرهم بامر القرون الماضیة والامم الخالیة والمقصود منه حصول العبرة باحوال من تقدم وهلاکهم (خازن ج ۴ ص ۳۸)

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⁽¹⁾...

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٤﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ

ہے زبردست حکمت والا ف۱ اور بھیجا تھا ہم نے ـ٦ـ موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر کہ

اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ

نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف اور یاد دلا ان کو دن

بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٥﴾

دن اللہ کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کو جو صبر کرنیوالا ہے شکر گذار ف۲

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر

اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

جب چھڑا دیا تم کو فرعون کی قوم سے وہ پہنچاتے تھے تم کو برا

الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ

عذاب اور ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تمہاری عورتوں کو

ع ۱۴ ۲

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٦﴾ ع وَاِذْ تَاَذَّنَ

اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی اور جب سنا دیا

رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ

تمہارے رب نے اگر احسان مانوگے تو اور بھی دوں گا تم کو اور اگر ناشکری کروگے

اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا

تو میرا عذاب البتہ سخت ہے اور کہا موسیٰ نے اگر کفر کروگے

اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ

تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے تو اللہ بے پروا ہے

حَمِيْدٌ ﴿٨﴾ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

سب خوبیوں والا کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے ـ٨ـ

۷ تخصیص بعد تعمیم

۸ وقائع امم سابقہ میں پہلا واقعہ مشتمل بر تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافر کہتے تھے کہ اور بولی میں قرآن اترتا تو ہم یقین کرتے یہ تو اسی شخص کی بولی ہے شاید آپ کہہ لاتا ہو اس کا یہ جواب ہے ف۲ یاد دلا دن اللہ کے یعنی اللہ کے ساکھے جو ہر قوم پر گذرے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وقائعی کہ از جانب او بودند ۱۲۔

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۬ؕ
قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے
لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
کسی کو ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو ۸؎ آئے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر
فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْۤا اِنَّا
پھر لوٹائے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں ۹؎ اور بولے ہم
كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا
نہیں مانتے جو تم کو دے کر بھیجا ۱۰؎ اور ہم کو تو شبہ ہے اس راہ میں جس
تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ
کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو الجھان میں ڈالنے والا بولے ان کے رسول ۱۱؎ کیا اللہ میں
شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ
شبہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین وہ تم کو بلاتا ہے
لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ
تاکہ بخشے تم کو ۱۲؎ کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ
مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ
تک جو ٹھہر چکا ہے کہنے لگے تم تو ۱۳؎ یہی آدمی ہو ہم جیسے تم چاہتے ہو
اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا
کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لاؤ
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ
کوئی سند کھلی ہوئی ان کو کہا ۱۴؎ ان کے رسولوں نے ہم تو
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ
یہی آدمی ہیں جیسے تم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں جس

منزل ۳

مما سے مسئلہ توحید مراد ہے ۱۲

۹؎ ردّوا کی ضمیر مرفوع اور اس کے بعد دونوں مجرور ضمیریں کفار کی طرف عائد ہیں یعنی جب رسل علیہم السلام نے واضح دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ توحید ان کے سامنے پیش کیا تو یہ مسئلہ چونکہ ان کے آبائی دین کے خلاف تھا اس لئے ان کی طبائع نے اسے قبول نہ کیا اور وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئے اور شدتِ غیظ سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگے۔ یہ حضرت ابن مسعود سے منقول ہے۔ عن ابی الاحوص عن عبد اللہ فی قولہ تعالٰی فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ قال عضوا علیہا غیظاً (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۵) یا ردوا کا فاعل کفار ہیں اور اَيْدِيَهُمْ کی ضمیر مجرور بھی کفار کے لئے ہے لیکن اَفْوَاهِهِمْ کی ضمیر مجرور رسل ؑ کے لئے ہے یعنی کفار اپنے ہاتھ رسل علیہم السلام کے مونہوں پر رکھ دیتے تاکہ وہ توحید بیان نہ کریں۔ انّہم وضعوا ایدیہم علی افواہ الرسل علیہم السلام منعاً لہم من الکلام (روح ج ۱۳ ص ۱۹۳) ۱۰؎ ما سے مسئلہ توحید مراد ہے یعنی جس مسئلہ توحید کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ اس کی تبلیغ کے لئے اللہ نے تمہیں بھیجا ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ مِمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ یہاں بھی ما سے مسئلہ توحید مراد ہے من الایمان باللہ والتوحید (مدارک ج ۲ ص ۱۹۷) ۱۱؎ یہ پیغمبروں ؑ کا جواب ہے اور استفہام انکاری ہے، فِي اللّٰهِ میں مضاف محذوف ہے ای فی توحید اللہ یعنی اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق ہے اس کی توحید میں تو شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کیونکہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر شاہد ہے۔ استفہام معناہ الانکار ای لا شک فی اللہ ای فی توحیدہ قالہ قتادۃ (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۶) ۱۲؎ اور پھر اللہ تعالیٰ کی شان رحمت دیکھو کہ وہ ہمارے ذریعے تم کو سچے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ تم اسے قبول کر لو اور تمہارے گناہ معاف ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت کے عذاب سے بچا لے۔ ثم انہ بعد ان اشیر الی الدلیل الدال علی تحقق ما ہم فی شک منہ نبہ علی عظم کرمہ ورحمتہ تعالیٰ فقیل یدعوکم الخ (روح ج ۱۳ ص ۱۹۵) ۱۳؎ مشرکین نے محض عناد و مکابرہ کے طور پر انبیاء علیہم السلام کو یہ طعن دیا کہ تم تو ہم جیسے بشر ہو تم میں کونسی فضیلت تھی کہ تمہیں نبوت مل گئی۔ تم نے یہ ہمیں اپنے باپ دادا کے معبودوں کی عبادت سے روکنے کا محض ایک بہانہ تراش لیا ہے کہ اللہ نے تم کو نبوت دی ہے۔ اور اگر واقعی تم اللہ کے پیغمبر ہو اور واقعی اللہ نے تمہیں ان معبودوں کی عبادت سے روکنے کے لئے بھیجا ہے تو اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے ہم جو بھی معجزہ طلب کریں ہمیں دکھا دو۔ مشرکین کا یہ مطالبہ سراسر عناد اور ضد کی وجہ سے تھا کیونکہ جو بھی پیغمبر اللہ نے بھیجا ہے اس کو زمانہ حال کے مطابق معجزے بھی دئیے ہیں مگر منکرین ان معجزوں کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور مزید معجزے لانے کا محض عناداً مطالبہ کر دیا۔ وھذا الطلب کان بعد اتیانہم علیہم السلام لہم من الایات الظاہرۃ والبینات الباہرۃ ما تخرلہ الجبال الصم اقدمہم علیہ العناد والمکابرۃ (روح ج ۱۳ ص ۱۹۵) عَمَّا میں ما موصولہ سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں۔ ۱۴؎ انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے مذکورہ بالا طعن کے جواب میں فرمایا اس میں شک نہیں کہ ہم بشر ہیں

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی عدد و صفات ایشان را ۱۲ ف ۲ یعنی از نہایت تعجب و انکار انگشت بدندان گزیدند ۱۲۔

اور بشریت اور لوازم بشریت میں تمہاری مانند ہیں مگر بشریت رسالت و نبوت کے منافی نہیں ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس بشر کو چاہے رسالت و نبوت کے شرف سے سرفراز فرمادے۔ رسالت و نبوت محض ایک وہبی عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمادیا ہے باقی رہا معجزہ دکھانے کا مطالبہ تو یہ ہم پورا کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ معجزہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر ہم کوئی معجزہ نہیں لاسکتے۔ والمعنی ان الاتیان بالایة التی قد اقترحوھا لیس الینا ولا فی استطاعتنا وانما ھو امر یتعلق بمشیئة اللہ تعالیٰ

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا

پر چاہے — اور ہمارا کام نہیں کہ لے آئیں تمہارے پاس سند مگر

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪ وَمَا

اللہ کے حکم سے اور اللہ پر بھروسہ چاہیئے ایمان والوں کو ف۱ اور ہم

لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ

کو کیا ہوا کہ ہم بھروسہ نہ کریں اللہ پر ف۱۵ اور وہ سمجھا چکا ہم کو ہماری راہیں اور

لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ہم صبر کریں گے ایذا پر جو تم ہم کو دیتے ہو اور اللہ پر بھروسہ چاہیئے

ع ۲ / ۱۴

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ⑫ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ

بھروسے والوں کو — اور کہا ف۱۶ کافروں نے اپنے رسولوں کو

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ

ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں

فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ⑬ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

تب حکم بھیجا ان کو ان کے رب نے ف۱۷ ہم غارت کریں گے ان ظالموں کو اور آباد کریں گے تم کو

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ

اس زمین میں ان کے پیچھے — یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے ف۱۸ میرے سامنے اور

خَافَ وَعِيْدِ ⑭ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ

ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدہ سے اور فیصلہ مانگنے لگے پیغمبر اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش ف۱۹

عَنِيْدٍ ⑮ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ

ضدی — پیچھے اس کے ف۲۰ دوزخ ہے اور پلائیں گے ان کو پانی

صَدِيْدٍ ⑯ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ

پیپ کا — گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا اور چلی آتی ہے اس پر

(مدارک ج ۲ ص ۱۶۸) ف۱۵ اللہ کے پیغمبروں نے منکرین کے جواب میں مزید فرمایا کہ تمہاری عداوت و ضد کے مقابلہ میں ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صبر و استقامت عطا فرمائے۔ اور ہم اللہ پر کیوں بھروسہ نہ کریں اور اس کے سوا اوروں کو کیوں پکاریں حالانکہ اسی نے ہم سب کو ہدایت کی توفیق دی اور صراط مستقیم (توحید) کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی۔ اور ضد و عناد سے بے جا معجزات طلب کر کے تم ہمیں جو ایذا دے رہے ہو اس پر ہم اللہ کی توفیق سے صبر کریں گے۔ اور تمہارے ان ہتھکنڈوں سے ہمارے پائے ثبات میں تزلزل نہیں آئے گا اور ہم توحید کی تبلیغ و اشاعت کا کام ہرگز ترک نہیں کریں گے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ دنیا میں بھروسہ اور اعتماد و توکل کی لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اس لئے سب کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور حاجات و مشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارنا چاہئے۔ وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ یہ توحید کا خلاصہ ہے اور اسم اعظم ہے۔ ف۱۶ حضرات انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے دعوت توحید پیش کی مگر انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور اسے نہ مانا اور الٹے معاندانہ سوالات کرنے لگے جب ان کے سوالات کے معقول اور متین جوابات دے دیئے گئے تو لاجواب ہو کر اور اپنی خفت مٹانے کے لئے تشدد پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرست دنیاداروں کا دستور ہے کہ وہ ہر جائز و ناجائز حربے سے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ متمرد دین کفار نے انبیاء علیہم السلام کو دھمکی دی اور کہا تم ہمارے دین میں آجاؤ اور ہماری طرح تم بھی ہمارے معبودوں کی عبادت کیا کرو اور انہیں حاجات میں پکارا کرو اور ہماری ہاں میں ہاں ملالو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو ہم تمہیں اپنے

ف۱۷ تخویف دنیوی ۱۲ — ف۱۸ تبشارت دنیوی ۱۲

ف۲۰ دوسری بار ذکر وقائع ۱۲

گاؤں سے نکال دیں گے اور تمہیں شہر بدر کر دیں گے۔ ف۱۷ تو اللہ تعالیٰ نے رسل علیہم السلام کی طرف وحی کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ فکر مت کرو میں ان ظالموں کو ضرور ہلاک کروں گا جو تمہیں ہر طریقہ سے ایذائیں دیتے ہیں اور ان کی زمینوں کا تم کو مالک بناؤں گا۔ کیونکہ ہمارا دستور رہی یہ ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر لوگوں پر اپنی حجت تمام کرتے ہیں جب لوگ توحید کو نہ ماننے پر اڑ جائیں اور ہمارے پیغمبروں کو ایذا پہنچانا بند نہ کریں تو ہم ان کو عذاب سے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل ع ۲)۔ ف۱۸ ظالموں کو ہلاک کر کے ان کی جگہوں میں ان لوگوں کو آباد کیا جائے گا جو قیامت کے حساب اور عذاب سے ڈر کر مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ ف۱۹ اس کا فاعل رسل علیہم السلام ہیں یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان آخری

موضح قرآن ف۱ یعنی سند دیکھے سے ایمان نہیں آتا اللہ کے دیئے سے آتا ہے۔

فیصلہ فرمادے رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ یا اس کا فاعل مشرکین ہیں. مشرکین نے بھی اپنے دین کو حق سمجھ کر پیغمبروں سے کہا تھا اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ تاکہ ہمارے تمہارے درمیان آخری فیصلہ ہو جائے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہو کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں ہلاک کر دے قال الرسول انھم کذبونی فافتح بینی وبینھم فتحًا وقالت الامم ان کان ھٰؤلاء صادقین فعذبنا وعن ابن عباس ایضا نظیرہ ائۡتِنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۹) اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو ہر معاند و سرکش نہایت ذلیل ہوا اور ماننے والے ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے۔

الۡمَوۡتُ مِنۡ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا ہُوَ بِمَیِّتٍ ؕ وَمِنۡ وَّرَآئِہٖ

موت ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے

عَذَابٌ غَلِیۡظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ اَعۡمَالُہُمۡ

عذاب ہے سخت حال ان لوگوں کا ۲۱ جو منکر ہوئے اپنے رب سے انکے عمل ہیں

کَرَمَادِۣ اشۡتَدَّتۡ بِہِ الرِّیۡحُ فِیۡ یَوۡمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا

جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن کچھ

یَقۡدِرُوۡنَ مِمَّا کَسَبُوۡا عَلٰی شَیۡءٍ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الضَّلٰلُ

ان کے ہاتھ میں نہ ہوگا اپنی کمائی میں سے یہی ہے بہک کر دور

الۡبَعِیۡدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

جا پڑنا ۲۲ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین ٹھیک

بِالۡحَقِّ ؕ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ وَیَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿۱۹﴾

جیسی چاہئے ۲۳ اگر چاہے تم کو لے جائے اور لائے کوئی پیدائش نئی

وَّمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوۡا لِلّٰہِ جَمِیۡعًا

اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں اور سامنے کھڑے ہونگے اللہ کے سارے

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا کُنَّا لَکُمۡ تَبَعًا

پھر کہیں گے کمزور ۲۴ بڑائی والوں کو ہم تو تمہارے تابع تھے

فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا مِنۡ عَذَابِ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ

سو بچاؤ گے ہم کو اللہ کے کسی عذاب سے کچھ

قَالُوۡا لَوۡ ہَدٰىنَا اللّٰہُ لَہَدَیۡنٰکُمۡ ؕ سَوَآءٌ عَلَیۡنَاۤ

وہ کہیں گے اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ تو البتہ ہم تم کو ہدایت کرتے اب برابر ہے ہمارے حق

اَجَزِعۡنَاۤ اَمۡ صَبَرۡنَا مَا لَنَا مِنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۲۱﴾ ع وَقَالَ

میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی اور بولا

ع ۳ / ۹ / ۱۵

ف ۲۰ یہ وقائع اخرویہ میں سے ہے یعنی دنیا میں ہلاکت اور ذلت و رسوائی کے علاوہ آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے جہاں انہیں نہایت ہی غلیظ اور متعفن پانی پینے کو دیا جائے گا جسے گلے سے نیچے اتارنا بھی مشکل ہوگا۔ وَیَاۡتِیۡہِ الۡمَوۡتُ موت سے اسباب موت یعنی گوناگون عذاب مراد ہیں یعنی جہنم میں ہر طرف سے عذاب ہی عذاب ہوگا اور ہر عذاب ایسا شدید اور المناک ہوگا کہ انسان کی موت واقع ہو جائے مگر کفار جہنم میں اس عذاب سے مریں گے نہیں بلکہ ہمیشہ زندہ رہیں گے تاکہ ہمیشہ عذابِ الیم کا مزہ چکھتے رہیں۔ ای اسباب الموت من کل جھۃ وھذا تفظیع لما یصیبہ من الآلام ای لو کان ثمۃ الموت لکان کل واحد منھا مھلکا (مدارک ج ۲ ص ۱۹۶) ف ۲۱ یہ مشرکین نیک اعمال کی مثال ہے ان کی نیکیاں رائیگاں اور محض باطل ہیں آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئیں گی کیونکہ شرک تمام اعمال کو باطل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور اُوپر سے ہوا کا تیز و تند طوفان آجائے تو وہ تمام راکھ کو اڑا لے جائیگا اور کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ طوفان شرک کے سامنے مشرکین کے اعمال صالحہ کا یہی حال ہے۔ المراد بالاعمال الاعمال التی عملوھا فی الدنیا واشرکوا فیھا غیر اللہ فانھا لا تنفعھم لانھا صارت کالرماد الذی ذرتہ الریح وصار ھباء لا ینتفع بہ الخ (خازن ج ۴ ص ۳۵) ف ۲۲ دوسری عقلی دلیل برائے توحید۔ بِالۡحَقِّ میں بار بمعنی لام ہے اور مجرور مضاف محذوف ہے اور حق سے توحید مراد ہے۔ ای لاظھار الحق یا بار اپنے اصل پر ہے اور ملابست کے لئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو ایسی حکمتِ بالغہ سے پیدا فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور اس کی توحید پر کھلی دلیل اور واضح برہان کا کام دے رہی ہے۔ ف ۲۳ تیسری بار وقائع کا ذکر۔ یہ تخویفِ دنیوی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کرلے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام کام یکساں ہیں اس کی قدرت لامحدود کے سامنے آسان اور مشکل کی کوئی تقسیم نہیں یعنی ان الاشیاء تسھل فی القدرۃ لا یصعب علی اللہ شیء وان جل وعظم (معالم ج ۴ ص ۳۸)۔ ف ۲۴ وقائع کا چوتھی بار ذکر۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس میں قیامت کا ایک ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ میدانِ حشر میں جب مشرک راہنما اور ان کے پیرو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور سب کو اپنا انجام سامنے نظر آرہا ہوگا کہ ابھی جہنم کے المناک عذاب میں داخل کئے جائیں گے اس وقت کمزور لوگ یعنی وہ عوام جو

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی اسباب موت بیاید ش ۱۲ ف ۲ اعمال ایشان ہمہ حبط شوند و بدان منتفع نہ گردند ۱۲۔

دنیا میں مشرک پیشواؤں کے بہکانے سے اور اہلِ اقتدار مشرکوں کے ڈر سے شرک میں مبتلا ہے میدانِ حشر میں وہ اپنے پیشواؤں اور لیڈروں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیچھے چل کر گمراہ ہوئے اور تم نے ہمیں کئی سبز باغ دکھا کر شرک کی راہ پر ڈالا اور اللہ کے پیغمبروں کو ماننے اور ان کی تبلیغ سننے سے روکا تو کیا آج تم ہمارے کسی کام آسکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا کچھ ہی عذاب ہم سے روک سکتے ہو؟ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ الخ مشرک رؤسا اور پیشوا جواب دیں گے کہ ہم تو خود گمراہ تھے اس لئے تمہیں بھی غلط راستے پر ڈال دیا اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں ایمان و توحید قبول کرنے کی توفیق دیدیتا تو ہم تمہیں بھی راہ راست پر چلنے کی تلقین کرتے اس لئے ہمارے اور تمہارے لئے سوائے صبر کرنے کے کچھ نہیں۔ عذابِ الٰہی پر گھبراہٹ اور بے صبری ظاہر کریں یا صبر کے ساتھ اسے برداشت کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، بہرحال عذاب سے ہمیں چھٹکارا نہیں۔ اَلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا وہ مذہبی پیشوا اور قومی راہنما جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی باتیں سننے اور اللہ کی توحید کو ماننے سے استکبار کیا اور غرور و تکبر کے ساتھ حق سے اعراض کیا اور اپنے ماتحتوں اور زیر دستوں کو ایمان و توحید سے روکا استکبروا عن عبادۃ اللہ وحدہ لاشریک لہ وعن موافقۃ الرسل (ابن کثیر ج ۲ ص۵۲۵) وھم السادۃ والرؤساء الذین استغووھم وصدوھم عن الاستماع الی الانبیاء علیہم السلام واتباعہم (مدارک ج ۲ ص۱۹۹) حاصل یہ کہ دنیا میں جن بڑے لوگوں کو اپنا راہنما بنایا آخرت میں ان کی پیروی کسی کام نہ آئی۔ **۲۵** کفار و مشرکین جب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو سب ابلیس پر لعن طعن کرنے لگیں گے۔ اس وقت ابلیس سب کو جواب دے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم سب سے ایک سچا وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم میرے پیغمبروں کی پیروی کروگے اور میری توحید کو مانوگے تو میں تمہیں آخرت میں لازوال نعمتوں سے سرفراز کروں گا اور ایک جھوٹا سا وعدہ میں نے بھی تم سے کیا تھا کہ زندگی بس یہی ہے اس کے بعد کوئی زندگی اور حساب کتاب نہیں اور اگر ہوا بھی تو یہ تمہارے معبودانِ باطلہ سفارش کر کے تمہیں چھڑا لیں گے (روح)، مگر تم نے اللہ کے سچے وعدے پر اعتماد نہ کیا اور میری جھوٹی بات مان لی حالانکہ میں نے تم پر کوئی جبر و تشدد بھی نہیں کیا تھا اور اپنی جھوٹی بات پر میرے پاس کوئی دلیل و حجت بھی نہ تھی بس ایک زبانی بات تھی جسے تم نے جھٹ سے مان لیا اس لئے اب مجھے لعن طعن نہ کرو اور نہ مجھ پر الزام دھرو بلکہ اپنی جانوں کو مجرم ٹھہراؤ اور اپنے کو ملامت کرو کہ تم نے سوچے سمجھے بغیر میری باتوں کو کیوں مان لیا۔ آج نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم ہی مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ اِنِّیْ كَفَرْتُ الخ ظرف اَشْرَكْتُمُوْنِ کے متعلق ہے (روح و مدارک) یعنی دنیا میں جو تم مجھے اعمال و افعال میں اللہ کا شریک بناتے رہے ہو اور میرے اغواء و اضلال سے شرک کرتے رہے ہو آج مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں میں اس سے بری ہوں ومعنے کفرہ باشراکھم تبرؤہ منہ واستنکارہ لہ (مدارک ج ۲ ص۲۰۰)۔ **۲۶** یہ ایمان والوں اور اعمالِ خیر

الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ

شیطان ۲۵ جب فیصلہ ہو چکا سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ

وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ

اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ

سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ

حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سو الزام نہ دو مجھ کو

وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ

اور الزام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں نہ تم

بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ

میری فریاد کو پہنچو میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے

اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۲۲) وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ

البتہ جو ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب دردناک وا اور داخل کئے گئے جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

ایمان لائے تھے اور کام کئے تھے نیک ۲۶ باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا

نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اپنے رب کے حکم سے ان کی ملاقات ہے وہاں

سَلٰمٌ (۲۳) اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً

سلام وا تو نے نہ دیکھا کیسی ۲۷ بیان کی اللہ نے ایک مثال بات

طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا

ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنے ہیں

فِی السَّمَآءِ (۲۴) تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ

آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے

۱ بشارت اخروی ۱۲

۲ تمثیل برائے توحید نیز پہلی دلیل نقلی اجمالی ۱۲

موضح قرآن ف شیطان کا زور نہیں انسان پر مگر مشورت دیتا ہے بُری وہ مان لینی اپنا گناہ ہے۔ ف۲ دنیا میں سلام دعا ہے سلامتی مانگنی وہاں سلام کہنا مبارک باد ہے سلامتی پر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وقتیکہ بہشتیان بہ بہشت در آیند و دوزخیان بدوزخ ۱۲۔

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ

اور مثال گندی بات کی جیسے درخت گندا اکھاڑ لیا

مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ

زمین کے اوپر سے کچھ نہیں اس کو ٹھہراؤ ف۱ مضبوط کرتا ہے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اللہ ایمان والوں کو ۲۸ مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙقف وَيَفْعَلُ اللّٰهُ

اور آخرت میں اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ

مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

جو چاہے ف۲ و۲ تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدلہ کیا ۲۹ اللہ کے احسان کا

كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا

ناشکری سے ۳۰ اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے داخل ہونگے اسمیں

وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا

اور وہ بُرا ٹھکانا ہے ف۳ اور ٹھہرائے اللہ کے لئے ۳۱ مقابل کہ بہکائیں لوگوں کو

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى

اس کی راہ سے تو کہہ مزا اڑا لو پھر تم کو لوٹنا ہے طرف

النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

آگ کے کہدے میرے بندوں کو ۳۲ جو ایمان لائے ہیں قائم رکھیں نماز

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

ع ۱۶

[Margin notes: ۲۷ مثال کلمہ [illegible] شرک — ۲۸ تخویف اخروی — ۲۹ [illegible] — ۳۰ [illegible] — ۳۱ [illegible] — ۳۲ دفع عذاب [illegible]]

منزل ۳

بجالانیوالوں کے لئے بشارت اخروی ہے پہلے رؤسار مشرکین، داعیان شرک، ان کے پیروؤں، ابلیس اور اس کے متبعین کا المناک انجام بیان کیا گیا یہاں اہل توحید کا نیک انجام بتایا گیا کہ آخرت میں ان کا ابدی اور دائمی ٹھکانا جنت میں ہوگا اور وہ ہر قسم کے سکون میں ہوں گے اور تمام آفات و بلیات سے محفوظ ہوں گے اور فرشتوں کی طرف سے انہیں سلام کا تحفہ ملے گا۔ **۲۷** یہ توحید پر پہلی دلیل نقلی ہے اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام وجملہ مؤمنین کلمہ طیبہ سے مراد توحید اور کلمہ خبیثہ سے مراد شرک ہے۔ توحید ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو نہایت مضبوط ہے جس کی جڑیں بھی محکم اور اس کی ٹہنیاں بھی پائیدار اور دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے وقت میں لوگ اس کے پھل سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح توحید بھی محکم ہے جو تمام ادیان سابقہ میں محکم رہی ہے اور تمام انبیاء سابقین اپنے اپنے وقت میں توحید کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اور ماننے والے اس سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ اور شرک ایک ایسے کمزور درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بالکل ناپائیدار ہوں اور ایک معمولی سا جھٹکا بھی اسے اکھاڑ پھینکے اور اس کے لئے قرار و ثبات نہ ہو۔ شرک کا ناپائیدار پودا مشرکین نے لگایا جسے اللہ کے پیغمبروں نے اکھاڑ پھینکا۔ **۲۸** یہ بشارت دنیوی واخروی ہے۔ اَلْاٰخِرَةِ سے عالم برزخ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اہل اخلاص مؤمنین کو دنیا میں اور قبر میں کلمہ توحید کی برکت سے ثابت قدم رکھتا ہے ای یثبتھم بالبقاء علی ذلک مدة حیاتھم تاحیات ان کو ایمان پر قائم رکھتا ہے وفی الاخرة فلا یتلعثمون اذا سئلوا عن معتقدھم ھناک ولا تدھشھم الاھوال (روح ج ۱۳ ص ۲۱۷) اور قبر میں سوال و جواب میں گھبرائیں گے نہیں اس تقریر کے مطابق یہ آیت عذاب قبر کے ثبوت پر دلیل ہے۔ یا اس سے قیامت مراد ہے اس صورت میں اس کا متعلق محذوف ہوگا ای یجیزھم یعنی آخرت میں ان کو ثواب دے گا اس طرح یہ ترکیب علفتھا تبنًا وماءً باردًا کے قبیل سے ہوگی۔ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ اور کفار و مشرکین جو اپنی مرضی اور اپنے ارادے سے گمراہی اختیار کرتے ہیں اور ضد و عناد کی وجہ سے اس پر اڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسی حال میں رکھتا اور ان کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا اور برزخ کے سوال و جواب میں ان کو ثابت قدمی عطا نہیں فرماتا اور آخرت میں ان کو عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہے (وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ) ای عن حجتھم فی قبورھم کما ضلوا فی الدنیا بکفرھم

موضح قرآن ف۱ مسلمانوں کا دعویٰ درست جس کی دلیل صحیح ہے اور دل میں اثر رکھتا ہے اور روز بروز چڑھتا ہے۔ اور کافروں کا دعویٰ جڑ نہیں رکھتا تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگے اور دل میں اُس سے کچھ نور نہیں۔ ف۲ قبر میں جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانا نیک پاوے گا اور جو کچی بات کہے گا خراب ہوگا ف۳ مکے کے سردار مراد ہیں کہ غریبوں کو گمراہ کیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی شریعت حق در ملکوت ثابت است و در دنیا ہر روزے رواجی تازہ می یابد و مردماں منتفع شوند و ملت جاہلیت در ملکوت استقرار ندارد یکچند درمیان مردم شائع شود باز برہم کردہ آید واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی وقت مرگ توفیق شہادت میدہد و وقت سوال منکر و نکیر بقول حق گویا میسازد ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی ناسپاسی کردند بشومی آن نعمت مفقود شد پس گویا نعمت دادند و کفر خریدند واللہ اعلم ۱۲

فلا یلقنهم کلمة الحق فاذا سئلوا فی قبورهم قالوا لا ندری الخ (قرطبی ج ۹ ص۳۶۴) وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ انابت کرنے والوں کو توفیق ہدایت سے ہمکنار کرتا
ہے اور معاندین کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہی کی دلدل میں دھکیل دیتا ہے۔ (وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ) عن تثبیت بعض و اضلال بعض آخرین حسبما توجبه مشیئته
التابعة للحکم البالغة المقتضیة لذلك (ابو السعود ج ۵ ص۳۳۵) ۲۹ پانچویں بار وقائع کا ذکر ہے۔ یہ تخویف اخروی ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ
نعمت توحید اور دیگر بے شمار مادی انعامات کی ناشکری کی، خود شرک کیا اور اپنی قوموں کو شرک کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اس طرح اپنی

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝٣١ اَللّٰهُ الَّذِيْ
کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا ہے نہ دوستی ف اللہ وہ ہے جس
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
نے بنائے ۳۲ آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے
مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ
پانی پھر اس سے نکالی روزی تمہارے میوے اور
سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ
رکھنے میں تمہاری کشتی کو کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور
سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝٣٢ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ
کام میں لگایا تمہارے ندیوں کو اور کام میں لگا دیا تمہارے سورج اور
الْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝٣٣
چاند کو ایک دستور پر برابر اور کام میں لگا دیا تمہارے رات اور دن کو
وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا
اور دیا تم کو ۳۳ ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی اور اگر گنو
نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ
احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے
كَفَّارٌ ۝٣٤ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
ناشکر اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر دے ۳۵ اس
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝٣٥
شہر کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو ف۱ اس بات سے کہ ہم پوجیں مورتوں کو
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ
اے رب انہوں نے گمراہ کیا ۳۶ بہت لوگوں کو سو جس

۲۹ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲

۳۰ دوسری نقلی دلیل تفصیلی ۱۲

ع ۵ / ۱۷

قوموں کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا سے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین اور ان کے پیشوا مراد ہیں اس صورت میں اَلَمْ تَرَ سے رؤیت قلبی مراد ہوگی اور اگر اس سے کفار مکہ مراد ہوں جیسا کہ حضرت علی اور ابن عباس سے منقول ہے تو رؤیت سے رؤیت بصری مراد ہوگی والمراد مشرکوا قریش وان الاية نزلت فیهم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ (قرطبی ج ۹ ص۳۶۴) مشرکین مکہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مادی آسائش مہیا فرمائی اور بعثت محمدی کا ان کو شرف عطا فرمایا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ناشکری اور کفر و عصیان سے مقابلہ کیا۔ اسکنهم الله حرمه وجعلهم قوام بيته واکرمهم بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فکفروا نعمة الله الخ (بحر ج ۵ ص۴۲۴) ۳۰ یہ زجر ہے اور لِيُضِلُّوْا میں لام عاقبت کا ہے اور یہ وَاَحَلُّوْا پر معطوف ہے۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک بنائے جنکو اللہ کے سوا عبادت اور پکار کا مستحق سمجھا۔ اچھا چند روزہ دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھا لو آخر تمہارا ٹھکانا جہنم ہے آخرت میں تمہارے یہ خود ساختہ معبود تمہیں جہنم سے ہرگز نہیں چھڑا سکیں گے۔ ۳۱ دفع عذاب کے لئے دو باتوں کا حکم فرمایا کہ اب وقت ہے شرک سے بچ جاؤ اور اللہ کے بندوں پر پوشیدہ اور علانیہ طور پر احسان کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ جاؤ گے۔ نماز بھی چونکہ خلاصی مصائب کا ایک ذریعہ اور امر مصلح ہے اس لئے اس کا بھی ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (بقرہ) يقيموا اصل میں صیغہ امر غائب ہے لام امر محذوف ہے اصل میں لِيُقِيْمُوْا تھا بقرینہ قُلْ کیونکہ پہلے امر کے قرینہ سے دوسرے امر سے حذف لام جائز ہے کما فی الرضی امام کسائی اور

زجاج نے بھی لام امر کو مقدر مانا ہے۔ ذهب الکسائی والزجاج وجماعة الی انه مقول القول وهو مجزوم بلام امر مقدرة ای لیقیموا وینفقوا الخ (روح ج ۱۳ ص۲۲۱)۔ ۳۲ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل تفصیلی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام عالم کا خالق ہے عالم علوی (آسمان، سورج، چاند) عالم سفلی (زمین، دریا، سمندر، حجر و شجر، بحر و بر) اور رفضار آسمانی میں جو کچھ ہے بادل بارش وغیرہ سب پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہے اور ساری کائنات اس کے اختیار و تصرف میں اور اس کی مطیع فرمان ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے پیدا کیا، بارش وہ برساتا اور پھل بھی وہی پیدا کرتا ہی سمندروں

موضح قرآن ف یعنی نیک عمل بکتے نہیں اور دوستی سے کوئی رعایت نہیں کرتا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی پسران بے واسطه را ۱۲۔

میں بجری جہاز اس کے حکم سے چلتے ہیں، دریا اور ندیاں اس کے تابع فرمان ہیں۔ سورج چاند اور دن رات ہمارے نفع کے لئے اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ تو کیا پھر اللہ کے سوا کوئی اور کارساز اور مالک و مختار ہے؟ ہرگز نہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے اولیاء اللہ کے متصرف و مختار ہونے پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے تابع کر دیا ہے۔ مگر یہ استدلال سراسر باطل ہے اول اس لئے کہ لَکُمْ میں ضمیر خطاب عام ہے جو تمام بنی آدم حتیٰ کہ کفار کو بھی شامل ہے۔ دوم اس لئے کہ تسخیر سے یہ مراد نہیں کہ سب کچھ ان کے تابع فرمان کر دیا گیا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے حکم سے تمہارے فائدے کے کاموں میں لگا دیا ہے۔

تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ
پیروی کی میری سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا
رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ
مہربان اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں
غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا
کہ جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم
الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ
رکھیں نماز کو ۳۵ سو رکھ بعضے لوگوں کے دل کہ مائل ہوں
اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ
ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ
یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ
شکر کریں ف اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر
وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی
اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کوئی چیز
الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
زمین میں اور نہ آسمان میں ف شکر ہے اللہ کا جس نے
وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ
بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں ۳۶ اسمٰعیل اور اسحٰق بے شک
رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ
میرا رب سنتا ہے دعا کو ف اے رب میرے کر مجھ کو کہ قائم رکھوں
الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾
نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے اور قبول کر میری دعا

۳۳ جو کچھ ہم اللہ سے مانگتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے یعنی ہمارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہم جو کچھ بھی مانگیں وہ سب کچھ ہمیں دے دیتا ہے کیونکہ دینا نہ دینا اس کے اختیار میں ہے اور اس کا فعل حکمت بالغہ پر مبنی ہے۔ البتہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اور اتنا ہے کہ ہم اس کو شمار نہیں کر سکتے مگر اس کے باوجود انسان بڑا ناشکر گذار اور احسان فراموش ہے۔ نعمتیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ ان کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے مثلاً بیٹا فلاں پیر نے دیا۔ شفا فلاں بزرگ کی نذر ماننے سے ہوئی اور مصیبت فلاں ولی اللہ کی نیاز دینے سے ٹلی ہے۔ وغیرہ وغیرہ نیز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر انسان کو اس کے احکام کی اطاعت کی شکل میں ادا کرنا چاہئے تھا مگر وہ سراسر اللہ کا نافرمان ہے۔ **۳۴** وَاِذْ قَالَ ـــ تا ـــ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ دوسری نقلی دلیل تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھ کو اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ۔ ھٰذَا الْبَلَدَ سے مکہ مکرمہ مراد ہے اور اٰمِنًا نسبت کے لئے ہے ای ذا امن یعنی شہر مکہ کو پُر امن بنا اور اس کے باشندوں کو مال و جان میں سلامتی اور امن عطا فرما وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ مجھے اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ یعنی جس طرح ہم پہلے سے توحید اور ملت اسلام پر ہیں اسی طرح ہم کو اس پر قائم اور ثابت قدم رکھ ای ثبتنا علی ما نحن علیه من التوحید وملة الاسلام والبعد عن عبادة الاصنام فالانبیاء معصومون عن الكفر وعبادة غیر اللّٰه تعالیٰ (روح ج ۱۳ ص ۲۳۴) **۳۵** اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت اصنام کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ صلحائے عباد کے بتوں کے ساتھ جو مشرکانہ روایتیں وابستہ ہیں ان کی وجہ سے مشرکین کے دلوں میں ان کی پرستش کا جذبہ پایا جاتا ہے اس طرح ان کے بت گمراہی کا سبب بعید ہیں اس لئے مجازاً گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ لما كانت سببًا للاضلال اضاف الفعل الیهن مجازًا (قرطبی ج ۹ ص ۳۶۸) یا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصنام کی عبادت کے سبب گمراہی اور فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ والمعنی انهم ضلوا بعبادتها كما تقول فتنتهم الدنیا ای فتنوا بها

موضح قرآن **ف ۱** حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے پیدا ہوئے ایک اسمٰعیل ان کو ساتھ ماں کے لاکر اس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں پیچھے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ چشمہ زمزم نکالا اس سبب سے وہاں بستی پڑی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ میوے کے اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہو دیں اور شہر مکے میں پہنچیں۔ **ف ۲** ہم چھپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو ۱۲ منہ رح۔

واغنزوا بسببها (بحر ج ۵ ص۴۳۱)۔ ف۳۶ لِيُقِيمُوا۔ أَسْكَنْتُ کے متعلق ہے اور رَبَّنَا کا اعادہ بُعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کو یہاں اس لئے آباد کیا ہے تاکہ وہ تیرے عزت والے گھر کے پاس نماز قائم کریں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ تَهْوِي إِلَيْهِمْ ای تمیل الیھم اور لوگوں کے دلوں میں ان سے محبت والفت پیدا کر دے تاکہ وہ بھی یہاں آکر ان کے پاس آباد ہو جائیں۔ اور ان کے ارد گرد بستیاں آباد فرما دے جہاں کے لوگ اہلِ مکہ کے لئے پھل اور میوے اگائیں۔ وانما یکون المراد عمارۃ القری بالقرب منھا لتحصیل تلک الثمار منھا (کبیر ج ۵ ص۳۶۲)۔ ف۳۷ یہ اسم اعظم ہے یعنی تو سب کچھ جاننے والا ہے۔ اسی طرح إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ بھی اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ ع ۱۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ یعنی تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہر پیغمبر جن کلمات سے اپنی دعوت توحید کا اظہار کرتا ہے وہی اسم اعظم ہوتا ہے۔ اس سے کبھی تو مخاطب کو دعوت توحید دینا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اپنے علم اور عقیدہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہاں دوسرا مقصد پیش نظر ہے وَمَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ الخ یہ ادخالِ الٰہی ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔ ف۳۸ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے دو بیٹے اسمٰعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ میرے پروردگار! مجھے بھی نماز کا پابند رکھ اور ہر زمانے میں میری اولاد میں ایسے لوگ پیدا کر جو نماز کے پابند ہوں اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں تقربِ الٰہی کا اعمال میں سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ ف۳۹ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الٰہی میں انتہائی تقرب کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں۔ والدین سے آدم و حوا علیہما السلام مراد ہیں اور اگر حقیقی والدین مراد ہوں تو یہ دعا ان کے ایمان سے مایوسی اور نہی ربانی سے قبل کی ہوگی ای آدم و حواء او قالہ قبل النھی و الیاس عن ایمان ابویہ (مدارک ج ۲ ص۲۰۴)۔ ف۴۰ آخر میں پھر وقائع اُخرویہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت کا اصل موضوع وقائع کا بیان ہی ہے۔ یہ چھٹی بار وقائع کا ذکر ہے۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس کے بعد تخویف اُخروی بیان کی گئی۔

ع ۶ / ۱۸

وقائع کا چھٹی بار ذکر / تخویف اخروی

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾

اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو ف۳۹ اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہو حساب

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا

اور ہر گز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ف۴۰ ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف انکو تو

يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِينَ

ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لئے کہ پتھرا جائیں گی آنکھیں دوڑتے ہونگے

مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ

اوپر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل

هَوَاءٌ ﴿٤٣﴾ وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ

اڑ گئے ہوں گے ف اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر ف۴۱ عذاب

فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ

تب کہیں گے ظالم اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت تک

نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا

کہ ہم قبول کر لیں تیرے بلانے کو اور پیروی کر لیں رسولوں کی کیا تم پہلے

أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَسَكَنْتُمْ

قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو نہیں دنیا سے ٹلنا اور آباد تھے تم ف۴۲

فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ

بستیوں میں انہی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کہ کیسا

فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ

کیا ہم نے ان سے اور بتلائے ہم نے تم کو سب قصے اور یہ بنا چکے ہیں اپنا داؤ ف۴۳

وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ

اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤ اور نہ ہوگا ان کا داؤ کہ ٹل جائیں ان سے

إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ الخ وہ جلدی انہیں اس لئے نہیں پکڑتا کہ وہ قادر نہیں یا ان کے اعمال سے واقف نہیں بلکہ گرفت میں تاخیر اس لئے کرتا ہے تاکہ آخرت میں ان کو ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دے۔ تَشْخَصُ الخ قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی مُهْطِعِينَ دوڑتے ہوئے بلانے والے کی طرف جا رہے ہوں گے مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ اپنے سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ ان کی نگاہیں بھی اوپر ہی کو اٹھی ہوں گی اور وہ اپنی پلکوں کو نیچے نہیں کر سکیں گے۔ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ان کے دلوں پر حیرت و دہشت طاری ہوگی اور فرطِ خوف و ہیبت کی وجہ سے عقل و فہم سے خالی ہوں گے۔ ف۴۱ عذاب سے دنیوی عذاب مراد

موضح قرآن ف قیامت کے دن آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے لگیں گے اترنے اور لوگوں کو پکڑ کر عذاب کرنے اس ہول سے سب کی آنکھیں اوپر لگ جاویں گی اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

ہے بقرینہ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ الخ ان معاندین کو اس دن سے ڈرائیے جو تمام اقوام معاندہ پر آیا ہے جب ان پر اللہ کا عذاب آجاتا تو وہ گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگتے ہمارے
پروردگار ہمیں تھوڑی سی مہلت ہی دیدے اب ہم تیری توحید کو مانیں گے اور تیرے پیغمبروں کا اتباع کریں گے اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا الخ ان کو جواب دیا جاتا کیا تم قسمیں
کھا کھا کر نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم پر عذاب آئے گا ہی نہیں۔ زوال سے مراد عذاب ہے یا زوال سے مراد موت ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم بیک وقت تمام نہ
مریں گے بلکہ باری باری مریں گے۔ **۴۲** جن ظالموں نے ضد و عناد سے توحید کا انکار کیا اور ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا جن کو عذاب سے ہلاک و برباد کیا انکی تباہی

الۡجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ مُخۡلِفَ وَعۡدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پہاڑ ف۱ سو خیال مت کر ف۲ کہ اللہ خلاف کریگا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے بیشک اللہ

عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ؕ ﴿۴۷﴾ يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَ

زبردست ہے بدلہ لینے والا جس دن بدلی جائے ف۳ اس زمین سے اور زمین اور

السَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الۡمُجۡرِمِيۡنَ

بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ اکیلے زبردست کے اور دیکھے تو گنہگاروں

يَوۡمَئِذٍ مُّقَرَّنِيۡنَ فِى الۡاَصۡفَادِ‌ ۚ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيۡلُهُمۡ مِّنۡ قَطِرَانٍ

اس دن ف۴ باہم جکڑے ہوئے زنجیروں میں کرتے ان کے ہیں گندھک کے

وَّتَغۡشٰى وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ ۙ ﴿۵۰﴾ لِيَجۡزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفۡسٍ مَّا

اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ ف۲ تاکہ بدلہ دے اللہ ہر ایک جی کو اس کی

كَسَبَتۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ

کمائی کا بیشک اللہ جلد کرنے والا ہے حساب یہ خبر پہنچا دینی ہے

لِّلنَّاسِ وَلِيُنۡذَرُوۡا بِهٖ وَلِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰـهٌ

لوگوں کو ف۳ تاکہ چونک جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ہے

وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۵۲﴾

ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے

ع ۱۱
۱۹

سُوۡرَةُ الۡحِجۡرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ تِسۡعٌ وَّتِسۡعُوۡنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوۡعَاتٍ

سورۂ حجر مکی ہے اور اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ‌ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب کی ف۵ اور واضح قرآن کی

ا تخویف اخروی ۱۲

۲ یعنی تمام مذکورہ دلائل وحی وتنبیہ ۱۲

۳ تمہید مع ترغیب

کے بعد ان کے شہروں اور علاقوں میں تم آباد ہوئے اور
تم نے ان کی تباہی کے آثار سے معلوم کرلیا کہ ہم نے ان
مکذبین کا کیا حشر کیا اور پھر ہم نے مثالیں دے دے کر
مسئلہ توحید کو اچھی طرح سمجھا دیا مگر اس کے باوجود تم
نے انکار کیا اور مسئلہ توحید کو ماننے کا جو موقع ہم نے
فراہم کیا تھا اس سے تم نے فائدہ نہ اٹھایا اس لئے
اب اگر تمہیں دوبارہ مہلت دی گئی تب بھی تم نہیں
مانوگے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے معاندین
کے قصص و واقعات بیان کرکے تم کو تنبیہ کی کہ دیکھو اگر
نہیں مانوگے تو ان ہلاک شدہ قوموں کی طرح تم پر بھی
ہولناک عذاب بھیجا جائے گا۔ **۴۳** مشرکین نے اسلام
کو مٹانے اور کفر و شرک کو فروغ دینے کے لئے اپنی
پوری قوت سے بڑے عظیم پروگرام بنائے ان کا خیال
تھا کہ وہ اپنے ان پروگراموں اور ان خفیہ تدبیروں
سے اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کردیں گے فد
مکروا فی ابطال الحق وتقریر الباطل مکرھم
العظیم الذی استفرغوا فی عملہ المجھود الخ (ابوالسعود
ج ۵ ص ۳۶) ، وَعِنۡدَ اللّٰهِ مَكۡرُهُمۡ
لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کی تمام خفیہ تدبیروں اور سازشوں
کا پورا پورا علم ہے اس لئے ان کی کوئی تدبیر کامیاب نہ
ہوسکی وَاِنۡ كَانَ مَكۡرُهُمۡ الخ اِنۡ مخففہ من المثقلہ
ہے ای انہ کان الخ حالانکہ مشرکین کے اپنے اندازے
کے مطابق ان کی سکیمیں اور تدبیریں ایسی محکم اور مکمل
تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ یا اِنۡ
نافیہ ہے اس صورت میں ان کے مکر کا ضعف بیان کرنا
مقصود ہوگا۔ یعنی ان کی تدبیر کوئی پختہ نہ تھی کہ اس
سے پہاڑ ہل جائیں۔ **۴۴** یہ تخویف اخروی ہے
یہاں سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ تک
قیامت کے ہولناک مناظر اور آخرت کے مختلف انواعِ
عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں سے وعدہ ہے کہ وہ دنیا میں ان کی مدد کرے گا اور آخرت میں ان کو مراتب عالیہ عطا فرمائے گا اور ان کے دشمنوں سے
ان کا انتقام لے گا اور دنیا و آخرت میں ان کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ اس لئے کوئی شخص یہ گمان بھی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے کئے گئے وعدے کے خلاف
کرے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ یہ ماقبل کے لئے علت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اور دشمنانِ اسلام سے انتقام لینے والا ہے۔ **۴۵** ظرف مُخۡلِفَ
کے متعلق ہے (روح) یعنی جس دن زمین و آسمان بدل جائیں گے اور ساری مخلوق ایک صاف میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے وعدے

موضح قرآن ف۱ مکے کے لوگوں نے کئی تدبیریں ٹھہرائیں تھیں حضرت کو سب مل کر قتل کریں یا آپس سے نکال دیں اسی کو فرمایا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مکر ایشاں ضعیف است ۱۲ ف۲ قطران چیزی سیاہ بدبوئیست کہ آتش دران زود میگیرد ف۳ یعنی نازل کردہ شدہ است برای تبلیغ ۱۲۔

کے خلاف نہیں کرے گا۔ زمین و آسمان کے بدل جانے سے مراد یہ ہے کہ سمندر خشک ہو جائیں گے، پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو ہموار کر دیا جائیگا اور آسمان کے تمام ستارے غائب ہو جائیں گے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ تذھب آکامھا وجبالھا واودیتھا وشجرھا وما فیھا وتمد مد الادیم العکاظی مستویۃ لا تری فیھا عوجا ولا امتا وتبدل السموات بذھاب شمسھا وقمرھا ونجومھا (روح ج ۱۳ ص ۲۵۴)۔ **۴۶** یہ تُبَدَّلُ پر معطوف ہے اصفاد، صفد کی جمع ہے یعنی گلے کا طوق اور پاؤں کا زنجیر قیامت کے دن مجرموں کے گلوں میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی۔ سَرَابِیْلُھُمْ، سربال کی جمع ہے یعنی قمیص۔ قَطِرَانٍ ابہل یعنی درخت دیودار کا عصارہ یہ ایک آتش گیر مادہ ہے جو آگ کو تیزی سے پکڑ لیتا ہے (روح، مظہری) یعنی اس قسم کا کوئی آتش گیر مادہ ہوگا جسے جہنمیوں کے بدنوں پر لیپ دیا جائے گا تاکہ اس آتش گیر مادے کو آگ فوراً پکڑلے اور ان کو زیادہ تکلیف اور اذیت پہنچے اس کے علاوہ اس مادے میں تیزی اور حدت ہوگی جو بدن میں جلن پیدا کرے گا اور اپنی بدبو کی وجہ سے ان کے لئے مزید تکلیف کا باعث ہوگا۔ وھو عصارۃ الابھل... وھو اسود منتن یشتعل فیہ النار بسرعۃ یطلی بہ جلود اھل النار حتی یکون طلاوۃ لھم کالقمیص لیجتمع علیھم لذع القطران ووحشۃ لونہ ونتن ریحہ مع اسراع النار (مظہری ج ۵ ص ۲۸۶) یا قَطِرَانٍ سے گندھک مراد ہے کیونکہ یہ بھی ایک آتش گیر مادہ ہے جو جلتے وقت بدبو بھی چھوڑتا ہے۔ لِیَجْزِیَ اللّٰہُ الخ اس کا متعلق محذوف ہے ای یفعل بھم ذلک لیجزی الخ (روح)، یہ سب کچھ اس لئے کیا جائے گا تاکہ انہیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دی جائے۔ **۴۷** آخر میں سورت کے خلاصۂ مضامین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ھٰذَا سے تمام مذکورہ وقائع اور دلائل کی طرف اشارہ ہے۔ وَلِیُنْذَرُوْا کا معطوف علیہ مقدر ہے ای لیؤمنوا یعنی یہ تمام وقائع اور دلائل اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ لوگ ایمان لے آئیں اور وقائع امم سابقہ سنا کر ان کو ڈرایا جائے اور وقائع اور دلائل کے بیان سے جو مسئلہ (یعنی مسئلہ توحید) سمجھانا مقصود ہے تاکہ وہ اس کو مان لیں اور ان کو یقین ہو جائے کہ تنہا اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوق کا کارساز اور ساری کائنات میں اکیلا وہی متصرف و مختار ہے اور وہی پکارنے کے لائق ہے۔ اور تاکہ عقل و فہم اور ہوش و خرد والے لوگ ان (وقائع و دلائل) میں غور و فکر کریں اور ان میں سے جن کے دلوں میں اخلاص و انابت ہو وہ ان سے نصیحت حاصل کریں اور راہ راست پر آجائیں۔

سورۂ ابراہیم علیہ السلام میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (ع ۱) خصوصیت سورت ہے یعنی ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو وقائع امم سابقہ سنا کر کفر و شرک کے اندھیرے سے نکال کر اسلام اور توحید کی روشنی کی طرف لائیں۔

۲۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی۔

۳۔ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ — تا — فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (ع ۲) اثبات بشریت انبیاء علیہم السلام و نفی اختیار و تصرف از ایشان علیہم السلام۔

۴۔ وَمَا لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَی اللّٰهِ اسم اعظم۔

۵۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) نفی شرک اعتقادی۔

۶۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ (ع ۳) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں۔

۷۔ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً — تا — لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۴) توحید کی تمثیل۔

۸۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ — تا — اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

۹۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ — تا — وَلَا فِی السَّمَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے محفوظ رکھے۔ اور رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ اسم اعظم سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب والشہادہ ہونے کا اعلان فرمایا۔

(آج بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۶۶ء بروز اتوار ۱ بجے دوپہر سورۂ ابراہیم علیہ السلام کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً۔)

سورۃ الحجر

ربط ناقی ربط سورۂ حجر کو سورۂ ابراہیم سے نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ ابراہیم میں دلائل اور وقائع امم سابقہ کے ساتھ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اسے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جس طرح اصحاب الحجر نے مسئلہ توحید کی تکذیب کی تو انہیں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا اسی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ معنوی ربط۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع بیان کرکے ڈرایا گیا تاکہ وہ مسئلہ توحید کو مان لیں اب سورۂ حجر میں یہ بیان ہوگا کہ مان لو ورنہ امم سابقہ کی طرح تم پر بھی عذاب آئے گا تو پچھتاؤ گے۔

خلاصہ سورۂ حجر میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک مفصل اور دوسری مختصر اور تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں تین گذشتہ قوموں کے اور دو کفار مکہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچ تسلیاں مذکور ہیں۔ الٓرٰ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الخ تمہید مع ترغیب رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہ سورت کا مقصودی حصہ ہے امم سابقہ کے حالات تم نے سن لئے لہٰذا اب مان لو ورنہ ان کی طرح پچھتاؤ گے جب عذاب آئے گا تو کہیں گے کاش ہم نے مسئلہ توحید مان لیا ہوتا۔ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ تخویف دنیوی۔ ہر قوم کو مہلت دی گئی اور پھر ضد و انکار کی وجہ سے مقررہ وقت سے پہلے اسے ہلاک نہیں کیا گیا۔ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ الخ شکوی ہے مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو دیوانہ کہتے اور فرشتوں کے نازل ہونے کا مطالبہ کرتے۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ الخ جواب شکوی ہے فرشتے ہمارے خاص پروگرام کے تحت نازل ہوتے ہیں ہر کس و ناکس کے مطالبے پر نازل نہیں ہوتے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ یہ تخویف دنیوی کے لئے تمہید ہے جس طرح آپ پر ہم نے قرآن اتارا ہے اسی طرح گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر بھی کتابیں اور صحیفے نازل کئے مگر ان کی قوموں نے تکذیب کی اور مبتلائے عذاب ہوئے مشرکین مکہ بھی اگر قرآن کی تکذیب پر ڈٹے رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ جملہ معترضہ ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ تخویف دنیوی ہے استہزاء و تمسخر سے اللہ کے پیغمبروں کی توہین و تخویف کرنیوالوں کے لئے۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا الخ زجر ہے متعلق بشکوی۔ فرشتے اتارنے کے بجائے اگر خود ان کو آسمانوں پر لے جائیں اور وہ سب کچھ دیکھ لیں پھر بھی نہیں مانیں گے۔

پہلی عقلی دلیل مفصل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا ـــ تا ـــ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (ع ۲) زمین سے لے کر آسمان تک اور عرش سے لے کر فرش تک سارا کارخانۂ عالم اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور اس تمام کائنات ارضی و سماوی کا بنانے والا بھی وہی ہے۔ وہی بارش برساتا اور زمین سے اقسام و انواع کے غلے، پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اس کے علاوہ اس نے تمہارے لئے بے شمار وسائل رزق پیدا کر رکھے ہیں اور ہر چیز کے بھرپور خزانے اسی کے پاس ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اس کے سوا کوئی اور کارساز ہو سکتا ہے؟ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ الخ جمیع ماکان و مایکون کا عالم تو میں ہوں پھر میرے سوا عالم الغیب اور کون ہو سکتا ہے؟ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ (ع ۳) یہ بھی دلیل اول سے متعلق ہے۔ جس اللہ نے اپنی ساری کائنات کو انسان کی معاش مہیا کرنے پر لگا دیا ہے اسی نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ جو انسان کا خالق و رازق ہے وہی اس کا کارساز اور حاجت روا بھی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ الخ اس میں ابلیس کی آدم علیہ السلام سے دشمنی کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ اولاد آدم ذریت ابلیس کی چالوں اور اس کے مکر و فریب سے خبردار رہے اس کے بعد اگلی سورتوں میں جہاں کہیں یہ قصہ آئے گا اس سے یہی تنبیہ مقصود ہوگی۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ الخ بشارت اخروی ہے۔ اس کے بعد تخویف اخروی کے پانچ نمونے مذکور ہیں۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ (ع ۴) یہ نمونۂ اول کے لئے تمہید ہے۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ الخ یہ تخویف اخروی کا پہلا نمونہ ہے۔ قوم لوط علیہ السلام نے اللہ کے پیغمبر لوط علیہ السلام کو جھٹلایا اور احکام خداوندی کی صریح مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بستی کو الٹ دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی اور اس طرح دردناک عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا۔

دوسرا نمونہ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الخ ان سے مراد اہل مدین ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام ان کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر انہوں نے نہ مانا، شرک و کفر اور دیگر جرائم پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہولناک آواز سے ان کو ہلاک کر دیا۔

تیسرا نمونہ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع ۵) یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی انہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی اور اللہ کے حکم سے ان کو ان کا مطلوبہ معجزہ بھی دکھایا مگر بایں ہمہ وہ انکار و عناد سے باز نہ آئے اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دلدوز چنگھاڑ کی صورت میں عذاب نازل کرکے ان کا خاتمہ کر دیا۔ یہ تینوں نمونے اقوام گذشتہ سے پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد توحید کی دوسری عقلی دلیل مذکور ہے۔

دوسری عقلی دلیل مختصر۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۵) زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کو ہم نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ مسئلہ توحید کو واضح کریں کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری توحید کا گواہ ہے۔ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ تخویف اخروی ہے فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ تسلیۂ اول برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ الخ تسلی دوم۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ زجر متعلق بہ تسلی دوم۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ تسلی سوم۔ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ مجھ سے معجزات لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ معجزات میرے اختیار میں نہیں ہیں میں تو نذیر ہوں میرا کام تبلیغ و انذار ہے۔ آگے مشرکین مکہ سے تخویف دنیوی کے دو نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ۔ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ الخ مقتسمین مشرکین مکہ سے کم و بیش بارہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں سے کہتے (عیاذاً باللہ) اس جادوگر سے بچنا کہیں تمہارا ایمان خراب نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں اور کچھ کو اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔

تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ یہ مشرکین مکہ اور صنادید قریش سے چند آدمی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے تمسخر واستہزاء کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ تسلی پنجم برائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سورت کے آخر میں فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ سے اصل مقصد بیان کیا گیا کہ آپ دشمنوں کی پرواہ نہ کریں ان کے لئے ہم خود کافی ہیں آپ دن رات اللہ تعالیٰ کی شرک سے تسبیح و تقدیس کرتے رہیں، اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوں اور تا دم آخر اسی کی عبادت اور پکار میں لگے رہیں۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٢﴾

کسی وقت آرزو کریں گے یہ لوگ جو منکر ہیں ؎ کیا اچھا ہوتا جو ہوتے مسلمان

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

چھوڑ دے ان کو کھالیں اور برت لیں اور ؎ امیدیں لگے رہیں سو آئندہ

يَعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا

معلوم کرلیں گے اور کوئی بستی ہم نے غارت نہیں کی ؎ مگر اس کا

كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ

وقت لکھا ہوا تھا مقرر نہ سبقت کرتا ہے کوئی فرقہ اپنے وقت مقرر سے اور

مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٥﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ

نہ پیچھے رہتا ہے اور لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص کہ تجھ پر اترا ہے

عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا

قرآن ؎ تو بے شک دیوانہ ہے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس

بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧﴾ مَا نُنَزِّلُ

فرشتوں کو اگر تو سچا ہے ہم نہیں اتارتے

الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿٨﴾

فرشتوں کو مگر کام پورا کرکے اور اس وقت نہ ملے گی ان کو مہلت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٩﴾ وَ

ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت ؎ اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں اور

لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٠﴾

ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے فرقوں میں

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١١﴾

اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی رسول مگر کرتے رہے ہیں ان سے ہنسی

اخبر جوابدہ عشر ۲

۱/ ذکر اصل منصوص

۲/ زجر مع تخویف دنیوی ۲

۳/ تخویف دنیوی

۴/ شکوی ۲

۵/ جواب شکوی ۲

۶/ تخویف دنیوی

مختصر خلاصہ سورۂ حجر میں چار امور ذکر کئے گئے ہیں (۱) دعوائے سورت (۲) دلائل توحید (۳) تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور (۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی۔

دعوائے سورت۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اب وقت ہے مان لو ورنہ دوسرے کافروں کی طرح پچھتاؤ گے اس کے بعد وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ میں تخویف دنیوی۔ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ میں شکوی مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ میں جواب شکوی اور وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ میں زجر متعلق بہ شکوی مذکور ہے۔

دلائل توحید۔ دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ایک مفصل دوم مختصر۔ دلیل عقلی مفصل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا الخ (ع ۱) تا مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (ع ۲) اور دلیل عقلی مختصر وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۶)

تخویف کے نمونے۔ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔ تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ امم سابقہ کے تین نمونے یہ ہیں۔ (۱) قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ (ع ۴) قوم لوط علیہ السلام کی تباہی کا نمونہ۔ (۲) وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ (ع ۵) قوم شعیب علیہ السلام کی ہلاکت کا نمونہ۔ (۳) وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ (ع ۶) قوم صالح علیہ السلام کی بربادی کا نمونہ۔ مشرکین مکہ سے دو نمونے یہ ہیں (۱) كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ (ع ۶) مشرکین مکہ کے بارہ آدمی جو موسم حج میں مکہ کے راستوں میں بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والوں کو حضور علیہ السلام سے ملنے اور آپ کا وعظ سننے سے روکتے تھے۔ (۲) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ یہ مشرکین مکہ کے پانچ آدمی تھے جو قرآن اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آخر میں سات بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ (۱) فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ (۲) وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ الخ (۳) وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ الخ (۴) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (۵) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۶) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (۷) وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ آخر میں مقصودی مسئلہ کا بیان ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ بس اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہئے، اسی کو سجدہ کیجئے اور اسی کو حاجات میں غائبانہ پکاریئے ؎ یہ اصل مقصد کے لئے توطئہ و تمہید ہے اور اس میں ترغیب دلائی گئی ہے کہ اس سورت میں جو بیان ہوگا وہ معمولی باتیں نہیں ہوں گی، وہ بہت ضروری اور اہم ہوں گی اس لئے ان کو غور سے سننا۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا جس سورت کی ابتداء میں تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وارد ہو وہاں الکتاب بمعنی المکتوب سے وہ سورت مراد ہوگی یا قرآن اور اگر یہ الفاظ کسی سورت کے درمیان آجائیں تو اس سے

بقرینہ مقام تورات و انجیل یا دیگر کتب سماویہ یا قرآن مراد ہوگا۔ قاعدہ تو یہی ہے لیکن سورۂ حجر کی ابتدا میں اُلْکِتَاب کے ساتھ لفظ قرآن بھی آیا ہے اس لئے الکتاب سے تورات و انجیل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کے بعض بیانات پہلی کتابوں میں نازل ہو چکے ہیں مثلاً تخویف دنیوی کے پہلے تین نمونے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن کا ذکر کتب سابقہ میں نہیں آیا اور وہ صرف قرآن ہی میں مذکور ہیں مثلاً تخویف دنیوی کے آخری دو نمونے قال مجاھد وقتادۃ الکتاب ھنا ما نزل من الکتب قبل القراٰن الخ (روح ج ۵ ص ۲۷۴) ۳ تمہید کے بعد اصل مقصود کا ذکر کیا گیا۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع امم سابقہ ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ تم ان سے عبرت حاصل کرو اور عذاب کے ڈر سے مسئلہ مان لو اس لئے اب وقت ہے ضد و انکار سے باز آجاؤ اور مسئلہ قبول کرلو ورنہ پچھتاؤ گے جیسا کہ بہت بار ایسا ہو چکا ہے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین جب دیکھتے کہ کفر و انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو چکا ہے اور ایمان والے اس سے بچ گئے ہیں تو وہ حسرت و افسوس سے کہنے لگتے کاش ہم نے بھی مسئلہ توحید مان لیا ہوتا تو آج ہم بھی اس عذاب سے بچ جاتے مگر اس وقت کے پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ۴ مقصود اصلی بیان کرنے کے بعد وَمَا بَيْنَهُمَا ... تک زجر اور تخویف دنیوی کا ذکر کیا گیا کہ اس کا تعلق سورۂ ابراہیمؑ کے دعوے سے ہے یعنی ان کو وقائع امم سابقہ سناؤ تاکہ وہ ان سے ڈر کر شرک سے توبہ کریں۔ اب تخویف دنیوی سنائی گئی کہ اچھا اگر وہ ان وقائع سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور ضد و عناد پر اڑے ہوئے ہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو وہ دنیوی ساز و سامان اور انواع اکل و شرب سے خوب فائدہ اٹھالیں اور باطل امیدوں میں ڈوب کر حق سے خوب غافل ہو لیں جب اچانک ہمارا عذاب ان کو آئیگا تو انہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ ۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے آج تک کسی قوم کو مبتلائے عذاب نہیں کیا جب تک کہ ہم پیغمبر بھیج کر ان پر اپنی حجت قائم نہ کریں اس لئے ہر قوم کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا کہ اگر وہ نہیں مانیں گے تو انہیں مہلت دی جائے گی تاکہ وہ سوچ بچار سے کام لے کر راہ راست پر آنے کا موقع پا سکیں۔ لیکن جب وہ اجل مسمی تک انکار و عناد پر ڈٹے رہے تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ آج تک کسی قوم کو اجل مقررہ سے پہلے ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ کسی قوم کو اس کے بعد مہلت دی گئی۔ یخبر تعالیٰ انہ ما اھلک قریۃ الا بعد قیام الحجۃ علیھا وانتھاء اجلھا وانہ

كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اسی طرح بٹھا دیتے ہیں ہم اس کو دل میں گنہگاروں کے یقین نہ لائیں گے

بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا

اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی ف ۱ اور اگر ہم کھول دیں

عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾

ان پر دروازہ آسمان سے اور سارا دن اس پر چڑھتے رہیں

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ

تو بھی یہی کہیں گے کہ باندھ دیا ہے ہماری نگاہ کو ف ۲ نہیں بلکہ ہم لوگوں پر

مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ع وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ

جادو ہوا ہے اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج ف ۱ اور

زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ

رونق دی اس کو دیکھنے والوں کی نظر میں ف ۲ اور محفوظ رکھا ہم نے اسکو ہر شیطان

رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ

مردود سے مگر جو چوری سے سن بھاگا سو اس کے پیچھے پڑا انگارا

مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ

چمکتا ہوا ف ۳ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور رکھ دیئے اس پر بوجھ

وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا

اور اگائی اس میں ہر چیز اندازے سے ف ۱ اور بنا دیئے

لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ

تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب اور وہ چیزیں جن کو تم روزی نہیں دیتے ف ۲

اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ

اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اللہ اور اتارتے ہیں ہم

منزل

ع ۱۵ / ۱

۱ زجر متعلق شکوۂ مذکورہ ۱۲

۲ توحید پر دلیل عقلی تفصیلی ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی یہ قرآن کسی کے دل میں حق تعالیٰ اسی طرح سناتا ہے کہ ساتھ اس کے انکار چلا آوے۔ نیک راہی اور گمراہی اسی کے اختیار ہے۔ ف ۲ حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو یہ سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پھانک ہے جیسے خربوزہ وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بنتی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔ ف ۳ فرشتوں کی مشورہ سننے کو شیطان جاتے ہیں۔ آسمان کے قریب اوپر سے انگارے پڑتے ہیں جو کوئی کچھ سن بھاگا اگر دنیا میں ظاہر کیا ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کو وہ ایک بات سچ دیکھی لوگ یقین لائے سو جھوٹ دیکھیں تغافل کیا۔ ف ۴ یعنی جانوروں کی روزیاں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی ہر نوع را صورتی وصفتی است کہ از انجا تجاوز نمیکند ۱۲۔ ف ۲ یعنی غلامان و جانوران ۱۲۔

لا يؤخرا مة حان هلاكهم عن ميقاتهم ولا يتقدمون عن مدتهم۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۴۷) یہ اہل مکہ کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ انکار وعناد سے باز آجائیں ورنہ
ان کا بھی ایسا ہی حشر ہوگا۔ وهذا تنبيه لاهل مكة وارشاد لهم الى الاقلاع عما هم عليه من الشرك والعناد والالحاد الذى يستحقون به الهلاك
(ایضاً) ۶ یہ شکوی ہے۔ مشرکین ماننے کے بجائے الٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے اور آپ کو دیوانہ ہونے کا طعن دیتے اور پھر ازراہِ عناد آپ
سے مطالبہ کرتے کہ آپ کی تصدیق کرنے کے لئے فرشتے آئیں جو بآواز بلند آپ کی صداقت و رسالت کا اعلان کریں۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ یہ جواب شکوی ہے۔ فرشتوں کا

اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢١﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ
اندازہ معین پر اور چلائیں ہم نے ہوائیں رس بھری
فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ
پھر اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر تم کو وہ پلایا اور تمہارے
اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ
پاس نہیں اس کا خزانہ ف۱ اور ہم ہی ہیں جلانے والے اور مارنے والے
وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ
اور ہم ہی ہیں پیچھے رہنے والے ف۲ اور ہم نے جان رکھا ہے آگے بڑھنے والوں کو ۷
مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
تم میں سے اور جان رکھا ہے پیچھے رہنے والوں کو اور تیرا رب
هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ ۧ وَلَقَدْ خَلَقْنَا
وہی اکٹھا کر لائے گا ان کو بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار اور بنایا ہم نے
الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٦﴾ ۚ وَ
آدمی کو کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے ف۳ اور
الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ وَاِذْ
جان کو بنایا ہم نے اس سے پہلے لو کی آگ سے ف۴ اور جب
قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ
کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا ۱۳ ایک بشر
صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٨﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ
کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے ف۵ پھر جب ٹھیک کر دوں اس کو
وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿٢٩﴾
اور پھونک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے ف۶

ع ۲ / ۱۰

ر دوسرا دعوی ۲

اتارنا ہماری حکمت بالغہ کے ماتحت ہوتا ہے اور فرشتوں کے نازل نہ ہونے ہی میں تمہارا بھلا ہے کیونکہ جب فرشتوں کی آمد کے بعد بھی تم نہ مانو گے تو پھر فوراً ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور ہرگز مہلت نہ ملے گی۔ اى لو تنزلت الملائكة تشهد لك فكفروا بعد ذلك لم ينظروا۔ (قرطبی ج ۱۰ ص ۵) ۷ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا۔ تا سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ تخویف دنیوی ہے۔ اَلذِّكْرَ سے قرآن مجید مراد ہے نَسْلُكُهٗ کی ضمیر منصوب استہزاء کی طرف عائد ہے جو يَسْتَهْزِءُوْنَ کے ضمن میں مذکور ہے یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم قیامت تک ہر قسم کی تبدیل و تحریف سے اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ قرآن آپ اپنے پاس سے نہیں بنا کر لے آئے، مشرکین اسے ماننے اور آپ کی تصدیق کرنے کے بجائے الٹا آپ کو مجنون کہتے اور آپ سے استہزاء و تمسخر کرتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ اور یہ کوئی نئی بات نہیں آپ سے پہلی قوموں میں بھی ہم نے اپنے پیغمبر بھیجے اور ان پر اپنی کتابیں اور صحیفے نازل کئے وَمَا يَاْتِيْهِمْ الخ اور ان قوموں کے سرکش و ضدی لوگوں نے اسی طرح پیغمبروں سے استہزاء کیا كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ پیغمبروں کے ذریعہ مسئلہ توحید واضح اور ہماری حجت تام ہو جانے کے بعد بھی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہ مانیں ان کے دلوں پر ہم مہر جباریت ثبت کر دیتے اور ان میں کفر و شرک اور استہزاء و تمسخر کو جاگزیں کر دیتے ہیں اس لئے وہ ایمان لانے کے بجائے ہٹ دھرمی سے کام لے کر انکار کرتے اور پیغمبروں کا مذاق اڑاتے ہیں وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اور پہلے منکرین و معاندین کے بارے میں ہمارا دستور نافذ ہو چکا ہے کہ انہیں دنیا میں شدید ترین عذاب سے ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس لئے مشرکین مکہ اگر ضد و عناد اور کفر و انکار سے باز نہ آئے تو وہ بھی ایسے ہی انجام سے دو چار ہوں گے۔ مضت طريقتهم التى سنها الله فى اهلاكهم حين كذبوا رسله وهو وعيد لاهل مكة على تكذيبهم (مدارک ج ۲ ص ۲۰۸) ۸ یہ زجر ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی اگلے برس کے واسطے دنیا کے غبار اور بھاپ اوپر جمع رہتے ہیں۔ جب باؤ تر چلی بادل ہو گئے۔ پانی کے بھرے ف۲ یعنی ہر کوئی مر جاتا ہے اور اس کی کمائی اللہ کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ ف۳ مٹی پانی میں تر کی اور خمیر اٹھایا کہ کھن کھن بولنے لگی وہی بدن ہوا انسان کا اس کی خاصیتیں اس میں رہ گئیں سختی اور بوجھ اسی طرح گرم باؤ کی خاصیت رہی جن کی پیدائش میں ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی لطیف آگ ہوا ہو ئی ابلیس بھی اسی قسم میں ہے ۱۲ منہ رح ف۵ بشر وہ جو بدن رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جاوے اور روح رکھے۔ ہوشیار اگلے مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جاوے ۱۲ منہ رح ف۶ اپنی جان یعنی خاص میں نمونہ ہے اللہ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد حق کی اور لگاؤ اللہ سے ۱۲ منہ رح۔

جو شکوہٗ مذکورہ سے متعلق ہے اس میں مشرکین مکہ کے انتہائی عناد و الحاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ اگر فرشتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی تصدیق کر دیں تو ہم مان لیں گے فرمایا فرشتوں کا نازل کرنا بے سود ہے کیونکہ ان معاندین کا عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ فرشتے نازل کرنا تو ایک طرف اگر ہم آسمان میں ایک دروازہ کھول دیں اور یہ مشرکین اس میں سے اوپر چڑھ جائیں اور ملکوت سمٰوات کا اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیں، وہاں فرشتوں کو دیکھ لیں اور پوری حقیقت واضح اور روشن ہو کر ان کے سامنے آجائے تو بھی یہ لوگ نہیں مانیں گے اور فرط تعصب و عناد کی وجہ سے پھر بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے بلکہ ہم

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ

تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سب نے مل کر ف١ مگر ابلیس نے

اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ

نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے فرمایا اے ابلیس

مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ

کیا ہوا تجھ کو کہ ساتھ نہ ہوا سجدہ کرنے والوں کے بولا میں وہ نہیں

لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

کہ سجدہ کروں ایک بشر کو ف٢ جس کو تو نے بنایا کھنکھناتے سنے ہوئے

مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٣٤﴾

گارے سے فرمایا تو نکل یہاں سے کہ تجھ پر مار ہے ف٣

وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ

اور تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو بولا اے رب

فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

تو مجھ کو ڈھیل دے اس دن تک کہ مردے زندہ ہوں فرمایا تو تجھ کو

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾ قَالَ

ڈھیل دی اسی مقررہ وقت کے دن تک بولا

رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

اے رب ف٤ جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھو دیا میں بھی ان سب کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین

وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٣٩﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ

میں اور راہ سے کھو دوں گا ان سب کو مگر جو تیرے چنے ہوئے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿٤١﴾

بندے ہیں فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی ف٥

پر جادو کر دیا گیا ہے کہ ہمیں یہ ساری چیزیں نظر آرہی ہیں حالانکہ حقیقت میں کچھ نہیں۔ لفا لوا لفرط عنادھم وغلوھم فی المکابرۃ الخ (روح ج ١٤ ص ٢٠) جیسا کہ سورۂ رعد ع ٤ میں مشرکین کے عناد و مکابرہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى الیٰ لا یؤمنون ف٩ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا تسکیر سے مراد ہے نظر بندی کرنا یعنی کسی چیز پر ایسا اثر ڈالنا جس سے دیکھنے والوں کو وہ چیز اپنی حقیقت کے خلاف نظر آئے مثلاً رسی یا لاٹھی جو نظر بندی کی وجہ سے تمام دیکھنے والوں کو سانپ نظر آئے۔ اور جادو سے مراد یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کی آنکھوں پر اثر ڈالا جائے جس سے اس شخص کو مثل سانپ کے نظر آئے لیکن باقی لوگوں کو اصلی صورت میں نظر آئے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے پھر ترقی کر کے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ خاص ہم پر جادو کر دیا گیا ہے یا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا سے آنکھوں پر جادو کرنا اور مَسْحُوْرُوْنَ سے عقل و فہم پر جادو کرنا مراد ہے یعنی نہ صرف ہماری آنکھوں پر بلکہ ہماری عقلوں پر بھی جادو کر دیا گیا ہے کہ (معاذ اللہ) یہ بے حقیقت چیزیں ہمیں ٹھوس اور واقعی حقائق دکھائی دے رہی ہیں۔ دیکھئے قولہ بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ انتقالا الی درجۃ عظمی من سحر العقل (بحر ج ٥ ص ٤٤٩) اور اِنَّمَا سُكِّرَتْ میں اِنَّمَا کا معنی مَا اِلَّا نہیں بلکہ یہ مطلق تحقیق و تاکید کے لئے ہے کیونکہ اگر حصر کیلئے مانیں تو مطلب ہوگا سکرت الا ابصارنا حالانکہ یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ اَبْصَارُنَا کے مقابلے میں دوسرا کوئی صحیح احتمال موجود ہی نہیں اس لئے حصر بے فائدہ ہو جاتا ہے

ف١٠ وَلَقَدْ جَعَلْنَا۔ تا۔ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ

توحید پر مفصل عقلی دلیل ہے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ مستثنیٰ منقطع ہے اس دلیل سے دو دعوے ثابت کئے گئے اول یہ کہ سب کچھ کرنے والا اور ساری کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ ابتدار دلیل سے وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ تک میں مذکور ہے۔ فرمایا اوپر ہم نے آسمان پیدا کیا اور ملأ اعلیٰ کے رازوں کو شیاطین سے محفوظ کر دیا نیچے زمین پیدا کی، اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر چیز اندازے سے پیدا کی اور اس میں تمام انسانوں کے لئے بے شمار وسائل رزق مہیا کئے وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ وہ معذور لوگ، غلام، اہل و عیال اور جانور مراد ہیں۔ ان سب کے رازق تم نہیں ہو بلکہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے۔ ف١١ حرف نفی اور حرف استثناء مفید حصر ہے یعنی ہر چیز کے خزانے اور ذخیرے ہمارے ہی علم میں اور ہمارے ہی اختیار و تصرف میں ہیں، بارش، رزق، تندرستی، دولت، اولاد، آرام و راحت

موضح قرآن ف١ شاید یہی مراد ہو کہ انگارے پھینکتے ہیں اور نکالا زمین سے کہ انسان بسیں ١٢ منہ رحہ ف٢ یعنی بندگی اللہ کی سیدھی راہ ہے اور ان پر شیطان قابو نہیں رکھتا ١٢ منہ رحہ

غرضیکہ ہر چیز ہمارے تصرف میں ہے اور ان خزانوں میں سے ہم اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جتنا چاہتے اور جس پر چاہتے ہیں نازل کرتے ہیں اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ الخ ہم ہوائیں بھیجتے ہیں جو اپنے جوف میں پانی سے لبریز بادل اٹھائے ہوتی ہیں ان سے بارش برسا کر ہم تمہیں، تمہارے چوپایوں اور تمہاری زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ وارسلنا الریح حوامل بالسحاب لانھا تتحمل السحاب فی جوفھا (مدارک ج ۲ ص ۲۰۹) وَمَآ اَنْتُمْ الخ خطاب جنس مخلوق سے ہے یعنی اے انسانو! فرشتو! اور جنو! تم میں سے کوئی بھی پانی کا خازن اور اسکو اتارنے والا نہیں۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ پیدا کرنا اور مارنا ہمارے ہی اختیار میں ہے اور جب تمام مخلوق ختم ہو جائے گی اس وقت صرف ذات خداوندی ہی باقی ہوگی۔ اس آیت میں نَحْنُ ضمیر فصل حصر کا فائدہ دے رہی ہے۔ ان مذکورہ بالا تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ **۱۲** یہ دوسرا دعوی ہے یعنی سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں کیونکہ المستقدمین اور المستأخرین جمیع ما کان وما یکون سے کنایہ ہے۔ اس میں بھی حصر ہوگا کیونکہ دلیل کے پہلے حصوں میں حصر ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے اے انسان! ذرا اپنی حقیقت کو تو دیکھ کہ تجھے ہم نے ایک متعفن کیچڑ سے پیدا کیا اور تمام ظاہری اور باطنی انعامات کی تجھ پر بارش کر دی مگر پھر بھی تو سرکشی کرتا ہے توحید سے منہ موڑتا اور پیغمبروں کا انکار کرتا ہے۔ اور جن شیاطین کے بہکانے سے تو شرک کرتا اور توحید کو نہیں مانتا ان کی پیدائش بھی دیکھ کہ یہ سب جن ہیں اور انہیں آتش سوزاں سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ شیاطین ابلیس کی ذریت و اولاد ہیں جو تمہارا پرانا اور جدی دشمن ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو۔ تمہیں عقل و فکر جیسی نعمتیں دی ہیں اور ہر قسم کے دلائل بھی بیان کر دیئے ہیں اس لئے ذرا غور تو کرو تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ اللہ کی توحید ایک برحق مسئلہ ہے۔ نَارِ السَّمُوْمِ میں اضافت بیانیہ ہے السموم وہ آگ جو نہایت شدید گرم ہو اور جس کی حرارت بدن کے مسامات میں فوراً نفوذ کر جائے۔ من نار الحر الشدید النافذ فی المسام الخ (ابوالسعود ج ۵ ص ۲۹۳) یا یہ اضافت موصوف بصفت ہے یعنی آتش سوزاں۔ **۱۳** اس قصہ سے آدم اور اولاد آدم علیہ السلام سے ابلیس اور اس کی ذریت کی پرانی دشمنی کو بیان کرنا مقصود ہے تاکہ اولاد آدم ان کو اپنا دشمن سمجھیں اور ان کے بہکانے اور ورغلانے میں نہ آسکیں یہ قصہ آگے بھی جہاں کہیں مذکور ہوگا اس سے یہی مقصود ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ہیں

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ
جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں مگر جو
اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
تیری راہ چلا بہکے ہوؤں میں اور دوزخ پر ان سب کا وعدہ ہے
اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ
ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے واسطے ان میں سے
جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۴۵﴾
ایک فرقہ ہے بانٹا ہوا ف۱ پرہیزگار رہیں باغوں میں اور چشموں میں ۱۲
اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ
کہیں گے ان کو جاؤ ان میں سلامتی سے خاطر جمع سے ف۲ اور نکال ڈالی ہم نے جو ان کے جیوں
مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ لَا یَمَسُّهُمْ
میں تھی خفگی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے ف۳ نہ پہنچے گی ان کو
فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ
وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے خبر سنا دے
عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِیْ
میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصلی بخشنے والا مہربان ۱۲ اور یہ بھی کہ میرا عذاب
هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ
وہی عذاب دردناک ہے ف۴ اور حال سنا دے ان کو ابراہیم کے مہمانوں
اِبْرٰهِیْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ
کا ۱۲ جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے سلام وہ بولا
اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ
ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ف۵ بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں

(حاشیہ:) ۱۲ تخویف اخروی ۱۲
۲ بشارت اخروی ۲
۱۹ ع ۳
وقف لازم

موضح قرآن ف۱ جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ وہ ہے کہ بعضے لوگ فضل سے جاویں گے بغیر عمل باقی عمل میں دروازے برابر ہیں ۱۲ منہ ف۲ سلامتی سے یعنی کسی طرح کی بے آرامی نہیں یا سلام علیک سے کہ فرشتے ان سے کہیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں میں خفگی رہی ہے اور دونوں بہشتی ہیں جیسے حضرت کے اصحاب ف۴ اگلا قصہ فرمایا کہ ایک بار فرشتے اتارے ایک جا خوشخبری دیتے اور ایک پر پتھر برسانے۔ تا معلوم ہو کہ اس کی دونوں صفتیں پوری ہیں بندے نہ دلیر ہوں نہ آس توڑیں ف۵ ظاہر کچھ سبب نہ تھا ڈر کا اور ان کے ساتھ جو حکم تھا ادب کا حضرت ابراہیم کے دل پر اس کا اثر پڑا دل کی صفائی سے یہ ہوتا ہے۔

آدم ؑ کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں جب میں اس کے جسمانی نقوش اور اس کے اعضاء کو مکمل کرلوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہوجانا۔ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو بدن کی حیات کا سبب عادی ہے، روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار شرف کے لئے ہے والروح جسم لطیف اجری اللہ العادة بان یخلق الحیوٰة فی البدن مع ذلك الجسم حقیقته اضافة خلق الی خالق فالروح خلق من خلقه اضافه الی نفسه تشریفا وتکریما (قرطبی ج۱۰ ص۲۴)
۱۴ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا اسلئے آدم کے ساتھ اس کی دشمنی ظاہر ہے۔ اِلَّآ اِبْلِیْسَ مستثنیٰ منقطع ہے

بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ (٥٣) قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰۤی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ
ایک ہوشیار لڑکے کی بولا کیا خوشخبری سناتے ہو مجھ کو جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا
فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ (٥٤) قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ
اب کاہے پر خوشخبری سناتے ہو بولے ہم نے تجھ کو خوشخبری سنائی سچی سو مت ہو تو
مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ (٥٥) قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ
ناامیدوں میں بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی رحمت سے
اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (٥٦) قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ (٥٧)
مگر جو گمراہ ہیں ف۲ بولا پھر کیا مہم ہے تمہاری اے اللہ کے بھیجے ہوؤ
قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ (٥٨) اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ
بولے ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں ایک قوم گناہ گار پر مگر لوط کے گھر والے
اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ (٥٩) اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ اِنَّهَا
ہم ان کو بچالیں گے سب کو مگر ایک اس کی عورت ہم نے ٹھہرا لیا وہ ہے
لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ (٦٠) فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلُوْنَ (٦١)
رہ جانے والوں میں ف۳ پھر جب پہنچے لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (٦٢) قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا
بولا تم لوگ ہو اوپرے بولے نہیں پر ہم لے کر آئے ہیں تیرے پاس ف۴
كَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ (٦٣) وَاَتَیْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا
چیز جس میں وہ جھگڑتے تھے ف۵ اور ہم لائے ہیں تیرے پاس پکی بات اور ہم
لَصٰدِقُوْنَ (٦٤) فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَاتَّبِعْ
سچ کہتے ہیں سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے سے اور تو چل
اَدْبَارَهُمْ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَیْثُ
ان کے پیچھے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی اور چلے جاؤ جہاں

ع ۱۶

سلا تخویف دنیوی کے پانچ نمونوں میں سے پہلا نمونہ ۱۳

کیونکہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا جیسا کہ سورہ کہف ع۷ میں ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ابلیس فرشتہ نہیں تھا تو سجدہ نہ کرنے سے نافرمان کیوں ٹھہرا کیونکہ سجدہ کا حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اور زہد و عبادت کی وجہ سے مرتبہ میں فرشتوں سے بھی بلند تھا اس لئے تغلیبًا اسے بھی فرشتوں میں شمار کیا گیا اسطرح فرشتوں کے ساتھ وہ بھی مامور تھا۔ كان جنیا مفردا مغمورا بالوف من الملائكة فعد منهم تغليبا (روح تغلیبًا (روح ج۱۴ ص۴۷) حضرت شیخ فرماتے ہیں ابلیس کو بھی سجدہ کا باقاعدہ حکم ہوا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ (اعراف ع۲) لیکن یہاں تعبیر میں اس کا ذکر ترک کردیا گیا ہے جیسا کہ کوئی واعظ کہے میں نے فلاں شہر والوں کو مسئلہ توحید سنایا تو انہوں نے مان لیا مگر فلاں شہر والوں نے نہیں مانا۔ یہاں اس نے دوسرے شہر والوں کو وعظ کرنے کا ذکر حذف کردیا اسی طرح یہاں ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم تعبیر میں حذف کردیا گیا ہے۔ **۱۵** ابلیس نے جواب دیا کہ جس بشر کو تونے مٹی سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنا میرے شایانِ شان نہیں تھا کیونکہ مجھے تونے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ بہر حال مٹی سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اراد ابلیس انه افضل من اٰدم لان اٰدم طینی الاصل وابلیس ناری الاصل والنار اَفْضَلُ مِنَ الطِّیْنِ (خازن ج۴ ص۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس سب سے پہلا شخص ہے جس نے بشر کو حقارت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد ہر زمانہ میں اس نے مشرکین کو بہکایا اور بشر کے حقیر ہونے کا خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نافرمانی اور تحقیر بشر کی یہ سزا دی کہ اس کا نام فرشتوں کی فہرست سے خارج کرکے تاقیامت اس کو ملعون و مغضوب کردیا۔ **۱۶** بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ میں مَا مصدریہ ہے۔ ابلیس نے کہا میرے پروردگار! تونے مجھے راندۂ بارگاہ تو کردیا ہے اب میں بھی تیرے

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ کامل بھی ظاہر اسباب پر بولتے ہیں۔ ف۲ عذاب سے نڈر ہونا اور فضل سے ناامیدی دونوں کفر کی باتیں ہیں۔ یعنی آگے کی خبر اللہ کو ہے۔ ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کرکر یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں جب منہ سے دعویٰ کرے تب گناہ آتا ہے۔ ف۳ وہ عورت دل سے منافق تھی لیکن حق تعالیٰ بغیر تقصیر ظاہر کے عذاب نہیں کرتا ایک حکم ایسا بھیجا کہ اُس سے نہ ہوسکا وہ یہ کہ منہ پھیر کر نہ دیکھو۔ پھر اس گناہ پر عذاب میں پکڑا۔ ف۴ یعنی ہم اوپرے آدمی نہیں فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں۔

بندوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھوں گا اور بُرے اعمال، ناجائز اور بے حیائی کے کاموں کو نہایت خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کروں گا کہ وہ
خود بخود ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ اِلَّا عِبَادَكَ الخ البتہ تیرے ان مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکوں گا جن کو تو نے اپنی خالص عبادت و اطاعت کے لئے
چن لیا ایک قرأت میں اَلْمُخْلِصِیْنَ بصیغہ اسم فاعل ہے یعنی جو خالص تیری رضا جوئی کے لئے نیک کام کریں گے اور ان کے اعمال جلی اور خفی شرک سے
پاک ہوں گے۔ ای الذین اخلصوا العمل لك ولم یشرکوا معك فیه احدًا (روح ج ۱۴ صنہ) ک۱۷ھٰذَا سے اخلاص کی طرف اشارہ ہے

تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ
تم کو حکم ہے اور مقرر کر دی ہم نے اس کو یہ بات کہ اُن کی جڑ
هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ
کٹے گی صبح ہوتے اور آئے شہر کے لوگ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾
خوشیاں کرتے ف۱ لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو رسوا مت کرو
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ
اور ڈرو اللہ سے اور میری آبرو مت کھوؤ بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾
جہان کی حمایت سے بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے ف۲
لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ
قسم ہے تیری جان کی ف۲۳ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں ف۱ ف۲ پھر آ پکڑا ان کو
الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ
چنگھاڑ نے سورج نکلتے وقت ف۲۵ پھر کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر تلے اور
اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ
برسائے ہم نے ان پر پتھر کھنگر کے ف۳ بیشک
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾
اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو اور وہ بستی واقع ہے سیدھی راہ پر
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ
البتہ اس میں نشانی ہے ایمان والوں کو ف۲ اور تحقیق تھے بن کے رہنے
الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا
والے ف۲۶ گنہگار سو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور یہ دونوں بستیاں

وقف لازم

یہ واو برائے مطلق جمع ہے

یہ ادخال الٰہی ہے

یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے ۱۲

جو المخلصین بصیغۂ اسم فاعل کے ضمن میں مذکور ہے یعنی عبادت اور عمل میں اخلاص اور شرک و ریاکاری سے تبری ہی وہ سیدھی راہ ہے جو مجھ تک پہنچا سکتی ہے اور جو ابلیس اور اس کی ذریت کے اغوار و اضلال سے میرے بندوں کو حفظ و اماں میں رکھ سکتی ہے۔ اس صورت میں علی بمعنی الی ہوگا وقال الحسن معنی علیّ الیّ (بحر ج ۵ ص۴۵۴) قال الحسن معناہ ھذا صراط الیّ مستقیم (خازن ج ۴ ص۶۷) والمعنی ان الاخلاص طریق یؤدی الی کرامتی ورضوانی (ایضاً) یا ہٰذا سے مضمون مذکور کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ میرا دستور ہے جس کی میں رعایت کروں گا کہ تو میرے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا اور تجھے ان پر غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ یہ معنی پہلی قرأت یعنی المخلصین بصیغۂ اسم مفعول کی صورت میں ہوں گے۔ والاشارۃ الی ما تضمنہ الاستثناء وھو تخلیص المخلصین من اغوائہ (ابو السعود ج ۵ ص۱۷۰) ف۱۸ یہ تخویف اخروی ہے۔ ابلیس، اس کی ذریت اور اولاد آدمؑ میں سے جو ان کی پیروی کریں گے ان سب کا جہنم ہی ٹھکانا ہوگا۔ یعنی ابلیس ومن اتبعہ (قرطبی ج ۱۰ ص۳۰) ف۱۹ یہ شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ ادخلوھا الخ اس سے پہلے یقال لھم محذوف ہے یعنی ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ وَنَزَعْنَا الخ مومنین کے درمیان دنیا میں جو لڑائی جھگڑے ہوئے اور ان کی وجہ سے ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے بغض اور ناراضی کے جو جذبات پیدا ہو گئے جنت میں ان کے دلوں کو ایسے تمام جذبات بغض و عداوت سے پاک وصاف کر دیا جائے گا اور وہ بھائیوں کی طرح

آمنے سامنے بیٹھ کر پیار اور محبت سے باتیں کریں گے۔ لَا یَمَسُّھُمْ الخ دنیا مومن کے لئے محنت و مشقت اور امتحان و آزمائش کی جگہ ہے لیکن اس کیلئے جنت سراسر آرام و آسائش اور سراپا عیش و راحت کا مقام ہوگا اور وہاں کوئی تکلیف اس کے نزدیک بھی نہیں آئے گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے کبھی بھی نکالے نہیں جائیں گے۔ ف۲۰ میرے بندوں کو خبردار کر دو کہ وہ مایوس نہ ہوں کیونکہ میں معاف کنندہ اور مہربان ہوں لیکن انہیں یہ بھی بتا دو کہ وہ

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ تعالیٰ حضرت کو فرماتا ہے۔ قسم ہے تیری جان کی وہ قوم لوط اپنی مستی میں ان کی بات نہیں سنتے ف۲ مکے سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی اگر قضاء شہوت خواہید نکاح بنات من انسب است واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید این کلمہ در وسط قصہ حضرت لوط زیادہ کردہ شد تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین کہ بر حال قوم لوط و امثال ایشان واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی گل پختہ مثل سنگ شدہ واللہ اعلم ۱۲۔

مایوس نہ ہوں اور مغفرت کے پیش نظر میری نافرمانیوں پر دلیر نہ ہو جائیں کیونکہ میں عذاب بھی دے سکتا ہوں اور میرا عذاب شدید ترین عذاب ہوگا۔ ف۲۱ یہ ابتدار سورت کے ساتھ متعلق ہے۔ ابتدار سورت میں فرمایا مسئلہ مان لو ورنہ میرا عذاب آجائے گا اور معاندین امم سابقہ کی طرح پچھتاؤگے اب یہاں سے تخویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان کئے جارہے ہیں تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ یہ نمونہ اول کی تمہید ہے۔ قَالَ اِنَّا مِنۡكُمۡ وَجِلُوۡنَ سے پہلے ادماج ہے یعنی فرشتوں نے آکر سلام کہا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فوراً اٹھ کر اندر چلے گئے اور مہمانوں کے لئے بچھڑا ذبح کرکے اور تل کر لے آئے جب دیکھا کہ کھانے کے لئے وہ ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو فرمایا ہم تو تم سے ڈر رہے ہیں الخ جیسا کہ مسلسل قصہ سورۂ ہود اور ذاریات وغیرہ میں مذکور ہے۔ القصہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی خوشخبری دی تو اس پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ اس بڑھاپے میں فرزند؟ قَالُوۡا بَشَّرۡنٰكَ بِالۡحَقِّ الخ فرشتوں نے کہا ہم آپ کو پختہ بات کی خوشخبری دے رہے ہیں اور ایسا ضرور ہوکر رہے گا۔ ف۲۲ قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ ـــ تا ـــ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ (ع۵) یہ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ اپنی واقعی ترتیب کے ساتھ سورۂ ہود میں مذکور ہے یہاں قصہ کی مختلف کڑیوں میں تقدیم وتاخیر ہے فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوۡطِ ِۨالۡمُرۡسَلُوۡنَ یہ قصہ کا ابتدائی حصہ ہے قَالُوۡا بَلۡ جِئۡنٰكَ الخ سے پہلے حذف ہے ای ما جئناك لضرك یعنی ہم تیرے پاس تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچانے نہیں آئے بلکہ ہم تیری سرکش قوم کے لئے وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس سے تم ان کو ڈراتے رہے ہو اور جس کی آمد میں وہ شک کرتے رہے ہیں فَاَسۡرِ بِاَهۡلِكَ لہٰذا تم اپنے اہل وعیال اور مؤمنین کو لے کر راتوں رات شہر سے باہر چلے جاؤ کیونکہ صبح ہوتے ہی اس سرکش قوم کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ فرشتوں کا یہ جواب اور یہ کلام ترتیب قصہ میں متأخر ہے کیونکہ فرشتوں نے اس بات کا اظہار قوم کی شرارت کے بعد کیا تھا وَقَضَیۡنَاۤ اِلَیۡهِ الخ یہ ادخال الٰہی ہے ف۲۳ واؤ مطلق جمع کے لئے ہے یہاں سے یَعۡمَهُوۡنَ تک ترتیب واقعہ میں قَالُوۡا بَلۡ جِئۡنٰكَ الخ سے پہلے ہے۔ اَوَلَمۡ نَنۡهَكَ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ جب فرشتوں کو خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں دیکھ کر قوم کے بدمعاش لوگ بری نیت سے ان کی طرف بڑھے تو حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا خدا سے ڈرو اور شرم کرو، یہ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کر رکھا کہ تم لوگوں کو پناہ دے کر ہم سے بچانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ لہٰذا ان کی حمایت مت کرو اور ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ای عن اجارة احد منهم وحیلولتك بیننا وبینهم الخ (روح ج ۱۴ ص۷۲) ف۲۴ یہ ادخال الٰہی ہے۔ جملہ قسمیہ ہے لَعَمۡرُكَ مبتدا ہے اور قسمی اس کی خبر وجوباً

لَبِاِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۷۹﴾ ع وَلَقَدۡ كَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ
واقع ہیں کھلے راستہ پر ف۱ اور بے شک جھٹلایا ف۲۵ حجر والوں نے
الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَیۡنٰهُمۡ اٰیٰتِنَا فَكَانُوۡا عَنۡهَا
رسولوں کو ف۲ اور دیں ہم نے ان کو اپنی نشانیاں سو رہے ان سے
مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوۡا یَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ
منہ پھیرتے اور تھے کہ تراشتے تھے پہاڑوں کے
بُیُوۡتًا اٰمِنِیۡنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّیۡحَةُ مُصۡبِحِیۡنَ ﴿۸۳﴾
گھر اطمینان کے ساتھ پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے صبح ہونے کے وقت
فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا یَكۡسِبُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقۡنَا
پھر کام نہ آیا ان کے ف۲۶ جو کمایا تھا اور ہم نے بنائے نہیں
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ وَ
آسمان ف۲۹ اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بغیر حکمت اور
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِیۡلَ ﴿۸۵﴾
قیامت بے شک آنے والی ہے سو کنارہ کر اچھی طرح کنارہ ف۲
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدۡ اٰتَیۡنٰكَ
تیرا رب جو ہے وہی ہے پیدا کرنے والا خبردار اور ہم نے دی ہیں تجھ کو ف۳۰
سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۷﴾ لَا
سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا ف۳ مت
تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡكَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ
ڈال اپنی آنکھیں ان چیزوں پر جو برتنے کو دیں ہم نے ان میں سے کئی طرح کے لوگوں
وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡهِمۡ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۸﴾
کو اور نہ غم کھا ف۳۱ ان پر اور جھکا اپنے بازو ف۳۲ ایمان والوں کے واسطے

ع ۵

۲۵ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ۱۲
۲۶ شرک کے اعمال تبیینۃً ۱۲
۲۷ دوسری عقلی دلیل مختصر ۱۲
۲۸ تسلی اول برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲
۲۹ تسلی دوم ۱۲
۳۰ زجر متعلق بما قبل ۱۲
۳۱ تسلی سوم ۱۲

موضح قرآن ف۱ بَن کے رہنے والے یعنی قوم شعیب مدین میں رہتے تھے اور پاس اس شہر کے درختوں کا بن تھا وہاں بھی رہتے تھے۔ ف۲ حجر والے فرمایا ثمود کو ان کے ملک کا نام حجر تھا۔ ف۳ پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہان خالی نہیں پڑا سر پر ایک مدبر ہے ہر چیز کا تدارک کرنے والا اور تدارک آخر کو قیامت ہے اور کنارہ پکڑنے کو فرمایا جب حکم پہنچا چکے اور کافر ضد پر آئے تب حکم ہوا کہ جھگڑنے کا فائدہ نہیں وعدہ کی راہ دیکھو۔

محذوف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگانی کی قسم کھائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم و محترم کوئی شخصیت پیدا نہیں فرمائی اور حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی زندگی کی قسم نہیں کھائی ما خلق اللہ تعالیٰ وما ذرأ وما برأ نفسًا اکرم علیہ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما سمعت اللہ سبحانہ اقسم بحیاۃ احد غیرہ (روح) میرے پیغمبر مجھے تیری زندگانی کی قسم وہ اپنی گمراہی میں مست اور سرگردان تھے یا یہ فرشتوں کا قول ہے اور حضرت لوط علیہ السلام سے خطاب ہے۔

وَقُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ (٨٩) كَمَاۤ

اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر وا جیسا

اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ (٩٠) الَّذِیْنَ

ہم نے بھیجا ہے ان بانٹنے والوں پر ٣٣ جنہوں نے

جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ (٩١) فَوَرَبِّكَ

کیا ہے ٣٤ قرآن کو بوٹیاں وٹ سو قسم ہے تیرے رب کی

لَنَسْــٴَـلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (٩٢) عَمَّا كَانُوْا

ہم کو پوچھنا ہے ان سب سے جو کچھ وہ

یَعْمَلُوْنَ (٩٣) فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ

کرتے تھے وٹ سو سنا دے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا اور

اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ (٩٤) اِنَّا كَفَیْنٰكَ

پروا نہ کر مشرکوں کی ہم بس ہیں تیری طرف سے ٣٥

الْمُسْتَهْزِءِیْنَ (٩٥) الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ

ٹھٹھے کرنے والوں کو جو کہ ٹھہراتے ہیں اللہ کے

اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ (٩٦) وَ

ساتھ دوسرے کی بندگی سو عنقریب معلوم کرلیں گے اور

لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا

ہم جانتے ہیں کہ تیرا ٣٦ جی رُکتا ہے ان کی

یَقُوْلُوْنَ (٩٧) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ

باتوں سے سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور ہو

السّٰجِدِیْنَ (٩٨) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ (٩٩)

سجدہ کرنے والوں سے اور بندگی کئے جا اپنے رب کی جب تک آئے تیرے پاس یقینی بات وٹ

ع ٦ — منزل ٣

ہے تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ از ایل ١٢

ہے تسلی چہارم اور تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ١٢

ہے تسلی پنجم ١٢

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ مقسم بہ یعنی جس چیز کی قسم کھائی جائے اس کے اعتبار سے قسم کی چار قسمیں ہیں۔ (١) یہ کہ مقسم بہ کو عالم الغیب اور قادر و متصرف سمجھ کر اس کی قسم کھائے اور یہ عقیدہ ہو کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اگر میں نے اس قسم کو توڑا تو وہ مجھے ضرر اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے غیر خدا کی اس نیت سے قسم کھانا شرک ہے۔ حضور علیہ السلام نے غیر اللہ کی اسی نوع کی قسم کو شرک قرار دیا ہے۔ من حلف بغیر اللہ فقد اشرک (٢) وہ قسم جس میں مقسم بہ کو بطور دلیل و شاہد پیش کرنا مقصود ہو قرآن مجید کی اکثر و بیشتر قسمیں اسی نوع کی ہیں مثلاً وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ مندرجہ ذیل مصرع میں بھی اسی نوع کی قسم ہے۔ ع

قسم بلب مے گون تو و زلف شبگونِ تو کہ تو محبوب دلربائی۔

یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ (٣) یہ کہ مثلاً یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے فلاں نعمت چھین لے۔ جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضہ نے مشرکین کے مقابلے میں فرمایا تھا۔ ؎

ثکلت بنیتی ان لم تروھا

تثیر النقع من طرفی کداء

(ترجمہ) میری بیٹی مرے اگر تم ان (ہمارے گھوڑوں) کو کدار پہاڑ کی جانب سے گرد اڑاتے ہوئے (مکہ کو فتح کرنے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے) نہ دیکھو چنانچہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا فوج اسلام کدار پہاڑ کی جانب سے مکہ میں داخل ہو تاکہ حسان کی قسم پوری ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے ثکلت بنیتی کو قسم قرار دیا ہے۔ (٤) یہ کہ قسم سے دعا مقصود ہو مثلاً کوئی شخص اپنے محبوب کو اعتماد میں لینے کے لئے یوں کہنے کے بجائے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے تجھ ایسا دلربا محبوب چھین لے، اس طرح قسم کھائے کہ مجھے تیری زندگانی کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں یعنی خدا کرے تو زندہ رہے اور تیری زندگانی مجھے بہت محبوب ہے۔ لَعَمْرُكَ اسی نوع کی قسم ہے **٢٥** ترتیب قصہ میں یہ مَنْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ کے بعد ہے۔ مُشْرِقِیْنَ یہ اَخَذَتْهُمُ میں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی عذاب نے ان کو سورج چمکنے تک اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عذاب کی ابتدا صبح صادق سے ہوئی اور سورج چمکنے تک ان کا کام تمام کر دیا گیا۔

موضح قرآن **ف١** یعنی تیرا کام دل پھیر دینا نہیں کہ خدا سے ہو سکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لا دے تو غم نہ کھا۔ **ف٢** کافر سنتے تھے سورتوں کے نام تو آپس میں ٹھٹھے سے بانٹتے کوئی کہتا میں بقرہ لوں گا یا مائدہ تجھ کو عنکبوت دوں گا۔ **ف٣** یعنی موت کہ بے شک ہے

فتح الرحمٰن **ف١** مترجم گوید یعنی بر اہلِ کتاب کہ بر بعض آیات عمل میکردند و بر بعض نہ واللہ اعلم ١٢۔

قیل اول العذاب کان عند الصبح وامتد الی شروق الشمس فکان تمام الھلاک عند ذلک (قرطبی ج ۱۰ ص ۴۴) اَلْمُتَوَسِّمِیْنَ ای المتفکرین یعنی دھیان دینے اور غور وفکر کرنے والے اصل میں اس کے معنی ہیں الناظرین الی سمۃ الشیٔ یہاں سوچ بچار سے کنایہ ہے۔ سَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ شاہراہ عام جرنیلی سڑک، قائم اور ثابت راستہ جو ابھی تک موجود ہے اور لوگ اس پر آمد ورفت رکھتے اور قوم لوط کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔ (لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ) ثابت یسلکہ الناس لم یندرس بعدُ وھم یبصرون تلک الاثار وھو تنبیہ لقریش الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۱۳)۔ اہل مکہ! دیکھو قوم لوط نے ہمارا پیغام نہ مانا تو ہم نے ان کا کیا حشر کیا تم ان کی بستی کے پاس سے گذرتے ہوئے ان کی تباہی کے آثار اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو اور عناد والحاد سے باز آجاؤ۔ ۲۶ھ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ اَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم الایکۃ درختوں کے جھرمٹ کو کہتے ہیں یہ درختوں کے جھرمٹوں میں آباد تھے اس لئے اس نام سے موسوم کئے گئے اصحاب الایکۃ ھم قوم شعیب علیہ السلام (کبیر ج ۵ ص ۲۴۲) ان لوگوں نے بھی پیغام توحید کی تکذیب کی اور ہلاک کر دئے گئے یہ دونوں آبادیاں (یعنی قوم لوط اور قوم شعیب کی) شاہراہ اعظم پر واقع ہیں تم اپنے سفروں میں ان کے پاس سے گذرتے ہو پھر عبرت کیوں نہیں پکڑتے۔ ۲۷ھ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے اَلْحِجْرُ ایک وادی کا نام ہے جس میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود آباد تھی۔ قال المفسرون الحجر اسم واد کان یسکنہ ثمود (کبیر)، قوم ثمود کے پاس بھی ہم نے اپنا پیغام بھیجا مگر انہوں نے ماننے کے بجائے اس سے اعراض کیا۔ وہ پہاڑوں کو کاٹ کر رہنے کے لئے مکان بنا لیتے تھے اور نہایت پُر امن اور چین کی زندگی بسر کر رہے تھے مگر مسئلہ توحید کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ کے غضب اور عتاب کے مورد ٹھہرے۔ ۲۸ھ مَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ سے شرک اور اعمال مشرکانہ (معبودان باطلہ کو پکارنا وغیرہ) اور افعال خبیثہ مراد ہیں۔ ما کانوا یکسبون من الشرک والاعمال الخبیثۃ (معالم وخازن ج ۴ ص ۲۷) یعنی جب ہمارا عذاب آگیا تو غیر اللہ کی پکار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور نہ ان کے مزعومہ کارسازوں نے ان کی مدد اور دستگیری کی مشرکین مکہ! تمہارا بھی یہی حشر ہوگا اور جن کو تم نے خدا کے سوا کارساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے آڑے وقت میں ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ یہی مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے۔ مثلاً فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ (ھود ع ۹) اور دوسری جگہ ارشاد ہے فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (الاحقاف ع ۴) ۲۹ھ تخویف دنیوی کے تین نمونے امم سابقہ سے بیان کرنے کے بعد دوسری مختصر عقلی دلیل کا ذکر فرمایا۔ یعنی ہم نے زمین وآسمان کو اظہار حق اور اثبات توحید کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری قدرت کاملہ پر شہادت دے وَاِنَّ السَّاعَةَ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلی تسلی ہے کہ معاندین استہزاء کرتے ہیں تو آپ درگذر فرمائیں استہزاء کا بدلہ ہم ان کو دے دیں گے۔ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ۔ الخلاق مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنا اس پر کوئی دشوار نہیں اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ ساری کائنات کو پیدا کرنا اور ایک جان کو پیدا کرنا اللہ کے لئے یکساں ہے چنانچہ ارشاد ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (لقمان ع ۳) ۳۰ھ یہ دوسری تسلی ہے۔ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے سورۂ فاتحہ مراد ہے اور اَلْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ کا عطف تفسیری ہے اور اس سے بھی سورۂ فاتحہ مراد ہے جیسا کہ ایک مرفوع حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ رب العلمین ھی السبع من المثانی والقراٰن العظیم الذی اوتیتہ ــــ اخرجہ البخاری (روح ج ۱۴ ص ۷۹) یعنی ہم نے آپ پر سورۂ فاتحہ جیسا عظیم الشان انعام فرمایا ہے اس لئے آپ کافروں کی دنیوی ٹھاٹ کی طرف توجہ نہ دیں۔ یا عطف تغیر کے لئے ہے اور القراٰن العظیم سے قرآن مجید مراد ہے۔ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ الخ یہ زجر ہے متعلق بماقبل اَزْوَاجًا ای اصنافا من الکفار کالیھود والنصارٰی والمجوس (مدارک ج ۲ ص ۲۱۴) یعنی ہم نے آپ کو سورۂ فاتحہ اور قرآن ایسی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے اس لئے کفار کی مختلف جماعتوں کو ہم نے جو دنیوی دولت وثروت دے دی ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کیونکہ یہ دنیوی ساز وسامان محض چند روزہ ہے قد اغنیتک بالقراٰن عما فی ایدی الناس (قرطبی ج ۱۰ ص ۵۶) جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ (اٰل عمران ع ۲۰) ۳۱ھ یہ تیسری تسلی ہے فرط رحمت وشفقت کی وجہ سے آپ کی خواہش تھی کہ تمام مشرک ایمان لے آئیں اور دوزخ سے بچ جائیں اس لئے بطور تسلی آپ سے فرمایا کہ آپ مشرکین کے متواتر انکار اور مسلسل عناد کی وجہ سے بھی آپ غمزدہ نہ ہوں کیونکہ آپ کا کام تبلیغ رسالت ہے جسے آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا ہے اگر وہ نہیں مانتے تو یہ ان کی بدبختی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ حیث انھم لم یؤمنوا وکان صلی اللہ علیہ وسلم یود ان یؤمن کل من بعث الیہ ویشق علیہ علیہ السلام لمزید شفقتہ بقاء الکفرۃ علی کفرھم (روح ج ۱۴ ص ۸۰)

۳۲ھ آپ نہ کافروں کی ظاہری شان وشوکت اور دنیوی مال ودولت کی طرف دیکھیں اور نہ ان کے ایمان نہ لانے پر غم کریں بلکہ آپ اپنی توجہ مومنوں کی طرف رکھیں اور ان سے نرمی کا برتاؤ فرمائیں۔ اور جو معاندین معجزات طلب کرتے ہیں ان سے صاف صاف فرما دیں کہ معجزات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں میرے قبضہ میں نہیں ہیں میں تو کھلا کھلا ڈر سنانے والا ہوں اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے خبردار کرنے والا ہوں کہ اگر نہیں مانوگے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ ۳۳ھ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے جس میں مشرکین مکہ کی ایک جماعت کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ اَلْمُقْتَسِمِیْنَ (بانٹنے والا) یہ مشرکین مکہ کے حسب ذیل سولہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ کے دروازوں کو آپس میں تقسیم کرکے ان پر بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر اور بدظن کرتے تاکہ وہ آپ کے پاس نہ جائیں اور آپ سے قرآن نہ سن پائیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ، ابوجہل،

عاص[٦] بن ہشام، ابوقیس[٧] بن الولید، قیس[٨] بن الفاکہ، زہیر[٩] بن امیہ، بلال[١٠] بن عبدالاسود، سائب[١١] بن صیفی، نضر[١٢] بن حارث، ابوالبختری[١٣] بن ہشام، زمعہ[١٤] بن حجاج، امیہ[١٥] بن خلف، اور اوس[١٦] بن مغیرہ (روح ج۱۴ ص۸۱) ان کا لیڈر ولید بن مغیرہ تھا - جو ان سب کو مکہ مکرمہ کے مختلف راستوں پر متعین کرتا اور خود بھی ایک مورچہ سنبھال لیتا۔ یہ ہر آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعر، جادوگر، مجنون وغیرہ بہتان لگا کر آپ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے - قال مقاتل والفراء ھم ستۃ عشر رجلا بعثھم الولید بن المغیرۃ ایام الموسم فاقتسموا اعقاب مکۃ وانقابھا وفجاجھا یقولون لمن سلکھا لا تغتروا بھذا الخارج فینا یدعی النبوۃ فانہ مجنون وربما قالوا ساحر وربما قالوا شاعر وربما قالوا کاھن (قرطبی ج۱۰ ص۵۸) ان معاندین کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اور اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔ **۳۴** یہ اَلْمُقْتَسِمِیْنَ کی صفت کاشفہ ہے انہوں نے قرآن مجید کے بھی حصے بخرے کر رکھے تھے۔ کبھی کہتے یہ جادو ہے، کبھی شاعری بتاتے اور کبھی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ دیتے۔ فلنسألنھم یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ۔ صَدْعٌ کے معنی اظہار کے ہیں یعنی جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اس کو علانیہ اور برملا بیان کریں۔ اور مشرکین کے استہزار و تمسخر کی پروانہ کریں - یا یہ صدع الزجاجۃ سے ماخوذ ہے یعنی جس طرح شیشے کو توڑ کر اس کے اجزار کو الگ الگ کر دیا جاتا ہے آپ مسئلہ توحید کو اس طرح واضح کر کے بیان کریں کہ حق و باطل الگ الگ ہو جائیں (روح) **۳۵** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چوتھی بار تسلی کا ذکر اور تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ المستھزئین سے مشرکین مکہ کے وہ پانچ یا کم و بیش آدمی مراد ہیں جو ہر وقت قرآن اور حضور علیہ السلام کے ساتھ استہزار و تمسخر کی نئی نئی صورتیں نکالتے رہتے تھے اور آپ کی ہر بات کا مذاق اڑاتے رہتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوزمعہ، اسود بن عبد یغوث (بحر ج۵ ص۴۷۱) مقتسمیں اور مستہزئین کی تعداد اور ان کے ناموں کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ لوگ مختلف طریقوں سے آپ کو ستاتے اور آپ سے تمسخر کرتے تھے۔ کبھی راستہ میں کانٹے بچھاتے، کبھی اوپر سے کوڑا کرکٹ پھنکواتے کبھی گندگی اٹھا کر عین حالت نماز آپ کے اوپر ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان خبثار کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا کہ آپ اپنا کام کئے جائیں ان کی پرواہ نہ کریں ان سے میں خود نمٹ لوں گا - چنانچہ ان کو مختلف تکلیفوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ یہ اَلْمُسْتَھْزِئِیْنَ کے لئے صفت کاشفہ ہے۔ ان بدبختوں نے صرف استہزار پر ہی اکتفار نہیں کیا بلکہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ انھم لم یقتصروا علی الاستھزاء بہ صلی اللہ علیہ وسلم بل اجترءوا علی العظیمۃ التی ھی الاشراک بہ سبحانہ (روح ج۱۴ ص۸۶) **۳۶** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچویں تسلی ہے۔ اس تعبیر میں کس قدر محبت کا اظہار ہے میرے پیغمبر ہمیں خوب معلوم ہے ان مشرکین کے مشرکانہ کلمات اور ان کے استہزار سے آپ آزردہ خاطر اور دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ ان کی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں اور ان پر غم نہ کریں ان سے میں خود حساب کر لوں گا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ آپ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں، دن رات شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرنے اور اس کی حمد و ثنا میں لگے رہیں، اسی کے سامنے جھکیں، ہر قسم کی عبادت (زبانی، بدنی اور مالی) اسی کے لئے بجا لائیں۔ حاجات و مشکلات میں اسی کو پکاریں رکوع و سجود بھی اسی کے سامنے کریں، نذریں منتیں بھی اسی کے نام کی اور اسی کی خوشنودی کے لئے دیں۔ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ الْیَقِیْنُ سے موت مراد ہے یعنی آپ تادم آخریں اسی عقیدے اور عمل پر قائم رہیں۔ المراد منہ واعبد ربك فی زمان حیاتك ولا تخل لحظۃ من لحظات الحیاۃ عن ھذہ العبادۃ (کبیر ج۵ ص۴۷۰) ان آخری دو آیتوں میں مقصودی مسئلہ بالاختصار ذکر کر دیا گیا ہے۔

سورۂ الحجر میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ٥ (ع ۱) خصوصیت سورت، وقائع امم سابقہ سے عبرت حاصل کر کے مسئلہ مان لو ورنہ پچھتاؤ گے۔

۲۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا ۔ تا ۔ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف دنفی شرک فی العلم۔

۳۔ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ (ع ۴) نفی علم غیب از ابراہیم علیہ السلام۔

۴۔ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَا اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ (ع ۴) نفی تصرف واختیار از لوط علیہ السلام۔

۵۔ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (ع ۵) نفی علم غیب از لوط علیہ السلام۔

۶۔ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥ (ع ۶) نفی اختیار و تصرف از معبودان باطلہ۔

۷۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۶) کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کاملہ پر شاہد ہے۔

۸۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ٥ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ٥ (ع ۶) نفی استحقاق انواع عبادت از غیر اللہ۔ دعاء، سجدہ، نذر و منت تمام اقسام و انواع عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۹۔ اس سورت میں تخویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان گئے ہیں۔ تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔

۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ طریقوں سے تسلی دی گئی ہے۔

(آج بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ صبح ۹ بجے سورۂ حجر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولا و آخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ دائما ابدا)

سُوْرَةُ النَّحْل ۱۶

ربط سورۂ نحل کو سورۂ حجر کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ اصحاب حجر (قوم ثمود) کا حال تم نے سن لیا کہ ضد و عناد اور تکذیب و انکار کی وجہ سے انہیں دنیا ہی میں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا تمہیں اس عبرتناک واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔ اگر اصحاب حجر کے واقعہ سے عبرت نہیں پکڑتے ہو تو آؤ نحل (شہد کی مکھی) کا حال دیکھ لو شاید وہی تمہارے لئے عبرت آموز ثابت ہو۔ یہ ناچیز مکھی کس طرح مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر لاتی ہے اور شہد ایسی بینظیر چیز تیار کرتی ہے اور اپنے چھتے کا راستہ کبھی نہیں بھولتی۔ یہ معمولی سا جانور جو اتنا بڑا اہم کام انجام دے رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و صفت کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔ اسی سے عبرت حاصل کر لو اور مسئلہ توحید کو مان لو۔

معنوی ربط۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع امم سابقہ ذکر کرنے کے بعد سورۂ حجر میں بیان کیا گیا کہ اب وقت ہے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جب اللہ کا عذاب آگیا تو اس سے ہرگز نہیں بچ سکو گے اب سورۂ نحل میں بیان کیا جائے گا کہ اگر تم دعویٰ توحید کو نہیں مانتے ہو اور ضد و عناد سے عذاب ہی مانگتے ہو تو لو عذاب الٰہی آیا سمجھو اب جلدی نہ کرو۔

خلاصہ اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ الخ شروع میں سورۂ حجر کے تعلق و ربط سے فرمایا سب کچھ سننے اور سمجھنے کے بعد بھی نہیں مانتے ہو تو تیار ہو جاؤ اللہ کا عذاب آگیا ہے اب جلدی نہ کرو۔ چنانچہ اہل مکہ اسکے فوراً بعد قحط کے شدید عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے جیسا کہ آخر میں اس کا بیان ہے وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (ع ۱۵)

مضمون کے اعتبار سے سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتدا سے لے کر بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (ع ۱۵) تک ہے اور دوسرا حصہ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ سے لے کر لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ع ۱۵) تک ہے۔

پہلا حصہ ۔ نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف)

پہلے حصے میں تین بار دعوائے توحید کا ذکر ہے۔ جسے نہ ماننے کی وجہ سے منکرین پر عذاب آیا اور توحید (نفی شرک فی التصرف) پر چھ عقلی دلیلیں، ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی قائم کی گئی ہے۔ اس حصے میں ضمناً بطور زجر دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آگیا ہے اور مسئلہ توحید کی خاطر ہجرت کرنے کی فضیلت بھی مذکور ہے يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ ۔ تا ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ میں پہلی بار دعوائے توحید کا ذکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں لہٰذا مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو غائبانہ پکارو۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے۔ زمین و آسمان کو اللہ ہی نے مسئلہ توحید کی خاطر پیدا فرمایا اور انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا پھر انسانوں کے آرام و آسائش کے لئے طرح طرح کا ساز و سامان مہیا فرمایا۔ چوپائے پیدا کئے جس میں انسانوں کے لئے بے شمار منافع ہیں کچھ چوپائے ایسے ہیں جن کا وہ گوشت کھاتے اور دودھ پیتے اور اون سے گرم لباس بناتے ہیں اور کچھ چوپائے ان کی سواری اور بوجھ لادنے کے لئے ہیں۔ جو اللہ ان تمام اشیاء کا خالق ہے وہی سب کا مالک و مختار اور کارساز ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۲) توحید یعنی نفی شرک فی التصرف پر دوسری عقلی دلیل۔ بارش برسانا اور گوناگوں غلے، میوے اور پھل پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے دن رات کو، سورج، چاند اور تاروں کو اسی نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت پر مامور کر رکھا ہے۔ اس نے دریا اور سمندر بنائے جن سے انسانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ الخ یہ دونوں مذکورہ دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب معلوم ہو گیا کہ عرش سے لیکر فرش تک ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تمہارے مزعومہ معبودوں نے کائنات کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو اب تم ہی بتاؤ کہ خالق و مخلوق برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و مختار ہے اور جو مخلوق ہے وہ عاجز و بے بس ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ الخ (ع ۲) توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو متصرف و کارساز بھی وہی ہے کیونکہ متصرف و مختار وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ ۔ تا ۔ يُبْعَثُوْنَ ۔ یہ ثمرہ تینوں دلیلوں پر متفرع ہے لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے، اور اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ تیسری دلیل پر متفرع ہے۔ یعنی سب کچھ پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو یہ مشرکین اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں اور سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود (بزرگان خدا) تو فوت ہو چکے ہیں اور انہیں تو اپنے بارے میں بھی معلوم نہیں کہ وہ دوبارہ کب اٹھیں گے تو پکارنے والوں کے حالات سے وہ کس طرح باخبر ہو سکتے ہیں؟ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ (ع ۳) یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ یہ شکویٰ ہے منکرین از راہ عناد و تعنت قرآن کو جو سراپا ہدایت ہے قصوں اور کہانیوں کی کتاب کہتے لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ الخ لام عاقبت کا ہے اور اس میں تخویف اخروی ہے۔ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ (ع ۴) اللہ کے دین توحید کے خلاف سازشیں کرنیوالوں کیلئے تخویف دنیوی

ہے۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ تا ۔ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ہ یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۔ تا ۔ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ہ شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو قبول کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ الخ تخویف دنیوی ہے۔ امم سابقہ کے منکرین نے ضد و عناد سے عذاب کا مطالبہ کیا تھا تو انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ مشرکین مکہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو انہیں دنیا ہی میں المناک عذاب کا مزہ چکھا دیا جائے گا۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا الخ (ع ۵) یہ مشرکین کی کٹ حجتی پر شکوی ہے مشرکین کہتے اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا کسی قسم کا شرک نہ کرتے نہ شرک اعتقادی اور نہ شرک فعلی۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ الخ جواب شکوی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے مشرکین بھی اسی طرح کہا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ یہ تمام انبیاء سابقین سے توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے۔ آپ سے پہلے جتنے بھی ہم نے پیغمبر بھیجے ان سب کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اپنی امتوں کو حکم دیں کہ صرف خدائے واحد کی بندگی بجالاؤ اور اس کے سوا کسی کو کارساز اور حاجت روا مت سمجھو اور ہر غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی کی طرف اشارہ ہے۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ الخ مشرکین پر شکوی ہے کہ وہ حشر ونشر کو بھی نہیں مانتے۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الخ یہ حشر ونشر کی حکمت ہے۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ الخ یہ جواب شکوی ہے مشرکین حشر ونشر کو کیوں بعید از عقل اور مشکل سمجھتے ہیں۔ ہماری قدرت تو اس قدر کامل اور حاوی ہے کہ جب ہم کسی کام کے کرنے کا ارادہ ہی کرلیں تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ تو قیامت بپا کرنا اور مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنا ہمارے لئے کونسا مشکل کام ہے؟ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ الخ (ع ۶) یہ درمیان میں مہاجرین رضی اللہ عنہم کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے جنہوں نے محض مسئلہ توحید کی خاطر اپنے وطن سے ہجرت کی۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ (ع ۶) سوال مقدر کا جواب ہے۔ ہم اس توحید کو مان لیتے اگر فرشتے ہمیں آکر یہ پیغام دیتے تو اس کا جواب فرمایا کہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ ہم انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر انسانوں کے پاس بھیجتے رہے اگر تمہیں اس کا علم نہیں تو اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر تسلی کرلو۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ الخ ترغیب الی القرآن ہے۔ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا ۔ تا ۔ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہ تخویف دنیوی ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ الخ (ع ۶) توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی پابند اور مطیع ہے اور ہر ذی روح مخلوق اور فرشتے بھی اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت سے غرور نہیں کرتے اور ہر وقت اس سے ترساں و لرزاں رہتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ الخ (ع ۷) یہ دعوی توحید کا دوسری بار اعادہ ہے نیز دلیل مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے نظام تکوینی میں جکڑی ہوئی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے احکام کا مطیع فرمانبردار ہے، جانور اور فرشتے بھی اسی کی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہیں تو اے بنی آدم تم نے اللہ کے ساتھ ساتھ اوروں کو کیوں کارساز بنا رکھا ہے تم بھی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو کیونکہ عبادت اور پکار کے لائق صرف وہی ایک اکیلا ہے۔ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ یہ دلیل مذکور ہی سے متعلق ہے۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ الخ یہ زجر ہے۔ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں مصیبتیں بھی وہی دور کرتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ مصیبتیں دور کر دیتا ہے تو تم اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہو اور انعامات الٰہیہ کو غیروں کی طرف منسوب کرنے لگتے ہو۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ یہ بھی زجر ہے اور اس میں مشرکین کو شرک فعلی پر زجر کیا گیا کہ وہ ظالم غیر اللہ کی نذریں دیتے ہیں۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ الخ۔ یہ بھی زجر ہے۔ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں حالانکہ جب ان کے اپنے گھر میں بیٹی پیدا ہو جائے تو وہ اسے بہت بڑی ذلت اور رسوائی خیال کرتے ہیں۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ الخ (ع ۸) تخویف دنیوی ہے اللہ تعالیٰ مجرموں کو فوراً نہیں پکڑتا بلکہ ان کو ڈھیل دیتا ہے اور ان کی گرفت کا اس کے علم میں ایک وقت مقرر ہوتا ہے اس سے پہلے انہیں نہیں پکڑتا اور نہ اس کے بعد مزید مہلت دیتا ہے۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ الخ یہ زجر ثانی کا اعادہ ہے۔ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ ۔ تخویف اخروی ہے۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اُمَمٍ الخ زجر مع تخویف اخروی تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے لوگوں میں ہم نے انبیاء بھیجے، لوگوں نے شیطان کے ورغلانے سے ان کی تکذیب کی اور مسئلہ توحید کا انکار کیا جس کی وجہ سے وہ مستحق عذاب ٹھہرے اب آپ کو آخری ہدایت نامہ دے کر بھیجا گیا ہے آپ مسئلہ توحید کو کھول کر بیان کریں اور اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ مشرکین شیطان کے پیچھے چل کر مسئلہ توحید کا انکار کر رہے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۸) ۔ تا ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (ع ۹) توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کرکے قابل کاشت و زرخیز بنا دیتا ہے۔ چوپایوں کے پیٹ میں گوبر اور خون کے درمیان میں سے خالص دودھ نکالتا ہے جو ہر ایک کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔ شہد کی مکھی کو دیکھو ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ وہ مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے نشانات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ الخ موت وحیات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ الخ مثال برائے معبودیت معبود حق وبطلان معبودیت معبودان باطلہ جب تم اپنے غلاموں کو یہ اختیار نہیں دیتے ہو کہ وہ تمہاری طرح تصرف کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر اپنے اختیار وتصرف میں شریک کر سکتا ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الخ تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں اس نے پیدا کیں اور تمہیں بیٹے اور پوتے بھی اسی نے عطا کئے اور تمہیں پاکیزہ روزی عطا کی لیکن تمہارے خود ساختہ معبودان کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کر سکتے۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ (ع ۱۰) زجر بطور ثمرہ۔ یعنی سب کچھ بنانے والا اور سب کچھ دینے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے

مگر ان مشرکین اللہ کی ایسی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھتے ہیں جو انہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ یعنی فرشتوں کو بیٹیوں کی مانند قرار دیکر خدا کے یہاں سفارشی مت بناؤ یہ مثال غلط ہے صحیح مثالیں یہ ہیں۔ اس کے بعد معبودانِ باطلہ کی دو مثالیں بیان کی گئی ہیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہوجائے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا الخ (ع ۱۰) معبودانِ باطلہ کی مثال عبد مملوک کی سی ہے جو کسی چیز کا مالک نہیں اور معبود حق مالک و مختار ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ معبودانِ باطلہ کی مثال ایک گونگے اور عاجز آدمی کی سی ہے جو دوسروں پر بوجھ ہے مگر معبود حق قادر و قیوم ہے اور سارا انتظام عالم اس کے ہاتھ میں ہے۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ دعوے کا دوسرا جز ہے یعنی سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یا واو تعلیلیہ ہے اور ماقبل کی علت ہے یعنی کارساز وہی ہے کیونکہ غیب دان وہی ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ الخ تخویف اخروی ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ الخ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں عطا کیں۔ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ الخ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے پرندے فضا میں اڑ رہے ہیں۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ چوپایوں کو تمہارے گوناگون فائدوں کے لئے اس نے پیدا کیا۔ یہ سارے انعامات اس نے اس لئے تمہیں دیئے لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور اس کی جزا محذوف ہے یعنی اگر ان دلائل کے باوجود بھی نہ مانیں تو ان پر تف ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ — تا — بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (ع ۱۲) تخویف اخروی ہے اس میں قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا بیان ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ اعادہ برائے بعد عہد۔ یعنی دو چیزیں زائد بیان کرنے کے لئے اعادہ کیا گیا اول یہ کہ ان کے اعضاء گواہ ہوں گے دوم یہ کہ حضور علیہ السلام بھی ان پر گواہی دیں گے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الخ دلائل عقلیہ کے بعد آخر میں دلیل وحی کا ذکر کیا گیا یعنی مسئلہ توحید آپ اپنی رائے اور اپنی طرف سے بیان نہیں کر رہے بلکہ ذریعہ وحی آپ پر کتاب نازل کی گئی ہے جس میں مسئلہ توحید بیان کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ عذاب نازل کرنے سے پہلے دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کی تکمیل فرما دی۔ توحید کو پہلے مدلل کر کے بیان کر دیا گیا اور دو باتیں یہاں ذکر کر دی گئیں یعنی کسی پر ظلم نہ کرو اور لوگوں پر احسان کرو۔ عہد سے یا عہد توحید مراد ہے یا تمام احکام شریعت بجا لانے کا عہد تفصیل آگے آرہی ہے۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ الخ یہ عہد توڑنے والوں کی مثال ہے۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ الخ تاکید و اہتمام کے لئے ایفاء عہد کے حکم کا اعادہ ہے۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ الخ تزہید فی الدنیا و ترغیب فی الآخرہ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا بشارت اخروی ہے۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ متعلق بدلیل وحی جب آپ آسمانی کتاب پڑھ کر لوگوں کو سنائیں گے تو شیطان وسوسے ڈالنے کی کوشش کرے گا اس لئے پہلے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً الخ (ع ۱۴) شکوی ہے متعلق بدلیل وحی۔ مشرکین قرآن میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ کیسا قرآن ہے کہ ایک آیت آتی ہے اور پھر اسکی جگہ دوسری آیت آجاتی ہے۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ تو اس سے معلوم ہوا کہ معاذاللہ یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ محمدؐ کا افتراء ہے۔ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ الخ یہ شبہہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت و مصلحت جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ الخ یہ دوسرا شبہہ ہے۔ مشرکین کہتے ہیں فلاں شخص آکر محمدؐ کو یہ کلام سکھا جاتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں۔ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ الخ یہ دوسرے شبہہ کا جواب ہے یعنی جس شخص کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن صاف اور شستہ عربی میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ — تا — فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (ع ۱۴) تخویف اخروی ہے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مہاجرین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (ع ۱۵) یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے۔ ابتداء میں فرمایا جلدی مت کرو اللہ کا عذاب آنے ہی والا ہے یہاں اہل مکہ پر عذاب واقع ہونیکا ذکر کیا۔ مشرکین مکہ کئی سال تک شدید قحط میں مبتلا رہے۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ الخ عذاب آنیکی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس اللہ کا رسول آیا تو انہوں نے اسکی تکذیب کی اسلئے ان پر عذاب الٰہی آگیا۔

دوسرا حصہ — نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ سے لیکر لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ع ۱۶) تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد کیا گیا ہے تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ الخ تحریمات مشرکین کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حلال چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں انہیں کھاؤ اور ان میں سے اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام مت ٹھہراؤ مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ، اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ نذر غیر اللہ کی نفی ہے۔ مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خوشنودی کے لئے جو نذریں نیازیں دیتے ہیں وہ حرام ہیں انہیں حلال مت سمجھو اور انہیں مت کھاؤ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ یہ مذکورہ بالا دونوں حکموں پر متفرع ہے بطور لف و نشر غیر مرتب یعنی نذر غیر اللہ حرام ہے اسے حلال مت کہو اور تحریمات غیر اللہ باطل ہیں لہٰذا بحیرہ سائبہ وغیرہ کو حرام مت سمجھو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں جواب دیا گیا بیشک حلال جانوروں کی خود ساختہ تحریم باطل ہے۔ حلال جانوروں کے بعض حصوں کو یہودی حرام سمجھتے ہیں وہ انکی سرکشی کی پاداش میں ہم نے خود ہی ان پر حرام کئے تھے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ الخ بشارت اخروی۔

خاتمہ

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً — تا — وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (ع ۱۶) دونوں حصوں میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو واضح کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی کسی قسم کا شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الخ دلیل وحی دونوں دعووں پر۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی حکم دیا ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کروں جو تمام باطل مذاہب سے بیزار اور ہر قسم کے شرک (شرک اعتقادی و شرک فعلی) سے پاکدامن تھے۔ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی ملت ابراہیمی کے پیرو ہیں تو انہیں

جمعہ کے بجائے سبت (یوم شنبہ) کی تعظیم کرنی چاہئے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام یوم شنبہ کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں اس کا جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف تعظیم سبت کی نسبت سراسر غلط ہے یوم السبت کی تعظیم تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرض کی گئی تھی جو ابراہیم علیہ السلام سے سینکڑوں برس بعد ہوئی۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ الخ آخر میں طریق تبلیغ کی تعلیم ہے یعنی دلائل عقل ونقل اور وحی سے مسئلہ توحید کو واضح کرکے پیش کرو اور انداز گفتگو میں نرمی اور حسن اخلاق سے کام لو۔ اگر مخالفین کی طرف سے کی گئی زیادتیوں کا ان سے بدلہ لینا چاہو تو اس میں حد سے تجاوز نہ کرو اور ان کو اسی قدر تکلیف پہنچاؤ جس قدر تم نے ان کے ہاتھوں تکلیف اٹھائی ہے۔ لیکن اگر صبر کرو اور درگذر سے کام لو تو اس میں تمہاری بہت بہتری ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ الخ یہ حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا آپ مشرکین کی شرارتوں پر صبر کریں اور ان کے مسلسل انکار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں اور نہ ان کے مکر وفریب کی وجہ سے بے چینی کا اظہار کریں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا الخ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار اور مخلص بندوں کا حامی وناصر ہے وہ مشرکین کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا اور ہر موقع پر آپ کی حمایت اور مدد فرمائے گا۔

مختصر خلاصہ

مضمون کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدا سورت سے لیکر بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ تک ہے۔ اس حصے کی ابتدا میں اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سے مشرکین کو ان کے طلب کردہ عذاب کے سر پر آپہنچنے کی خبر دی گئی۔ اس حصے میں تین بار دعوائے توحید کی صراحت کی گئی ہے اور مسئلہ توحید کے ایک پہلو یعنی نفی شرک فی التصرف پر چھ عقلی دلیلیں، ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ اس حصے میں دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آیا ہے۔

دعوائے توحید کا پہلی بار ذکر۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ — تا — لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ یعنی میرے سوا کوئی کارساز اور متصرف نہیں اور پکارنے کے لائق نہیں۔ دوسری بار ذکر دعویٰ۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (ع ۳) تیسری بار دعویٰ توحید کا ذکر۔ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰهَیْنِ الخ (ع ۷) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو صفات کارسازی سے متصف مت سمجھو اور حاجات میں اس کے سوا مافوق الاسباب کسی کو مت پکارو۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ (ع ۱) جو انسان اور زمین وآسمان کا خالق ہے اور جس نے انسان کے فائدے کی خاطر تمام چوپائے پیدا کئے وہی سب کا کارساز ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ الخ (ع ۲) آسمان سے بارش برسا کر مردہ زمین میں سرسبز وشاداب کھیتیاں اور باغات اگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورج چاند دن رات، بحر وبر سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہیں لہٰذا مختار وکارساز بھی وہی ہے۔ اسکے بعد اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ سے ثمرہ دلیل بیان کیا گیا ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ الخ (ع ۳) اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ وَالَّذِیْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ — تا — اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ مذکورہ بالا تینوں دلیلوں پر متفرع ہے یعنی معبودانِ باطلہ نے ساری کائنات میں سے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ غیب بھی نہیں جانتے۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعوائے کا اعادہ ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ الخ (ع ۶) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع وفرمانبردار ہے لہٰذا سارے عالم میں متصرف ومختار بھی وہی ہے وَلَا تَتَّخِذُوْۤا الخ اعادہ دعوی توحید وثمرہ دلیل مذکور۔

پانچویں عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۸) — تا — اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (ع ۹) یہ سارا انظام کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور سارے عالم میں وہی متصرف ومختار ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الخ متعلق بماقبل۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تمہارے معبودان باطلہ میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ زجر بطور ثمرہ ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ (ع ۱۱) — تا — لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ (ع ۱۰) تم اپنی پیدائش میں غور کرو اور آفاق میں نظر دوڑاؤ اور بتاؤ ان کاموں میں اللہ کے سوا کسی اور کو دخل ہے؟ پھر غیر اللہ کو کارساز کیوں بناتے ہو۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا الخ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے۔

دلیل نقلی

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا الخ (ع ۵) تیسری اور چوتھی عقلی دلیلوں کے درمیان دلیل نقلی ذکر کی گئی یعنی ہر قوم میں ہم نے رسول بھیجے اور ہر رسول کو یہی پیغام دے کر بھیجا کہ صرف اللہ کو پکارو اور معبودانِ باطلہ کی پکار سے اجتناب کرو۔

دلیل وحی

وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ الخ (ع ۱۲) آپ کی طرف ہم نے قرآن کی وحی بھیجی جس میں مسئلہ توحید اور باقی بنیادی عقائد اور اصولی احکام بیان کر دیئے۔ مذکورہ بالا دلائل کے دوران میں حسب مواقع زجر، شکوی، تخویف اور بشارت وغیرہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ دلائل کے بعد دفع عذاب کے لئے حکم دیا گیا کہ احسان کرو اور ظلم نہ

کرو اور عہد توحید کو پورا کرو اور اسے توڑو مت (۱۳) کے بعد وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ الخ (۱۳ع) سے ایک مثال بیان کر کے عہد شکنی کی قباحت کو واضح کیا گیا۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (۱۵ع) آخر میں اہل مکہ پر نزول عذاب کا ذکر ہے۔

دوسرا حصہ

دوسرا حصہ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ سے لیکر لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد ہے۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا میں تحریمات مشرکین اور اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ یہ مذکورہ دونوں شقوں پر لف و نشر غیر مرتب کے طور پر متفرع ہے هٰذَا حَلٰلٌ سے نذر لغیر اللہ اور وَهٰذَا حَرَامٌ سے تحریمات غیر اللہ۔

خاتمہ

اِنَّ اِبْرٰهِيمَ كَانَ اُمَّةً الخ (۱۶ع) آخر میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ذکر کی گئی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ الخ یہ نفی ہر دو شرک پر دلیل وحی ہے۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ الخ طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

حصہ اول — نفی شرک فی التصرف

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانٌ وَّعِشْرُونَ اٰيَةً وَّسِتَّ عَشْرَةَ رُكُوعًا

لہ سورہ نحل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں اور سولہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى

آپہنچا لہ حکم اللہ کا سو اس کی جلدی مت کرو سہ وہ پاک ہے اور برتر ہے

عَمَّا يُشْرِكُونَ ① يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوحِ

ان کے شریک بتلانے سے اتارتا ہے فرشتوں کو سہ بھید دے کر

مِنْ اَمْرِهِ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ اَنْ اَنْذِرُوا

اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں کہ خبردار کر دو

اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُونِ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو سہ بنائے آسمان لہ

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ③ خَلَقَ

اور زمین ٹھیک ٹھیک وہ برتر ہے ان کے شریک بتلانے سے بنایا

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ④ وَ

آدمی کو سہ ایک بوند سے پھر تبھی ہو گیا جھگڑا کرنیوالا بولنے والا اور

الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا

چوپائے بنا دیئے تمہارے واسطے اس میں جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو

تَاْكُلُونَ ⑤ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَ

کھاتے ہو سہ اور تم کو ان سے عزت ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور

حِينَ تَسْرَحُونَ ⑥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ

جب چرانے لے جاتے ہو سہ اور اٹھا لے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک

لے بیان مقصود سورت

ے ذکر دعوی توحید

ے یعنی مسئلہ توحید

ے تفسیر روح

رہ نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل

۲ یہ مقصود سورت کا ذکر ہے۔ یعنی تم دعوت توحید کا انکار، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے اور عذاب مانگتے ہو تو تیار ہو جاؤ عذاب الٰہی آنے کو ہے۔ اَمْرُ اللّٰهِ یعنی اللہ کا عذاب۔ وامر اللہ عقابہ لمن اقام علی الشراک وتکذیب رسولہ (قرطبی ج۱۰ ص۶۵)۔ **۳** اللہ تعالیٰ شریکوں سے پاک ہے لہٰذا تم بھی اسے شریکوں سے پاک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ کیونکہ یہ شرک ہی عذاب کا سبب ہے۔ عَمَّا يُشْرِكُونَ میں مَا سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں اور اس کے بعد فَلَا تُشْرِكُوا بِهِ اَحَدًا محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے لہٰذا کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ **۴** یہ دعوی توحید کا ذکر ہے جس کے انکار کی وجہ سے عذاب آیا الرُّوحُ یعنی وحی یہاں اس سے مسئلہ توحید مراد ہے جیسا کہ اَنْ اَنْذِرُوا سے اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ یہی مضمون ایک دوسری آیت میں بھی مذکور ہے يُلْقِي الرُّوحَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ (مؤمن ع۲) وحی کو روح اس لئے کہا گیا کہ اس سے مردہ دلوں کو حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور مسئلہ توحید کو روح سے تعبیر کیا گیا کیونکہ توحید باری تعالی دین میں بمنزلہ روح ہے۔ جس طرح روح پر بدن کی زندگی منحصر ہے اور روح کے بغیر بدن لاشۂ مردار ہے اسی طرح توحید تمام احکام شرعیہ اور اعمال صالحہ کی جان ہے اور توحید کے بغیر تمام اعمال صالحہ رائیگان اور تمام عبادات بیکار اور باطل محض ہیں۔ **۵** یہ الرُّوحَ سے بدل ہے یا اس کی تفسیر ہے۔ یعنی جس روح یعنی وحی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ یہ ہے (روح) اور انذار بمعنی اعلام ہے والمعنٰے

موضح قرآن ف یعنی اللہ کا حکم آپہنچا قیامت کے قائم ہونے یا کافروں پر عذاب آنے کا یہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

فتح الرحمٰن ف یعنی غلبۂ دین اسلام و تعذیب کفار بیقین شد نیست چرا شتابی میکنید ۱۲

اعلموا الناس قولی لا الٰہ الا انا فاتقون (مدارک ج ۲ ص۲۱۶) یعنی لوگوں کو میری بات بتادو کہ میرے سوا کوئی متصرف وکارساز اور مستحق نذر ونیاز نہیں۔
اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور شرک نہ کرو۔ چونکہ عذاب الٰہی آنے کا وقت قریب تھا، اس لئے دلائل عقلیہ، نقلیہ اور وحی سے مسئلہ توحید کو خوب واضح کر دیا گیا
کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دعویٰ اولیٰ دوسرے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ہے اس لئے پہلے اس پر دلائل ذکر کئے گئے۔ ۶ یہ
نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس دلیل میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب غیر خدا کی طاقت اور قدرت سے ماوراء ہیں اور ان تمام امور کا خالق و فاعل

لَمْ تَكُونُوا بٰلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ۭ إِنَّ رَبَّكُمْ
تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بے شک تمہارا رب
لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝۷ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ
بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے پیدا کئے اور خچریں اور گدھے
لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۸ وَ
کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور
عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۭ وَلَوْ شَاءَ
اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ ۱۰ اور بعضی راہ کج بھی ہے اور اگر وہ چاہے
لَهَدٰىكُمْ أَجْمَعِينَ ۝۹ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ
تو سیدھی راہ دے تم سب کو ف۱ وہی ہے جس نے اتارا ۱۱ آسمان سے
مَاءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝۱۰
تمہارے لئے پانی اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں چراتے ہو
يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ
اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور
وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
اور ہر قسم کے میوے اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کو جو
يَّتَفَكَّرُونَ ۝۱۱ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَ
غور کرتے ہیں اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن اور
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرٰتٌ بِأَمْرِهٖ ۭ
سورج اور چاند کو ۱۲ اور ستارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے
إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ
اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سمجھ رکھتے ہیں ف۲ اور جو چیزیں پھیلائیں تمہارے

ع ۵

دوسری عقلی دلیل ۷

صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی متصرف وکارساز ہے اور صفات کارسازی میں وحدہ لاشریک ہے۔ بِالْحَقِّ یعنی یہ ساری کائنات اس نے پیدا ہی اس لئے کی ہے تاکہ وہ اس کی وحدانیت اور کمال قدرت پر دلالت کرے اور اس کے بندے اس میں غور وفکر کرکے سمجھ لیں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بالحق ای للدلالۃ علی قدرتہ وان لہ ان یتعبد العباد بالطاعۃ وان یحیی الخلق بعد الموت (قرطبی ج ۱۰ ص ۶۷) تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ اس دلیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں وہ تنہا ہی متصرف ومختار ہے۔ ۷ انسان کی پیدائش بھی قدرت خداوندی کا ایک شاہکار ہے۔ مگر انسان ایسا جھگڑالو اور ناشکرگذار واقع ہوا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خسیس اور حقیر نطفہ سے پیدا کرکے کس قدر شرف عطا فرمایا ہے بلکہ الٹا اللہ کی توحید اور حشر ونشر میں جھگڑتا ہے۔ ۸ یہ چوپائے بھی اللہ ہی نے پیدا فرمائے جن کے بالوں سے تم گرم ملبوسات تیار کرتے ہو ان کے چمڑے اور دودھ سے فائدہ اٹھاتے ہو اور ان کا گوشت کھاتے ہو۔ چوپایوں کی پیدائش ایک طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے استحقاق عبادت میں وحدہ لاشریک ہونے پر روشن برہان ہے۔ جب متصرف وقادر بھی وہی ہے اور منعم ومحسن بھی وہی ہے تو شکر بھی اسی کا لازم ہے لہٰذا ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور کارساز بھی وہی ہے۔ ۹ مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ چوپائے تمہاری زینت اور شوکت وعزت کا نشان ہیں۔ جب اونٹوں کے گلے بھیڑوں بکریوں کے ریوڑ اور گائے بھینسوں کے انبوہ صبح کو چرنے کے لئے باہر میدان کی طرف نکلتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں تو اس سے تمہاری دنیوی شان و شوکت نمایاں ہوتی ہے۔ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ جب شام کو
چرا کر لاتے ہو وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ اور جب چرانے لے جاتے ہو۔ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ ان چوپایوں میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے تم بار برداری کا کام لیتے ہو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ تمام چیزیں تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی ہیں۔ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ الخ گھوڑے، خچر اور گدھے تمہاری سواری اور زینت وآرائش کے لئے پیدا کئے۔ وَزِيْنَةً یہ مفعول لہ ہے اور لِتَرْكَبُوْهَا کے محل پر معطوف ہے (مدارک) یا یہ فعل مقدر کا مفعول بہ ہے ای وجعلھا زینۃ یا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای ولتتزینوا بھا زینۃ (روح)۔ ۱۰ قَصْدُ بمعنی قَاصِدٌ ہے یعنی سیدھا اور مستقیم۔ سیدھا راستہ یعنی توحید جو

موضح قرآن ف۱ یعنی اس قدر قدرتیں دیکھ کر صاف معلوم ہوتی ہیں اس کی خوبیاں اور جس کی عقل سیدھی نہیں وہ بہکتا ہے ف۲ چار چیزوں سے بندوں کے کام لگ رہے ہیں صریح لیکن اور ستاروں سے کچھ ظاہر میں ان کو کام نہیں ان کو جدا فرمایا۔

دلائل سے مدلل اور واضح ہو چکا ہے یہی وہ راستہ ہے جو اللہ تک پہنچا تا ہے۔ والمعنی ان قصد السبیل ومستقیمہ موصل الیہ تعالیٰ ومار علیہ سبحانہ (روح ج ۱۴ ص ۱۰۰)
وَمِنْهَا جَآئِرٌ سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے وہ تو صرف توحید کا راستہ ہے اس کے سوا باقی سب ٹیڑھے راستے ہیں۔ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی اگر وہ چاہتا تو جبراً سب کو
ہدایت پر جمع کر دیتا مگر اس سے حکمت ابتلاء فوت ہو جاتی جیسا کہ فرمایا وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ الخ لیکن اللہ تعالیٰ نے دلائل سے حق کو واضح کر دیا تاکہ جو بھی ایمان لائے سوچ سمجھ کر
ایمان لائے نیز مطیع و عاصی اور مومن و معاند کے درمیان امتیاز قائم ہو جائے **۱۱** دوسری عقلی دلیل۔ پہلی دلیل میں انسان، زمین و آسمان اور چوپایوں کی پیدائش کا ذکر تھا اب

فِى الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
واسطے زمین میں رنگ برنگ کی اس میں نشانی ہے
لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِىْ سَخَّرَ الْبَحْرَ
ان لوگوں کو جو سوچتے ہیں ف۱ اور وہی ہے جس نے کام میں لگا دیا دریا کو
لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ
کہ کھاؤ اس میں سے گوشت ۱۳ تازہ اور نکالو اس میں سے
حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ
گہنا جو پہنتے ہو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو کہ چلتی ہیں پانی پھاڑ کر
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ
اور اس واسطے کہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ احسان مانو اور
اَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا
رکھ دیئے زمین پر ۱۴ بوجھ کہ کبھی جھک پڑے تم کو لے کر اور بنائیں ندیاں
وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ
اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ ف۲ اور بنائیں علامتیں اور ستاروں سے
هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا
لوگ راہ پاتے ہیں ف۳ بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ
تم سوچتے نہیں ۱۵ اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو نہ پورا کر سکو گے ان کو
اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ
بے شک اللہ بخشنے والا ۱۶ مہربان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور
مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
جو ظاہر کرتے ہو ف۱۷ اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے ۱۸

دوسری دلیل میں بارش، زمین سے انواع و اقسام رزق کی پیدائش اور نظام شمسی کی تسخیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسایا جو تمہارے پینے کے کام آتا ہے نیز اس سے زمین میں گھاس اور چارہ اُگتا ہے جس میں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الخ علاوہ ازیں بارش سے غلے، میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ یہ تنبیہ ہے تاکہ سامعین ان امور میں غور و فکر کر کے ان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر استدلال کریں۔ یعنی علامۃ دالۃ علی قدرتنا ووحدانیتنا (خازن ج ۴ ص ۸۲) **۱۲** سارا نظام شمسی بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے جسے اس نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ نظام شمسی میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے دلائل کے انبار ہیں جو توحید باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ الخ زمین میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا مثلاً انسان، حیوان، حجر و شجر وغیرہ سب کے رنگ مختلف ہیں خواص جداگانہ ہیں حالانکہ ہر چیز کی پیدائش مٹی اور پانی سے ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کمال قدرت کی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو کائنات کے گہرے مطالبہ سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ای یتعظون ویعلمون ان فی تسخیر هٰذه المکونات لعلامات علی وحدانیۃ اللہ تعالیٰ وانہ لا یقدر علی ذلک احد غیرہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۸۵) **۱۳** سمندر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے اور اس سے تم گوناگوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ مچھلی کا تازہ گوشت اس سے حاصل کرتے ہو، سمندر سے قیمتی جواہرات نکال کر زیب تن کرتے ہو۔ سفر کی سہولتوں کے لئے سمندر میں جہاز رانی کرتے ہو اور بغرض تجارت دور دراز ملکوں میں سمندری راستوں سے اپنا مال لے جاتے ہو اور دوسرے ملکوں کی مصنوعات اپنے یہاں درآمد کرتے ہو۔ وَلَعَلَّكُمْ

ما مذکور دونوں دلیلوں پر متفرع اور ان کا ثمرہ ہے ۱۲
ما تیسری عقلی دلیل ۱۲
ما ثمرہ دلائل مذکورہ ۱۲

تَشْكُرُوْنَ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ ای لتعتبروا ولعلکم تشکرون۔ یعنی یہ سب کچھ اس لئے بنایا تاکہ تم اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی توحید پر استدلال کرو اور اس کی توحید اور اطاعت سے شکر نعمت کا حق ادا کر سکو۔ تقومون بحق نعمۃ اللہ تعالیٰ بالطاعۃ والتوحید (روح ج ۱۴ ص ۱۱۱) **۱۴** زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین میں حرکت و اضطراب پیدا نہ ہو اور دریا اور راستے بنائے یہ چیزیں اس لئے بنائیں تاکہ تمہیں راہنمائی حاصل ہو۔ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اگر صرف سُبُلًا کی مناسبت سے کہا گیا ہو تو مطلب واضح ہے۔ اور اگر اسے پہاڑوں اور دریاؤں کے ساتھ بھی متعلق مانا جائے تو بھی درست ہے کیونکہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف ملکوں اور

موضح قرآن ف۱ شاید اس سے مراد جانور ہیں ف۲ تلاش کرو اسکے فضل سے یعنی روزی کماؤ سوداگری سے دریا میں ف۳ یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکو ف۴ یعنی راہ میں پتے رکھے کہ بھول نہ جائیں ف۵ شاید اس جگہ یہ بات اس پر فرمائی کہ بعضے شخص بات میں لاجواب ہوتے ہیں پر دل میں بات نہیں بیٹھتی سو خدا دل پر پکڑتا ہے۔

علاقوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ اشیاء ابطال شرک میں ہماری راہنمائی کرتی ہیں ویجوز ان یکون تعلیلا
بالنظر الی جمیع ما تقدم ان تلک الاٰثار العظام تدل علی بطلان الشرک (روح ج ۱۴ ص ۱۱۶) لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ) الی مقاصدکم او الی توحید
ربکم (مدارک ج ۲ ص ۲۱۰) وَعَلٰمٰتٍ یہ بھی رَوَاسِیَ پر معطوف ہے یعنی راستوں کی علامتیں جن سے منزل مقصود کا صحیح راستہ متعین کیا جا سکے۔ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ
اور رات کو جب ہر طرف گھپ اندھیرا ہو اور مسافر راستہ بھول جائے تو ستاروں کو دیکھ کر وہ اپنی منزل کا راستہ متعین کر سکتا ہے۔ ۱۵ یہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں پر

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْوَاتٌ
کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مُردے ہیں

غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾
جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے ف۱

ع ۲/۱۲ ۸

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
معبود تمہارا ۱۶ معبود ہے اکیلا سو جن کو ۱۷ یقین نہیں آخرت کی زندگی کا

قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ
ان کے دل نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں ۱۸ ٹھیک بات ہے کہ

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا
اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں

يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ
پسند کرتا غرور کرنے والوں کو اور جب کہے ۱۲ ان سے کہ کیا اتارا ہے

رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوْٓا
تمہارے رب نے تو کہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی تاکہ اٹھائیں

اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ
بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو

يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَدْ
بہکاتے ہیں بلا تحقیق سنتا ہے بُرا ہے بوجھ جو اٹھاتے ہیں البتہ

ع ۳/۱۳ ۹

مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ
دغا بازی کر چکے ہیں ۲۲ جو تھے ان سے پہلے پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر

الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ
بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر

۱ اعادہ اصل دعویٰ ۱۲
۲ شکویٰ ۱۲
۳ تخویف اخروی ۱۲
۴ تخویف دنیوی ۱۲

متفرع اور ان کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کی تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبودوں نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو کیا ازروئے عقل یہ ممکن ہے کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا ہو اور جس نے کچھ بھی پیدا نہ کیا ہو وہ دونوں برابر ہوں اور دونوں متصرف و مختار اور مستحق الوہیت ہوں؟ نہیں! نہیں!! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و کارساز اور مستحق الوہیت ہو سکتا ہے۔ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ یہ بات کس قدر واضح ہے مگر تم لوگ اس قدر واضح بیان کے بعد بھی سمجھنے اور نصیحت پکڑنے کی کوشش نہیں کرتے ہو۔ ۱۶ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے اگر صرف ایک ہی میں غور و فکر کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت و صفت میں اور استحقاق عبادت میں واحد و یکتا ہے۔ سارے جہاں میں نہ اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز ہے، نہ عبادت اور پکار کے لائق ہے۔ چہ جائے کہ اس کی نعمتیں بے حد و حساب اور شمار سے باہر ہوں اور پھر وہ ایسا رحیم و کریم اور غفور و حلیم ہے کہ بندوں کو ان کی ناشکری پر فوراً نہیں پکڑتا اور کوتاہیوں سے درگذر فرماتا ہے اور بندوں کے کفران نعمت کی وجہ سے انعام و احسان کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ ۱۷ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ یعنی پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۸ دونوں دعووں پر تین دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔ یہ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے۔ ان دلیلوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین جن بندگانِ خدا کو بزعم خود متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہیں پیدائش کائنات میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں وجوز ان یکون المراد من المخبر عنہ بما ذکر ما یتناول جمیع معبوداتهم من ذوی العقول وغیرهم فیرتکب فی (اموات) عموم المجاز لیشمل ما کان له حیاة ثم مات کعزیر او سیموت کعیسٰی والملائکة علیهم الصلوٰة والسلام وما لیس من شانه الحیاة اصلا کالاصنام (روح ج ۱۴ ص ۱۲۰) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضح قرآن میں اس

موضح قرآن ف۱ شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

آیت کے تحت لکھتے ہیں "شاید یہاں کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں"۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:۔ یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے (بے جان) ہیں۔ خواہ دوامًا مثلاً بت یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام و مآل کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح، روح القدس اور ملائکۃ اللہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں الخ۔ (تفسیر عثمانی) لہٰذا جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر حاجات میں صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ **١٩ ف** یہ اصل دعویٰ کا اعادہ ہے اور پہلے دونوں ثمروں پر متفرع ہے یعنی جب ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تم سب کا معبود برحق اور کارساز صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دعا اور پکار کے لائق بھی صرف وہی ہے۔ (اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) لا یشارکہ شئ فی شئ وھو تصریح بالمدعی وتمخیض للنتیجۃ عقب اقامۃ الحجۃ (ابوالسعود ج ۵ ص ۴۷۸)۔ **٢٠ ف** فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ تا۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ زجر مع تخویف اخروی۔ جو لوگ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے اور سرکشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ **٢١ ف** توحید پر تین عقلی دلیلوں اور ان کے متعلقات بیان کرنے کے بعد منکرین پر شکوی کیا گیا کہ وہ قرآن کو کلام الٰہی ماننے کے بجائے اسے اگلوں کے قصے کہانیاں قرار دیتے ہیں۔ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ الخ لام عاقبت کا ہے۔ اور یہ ان معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وہ قرآن کو اگلے لوگوں کی کہانیاں کہتے ہیں۔ اچھا اس قول باطل کی عاقبت اور اس کا انجام آخرت میں یہ ہو گا کہ وہ اپنے اور جن کو انہوں نے اس قول باطل سے گمراہ کیا ہے ان کے گناہوں کا بوجھ بیٹھ پر اٹھا کر سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ **٢٢ ف** یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ سے پہلے سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف منصوبے بنائے مگر ان کے منصوبے خود ان کی اپنی ہلاکت کا باعث بنے۔ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ الخ یہ اقوام گذشتہ کی تباہی و ہلاکت کی تمثیل ہے یعنی ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو ستونوں پر ایک عمارت بنائیں اور اس کی چھت ستونوں پر سے گر پڑے اور بنانے والے اپنی ہی بنائی ہوئی چھت کے نیچے دب کر مر جائیں۔ کحال قوم بنوا بنیانا وعمدوہ بالاساطین فاتی البنیان من الاساطین بان ضعضعت فسقط علیھم السقف وماتوا وھلکوا الخ

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی واﷲ پھر قیامت کے دن

يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

رسوا کرے گا ٢٣ف ان کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو

تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

بڑی ضد تھی بولیں گے جن کو دی گئی تھی خبر

اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٧﴾

بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی منکروں پر ہے

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪

جن کی ٢٤ف جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں

فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى

تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو نہ کرتے تھے کچھ برائی کیوں نہیں

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَادْخُلُوْٓا

اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے سو داخل ہو

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى

دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اس میں سو کیا برا ٹھکانا ہے

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

غرور کرنے والوں کا اور کہا ٢٥ف پرہیزگاروں کو کیا اتارا

رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ

تمہارے رب نے بولے نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ

دنیا میں ان کو بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا خوب

ل اذخال الہٰی ١٢

٢ بشارت دنیوی واخروی ١٢

(مدارک ج ٢ ص ٢١٧) اس لئے اے مشرکین مکہ تم میرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا ہر منصوبہ تمہاری ہی تباہی کا باعث ثابت ہو گا۔ **٢٣ ف** تخویف اخروی ہے۔ یعنی دنیا میں بھی انہیں حق کے خلاف منصوبہ بازی کی سزا دی گئی اور آخرت میں بھی انہیں سر محشر ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مشرکین کو رسوا کرنے، ان کی اور ان کے معبودوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے ان سے سوال کرے گا کہ آج وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی وجہ سے تم میرے پیغمبروں سے جھگڑا کرتے تھے قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ اہل علم سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں جو دنیا میں مشرکین کو دعوتِ توحید

موضح قرآن ف چنائی پر پہنچا نیو سے اور چھت گر پڑی۔ یعنی ان کے فریب اور دغا اکھاڑ مارے۔

فتح الرحمٰن ف این تمثیل است افساد مکر ایشانرا بابلغ وجوہ ١٢۔

دیاکرتے تھے (روح) یعنی آج آخرت میں صرف وہی لوگ رسوا ہوں گے جو دنیا میں دعوتِ توحید کو رد کیا کرتے تھے اور غیراللہ کو کارساز اور عنداللہ شفیع غالب سمجھتے تھے۔ **ف۲۴** یہ الکافرین کی صفت ہے اور یہاں سے لیکر فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ تک ادخال الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بیان فرمایا ہے کہ ظالموں یعنی مشرکوں کا یہ حال ہوگا۔ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ یہ تَتَوَفّٰىهُمْ کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی یہ مشرکین شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتے رہے اور مرتے دم تک شرک پر ڈٹے رہے۔ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر صرف ایک فرشتہ (عزرائیل) ہی مقرر نہیں بلکہ اس کام پر بہت سے فرشتے

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٠﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ

گھر ہے پرہیزگاروں کا باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ

ان کے نیچے نہریں ان کے واسطے وہاں ہے جو چاہیں ایسا

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣١﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ

بدلہ دیگا اللہ پرہیزگاروں کو جن کی جان قبض کرتے ہیں

الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا

فرشتے اور وہ ستھرے ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی تم پر جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

بہشت میں بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے ف۱ کیا کافر اب اس کے منتظر ہیں

اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ

کہ آئیں ان پر فرشتے ف۲۶ یا پہنچے حکم تیرے رب کا ف۲

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ فَاَصَابَهُمْ

ان پر لیکن وہ خود اپنا برا کرتے رہے پھر پڑے ان کے سر

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

ان کے برے کام اور الٹ پڑا ان پر جو

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٤﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ

ٹھٹھا کرتے تھے اور بولے شرک کرنے والے ف۲۷ اگر چاہتا

اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَ

اللہ نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو اور

ع ۵ ۱۰

٢٥ تخویف دنیوی ٢٦

٢٧ شکوی

مامور ہیں جو عزرائیل کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اس سے اہلِ بدعت کا یہ استدلال باطل ہوگیا کہ اگر ایک عزرائیل فرشتہ ایک وقت میں ہزاروں جگہوں میں حاضر ہو کر لوگوں کی جانیں قبض کرسکتا ہے تو پھر حضور علیہ السلام بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ الخ تخویف اخروی **ف۲۵** کفار کا حال اور ان کے لئے تخویف اخروی ذکر کرنے کے بعد اب مؤمنین کا حال اور ان کے لئے بشارت دنیوی و اخروی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب مؤمنین سے قرآن کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ اسے سراپا خیر و برکت قرار دیتے ہیں۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا خبر مقدم۔ حَسَنَةٌ مبتدا مؤخر۔ یہ بشارت دنیوی ہے وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ یہ بشارت اخروی ہے۔ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ طَيِّبِيْنَ یہ ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی درآنحالیکہ وہ شرک کی نجاست سے پاک تھے۔ **ف۲۶** تخویف دنیوی ہے۔ مسئلہ توحید کو ایسے ٹھوس عقلی دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا ہے مگر اس کے باوجود یہ معاندین اسے نہیں مانتے بلکہ عذاب مانگتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے بیشک وہ عذاب لے آ۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الخ گذشتہ سرکش اور معاند قوموں نے بھی ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا اور یہ ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا تھی۔ فَاَصَابَهُمْ الخ وہ انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتے، دعوت توحید کو ٹھکراتے اور بطور استہزاء و تمسخر ان سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کر کے ان کو ان کے مشرکانہ اعمال اور استہزاء و تمسخر کا دنیا ہی میں مزہ چکھا دیا مشرکین مکہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو جلدی نہ کریں اگر وہ اپنی موجودہ روش پر قائم رہے تو ہمارا عذاب آیا سمجھیں۔ **ف۲۷**

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔۔ تا۔۔ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ شکوہ ہے۔ یعنی ہم نے اس قدر دلائل سے ثابت کر دیا کہ غیراللہ کی عبادت نہ کرو اور حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب غیراللہ کو مت پکارو مگر یہ احمق ان دلائل قاطعہ کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ ہمیں غیراللہ کی عبادت اور غیراللہ کے لیے تحریمات نہ کرنے دیتا۔ اس سے پہلے نفی شرک فی التصرف پر دلائل ذکر کئے گئے اب یہاں سے اس کے ساتھ نفی شرک فعلی کا ذکر بھی کیا گیا۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الخ جواب شکوی ہے یعنی یہ کوئی بات نہیں۔ ان سے پہلے مشرکین بھی بطور استہزاء یوں ہی کہا کرتے تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید خدا تعالیٰ این دو سورت برائے بیان قال و حال و مآل اہل سعادت و اہل شقاوت نازل فرمود واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی عذاب او ۱۲۔

۲۸ یہ توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے نیز جواب شکوی ہے۔ ہم اس سے پہلے ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں اور ہر رسول کو ہم نے یہی وحی بھیجی تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ جب ہم نے ہر پیغمبر کے پاس اسی مضمون کی وحی بھیجی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو تو تمہارا یہ کہنا غلط ٹھہرا کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم اسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے۔ کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور نہ اس کے سوا کسی اور کے لئے تحریمات کی جائیں۔ ۲۹ طاغوت ہر وہ معبود ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔ الطاغوت وھو اسم کل معبود من دون اللہ (خازن ومعالم ج ۴ ص ۹) المراد به اجتنبوا عبادة ما تعبدون من دون اللہ فسمی الکل طاغوتاً (کبیر ج ۵ ص ۴۵۴) یا طاغوت سے شیطان اور ہر داعی ضلالت مراد ہے۔ الطاغوت ھو الشیطان وکل من یدعوا الی الضلالة (ابو السعود ج ۵ ص ۴۶۱) ۳۰ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی پہلے مکذبین کا حال دیکھ لو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ اِنْ تَحْرِصْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا ان کے دلوں پر ان کی مسلسل ضد اور عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب آپ ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہ رکھیں۔ ۳۱ یہ بھی شکوہ ہے یعنی یہ مشرکین ایک طرف شرک کرتے اور غیر اللہ کو متصرف وکارساز جان کر غائبانہ پکارتے ہیں اور ساتھ ہی بڑے شد و مد کے ساتھ حشر ونشر کا بھی انکار کرتے ہیں۔ بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ الخ یہ مشرکین کے قول کا رد ہے فرمایا کیوں نہیں وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ فرما چکا ہے جسے وہ لامحالہ پورا کرے گا۔ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الخ اس میں حشر ونشر اور بعثت اخروی کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ حشر ونشر اس لئے ہوگا تاکہ حق و باطل کے اختلاف کا آخری اور قطعی فیصلہ کیا جا سکے کیونکہ جب اہلِ حق کو جنت میں اور اہلِ شرک کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ تو اس وقت توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں مشرکین کو بھی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔ نیز قیامت کا دن اس لئے بپا ہوگا تاکہ مشرکین پر واضح ہو جائے کہ وہ انکار توحید اور انکار حشر میں جھوٹے تھے۔ اس میں کافروں کے لئے تخویف اخروی بھی ہے۔

لَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ
نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم بدون اس کے حکم کے کسی چیز کو اسی طرح
فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ
کیا ان سے اگلوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ
مگر پہنچا دینا صاف صاف ف۱ اور ہم نے اٹھائے ہیں ۲۸ ہر امت میں
رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ
رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑ دنگے سے ۲۹ ف۲
فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ
پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی
الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ
گمراہی سو سیر کرو ۳۰ ملکوں میں پھر دیکھو کیا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ
انجام جھٹلانے والوں کا ف۳ اگر تو طمع کرے ان کو راہ پر لانے کی
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۳۷﴾
تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بچلاتا ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ
اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں ۳۱ کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی
یَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
مر جائے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ
لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ
نہیں جانتے اٹھائے گا تاکہ ظاہر کر دے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں

۲۸ جواب شکوی و دلیل نقلی اجمالی ۱۲
۳۰ تخویف دنیوی ۱۲
۳۱ شکوی ۱۲
۳۲ رد بر قول مشرکین ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ نادانوں کے کلام ہیں کہ اللہ کو یہ کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام برے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں اسی سے جس کی قسمت تھی ہدایت پائی جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے۔ ف۲ ہڑ دنگا وہ جو ناحق سرداری کا دعوی کرے کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاغوت کہتے ہیں بت اور شیطان اور زبردست ظالم سب یہی ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سلف ما اجماع کردہ اند و آن بدون رضائے خدا منعقد نمیشود ۱۲۔

۳۲ یہ مشرکین کے قول لَا یَبۡعَثُ اللّٰهُ مَنۡ یَّمُوۡتُ الخ کا رد ہے یعنی ہمارے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ جب ہم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اعلمهم سهولة الخلق علیه ای اذا اردنا ان نبعث من یموت فلا تعب علینا ولا نصب فی احیائهم ولا فی غیر ذلك مما نحدثه (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۸) ۳۳ مہاجرین کے لئے بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ اس سے مہاجرین صحابہؓ مراد ہیں جنہیں محض توحید کی وجہ سے مشرکین مکہ نے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ هم رسول الله واصحابه ظلمهم اهل مكة ففروا بدینهم الی الله منهم من هاجر الی الحبشة ثم الی المدینة فجمع بین الهجرتین ومنهم من هاجر الی المدینة (مدارک ج ۲ ص ۲۲۱) اللہ تعالیٰ نے مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ اَلَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا الخ یہ اَلَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا کی صفت ہے۔ یہ گویا مذکور الصدر اجر و ثواب کا سبب ہے یعنی انہوں نے مشرکین کے تمام مظالم و مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور دین اسلام کو نہ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی امداد و نصرت پر بھروسہ کیا۔ ۳۴ یہ ایک شبہ یا سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا ہم دعویٰ توحید کو اس لئے نہیں مانتے کہ اس دعویٰ کو لانے والا انسان اور بشر ہے۔ نبوت و رسالت تو بہت بڑا اعزاز ہے جو بشر کو نہیں مل سکتا اس لئے اگر فرشتہ آتا تو ہم اس کی بات مان لیتے۔ فرمایا اس سے پہلے ہم نے جتنے بھی پیغمبر کتابیں اور صحیفے دے کر بھیجے ہیں وہ سب کے سب انسان اور بشر تھے۔ اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر تسلی کر لو وہ بھی تمہیں بتا دیں گے کہ تمام انبیاء علیہم السلام بشر تھے۔ قال الزجاج فَاسۡئَلُوۡۤا اَهۡلَ الۡكِتٰبِ الذین یعرفون معانی کتب الله تعالیٰ فانهم یعرفون ان الانبیاء علیهم السلام كلهم بشر (کبیر ج ۵ ص ۴۷۰) ۳۵ ترغیب الی القرآن ہے یعنی ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید ان کو کھول کر بتائیں اور ان کو خوب سمجھائیں۔ اَفَاَمِنَ الَّذِیۡنَ مَكَرُوا الخ ازالہ شبہہ اور ترغیب کے بعد معاندین کو تخویف دنیوی سنائی۔ یعنی جو لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر وقت نئے نئے پروگرام اور منصوبے بناتے رہتے ہیں وہ ہمارے عذاب سے بے خوف اور مطمئن نہ ہو جائیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ مبادا انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے، اچانک کسی طرف سے ان پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے، کسی سفر ہی میں عذاب الٰہی انہیں گھیر لے یا مال مویشی اور زراعت کی تباہی سے انہیں نقصان اٹھانا پڑے۔ فَاِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جو مجرموں کو فوراً نہیں پکڑ لیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔

وَلِیَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰذِبِیۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا
اور تاکہ معلوم کر لیں کافر کہ وہ جھوٹے تھے ف۱ ہمارا
قَوۡلُنَا لِشَیۡءٍ اِذَاۤ اَرَدۡنٰهُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ ﴿۴۰﴾
کہنا کسی چیز کو ۳۲ جب ہم اس کو کرنا چاہیں یہی ہے کہ کہیں اس کو ہو جا تو وہ ہو جائے ف۲
وَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا فِی اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا
اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے ۳۳ بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا
لَنُبَوِّئَنَّهُمۡ فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ
البتہ ان کو ہم ٹھکانا دیں گے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو
اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰی
بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا جو ثابت قدم رہے اور
رَبِّهِمۡ یَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا
اپنے رب پر بھروسہ کیا ف۱ اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے ۳۴ یہی
رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ
مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو
لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۳﴾ بِالۡبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ
معلوم نہیں ف۳ ف۴ بھیجا تھا ان کو نشانیاں دے کر اور ورقے اور اتاری ہم نے ۳۵ تجھ پر
الذِّكۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ
یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے اور تاکہ وہ
یَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِیۡنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ
غور کریں سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو برے فریب کرتے ہیں ۳۶ اس کہ
یَّخۡسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ یَاۡتِیَهُمُ الۡعَذَابُ
دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آپہنچے ان پر عذاب

رد بر قول منکرین ۱۲

ع ۵ ۱۱

بہ مہاجرین کے لئے دنیوی و اخروی بشارت ۱۲

وقف لازم

جواب سوال مقدر ۱۲

ترغیب الی القرآن ۱۲

النصف

موضح قرآن ف۱ یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازمی ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع اور منکر اپنا کیا پاویں ف۲ یعنی مردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں۔ ف۳ یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ و این وعدہ متحقق شد و مہاجران را بمدینہ جای داد ۱۲ ف۲ یعنی پیغامبران سابق آدمی بودند فرشتہ نہ بودند ۱۲ ف۳ یعنی در حق پیغامبران و مؤمنان ۱۲

٣٦ھ توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے ان کے سائے اللہ کے قانون تکوینی کے تحت گھٹتے بڑھتے ہیں اس طرح کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع و فرمانبردار ہے عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَآئِلِ الخ لفظ مَا صورۃً مفرد ہے اس لئے اس کی رعایت سے یمین مفرد لایا گیا اور مَا معنیً جمع ہے کیونکہ اس سے تمام سایہ دار مخلوق مراد ہے اس لئے اسکی رعایت سے شمائل جمع استعمال کیا گیا۔ وَهُمْ دَاخِرُونَ اس سے ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب مراد ہیں لیکن تغلیباً ضمیر عقلاء کی استعمال کی گئی ہے۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ الخ زمین و آسمان کی ہر جاندار مخلوق اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے سجدہ کرتے ہیں۔ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ الخ فرشتے باوجود قرب و

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٤٥﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ

جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے

فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٤٦﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ

سو وہ نہیں ہیں عاجز کرنے والے یا پکڑ لے ان کو ڈرانے کے بعد ف۱

فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٤٧﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا

سو تمہارا رب بڑا نرم ہے مہربان کیا نہیں دیکھتے ٣٦ھ وہ جو کہ

خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَ

اللہ نے پیدا کی ہے کوئی چیز کہ ڈھلتے ہیں سائے ان کی داہنی طرف سے اور

الشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَلِلَّهِ

بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں ف۲ اور اللہ کو

يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ

سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے

وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُونَ

اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے ف۳ ڈر رکھتے ہیں

رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٥٠﴾ السجدة

اپنے رب کا اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں ف۴

وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ

اور کہا ہے اللہ نے ٣٧ھ مت پکڑو معبود دو وہ معبود

إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٥١﴾ وَلَهُ مَا فِي

ایک ہی ہے سو مجھ سے ڈرو اور اسی کا ہے جو کچھ ہے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا ۚ أَفَغَيْرَ اللَّهِ

آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی عبادت ہے ہمیشہ سو کیا سوائے اللہ کے کسی سے

ع ٦ رکوع ١٢ / ٤١ آیات

(حاشیہ: ۲۔ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ۱۲)

منزلت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔ الغرض کائنات کی ہر چیز اور ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے لہٰذا ان میں سے کوئی بھی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ مِنْ شَيْءٍ کی تعبیر مفید استغراق ہے۔ ٣٧ھ یہ دعویٰ توحید کا دوسری بار اعادہ اور دلائل ماقبل کا حاصل و ثمرہ ہے یعنی جب تکوینی طور پر ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز و بے بس اور اس کے زیر تصرف و اختیار ہے تو پھر اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ مت بناؤ۔ الٰہ یعنی کارساز اور مالک و مختار وہی ایک اللہ ہے۔ اسی سے ڈرو اور مصائب و آفات میں صرف اسی کو پکارو إِلٰهَيْنِ کے بعد اثْنَيْنِ اس لئے فرمایا کیونکہ جنس الٰہ کی نفی مقصود نہیں بلکہ تعداد آلہہ کی نفی مقصود ہے۔ وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ الخ یہ چوتھی دلیل سے متعلق ہے اور اسی کا حصہ ہے۔ وَاصِبًا ای دائماً (قرطبی) ربیع بن انس سے منقول ہے وَاصِبًا ای خالصًا (روح)، اور اَلدِّيْنُ کے معنی عبادت کے ہیں۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اَلدِّيْنُ سے شہادت توحید اور تمام شرعی حدود و فرائض کی اقامت مراد ہے قال ابن جبیر العبادة وقال عکرمة شهادة ان لا اله الا الله واقامة الحدود والفرائض (بحر ج ۵ ص ۵۰۲) یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو الوہیت میں مت شریک کرو اس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں کیونکہ ساری کائنات کا مالک وہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور ہمیشہ سے وہی عبادت اور پکار کا مستحق ہے لہٰذا خالص اسی کی عبادت کرو، مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور اس کے تمام حدود و فرائض کی پورے خلوص کیساتھ پابندی کرو اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ یہ زجر ہے۔ فرمایا تمہیں ڈرنا تو اللہ سے چاہئے جو سارے جہان کا مالک اور سب کا کارساز ہے مگر تم غیر اللہ سے ڈرتے ہو اور تم نے غیروں کو کارساز اور حاجت روا بنا رکھا ہے۔

(حاشیہ: ۲۔ دعویٰ توحید کا دوبارہ اعادہ اور دلیل مذکورہ کا ثمرہ ہے ۱۲)

موضح قرآن ف۱ ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے جب دن ڈھلا سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنے طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف ف۲ پہلے کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا۔ یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی اسی میں ہے۔ ف۳ ہر بندے کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپ کو نیچے سمجھنا ہے یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے۔ اور سب کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد اقامت قرائن ہلاک ۱۲۔

۳۸ف یہ امتنان ہے بطور زجر۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ تمہاری امیدیں اور تمہارا خوف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہوتا۔ کیونکہ دلائل سے ثابت ہوگیا کہ سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تم غور کرو تمہارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور جب تم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الخ پھر جب وہ اپنی مہربانی سے تمہاری مشکلات آسان اور تمہاری تکالیف دور فرما دیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ نے فرزند عطا فرما دیا تو لگے کہنے فلاں بزرگ کی نذر مانی تھی اس لئے بیٹا ہوا یا فلاں بزرگ کے مزار سے مٹی لا کر مریض کو

تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا
ڈرتے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت ۳۸ف سو اللہ کی طرف سے پھر جب
مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ
پہنچتی ہے تم کو سختی تو اسی کی طرف چلاتے ہو پھر جب کھول دیتا ہے
الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾
سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ لگتا ہے شریک بنانے
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ
تاکہ منکر ہو جائیں ۳۹ف اس چیز سے جو کہ ہم نے ان کو دی ہے سو مزے اڑا لو آخر
تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا
معلوم کر لو گے اور ٹھہراتے ہیں ان کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ۴۰ف ایک حصہ
مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
ہماری دی ہوئی روزی میں سے قسم اللہ کی تم سے پوچھنا ہے ۴۱ف جو تم
تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ
بہتان باندھتے ہو اور ٹھہراتے ہیں ۴۲ف اللہ کے لئے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے
وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى
اور اپنے لئے جو دل چاہتا ہے ف۱ اور جب خوشخبری ملے ان میں سے کسی کو بیٹی کی ۴۳ف
ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى
سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے چھپتا پھرے
مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ
لوگوں سے مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے
عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ
ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں سنتا ہے برا

۳۸ امتنان بطور زجر ۱۲

۳۹ اشارہ بہ تخویف اُخروی ۱۲
۴۰ زجر اور دوسری بار نفی شرک فعلی کا ذکر ۱۲
۴۱ تخویف اخروی ۱۲

پلائی تھی تو وہ چنگا بھلا ہوگیا وغیرہ۔ والفریق ھنا ھم المشرکون المعتقدون حالۃ الرجاء ان الھتھم تنفع وتضر وتشفی (بحر ج ۵ ص ۵۰۲) سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آجکل اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں غیر اللہ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں ان کی گمراہی تو پہلے گمراہوں سے بھی بدتر ہے۔ وفی الاٰیۃ ما یدل علی ان صنیع اکثر العوام الیوم من الجؤار الی غیرہ تعالیٰ ممن لا یملک لھم بل ولا لنفسہ نفعا ولا ضرا عند اصابۃ الضر لھم واعراضھم عن دعائہ تعالیٰ عند ذلك بالکلیۃ سفہ عظیم وضلال جلی لکنہ اشد من الضلال القدیم (روح ج ۱۴ ص ۱۶۶) ۳۹ف لام عاقبت کا ہے یعنی ان کے اس رویئے کا انجام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے۔ فَتَمَتَّعُوْا الخ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے یعنی ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھا لو اور ناشکری کر لو کب تک ایسا کرو گے آخر اپنی تمام بداعمالیوں کا انجام بد اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے اور اپنی غلطی معلوم کر لو گے ۴۰ف یہ زجر ہے اور اس میں دوسری بار نفی شرک فعلی کا ذکر ہے۔ یعنی تم غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھتے ہو اور ان کی خاطر نذریں دیتے اور تحریمات کرتے ہو۔ اور جو نعمتیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے غیر اللہ کے لئے حصے نکالتے ہو شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں "یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں، مواشی میں، تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں۔ مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو۔ پھر اپنے بدلے ثواب کسی اور کو دلوا دے۔ المراد من ھذا النصیب البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام وھو قول الحسن (کبیر ج ۵ ص ۴۷۳) ۴۱ف یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے یعنی اس شرک فعلی کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہو گی۔ ۴۲ف یہ زجر ہے مشرکین کے بعض قبائل (خزاعہ اور کنانہ) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مگر ان کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ سُبْحٰنَهٗ یہ مشرکین کے قول باطل کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور اولاد سے پاک ہے۔ مشرکین فرشتوں کو خدا کی صلبی بیٹیاں نہیں مانتے تھے۔ بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت عزیز ہوتی ہیں اور باپ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو ضرور مان لیتا ہے اور رد نہیں کرتا جیسا کہ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ کی تعبیر

موضح قرآن ف۱ یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں مواشی میں تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو پھر اپنے بدلے ثواب کسی کو دلوا دے ف۲ یعنی اپنے واسطے مانگتے ہیں بیٹا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی پسران ۱۲۔

بنارہی ہے یعنی وہ اللہ کے لئے بیٹیاں بناتے ہیں۔ علاوہ ازیں سورۂ زخرف ع۲ میں مشرکین کا قول اس طرح بیان کیا گیا ہے اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ اتخاذ
بنات یعنی بیٹیاں بنالینا کی تعبیر بتارہی ہے کہ وہ فرشتوں کو صلبی بیٹیاں نہیں بلکہ بیٹیوں کی مانند سمجھتے تھے۔ ۴۲ یہ مشرکین کے مذکورہ بالا قول کا الزامی جواب ہے کہ انکا اپنا
حال تو یہ ہے اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہو جائے تو غم واندوہ کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ الخ اور کئی کئی دن وہ لوگوں سے چھپا رہتا ہے اور مارے
شرم کے کسی کو منہ نہیں دکھاتا اور پھر سوچتا ہے کہ کیا ذلت و رسوائی برداشت کرکے اسے زندہ رکھوں یا اسے زندہ ہی کو زمین میں دفن کردوں۔ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ
یہ کس قدر بری اور شرمناک بات ہے کہ جس چیز کو وہ خود ناپسند کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں ۴۳ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں مشرکین کے قول مذکور کی شناعت ہی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ مشرکین جن کا آخرت پر ایمان نہیں اور جن کے دلوں میں آخرت کی جواب دہی کا ڈر نہیں وہ بہت بری صفتوں کے مالک ہیں۔ مثلاً لڑکوں کو پسند کرنا اور لڑکیوں سے نفرت کرنا اور شرم وعار اور تنگدستی کے ڈر سے ان کو زندہ درگور کرنا لیکن اللہ تعالیٰ بلند صفات کا مالک ہے اور ان گھٹیا صفتوں سے منزہ ہے۔ صفة السوء وهي الحاجة الى الاولاد الذكور وكراهة الاناث ووأدهن خشية الاملاق (وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى) وهو الغني عن العالمين والنزاهة عن صفات المخلوقين (مدارک ج ۲ ص ۲۲۳) اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے منزہ اور اولاد سے مستغنی ہے۔ اسے نہ کسی نائب اور معاون کی حاجت ہے اور نہ وہ کسی کی سفارش کا تابع ہے۔ اَلْعَزِيْزُ في الاخذ والحكيم في التاخير یعنی وہ پکڑنے میں زبردست ہے اور ڈھیل دینے میں بھی اسکی کوئی حکمت ہوتی ہے ۴۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین کفر وانتر امیں انتہار کو پہنچ چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پکڑنے میں عجلت سے کام نہیں لیتا اگر وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر فوراً پکڑ لیتا تو اب تک زمین پر کوئی جاندار زندہ باقی نہ رہتا اور سب ہلاک ہو چکے ہوتے اور زمین زندگی سے خالی ہو چکی ہوتی۔ کیونکہ معصوم تو صرف انبیاء علیہم السلام ہیں باقی سب لوگ (مؤمن وکافر) کسی نہ کسی درجہ میں ظالم وخطاکار ہیں، جب تمام بدکار اور خطاکار لوگ ہلاک کر دیئے گئے تو اب انبیاء معصومین کو زمین پر بھیجنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی جب زمین تمام نیک و بد انسانوں سے خالی ہو گئی تو پھر دیگر حیوانات کو زمین پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ووجه الملازمة انه تعالى لواخذهم بما كسبوا من كفر او معصية لعجل

مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ
فیصلہ کرتے ہیں جو نہیں مانتے ۴۳ آخرت کو ان کی بری
السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع ۱۴/۱۰
مثال ہے اور اللہ کی مثال سب سے اوپر اور وہی ہے زبردست حکمت والا
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا
اور اگر پکڑے ۴۵ اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر
مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ
ایک چلنے والا ۴۶ لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت موعود تک
فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ
پھر جب آپہنچے گا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور
لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ
نہ آگے سرک سکیں گے ۴۷ اور کرتے ہیں اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے ۴۸
وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ
اور بیان کرتی ہیں زبانیں ان کی جھوٹ کہ ان کے واسطے خوبی ہے ۴۹
لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ
آپ ثابت ہے کہ ان کے واسطے آگ ہے اور وہ بڑھائے جارہے ہیں ۵۰ قسم اللہ کی
لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ
ہم نے رسول بھیجے ۵۱ مختلف فرقوں میں تجھ سے پہلے پھر اچھے کرکے دکھلائے انکو
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ
شیطان نے ان کے کام سو وہی رفیق ان کا ہے آج اور ان کے واسطے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا
عذاب دردناک ہے اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے

منزل ۳

۴۴ تخویف دنیوی ۱۲

۴۵ عادہ بوجہ ... ۱۲

۴۶ تخویف اخروی ۱۲

هلاكهم وحينئذ لا يبقى لهم نسل ومن المعلوم ان لا احد الا وفي آبائه من يستحق العقاب واذا هلكوا جميعا وبطل نسلهم لا يبقى احد من الناس وحينئذ يهلك الدواب لانها مخلوقة لمنافع العباد ومصالحهم الخ (روح ج ۱۴ ص ۱۷۱) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ یہ کنایہ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑنے لگے تو کوئی اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا اور نہ کہیں بھاگ کر جا سکتا ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ کسی جانور کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ۴۶ اللہ تعالیٰ مجرموں کو پکڑنے میں جلدی نہیں فرماتا بلکہ اجل مسمی (مقررہ وقت) تک انہیں مہلت دیتا

موضح قرآن ف۱ یعنی لوگوں کو سزا دے تو مینہ بند کرے اس میں جانور بھی مریں ف۲ یہ انکو فرمایا جو ناکارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اس پر یقین کریں کہ ہم کو بہشت ملے اور وہ روز بروز دوزخ میں بڑھتے ہیں۔
فتح الرحمٰن ف۱ یعنی دختر ان را ۱۲۔

ہے تاکہ انہیں اصلاح حال کا موقع مل جائے۔ لیکن جب عذاب کا وقت معین آپہنچتا ہے تو انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ غذاب نہ اجل معین سے پہلے آسکتا ہے نہ اس میں تاخیر ہوسکتی ہے۔ فَاِذَا کی جزا محذوف ہے ای فاذا جاء اجلھم یعذ بون اور لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ الخ جملہ مستقلہ ہے جو ما قبل کی تفسیر کرتا ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ اسکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر سورہ یونس حاشیہ نمبر ۶۷۔ **۴۷** یہ وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنٰتِ کا اعادہ برائے بعد عہد ہے۔ مشرکین کے ایک جھوٹے دعوے کی قباحت و شناعت کو واضح کرنے کے لئے ان کی مذکورہ بالا شرارت کو دوبارہ بیان کیا گیا یعنی ایک طرف تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاکیزہ پر اتنا بڑا بہتان باندھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹیاں ہیں حالانکہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں معبودانِ باطلہ کو شریک کرتے ہیں حالانکہ اپنے دائرہ اقتدار میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتے مَا یَکْرَهُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ من البنات ومن شرکاء فی ریاستھم الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۴) اور دوسری طرف یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جنت کے وارث ہوں گے یعنی اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو انہیں آخرت میں بھی جنت ملے گی کیونکہ دنیا میں بھی انہیں جنت کی سی عیش حاصل ہے۔ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى عند اللہ وھی الجنۃ ان کان البعث حقا (مدارک) انکار علیھم فی دعواھم مع ذلك ان لھم الحسنی فی الدنیا وان کان ثم معاد ففیه ایضا لھم الحسنی (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۲) **۴۸** یہ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ میں الْكَذِبَ کا بیان ہے۔ لَا جَرَمَ الخ یہ تخویف اخروی ہے اور مشرکین کے دعویٰ باطلہ کا رد ہے یعنی ان کے لئے جنت نہیں بلکہ لامحالہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ اور انہیں سب سے پہلے دوزخ میں داخل کیا جائیگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یعجل بھم یوم القیمۃ الی النار وینسون فیھا ای یخلدون (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۲) **۴۹** زجر مع تخویف اخروی آپ سے پہلے ہم نے امم سابقہ کے پاس بہت سے رسول پیغام توحید دے کر بھیجے، جس طرح آپکی قوم شیطان کے ورغلانے سے آپ کی تکذیب کر رہی ہے اسی طرح اقوام سابقہ کو بھی شیطان نے بہکایا پھسلایا اور مشرکانہ اعمال کو ان کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا اور انہیں انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پر اکسایا۔ لہٰذا قیامت کے دن ان سب کا حامی شیطان ہوگا مگر وہ ان کی ذرہ بھر حمایت نہیں کر سکے گا اور وہ سب دردناک عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں گے۔ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے ہم نے آپکو کتاب دے کر بھیجا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید اور حشر و نشر وغیرہ کو کھول کر لوگوں تک پہنچائیں اور انکی خوب تبلیغ و اشاعت فرمائیں اگر کوئی نہ مانے اس کی پرواہ نہ کریں ع ہیچ مارا با قبولے کار نیست۔ **۵۰** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ اور ناکارہ زمین کو سر سبز و شاداب بنا دیتا ہے سمجھ رکھنے والوں کے لئے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان کے پیٹ کے گوبر اور خون کے درمیان میں سے وہ خالص اور پاکیزہ دودھ نکالتا ہے جو ان دونوں ناپاک چیزوں کی آمیزش سے بالکل پاک اور مبرا ہوتا ہے اور ہر شخص کے لئے خوشگوار ہے۔ دودھ دینے والے چوپائے جو چارہ یا خوراک کھاتے ہیں ہضم معدے کے بعد جگر اس کے کارآمد اجزاء اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور گوبر معدہ میں رہ جاتا ہے۔ جگر اس سیال مادے کو مزید طبخ دینے کے بعد خون کے اجزاء الگ کر کے دل کی طرف بھیج دیتا ہے اور دودھ کے اجزاء الگ کر کے دودھ کی نالیوں کے ذریعہ تھنوں میں

لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً
کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
ایمان لانے والوں کو اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی ۵۰
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے اس میں
لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ ع وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ ع ۵ ۱۴
نشانی ہے ان لوگوں کو جو سنتے ہیں ۱ اور تمہارے واسطے چوپاؤں میں
لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهِ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ
سوچنے کی جگہ ہے پلاتے ہیں ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور
وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمِنْ
لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا خوشگوار پینے والوں کے لئے اور
ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ
میووں سے کھجور کے اور انگور کے ۵۱ بناتے ہو اس سے
سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
نشہ اور روزی خاصی اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے واسطے
يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ
جو سمجھتے ہیں اور حکم دیا تیرے رب نے ۵۲ شہد کی مکھی کو کہ بنالے
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾
پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں ف
ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ
پھر کھا ہر طرح کے میووں سے پھر چل راہوں میں اپنے رب کی

موضح قرآن ف۱ یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم کرے گا اگر دل سے سنیں گے **ف۲** یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو۔

پہنچادیتا ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور اسکی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔ لِکِبْرِہٖ اَیْ دلالۃ علی قدرۃ اللہ ووحدانیتہ وعظمتہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۳۳) **ف۵۱** کھجور اور انگور سے تم شراب کشید کرتے ہو جو تمہارا بہت ہی مرغوب اور دلپسند مشروب ہے اور اس کے علاوہ ان میووں سے تم کھانے پینے کی عمدہ اور اچھی چیزیں بھی تیار کرتے ہو مثلاً شربت، نبیذ اور سرکہ وغیرہ۔ یہ سورت مکی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی مدینہ منورہ میں جب شراب کی حرمت کا اعلان ہوگیا تو پھر کسی مسلمان نے شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ سَکَرًا کے بعد رِزْقًا حَسَنًا کا علیحدہ ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ شراب رزق حسن نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ مشروب نہیں۔ الآیۃ سابقۃ علی تحریم الخمر فتکون منسوخۃ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۴) **ف۵۲** شہد کی مکھی کو وحی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس کے دل میں ڈال دی کہ وہ پہاڑوں اور درختوں میں اپنا چھتہ بنائے اور ہر قسم کے پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے ذُلُلًا۔ ذلول کی جمع ہے یعنی تابع اور مطیع اور یہ سُبُلَ رَبِّكِ سے حال ہے۔ شہد کی مکھی جب گشت سے واپس ہوتی ہے تو بھولے بھٹکے بغیر اپنے چھتہ پر آجاتی ہے گویا کہ تمام راستے اس کے فرمانبردار ہیں وہ جس راستہ سے چاہے سیدھی اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے۔ کہتے ہیں جب شہد کی مکھی پھولوں اور پھلوں سے رس چوس لیتی ہے تو سیدھی اوپر کو اڑتی ہے اور پھر اپنے چھتے کی سمت خط مستقیم میں اڑتی ہوئی چھتے پر پہنچ جاتی ہے۔ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ شہد کا رنگ موسمی تغیرات اور ماحول کے مختلف الالوان پھولوں اور پھلوں کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے سفید، زرد اور سرخ وغیرہ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ شہد میں لوگوں کے لئے بیماریوں سے شفاء ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ شہد کو جس طرح چاہیں استعمال کرلیں اس میں شفاء ہے اور ضرر نہیں۔ شہد کی مقدار خوراک مزاج مریض اور نوعیت مرض کو سامنے رکھ کر اس کا استعمال کرنا چاہیئے۔ شہد کے شفاء ہونے پر قدیم وجدید تمام اطباء متفق ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر مرکبات طبیہ میں شہد شامل کیا جاتا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے کرشمے ہیں، یہ سب اسی کے انعامات ہیں، یہ انواعِ رزق اور اقسام مشروبات اسی کی عطا ہے اس لئے اس قادر وحکیم اور منعم ورحیم کے ساتھ غیروں کو صفات کارسازی میں شریک بنانا اور غیروں کے لئے عبادت بجالانا عقل وخرد کے سراسر منافی ہے۔ جب خالق ومالک اور

ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ
صاف پڑے ہیں ف۱ نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں
فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
اس میں مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو
يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝٦٩ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَ
دھیان کرتے ہیں ف۲ اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ف۵۳ پھر تم کو موت دیتا ہے اور
مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ
کوئی تم میں سے پہنچ جاتا ہے نکمی عمر کو کہ سمجھنے کے
ع ۹ ۱۵ بَعْدَ عِلْمٍ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝٧٠ۧ وَاللّٰهُ
پیچھے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا ف۳ اور اللہ نے
فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا
بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر روزی میں ف۵۴ سو جن کو
الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا
بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے اپنی روزی ان کو جن کے
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ
مالک ان کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی
اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝٧١ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
نعمت کے منکر ہیں ف۵۵ ف۴ ف۱ اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے
اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ
تمہاری ہی قسم سے عورتیں اور دیئے تم کو ف۵۶ تمہاری عورتوں سے
بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ
بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دیں تم کو ستھری چیزیں

موضح قرآن ف۱ یعنی وہ راہیں صاف ہیں اور فتح الرحمن اور تفسیر حسینی میں یوں ترجمہ کیا اور چل راہوں میں اپنے رب کی فرمانبردار ہو کر ف۲ تین پتے بتائے بڑے میں سے بھلا نکلنے کے جانور کے پیٹ میں سے دودھ اور نشہ کے انگور کھجور سے روزی پاک اور مکھی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جاہلوں کی اولاد عالم نکلے گی حضرت کے وقت یہی ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی ف۳ یعنی اس امت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص ہونے لگیں گے ف۴ رسول نے فرمایا کہ جب کسی کا غلام اس کا کھانا پکاوے گرمی اور دھواں آپ اٹھاوے اور تحفہ مال اس کو پہنچاوے تو لازم ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلاوے نہ ہو سکے تو ایک دو نوالے ہاتھ میں رکھ دے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہیچ کس نمی خواہد کہ مملوکان خود را برابر خود سازد ۱۲۔

متصرف و کارساز وہی ہے تو اس سے معلوم ہوگیا کہ چوپایوں، پھلوں اور شہد میں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کی دیا کرو اور ان اشیاء میں سے غیر اللہ کے لئے حصہ مقرر نہ کیا کرو۔ **۵۳** موت و حیات بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اسی نے تم سب کو خلعت حیات عطا فرمائی موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے کسی کو بچپن میں موت سے ہمکنار فرما دیتا ہے، کسی کو جوانی میں اور کسی کو بڑھاپے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ وہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے۔ جس طرح وہ نطفۂ بے جان سے لے کر انسان کے بڑھاپے تک کے تمام درمیانی انقلابات پر قادر ہے اسی طرح وہ مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنے پر بھی قادر ہے، یہ منکرینِ قیامت پر احتجاج ہے۔ **۵۴** یہ معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے۔ قال مجاهد هذا مثل الآلهة الباطلة (ابن کثیر) اللہ تعالیٰ نے رزق اور دنیوی دولت میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض لوگ بڑے دولتمند اور لینڈ لارڈ ہیں اور بعض بیچارے ان کے نوکر اور کارندے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ دولت دی ہے اور انہیں دوسروں پر فوقیت بخشی ہے وہ یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنی دولت اپنے نوکروں اور غلاموں میں تقسیم کر دیں تاکہ ان کے غلام دولت اور اختیارات میں ان کے برابر ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو گوارا نہیں فرماتا کہ وہ اپنی صفات الوہیت اور اپنے اختیارات، علم و قدرت اور ملک و تصرف میں سے اپنے مقرب بندوں کو کچھ حصہ عطا کر کے انہیں اپنے شریک بنا لے۔ اس لئے جس طرح اس نے مجازی مالک و مملوک میں دولت اور اختیارات کی کمی بیشی سے فرق قائم رکھا ہے اسی طرح اس نے اپنی صفاتِ کارسازی میں اپنے بندوں کو کچھ بھی نہ دے کر معبود اور عابد کا فرق قائم فرمایا۔ قال تعالٰی منکرا علیهم (ای علی المشرکین) انتم لا ترضون ان تساووا عبیدکم فیما رزقنکم فکیف یرضی هو تعالٰی بمساواة عبید له فی الالوهية والتعظیم (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۶) فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ یہ منفی پر متفرع ہے یعنی مالک اپنے مملوک کو اپنی دولت میں سے اس قدر نہیں دیتا کہ وہ اس کے برابر ہو جائیں فی موضع جواب النفی کان فیستووا (بحر ج ۵ ص ۵۱۵) **۵۵** یہ تمام مذکورہ بالا انعامات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ چوپایوں اور اس کی پیدا کردہ کھیتیوں میں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دے کر کفران نعمت کرتے ہیں۔

أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ
سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو
يَكْفُرُونَ ﴿٧٢﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
نہیں مانتے ف۱ اور پوجتے ہیں ۵۶ اللہ کے سوا ایسوں کو جو
لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان اور زمین میں سے
شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٣﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ
کچھ بھی اور نہ قدرت رکھتے ہیں ف۲ سو مت چسپاں کرو اللہ پر ۵۸
الْأَمْثَالَ ۭ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾
مثالیں بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۳
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى
اللہ نے بتلائی ایک مثال ۵۹ ایک بندہ پرایا مال نہیں قدرت رکھتا کسی
شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ
چیز پر اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ
يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ
خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو کہیں برابر ہوتے ہیں
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَ
سب تعریف اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ف۴ اور
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَآ أَبْكَمُ
بتائی اللہ نے دوسری مثال ۶۰ دو مرد ہیں ایک گونگا
لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ أَيْنَمَا
کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ بھاری ہے اپنے صاحب پر جس طرف

۱۔ مشرکوں کی دلیل ناکام بطور زجر ۲
۲۔ پہلی مثال ۳
۳۔ دوسری مثال ۴

۵۶ یہ دلیل ماقبل سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے آرام و سکون کی خاطر تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں پھر ان سے اولاد در اولاد پیدا فرمائی اور دنیا میں تمہاری نسل کو بقا نصیب ہوا۔ اور پھر ہر قسم کی پاکیزہ روزی کا سامان بہم پہنچایا۔ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ لیکن یہ ناشکر گذار انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ یسترون نعمة

موضح قرآن ف۱ یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو بیج دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں ف۲ یعنی نہ آسمان سے مینہہ برسا دیں نہ زمین سے اناج نکالیں ف۳ مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے انکو پوجئے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں ف۴ یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جس کو جو چاہے سو دے اور بت مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پرایا مال ہے۔

اللہ علیہم ویضیفو نہا الی غیرہ (ابن کثیر) روزی وہ دیتا ہے مصیبتیں وہ دور کرتا ہے اور اولاد وہی عطا کرتا ہے۔ مگر وہ اسے پیروں فقیروں اور بزرگوں کی عطا سمجھنے لگتے ہیں جیسا کہ ان کے مشرکانہ ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً عطا محمد، محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، رسول بخش، حسین بخش، علی بخش، میراں بخش، پیراں دتہ، گوراں دتہ وغیرہ۔ شاہ عبدالقادر رحمہ فرماتے ہیں "یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو سچ دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں۔"

يُوَجِّهْهُّ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ

اس کو بھیجے نہ کر کے لائے کچھ بھلائی کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو

يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۷۶ ع

حکم کرتا ہے انصاف سے اور ہے سیدھی راہ پر ف ۵۷

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ

اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے اور قیامت کا

السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

کام تو ایسا ہے جیسے لپک نگاہ کی یا اس سے بھی قریب اور اللہ

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۷۷ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ

ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے تم کو نکالا

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔـا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ

تمہاری ماں کے پیٹ سے نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو اور دیئے تم کو

السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـــِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ

کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ۝۷۸ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ

احسان مانو کیا نہیں دیکھے اڑتے جانور حکم کے باندھے ہوئے آسمان

السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

کی ہوا میں کوئی نہیں تھام رہا ان کو سوائے اللہ کے اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۷۹ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں ف ۲ اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے

بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ

گھر بسنے کی جگہ اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی کھال سے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا اور جن وانس کا بھی عجب معاملہ ہے کہ ان کا خالق میں ہوں مگر وہ عبادت غیروں کی کرتے ہیں اور ان کا رازق میں ہوں مگر وہ شکر اوروں کا ادا کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انی والجن والانس فی نبأ عظیم اخلق ویعبد غیری وارزق ویشکر غیری (مظہری ج ۵ ص ۳۵۲) **۵۷** یہ بطور زجر دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ قادر مطلق، مالک الملک اور سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی مستحق عبادت ودعا ہے مگر یہ مشرکین اس قادر ومحسن کے ساتھ عبادت اور پکار میں اس کے عاجز وبے بس بندوں کو شریک بناتے ہیں جو مذکورہ کاموں میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے، نہ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں نہ زمین سے روزی پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کاموں میں سے کچھ بھی تو ان کے اختیار میں نہیں۔ **۵۸** یہ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سے متعلق ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ فرشتے بیٹیوں کی مانند اللہ کو پیارے ہیں اور وہ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اس لئے ہم فرشتوں کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے ہیں نیز مشرکین کہتے تھے اصل میں مالک ومختار اور متصرف علی الاطلاق تو واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ کے برگزیدہ اور نیک بندے اللہ کی سرکار میں مختار بالاذن ہیں اس لئے ہم ان کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پوجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے ایسی مثالیں نہ بیان کرو جن سے شرک کی راہ نکلتی ہو یا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لئے شریک اور مثیل نہ بناؤ یعنی اپنے معبودان باطلہ کو خدا کے شریک مت ٹھہراؤ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یقول سبحانہ لا تجعلوا معی الٰہا غیری فانہ لا الٰہ غیری (روح ج ۱۴ ص ۱۹۴) شاہ عبدالقادر رحمہ فرماتے ہیں "مشرکین کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اللہ کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے ان کو پوجتے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں۔" **۵۹** تم نے اپنے معبودوں کے لئے جو مثال بیان

موضح قرآن ف ۱ یعنی خدا کے دو بندے ایک بت نکما نہ ہل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جو اللہ کی راہ بتا دے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم ہے اسکے تابع ہونا بہتر یا اسکے ف ۲ یعنی ایمان لائے ہیں بعضے اٹکتے ہیں معاش کی فکر سے سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا اسباب کمائی کے آنکھ کان دل اللہ ہی دیتا ہے اور اڑتے جانور ادھر میں کس کے بھروسے رہتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید حاصل این دو مثل آنست کہ آنچہ در عالم تصرف ندارد باخدا برابر نیست چنانچہ مملوک ناتوان با مالک توانا برابر نیست وچنانکہ گنگ بی تمیز با صاحب ہدایت واہتدار برابر نیست واللہ اعلم ۱۲۔

کی ہے وہ صحیح نہیں. تمہارے خود ساختہ معبودوں کی صحیح مثالیں یہ ہیں. پہلی مثال ـ ایک غلام ہو جو دوسرے شخص کا مملوک ہو، وہ اپنے مالک کے رحم وکرم پر اور اس کا محتاج ہو اور اس کے پاس کوئی اختیار بھی نہ ہو. اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو آزاد ہے اور ہم نے اسے حلال کمائی سے بہت سی دولت دی ہو جسے وہ اپنے اختیار سے جب چاہے، جہاں چاہے آزادانہ خرچ کرتا ہو. اب تم خود ہی بتاؤ کیا یہ دونو برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں. جس طرح ایک عاجز و بے بس غلام اور ایک بااختیار آقا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ جو تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اور تمہارے تمام معبودوں کا آقا ہے، تمہارے معبود جو اسکے مملوک ومحکوم ہیں اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اس کے برابر نہیں ہو سکتے. لیکن یہ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی. ٦٠ یہ دوسری مثال ہے. دو شخص ہوں جن میں سے ایک وہ شخص ہے جس میں یہ چار صفتیں ہوں. گونگا بہرہ مملوک ہو، اس کے اختیار میں بھی کچھ نہ ہو، وہ الٹا اپنے مالک پر بوجھ ہو اور مالک جدھر بھی اسے بھیجے وہ کوئی کام نہ بجالا سکے اور ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے اور وہ عدل وانصاف تلقین کرتا ہے اور اپنے اختیار سے سیدھی راہ پر چل رہا ہے اس طرح اس کا قول اور عمل دونوں ہی سراپا خیر وبرکت ہیں. یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے. جس طرح ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے اسی طرح معبود برحق اور تمہارے معبودانِ باطلہ میں فرق ہے. معبود حق مالک ومختار اور خیر وبرکت کا سرچشمہ ہے مگر تمہارے معبود محض عاجز وبے بس ہیں اور ان کی عبادت اور پکارے کسی خیر اور نفع کا امکان نہیں. وَمَنۡ یَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ اَبۡکَمُ کے مقابلہ میں ہے اور وَھُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ لَا یَقۡدِرُ عَلٰی شَیۡءٍ الخ یعنی باقی تینوں صفتوں کے مقابلے میں ہے. ٦١ واؤ تعلیلیہ ہے اور اس میں دعویٰ توحید مذکورہ کی علت بیان کی گئی ہے یعنی سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ غیب داں وہی ہے. اگر واؤ استینافیہ ہو تو یہ دوسرے دعوے کا بیان ہوگا یعنی جس طرح سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ الخ یہ تخویف اخروی ہے. قیامت بپا کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں. جب اسکا معین وقت آجائیگا تو وہ آن واحد میں سارے جہان کو زیر وزبر کر دیگا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے. ٦٢ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے. جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اسوقت

بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ
ڈیرے جو ہلکے رہتے ہیں تم پر جس دن سفر پر ہو اور جس دن گھر میں
وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا
اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی بریوں سے اور بکریوں کے بالوں سے کتنے
وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٨٠﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا
اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقرر تک ف۱ اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے اپنی
خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا
بنائی ہوئی چیزوں کے سائے اور بنا دیں تمہارے واسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں
وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ
اور بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی میں ف۲ اور کرتے
تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ
جو بچاؤ ہیں لڑائی میں اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر
لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ
تاکہ تم حکم مانو ف۳ پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو یہی ہے
الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ
کھول کر سنا دینا پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر
يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٣﴾ ع ١١/١٧ وَيَوْمَ
منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں اور جس دن
نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ
کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں ۓا ایک بتلانے والا پھر حکم نہ ملے
لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾ وَإِذَا
منکروں کو ف۳ اور نہ ان سے توبہ لی جائے ف۴ اور جب

تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے پھر اس نے تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے سمجھنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور غیر اللہ کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو اور اس کی عطا کردہ قوتوں کو علم دین اور معرفت الٰہی کی تحصیل میں خرچ کرو. اجتلاب لعلم والعمل به من شکر المنعم وعبادته والقیام بحقوقه (مدارک ج ۲ ص۲۲۵) ٦٣ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے جس طرح انسانوں کو مختلف قوتیں بخشی ہیں اسی طرح اس نے پرندوں

موضح قرآن ف۱ اون بھیڑ کی پشم بکریوں سے یعنی اونٹ کی پشم. ف۲ جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے سردی کا بھی بچاؤ ہے پر اس ملک میں گرمی بہت تھی اسی کا ذکر فرمایا اور لڑائی کا بچاؤ زرہ میں ہے ف۳ حکم نہ ملے یعنی بولنے کا.

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی واز سردی نیز ۱۲ ف۲ و آن نبی آن قوم باشد ۱۲ ف۳ یعنی تا عذر خود کنند ۱۲ ـ

کو بھی اڑنے کی طاقت دی ہے اور وہ اس کی قدرت سے فضائے آسمانی میں اڑتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کے تابع ہیں۔ ۶۴ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس نے انسان کو آسمان کی طرح ہر آن متحرک اور پہاڑوں کی مانند ہر وقت ساکن پیدا نہیں فرمایا بلکہ حرکت کے بعد سکون کا تقاضا اس کی فطرت کا لازمہ قرار دیا اور گھروں کو آرام و راحت کی جگہ بنایا۔ یہ چوپائے بھی اللہ کی نعمت ہیں ان سے آدمی کس قدر کام لیتا ہے۔ ان کے چمڑوں سے گھر (یعنی خیمے اور سائبان) بناتا ہے جو ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کے اٹھانے اور نصب کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ عرب کے خانہ بدوش قبائل ایسے خیموں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اونٹوں بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف قسم کا سامان مثلاً کمبل، گدے، نمدے اور کوٹ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ ۶۵ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور چھتوں کیلئے سائے بنا دیئے، پہاڑوں میں غاریں بنا دیں جو وقتاً فوقتاً بارش، طوفانِ باد، دھوپ اور سردی سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اون اور روئی وغیرہ پیدا کی جن سے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس تیار کیا جاتا ہے۔ صرف گرمی کا ذکر فرمایا حالانکہ یہ کپڑے سردی سے بھی بچاتے ہیں اس لئے کہ عرب میں شدت کی گرمی پڑتی ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں درختوں کے سایوں، پہاڑوں کے غاروں اور مختلف قسم کے کپڑوں کی ضرورت تھی۔ سردی وہاں اس قدر کم پڑتی ہے جو زیادہ اہتمام کے بغیر بھی برداشت کی جا سکتی ہے۔ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ لوہے کی زرہیں جو جنگ میں پہنی جاتی تھیں تاکہ بدن پر تلوار یا تیر اثر نہ کر سکے۔ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ الخ یہ ساری نعمتیں تمہیں اس لئے دیں تاکہ منعم (نعمت دہندہ) کو پہچانو، اس کا شکر بجا لاؤ، اس کی پوری پوری اطاعت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور اسی کو منعم سمجھو۔ اور اسی کو متصرف و کارساز سمجھ کر حاجات میں پکارو۔ یعنی لعلكم يا اهل مكة تخلصون لله الوحدانية و الالوهية والعبادة والطاعة وتعلمون انه لا يقدر على هذه الانعامات الا الله (خازن ج ۴ ص ۱۰۸) ۶۶ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور اِنْ کی جزا محذوف ہے ای فان تولوا بعد هذه الدلائل الواضحة والبينات القاهرة فلا اُفٍّ لهم یعنی یہ معاندین اگر ایسے واضح دلائل و بینات کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانیں تو تف ہے ان کی عقلوں پر۔ اگر وہ نہ مانیں تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں کیونکہ آپ کا فرض تبلیغ ہے جو آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا۔ صاحبِ مدارک نے فلا تبعة عليك جزا مقدر مانی ہے۔

رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ
دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھر ہلکا نہ ہوگا ان سے
وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا
اور نہ ان کو ڈھیل ملے اور جب دیکھیں مشرک لوگ
شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ
اپنے شریکوں کو وہ بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو
كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ
ہم پکارتے تھے تیرے سوائے تب وہ ڈالیں گے ان پر بات
اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ
کہ تم جھوٹے ہو اور آ پڑیں اللہ کے آگے اس دن عاجز ہو کر
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور بھول جائیں جو جھوٹ باندھتے تھے جو لوگ منکر ہوئے ہیں
وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ
اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے ان کو ہم بڑھا دیں گے عذاب پر
الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ
عذاب بدلہ اس کا جو شرارت کرتے تھے اور جس دن کھڑا کریں گے ہم
فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ
ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا ان پر انہی میں کا اور
جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ
تجھ کو لائیں بتلانے کو ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر
الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّ
کتاب کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اور

الثلثة

۱۔ اعادہ بوجہ بُعد ۲۔ دلیل وحی برائے نفی شرک فی التصرف

ای فلا تبعة عليك وفی ذلك لان الذی عليك هو التبليغ الظاهر وقد فعلت (مدارک ج ۲ ص ۲۲۵) ۶۷ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب پہچانتے ہیں اور انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر اس کے باوجود عملاً ان کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کرتے اور از راہ عناد و تعنت ان نعمتوں کو اپنے معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ای يعرفون ان الله تعالیٰ هو المسدی اليهم ذلك وهو المتفضل به عليهم ومع هذا ينكرون ذلك ويعبدون معه غيره ويسندون النصر والرزق الی غيره (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۸۰) ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر دلائل کا کوئی اثر ہوگا نہ امتنان کا

موضح قرآن ف جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر آپ کو پجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معبودانِ باطل خود را ۱۲ ف۲ و آن نبی آن قوم باشد ۱۲

بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿٨٩﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ
خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا
وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ
اور بھلائی کرنے کا ف۱ اور قرابت دار کے دینے کا اور منع کرتا ہے
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ ج یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ
بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم
تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ
یاد رکھو ف اور پورا کرو عہد اللہ کا ف۱ جب آپس میں عہد کرو
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَقَدْ
اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور تم نے
جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ط اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا
کیا ہے اللہ کو اپنا ضامن ف۲ اللہ جانتا ہے جو تم
تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا
کرتے ہو اور مت رہو ف۱ جیسے وہ عورت کہ توڑا اپنا سوت اس نے کاتا ہوا
مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ط تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًا
محنت کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کہ ٹھہراؤ اپنی قسموں کو دخل دینے کا بہانہ
بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ ط اِنَّمَا
ایک دوسرے میں اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہوا دوسرے فرقے سے ف۲ یہ تو
یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ط وَلَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا
اللہ پرکھتا ہے تم کو ف۲ اس سے اور آئندہ کھول دیگا اللہ تم کو قیامت کے دن جس بات
كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ
میں تم جھگڑ رہے تھے ف۳ ف اور اللہ چاہتا تو ف۱ تم سب کو

ع ١٢ / ١٨

عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ۱۲

عہد توڑنے والوں کی تمثیل ۱۲

۶۸ تخویف اخروی ہے۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے یعنی دنیا میں ماننے پر نہیں آتے قیامت کے دن جب تمام امتیں احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہوں گی تو ہر امت کا رسول بطورِ گواہ پیش ہو کر اپنی امت کے نیک و بد کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے دعوتِ حق کے ساتھ کیسا سلوک کیا، اس دن ان منکرین کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے لب کشائی کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ الخ انبیاء علیہم السلام کی گواہی کے بعد مشرکین کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر نہ ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگی اور نہ انہیں عذاب میں داخل کرنے سے پہلے کچھ مہلت دی جائے گی۔ ۶۹ قیامت کے دن جب مشرکین ان خاصانِ خدا کو دیکھیں گے تو فوراً بول اٹھیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ ہیں ہمارے حمایتی اور سفارشی جن کو ہم دنیا میں تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی رح فرماتے ہیں۔ "جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر پجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو"۔ فَاَلْقَوْا الخ یعنی وہ بزرگ مشرکین سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو جو ہمیں خدا کا شریک بتا رہے ہو نہ ہم نے کبھی تم سے کہا کہ ہماری عبادت کیا کرنا اور اگر تم نے اپنی بدبختی سے ایسا کیا بھی ہے تو خدا گواہ ہے ہمیں تمہاری عبادت اور پکار کی خبر بھی نہیں فَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِیْنَ (یونس ع) ۷۰ قیامت کے روز مشرکین سر افگندہ ہوں گے اور عذاب کے لئے تیار ہونگے اور جن خودساختہ حمائیتیوں اور سفارشیوں سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی کام نہیں آئے گا۔ اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ وہ کفار جو نہ خود مانتے تھے اور نہ دوسروں کو ماننے دیتے تھے انہیں دوگنا تگنا عذاب دیا جائے گا کیونکہ وہ خود تو گمراہ تھے ہی اس کے ساتھ انہوں نے مخلوقِ خدا کو بھی گمراہ کیا اور انہیں جہنم میں دھکیلا۔ ای عذابًا بکفرھم و عذابًا بصدھم عن سبیل اللّٰہ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۹) ۷۱ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے بیان امر زائد مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی قیامت کے دن ہم ہر امت سے گواہ کھڑا کریں گے مراد ہر امت کا رسول ہے یا اس سے مراد ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں ہیں جو قیامت کے دن بول کر آدمی کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ وَجِئْنَا بِكَ الخ اور آپ کو ہم ان مشرکین پر بطور گواہ قیامت کے دن اپنی عدالت میں حاضر کریں گے۔ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنے زمانہ کے نیک و بد لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور سب کے بارے میں بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے آپ کی دعوت کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اقول کما قال العبد الصالح الخ میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کے نیک

موضح قرآن ف۱ غیر کے مقدمہ میں انصاف چاہیئے یعنی برابر رکھنا اور اپنی طرف سے بھلائی ف۲ کوئی قول دیکر دغا کرتا ہے اس واسطے کہ زبردست کو گرا دے اور کمزور کو چڑھا دے یہ اللہ نے آزمانے کو رکھا ہے کسی کے بدلے سے بدلا نہیں جاتا اور ہارے اقبال وہی لاوے تو آوے اور بدقولی کا خیال تب ہی آتا ہے جب ادبار آتا ہوتا ہے۔ دوسرے کا گرایا نہ گرا اول آپ گرتا ہے اپنے بنے کام کو خراب کرنا جیسے ایک عورت دیوانی تھی مالدار سارے برس سوت کتواتی کہ جڑا اول دوں گی اقربا کو جب جاڑا شروع ہوتا سوت کتر کر بوٹی بوٹی سب کو بانٹتی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی نام او را در قسم مذکور کردہ اید ۱۲ ف۲ یعنی برائے منفعت دنیا تا مال و منال زیادہ بدست آید ۱۲ ف۳ مترجم گوید مراد تحریم یمین غموس و حاصل مثل آنست کہ اعمال خود را حبط مکنید چنانکہ این زن عمل خود را تباہ کردہ واللہ اعلم گویا اینجا اشارہ است بآنکہ یمین غموس حبط کنندہ اعمال است واللہ اعلم ۱۲۔

أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ
ایک ہی فرقہ کردیتا لیکن راہ بھلاتا ہے جس کو چاہے اور سمجھاتا ہے
مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔـلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾
جس کو چاہے اور تم سے پوچھ ہوگی جو کام تم کرتے تھے ف۱
وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ
اور نہ ٹھہراؤ ف۲ اپنی قسموں کو دھوکا آپس میں کر ڈگ نہ جائے کسی کا
قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ بِمَا
پاؤں جمنے کے پیچھے اور تم چکھو سزا اس بات پر کہ
صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ
تم نے روکا اللہ کی راہ سے اور تم کو بڑا
عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ
عذاب ہوگا ف۱ اور نہ لو ف۴ اللہ کے عہد پر مول تھوڑا سا
اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾
بیشک جو اللہ کے ہاں ہے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانتے ہو ف۵
مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ
جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائیگا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا اور ہم بدلہ میں دینگے
الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا
صبر کرنے والوں کو ان کا حق اچھے کاموں پر جو
يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
کرتے تھے جس نے کیا نیک کام ف۶ مرد ہو یا عورت ہو
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
اور وہ ایمان پر ہے تو اسکو ہم زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی ف۷ اور بدلے میں دینگے ان کو

منزل ۳

بندے عیسیٰ علیہ السلام دیں گے۔ یعنی وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ الآیہ یعنی جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو ان کے حال کو جانتا تھا مگر بعد کا مجھے علم نہیں وہ کیا کرتے رہے۔ لفظ شَهِيْدًا کی پوری تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۲۰۳ ص ۷۵ پہلے حصہ میں نفی شرک فی التصرف پر چھ دلائل عقلیہ اور ایک دلیل نقلی کے بعد یہ دلیل وحی ہے۔ یعنی ایک طرف تو عقل سلیم کی واضح شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب، متصرف و مختار اور کارساز نہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی لئے مبعوث کئے گئے اور یہ مسئلہ بذریعہ وحی آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے جس میں عقائد سے لے کر اعمال تک اور اخلاق سے لے کر معاملات تک کے بارے میں تمام بنیادی اور ضروری احکام بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے یعنی ما کان وما یکون اور حضور علیہ السلام قرآن مجید کو کماحقہ سمجھتے تھے لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ما کان وما یکون کا کلی اور تفصیلی علم تھا۔ مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ان کا استدلال اس پر مبنی ہے کہ یہاں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہو اور یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ میں کُلّ استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ استغراق اضافی کے لئے ہے۔ اور اس سے دین کے بنیادی اور ضروری احکام مراد ہیں جیسا کہ مفسرین نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ تبیانا لکل شیئ من امور الدین (مدارک ج ۲ ص ۲۲۹) قال مجاهد تبیان الحلال والحرام (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۶۴) لکل شیئ یحتاج الیه من الامر والنهی والحلال والحرام والحدود والاحکام (معالم ج ۴ ص ۱۱۰) تبیانا لکل شیئ یعنی من امور الدین (خازن) والمراد من کل شیئ علی ما ذهب الیه جمع ما یتعلق بامور الدین (روح ج ۱۴ ص ۲۱۴) (تبیانا) بیانا بلیغا (لکل شیئ) یتعلق بامور الدین (ابو السعود ج ۵ ص ۵۰۰) قال الزمخشری المعنی انه بین کل شیئ من امور الدین الخ (بحر ج ۵ ص ۵۲۷) (تبیانا) بیانا بلیغا (لِكُلِّ شَيْءٍ) یحتاجون الیه من امور الدین (جامع البیان ص ۲۳۷)

ان حوالوں سے معلوم ہو گیا کہ مفسرین کرام (شکر اللہ مساعیہم) نے یہاں لفظ کُلّ استغراق اضافی پر محمول کیا ہے اور استغراق حقیقی کسی نے بھی مراد نہیں لیا لہٰذا مبتدعین کا استدلال باطل ہے اور اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کے تمام احکام دین کا بیان ہونے سے مراد یہ ہے کہ کچھ احکام قرآن میں صراحۃً مذکور ہیں اور کچھ بحوالہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو بدنوی سے نہ ماریئے کفران باتوں سے مٹتا نہیں اور اپنے اوپر وبال آتا ہے ف۲ یعنی مسلمانی کو بدنام نہ کرو کہ یقین لانے والے شک میں پڑیں اور تم پر یہ گناہ چڑھے ف۳ پہلے مذکور تھا آپس کے قول توڑنیکا اب ذکر ہے اللہ سے قول توڑنیکا یعنی مال کی طمع سے حکم شرعی کیخلاف نہ کرو وہ مال وبال لاویگا جو موافق شرع ہاتھ لگے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید در جہاد عہد کردہ و قسم خوردہ دغا کردن سبب آنست کہ کافران من بعد قول ایشان را معتبر ندانند و با ایشان صحبت ندارند بلکہ مسلمانان در شبہہ افتند واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی در دنیا نعمت دہیم ۱۲۔

جیسا کہ فرمایا مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ ۳ ۔ دلائل توحید اور تخویفات دنیوی یہ اخرویہ کے بعد عذاب سے بچنے کا علاج بتایا کہ شرک نہ کرو
انصاف کو اپنی زندگی کا دستور بناؤ، ظلم و عدوان سے اجتناب کرو، احسان و تفضل سے کام لو، بے حیائی اور برے کاموں سے باز آجاؤ۔ اگر تم ان امور پر عمل کرو گے تمہارے
دلوں میں نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہوگی جو آخر تمہاری استقامت کا باعث ہوگی اَلْعَدْلِ سے مراد توحید ہے العدل التوحید قالہ ابن عباس قرآن مجید
کی یہ آیت اس قدر جامع ہے کہ اس میں تمام ابواب خیر اور تمام ابواب شر کو جمع کر دیا گیا ہے قال ابن مسعود هذه اجمع اٰية فی القراٰن لخير يمتثل و لشر
يجتنب (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۶۵) قرآن مجید میں جہاں کہیں عذاب دینے کا ذکر ہو وہاں دفع عذاب کے لئے تین امور بیان کئے جاتے ہیں۔ یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ اس سورت میں اہل مکہ کے لئے عذاب کی دھمکی تھی اس لئے امور ثلاثہ کو ذکر کیا گیا۔ ۷۴ ۔ یہاں عہد سے ایمان و اسلام کا عہد مراد ہے جو ہر آدمی اسلام قبول کرتے وقت یا بالغ ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے۔ یعنی ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اسلام کے تمام احکام و حدود کی پابندی کرنا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر دین اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کی تھی۔ اس میں مسلمانوں کو اس عہد بیعت پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی۔ عهد الله هي البيعة لرسول الله صلى الله عليه وسلم على الاسلام لقوله اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ الخ (کبیر ج ۵ ص ۵۴۱، مدارک ج ۲ ص ۲۲۹) بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا الخ یعنی اپنے عہدوں کو مضبوط اور پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔ کیونکہ تم نے اللہ کا نام لے کر عہد کیا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے۔ ۷۵ ۔ یہ عہد توڑنے والوں کے لئے تمثیل ہے۔ کہتے ہیں مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کے دماغ میں خلل تھا وہ سوت کاتتی تھی مگر کاتنے کے بعد سوت کو نوچ ڈالتی (ابن کثیر) فرمایا عہد کو توڑنا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ کم عقل عورت سوت کات کر توڑ دیتی تھی۔ اَنْكَاثًا ٹکڑے ٹکڑے یہ غَزْلَهَا سے حال ہے۔ تَتَّخِذُوْنَ، لَا تَكُوْنُوْا کے فاعل سے حال ہے۔ دَخَلًا سے مراد غدر و خیانت ہے اور یہ تَتَّخِذُوْنَ کا مفعول ثانی ہے۔ (روح) اَنْ تَكُوْنَ ای بسبب ان تکون (مدارک) اُمَّةٌ اول سے جماعت مشرکین اور اُمَّة ثانی سے جماعت مؤمنین مراد ہے اَرْبٰى تعداد اور مال و دولت میں زیادہ، ازید عددا و اوفر مالا (مدارک ج ۲ ص ۲۲۹) یعنی مشرکین کی کثرت تعداد اور فراوانی مال و زر کی وجہ سے اپنے عہد و میثاق کو اپنے بھائیوں سے غدر و خیانت کا ذریعہ نہ بنانا۔ المعنى لا تغدروا بجماعة بسبب ان تكون جماعة اخرى اكثر منها واعز بل عليكم الوفاء بالايمان (روح ج ۱۴ ص ۲۲۲) ۷۶ ۔ کفار کو کثرت مال عطا کرنے کی حکمت بیان فرمائی کسی قوم کی کثرت

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾ فَإِذَا قَرَأْتَ
حق ان کا۔ بہتر کاموں پر جو کرتے تھے ف۱ سو جب تو پڑھنے لگے
الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾
قرآن ف۲ تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے
إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ
اس کا زور نہیں چلتا ان پر جو ایمان رکھتے ہیں اور
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٩٩﴾ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ
اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی پر ہے جو
يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٠﴾ وَإِذَا
اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اس کو شریک مانتے ہیں ف۳ اور جب
بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ ۙ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ
بدلتے ہیں ۷۷ ایک آیت کی جگہ دوسری ف۱ اور اللہ بہتر جانتا ہے جو اتارتا ہے ۷۸
قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾
تو کہتے ہیں تو تو بنا لاتا ہے یہ بات نہیں پر اکثروں کو ان میں خبر نہیں ف۳
قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ
تو کہہ اس کو اتارا ہے پاک فرشتے نے ۷۹ تیرے رب کی طرف سے بلا شبہ
لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٢﴾
تاکہ ثابت کرے ایمان والوں کو اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے واسطے ف۴
وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ
اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں ۸۰ اس کو تو سکھاتا ہے ایک آدمی
لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا
جس کی طرف تعریض کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجمی اور یہ قرآن

ع ۱۳ / ۱۹

موضح قرآن ف۱ اچھی زندگی قیامت کو جلاویں گے یا دنیا میں اللہ کی محبت میں اور لذت میں ف۲ دنیا میں کسی آدمی کو کوئی شیطان یعنی جن ستانے لگے تو اس کے رجوع نہ ہووے اور سر چڑھتا ہے بلکہ اللہ کی پناہ میں دوڑے اس کا کلام ہے اور اُسی کے نام ہیں ف۳ اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اکثر نسخ فرمایا ہے تو کافر شبہ کرتے اس کا جواب سمجھا دیا یعنی ہر وقت پر موافق اس وقت کے حکم بھیجے تو یقین والوں کا دل قوی ہو کہ ہمارا رب ہر حال سے خبردار ہے۔ ف۴ یعنی ہر حال میں اسکے موافق راہ سوجھاوے اور ہر کام پر ویسی خوشخبری سنا دے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی یک آیت را بآیت دیگر نسخ کنیم ۱۲۔

تعداد اور دولت تمہارے لئے عہد شکنی کا باعث نہ بنے کیونکہ یہ ایک آزمائش ہے جس سے تمہارا امتحان مقصود ہے کہ کون اپنے عہد پر قائم رہتا ہے اور کون عہد کو توڑتا ہے۔
وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ الخ قیامت کے دن تم پر خوب واضح ہو جائے گا کہ عہد توڑ کر تم نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ **۷۷** اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، ان میں کوئی
اختلاف نہ ہوتا اور سب ہی اللہ کے عہد پر قائم ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ ہر شخص کا امتحان لینا چاہتا ہے کہ ان میں کون ضد کرتا ہے اور کون اللہ کی طرف انابت اور رجوع کرتا ہے۔ وَ
لٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ چنانچہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے اور محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں انہیں ہدایت کی توفیق نہیں ملتی وَيَهْدِيْ مَنْ

لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ

زبان عربی ہے صاف ف۱ وہ لوگ جن کو ف۲ اللہ کی باتوں پر یقین

اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ اِنَّمَا

نہیں ان کو اللہ راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف۳ جھوٹ تو

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ

وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ

وہی لوگ جھوٹے ہیں جو کوئی منکر ہوا اللہ سے ف۴ یقین لائے

اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ

پیچھے مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی ہو اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

و لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو اس پر غضب ہے

مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا

اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب ہے ف۵ یہ اس واسطے کہ انہوں نے عزیز رکھا

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

دنیا کی ف۶ زندگی کو آخرت سے اور اللہ راستہ نہیں دیتا منکر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَ

لوگوں کو ف۷ یہ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور

اَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ

آنکھوں پر اور وہی ہیں بیہوش خود ظاہر ہے کہ

فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

آخرت میں یہی لوگ خراب ہیں پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر کہ

تخویف اخروی ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

تشویق برائے تعقیب ذکری ۱۲

يَّشَآءُ اور جو لوگ نیک نیتی سے حق کی جستجو کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا اور انہیں قبول حق کی توفیق دے دیتا ہے۔ **۷۸** امر زائد مرتب کرنے کے لئے مضمون مذکور کا بصورت نہی اعادہ کیا گیا۔ نیز اعادہ سے تاکید مقصود ہے اپنی قسموں اور اپنے عہدوں کو غدر و خیانت کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ اس (عہد شکنی) کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے پاؤں دین اسلام کی راہ سے پھسل جائیں گے اور تم میں سے جو لوگ عہد بیعت توڑ کر دوبارہ کفر میں چلے جائیں گے انکا یہ عمل دوسروں کے لئے بھی بیعت توڑ کر اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہوگا اس لئے تمہیں دنیا اور آخرت میں اس عہد شکنی کا سخت ترین عذاب جھیلنا پڑے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں عہد اور ایمان سے مراد عام نہیں بلکہ بیعت اسلام کا عہد مراد ہے کیونکہ اتنی سخت وعید ترک اسلام پر ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس کے بعد مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ الخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد سے عہد اسلام مراد ہے۔ **۷۹** اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین کی ظاہری شان و شوکت، مال و دولت اور افراد کی کثرت کو دیکھ کر عہد اسلام کو مت توڑو کیونکہ یہ دنیا کا تمام ساز و سامان اور مال و دولت آخرت کے مقابلے میں نہایت حقیر اور بے وقعت ہے۔ اسلام پر قائم رہنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہاری جو قدر و منزلت اور تمہارے لئے جو اجر و ثواب ہے وہ اس دنیوی مال، سامان اور عیش سے کہیں بہتر ہے۔ **۸۰** دنیا کی تحقیر کا بیان مقصود ہے یعنی دنیوی ساز و سامان کی طرف توجہ نہ کرو بلکہ آخرت کی فکر کرو۔ کیونکہ دنیا کی ہر چیز فانی اور ختم ہو جانیوالی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں منکرین کے لئے جو عذاب ہے اور مؤمنین کے لئے جو ثواب ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگا جو لوگ دنیا میں عہد اسلام پر قائم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی احکام و حدود کی پابندی کریں گے آخرت میں ان کے تمام اعمال
کا انہیں پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں جہاں دولت دنیا کے فریب میں آنے سے ڈرایا جاتا ہے وہاں عام طور سے تین باتیں مذکور ہوتی ہیں (۱) دولت دنیا

موضح قرآن ف۱ ایک شخص کا غلام رومی نصرانی مکے میں تھا حضرت کے پاس آ بیٹھتا محبت سے اللہ کا کلام اور پیغمبروں کا احوال سننے کو کافر کہتے وہی سکھا جاتا ہے ف۲ یعنی جتنا
سمجھائے وہ نہیں سمجھتے بے یقین آدمی محروم ہیں ف۳ پہلے مذکور ہوئے کافروں کے شبہے اب فرمایا کہ جو کوئی شبہے سن کر ایمان سے پھر جاوے اس کا یہ حال ہے
مگر ظالم زبردستی سے اگر منہ سے کفر کا لفظ کہوا دے اور دل میں ایمان برقرار ہے اس کو گناہ نہیں لیکن اگر مرنا قبول کرے اور لفظ بھی منہ سے نہ کہے تو شہید اکبر ہے ف۴
اور جو کوئی ایمان سے پھرا ہے تو دنیا کی غرض کو جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر یا زر کے لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں۔ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہئے
جب ڈر کا وقت جا چکے پھر توبہ و استغفار کر کر ثابت ہو جاوے۔

قلیل وحقیر ہے۔ (۲) اس کی وجہ سے دنیا میں عذاب آتا ہے (۳) آخرت میں بھی عذاب ہو گا امر اول مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ سے امر دوم وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ سے اور امر سوم وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ سے ذکر کیا گیا ہے۔ ۸۱ جو مرد و زن دنیا میں نیک کام کرے بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اس کی دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ اور پر لطف ہو گی کیونکہ مؤمن موحد کو اللہ تعالیٰ کی بندگی، اطاعت، اور صبر و قناعت میں جو لطف اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ شاہانِ دنیا کو تخت و تاج اور بے شمار سامان تعیش سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں بھی اپنے تمام اعمال کی پوری پوری جزا پائیں گے۔ بعض مفسرین نے حَيٰوةً طَيِّبَةً سے اخروی زندگی مراد لی ہے۔ جس کا پاکیزہ اور پر لطف ہونا کسی تشریح و توضیح کا محتاج نہیں۔ والمراد بالحیاۃ الطّیّبۃ الحیاۃ التی تکون فی الجنۃ اذ ھناك حیاۃ بلا موت وغنی بلا فقر وصحۃ بلا سقم وملك بلا ھلك وسعادۃ بلا شقاوۃ (روح ج ۱۴ ص ۲۲۶)

هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا آ

انہوں نے وطن چھوڑا ہے بعد اس کے کہ مصیبت اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع يَوْمَ تَاْتِيْ

بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ف جس دن آئے گا ۸۱

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا

ہر جی جواب و سوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو

عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہو گا ف ۲ اور بتلائی اللہ نے ۸۲ ایک مثال ایک بستی کی

كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ

تھی چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے

مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ

پھر ناشکری کی اللہ کے احسان کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے

الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے ف ۳ اور ان کے پاس پہنچ چکا

رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص وَّاشْكُرُوْا

گنہگار تھے ف ۱ سو کھاؤ ۸۳ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو

نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ

اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو ف ۴ اللہ نے تو یہی حرام کیا ہے

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ

تم پر ۸۴ مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا

ع ۱۴ ۱۰ ۲۰

۸۲ یہ دلیل وحی یعنی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الخ سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے کہ اس میں تمام ضروریاتِ دین کی پوری تفصیل موجود ہے اور جس میں مذکور الصدر امور ثلاثہ کا ذکر ہے یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو پس جب آپ اس کی تلاوت فرمانے لگیں تو اس کی ابتدا میں شیطان سے استعاذہ ضرور کر لیا کریں کیونکہ وہ دورانِ تلاوت وسوسے ڈالنے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ آپ پر اس کا کوئی مکرو فریب اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ مؤمنین صادقین جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا البتہ اس کے ورغلانے اور وسوسے ڈالنے کا ان لوگوں پر اثر ہوتا ہے جو وسوسوں پر عمل کرتے اور اس کے گمراہ کرنے سے اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ بِهٖ میں بار سببیہ ہے والمعنی بسببہ ۔ ۔ ۔ ای من اجلہ ومن اجل حملہ ایاھم علی الشرك باللّٰہ صاروا مشرکین (کبیر ج ۵ ص ۵۱۷) تلاوتِ قرآن سے پہلے استعاذہ کو مشہور الفاظ جو حدیثوں میں وارد ہیں یہ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۸۳ یہ مشرکین پر شکوی ہے جو قرآن مجید پر شیطانی وسوسوں سے بے جا شبہات وارد کرتے تھے یہ ان کا پہلا شبہہ ہے جو دلیل وحی سے متعلق ہے قرآن مجید میں جو احکام ابتدا میں وقتی مصالح کی بنا پر نازل کئے گئے تھے جب ان کی ضرورت باقی نہ رہی تو انہیں منسوخ کر دیا گیا اس پر مشرکین طعن کرنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بات کہے پھر اسے واپس لے لے

موضح قرآن ف ۱ مکے میں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے بچ گئے تھے یا زبانی لفظ کہہ لیا تھا اس کے پیچھے جب اتنے کام کئے ایمان کے وہ تقصیر بخشی گئی ایک بزرگ تھے عمار ان کے باپ یاسر اور ماں سمیہ ظلم اٹھاتے مر گئے پر لفظ کفر نہ کہا بیٹے نے خوف سے جان کے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت پاس آئے تب یہ آیتیں اتریں ف ۲ یعنی کسی طرف کوئی نہ بولے گا اس دن ظلم نہ چل سکے گا۔ ف ۳ ایسے بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا مکہ کا کہ کپڑے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے خالی نہ رہنے لگے ف ۴ یعنی ایمان لاؤ اور حلال کو حرام مت کرو اپنے عمل سے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ این قصہ اجمالی انتزاع کردہ شدہ است از قصہائے بسیار و منطبق است بر واقعہائے بے شمار و لہٰذا مثل نامیدہ شد و در عبارت جمع کردہ شدہ است دو تشبیہہ در یک سیاق ۱۲۔

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی ناچار ہو جائے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ

بخشنے والا مہربان ہے اور مت کہو ۸۹ؐ اپنی زبانوں کے

الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ

جھوٹ بنا لینے سے کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر بہتان

الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

باندھو بے شک جو بہتان باندھتے ہیں ۹۶ؐ اللہ پر

لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ

اور جو لوگ ۹۷ؐ یہودی ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا جو تجھ کو پہلے سنا چکے

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا پر وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے ف۱ پھر بات یہ ہے

اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ

کہ تیرا رب ۹۸ؐ ان لوگوں پر جنہوں نے برائی کی نادانی سے پھر توبہ کی اس

بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

کے پیچھے اور سنوارے اپنے کام سو تیرا رب ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ

مہربان ہے ف۲ اصل میں تو ابراہیم تھا ۹۹ؐ راہ ڈالنے والا فرمانبردار اللہ کا سب سے ایک طرف کا ہو کر

وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ

اور نہ تھا شرک والوں میں ف۳ حق ماننے والا اس کے احسانوں کا

مٓ تخویف اخروی ۱۲

مٓ جواب سوال مقدر ۱۲

مٓ تعقیب ذکری ۱۲

مٓ خاتمہ ۱۲

مٓ دلیل نقلی ابراہیم علیہ السلام بر نفی شرک فی التصرف و نفی شرک فعلی ۱۲

ع ۱۵ ۲۱

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (عیاذاً باللہ) یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ محمد کا کلام ہے جسے وہ غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ مشرکین ظالم ایسے بیباک تھے کہ حضور علیہ السلام کو مخاطب کرکے پورے وثوق سے کہنے لگے اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ اے محمد بات صرف یہی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر افترار کرتا ہے یعنی اللہ نے یہ کلام نازل نہیں فرمایا (اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ متقول علی اللہ تعالیٰ تامر بشیٔ ثم یبدو لك فتنهی عنه (روح ج ۱۴ ص ۲۳۱) ۸۴ؐ یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے جس میں نسخ کی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ نازل کرتا ہے اس کی مصلحتوں اور اس کے مواقع کو وہ خوب جانتا ہے یہ کور باطن محض نادانی سے اعتراض کرتے ہیں۔ ۸۵ؐ یہ جواب شکوی ہے اور شبہۂ اولیٰ کا رد ہے۔ یعنی یہ قرآن میرا افترار نہیں بلکہ یہ روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی جانب سے مجھ پر نازل کیا ہے تاکہ نسخ کے ذریعہ مومنوں کا امتحان کرے۔ چنانچہ جب کوئی آیت منسوخ کی جاتی ہے تو مومنوں کا ایمان اور پختہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اب منسوخ کے بجائے ناسخ ہمارے حق میں زیادہ مفید ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ لیبلوهم بالنسخ حتی اذا قالوا فیه هو الحق من ربنا والحكمة لانه حكيم لا يفعل الا ما هو حكمة وصواب حكم لهم بثبات القدم وصحة اليقين وطمانية القلب (مدارک ج ۲ ص ۲۳۱) ۸۶ؐ یہ مشرکین کا دوسرا طعن ہے مکہ مکرمہ میں ایک رومی غلام بلعام نامی رہتا تھا یہ اسلام لا چکا تھا حضور علیہ السلام اسے اسلامی احکام کی تعلیم فرمایا کرتے تھے لیکن مشرکین نے مشہور کر دیا کہ وہ رومی غلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ قرآن سکھاتا ہے۔ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ الخ یہ اس طعن کا جواب ہے۔ مشرکین اپنے خبث باطن سے تعلیم قرآن کی نسبت جس شخص کی طرف کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف، شستہ اور سلیس عربی زبان میں ہے اس لئے یہ اس عجمی کا کلام کس طرح ہو سکتا ہے۔ مشرکین کا یہ طعن کسی دلیل پر مبنی نہیں تھا محض از راہ عناد تھا۔ مگر جواب نہایت معقول دیا گیا۔ ۸۷ؐ یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لانا چاہتے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اِنَّمَا يَفْتَرِي الخ یہ ظالم میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر افترار کا بہتان لگاتے ہیں۔ حالانکہ مفتری یہ خود ہیں کیونکہ افترار وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اس لئے جھوٹے اور مفتری یہ خود ہی ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور پیغمبر علیہ السلام پر قرآن اپنی طرف سے بنانے کا افترار کرتے ہیں۔ ۸۸ؐ یہ فَاِذَا قَرَاْتَ سے متعلق ہے قرآن مجید کی آیات سے ایمان والوں کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے، ان کے تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں اور انہیں ثبات و استقامت کی دولت نصیب ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ ایمان لانے کے بعد شبہات سے متاثر ہو کر ایمان سے پھر جائیں ان پر اللہ کا غضب ہوگا اور وہ شدید ترین عذاب میں مبتلا

موضح قرآن ف۱ سورۂ انعام میں ذکر ہو چکا ف۲ یعنی حلال حرام میں جھوٹ بنایا تھا جب مسلمان ہوئے تو بخشے گئے ف۳ یعنی حلال اور حرام میں اصل ملت ابراہیم ہے اور عرب کے لوگ کہتے ہیں آپ کو حنیف اور شرک کرتے ہیں اس کی راہ پر نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید حنیف آنرا گویند کہ حج و ختنہ و غسل جنابت میکردہ باشد واللہ اعلم ۱۲۔

ہوں گے۔ اور یہ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ سے بھی متعلق ہے اور عہد توڑنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ کفر بعد الاسلام سے عہد اسلام کو توڑنا مراد ہے اس طرح
یہ بھی قرینہ ہے کہ وہاں عہد سے عہد ایمان و اسلام مراد ہے عام نہیں۔ مَنْ كَفَرَ الخ شرط ہے اور فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ الخ اس کی جزاء مقدر ہے جس کی تقدیر پر
مَنْ شَرَحَ الخ کا جواب دال ہے۔ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ جزائے مقدر کے مضمون سے مستثنیٰ ہے وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ الخ ماقبل سے استدراک ہے اور فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ الخ مَنْ
شَرَحَ کا جواب ہے۔ (مدارک، روح، بحر) یعنی جس شخص نے ایمان لانے کے بعد عہد اسلام کو توڑ دیا اور رسنہ سے کلمۂ کفر کا اقرار کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے

اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا

اس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور دی ہم نے اس کو دنیا میں

حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

خوبی اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے ف۱ پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو ف۲

اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا

کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا وہ شرک والوں میں ف۳ ہفتہ

جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

کا دن جو مقرر کیا ف۱ سو انہی پر جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور تیرا رب حکم کریگا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى

ان میں قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے ف۳ ف۴ بُلا اپنے

سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ

رب کی راہ پر ف۱ پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے ان کو جس

هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ

طرح بہتر ہو تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کو جو بھول گیا اس کی راہ اور وہی

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ

بہتر جانتا ہے ان کو جو راہ پر ہیں ف۴ اور اگر ف۱ بدلہ لو تو بدلہ لو اسی قدر جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی

بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ

جائے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو ف۵ اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے

اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

اللہ ہی کی مدد سے اور ان پر غم نہ کھا اور تنگ مت ہو ان کے فریب سے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع ۱۶ / ۲۲

اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار رہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

البتہ جس شخص کو قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر اس سے کلمۂ کفر کہلوایا جائے مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو وہ غضب الٰہی سے مستثنیٰ ہے البتہ جس نے شرح صدر کے ساتھ اور کفر کو صحیح سمجھ کر اس کا اقرار کیا ہو اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس کے لئے شدید ترین عذاب ہے۔ **۸۹** شرح صدر کے ساتھ کفر کو قبول کرنے پر یہ سزا اس لئے دی جائے گی کہ انہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اور بوجہ عناد انہیں ہدایت کی توفیق بھی نصیب نہ ہوگی۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ الخ ان کو اللہ تعالیٰ نے سوچنے کے لئے دل، سننے کے لئے کان، اور دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں مگر انہوں نے ان سے کام نہ لیا اور ضد پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کانوں اور آنکھوں پر مہر جباریت ثبت کر دی اور ان کی ہدایت کی توفیق سلب کر لی۔ یہ لوگ وسائل علم کو استعمال نہ کرنے کی بنا پر حق سے بالکلیہ غافل ہیں اور آخرت میں ان کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے **۹۰** ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے اور یہ مہاجرین اور مجاہدین کیلئے بشارت اخروی ہے۔ یعنی اس کے بعد یہ بھی سن لو کہ جن لوگوں نے محض دین حق کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں اور وطن سے بے وطن ہوئے، اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور ہر آزمائش میں ثابت قدم رہے اللہ تعالیٰ ان کے حق میں بڑا ہی مہربان اور معاف کرنے والا ہے۔ **۹۱** یہ ظرف غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سے متعلق ہے۔ نصب على الظرفية برحیم (روح ج ۱۴ صفحہ ۲۴۰) اور يَوْمَ سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی قیامت کے دن جب کہ ہر شخص اپنی نجات کے لئے کوشش کر رہا ہوگا اور اپنے دفاع میں مصروف ہوگا اور جس دن ہر ایک کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزاء و سزاء دی جائے گی اور کسی پر بھی ظلم نہیں ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ مہاجرین و مجاہدین فی سبیل اللہ پر نہایت مہربان ہوگا۔ **۹۲** قرآن مجید میں لفظ مثل چار معنوں میں آیا ہے۔ کہانی، صفت، شئی عجیب اور عبرت یہاں آخری معنیٰ مراد ہے۔ لغت میں

موضح قرآن ف۱ دنیا کی خوبی آسودگی اور قبولیت سارے جہان میں ف۲ یعنی درمیان میں یہود و نصاریٰ کو موافق ان کے حال کے اور حکم بھی ہوئے آخر پیغمبر پھر اسی ملت پر آئے ف۳ یعنی اصل ملت ابراہیم میں ہفتے کا کچھ حکم نہ تھا اس امت پر بھی نہیں ف۴ الزام دے جس طرح بہتر ہو یعنی قضیہ نہ بڑھے ف۵ پہلے جو فرمایا کہ سمجھاؤ بھلی طرح اس میں رخصت دی کہ بدی کے بدل بدی بری نہیں پر صبر اور بہتر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی یہود بحث میکردند در شنبہ طائفہ گفتند کہ خدا تعالیٰ روز شنبہ از خلق فارغ شد پس در شنبہ عبادت باید کرد و طائفہ سکوت کردند خدا تعالیٰ تعظیم روز شنبہ باین سبب بر ایشان واجب گردانید واللہ اعلم ۱۲۔

صرف پہلے دو معنوں میں مستعمل ہے۔ ضَرَبَ بمعنی جَعَلَ، قَرْيَةً مع صفت جعل کا مفعول اول مؤخر مثلاً مفعول ثانی مقدم یعنی کر دیا اللہ نے مکہ کو جائے عبرت جس کے اہل بڑے مالدار اور خوشحال تھے پھر شرک کی وجہ سے ان پر قحط کا عذاب پڑا اور رزق تنگ ہو گیا۔ یہاں سے وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ تک سورت کی ابتداء یعنی اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سے متعلق ہے ابتدائے سورت میں مشرکین مکہ سے فرمایا جلدی نہ کرو بس میرا عذاب آیا ہی سمجھو یہاں فرمایا ہم نے مکہ والوں پر عذاب ڈال دیا۔ قریۃ سے مکہ مکرمہ مراد ہے پہلے اہل مکہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے، ہر طرف سے میوے، پھل اور غذائی اجناس فراوانی کے ساتھ ان کے پاس پہنچتی تھیں مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اللہ کا پیغمبر جو پیغام توحید لے کر ان کے پاس آیا اس کی تکذیب کی اللہ کے پیغمبر نے انہیں غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا سمجھ کر مشکلات میں پکارنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جرم کی یہ سزا دی کہ ان پر قحط مسلط کر دیا۔ جو سات برس رہا۔ اس دوران میں مشرکین اس حد کو پہنچ گئے کہ اگر انہیں کہیں کتے کا مردار اور گوبر مل جاتا تو اسے بھی خوشگوار طعام کی طرح چٹ کر جاتے۔ لَمَّا ابتلوا بالجوع سبع سنین وقطع العرب عنهم المیرة بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکلوا العظام المحرقة والجیفة والکلاب المیتة والجلود والعهن والوبر بعالج بالدم (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۵) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے مشرکین قریش پر بد دعا کی تھی کہ اے اللہ ان پر اپنی گرفت سخت کر دے اور قحط مصر کی طرح ان پر قحط مسلط کر دے اَللّٰهُمَّ اشدد وطأتك علی مضر واجعلها علیهم سنین كسنی یوسف (روح ج ۱۴ ص ۲۴۴) مشرکین مکہ جب بے بسی اور بیچارگی کی انتہا کو پہنچ گئے تو ابوسفیان حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلہ رحم اور قرابت کا واسطہ دیا کہ صلہ رحمی اور عفو و درگذر کی تلقین فرماتے ہیں اور آپ کی یہ قوم تو ہلاک ہو رہی ہے اس پر آپ نے بتقاضائے شفقت و رحمت ان ظالموں کے لئے دعا کی اور لوگوں کو انکے غلہ پاس لے جانے کی بھی اجازت دیدی۔ (قرطبی) مکہ میں قحط پڑنے کا واقعہ ہجرت کے بعد پیش آیا۔ یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

حصۂ دوم ـــ نفی شرک فعلی

اس حصہ میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد کیا گیا ہے۔ تحریماتِ غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔

۹۳ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ وہ غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور غیر اللہ کی نیازیں دیتے تھے لہٰذا اب فَكُلُوْا سے فرمایا تم غیر اللہ کی پکار بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنے اور نذریں ماننے سے بھی باز آ جاؤ۔ اس میں تحریماتِ غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جو حلال و طیب رزق اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنی طرف سے اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ یعنی بحیرہ، سائبہ وغیرہ نہ بناؤ۔ اس کی تفصیل سورۂ مائدہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ ۲۹۸ ص ۱۲۸۔ یہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، اللہ کے پیغمبر کو جھٹلایا، پیغام توحید کو رد کیا، غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارا۔ معبودانِ باطلہ کی تحریمات کرنے اور نذریں ماننے لگے۔ حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ شکر نعم بجالاتے، صرف اللہ کو پکارتے، صرف اسی کی نذریں دیتے اور اس کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاتے اور انہیں اپنی طرف سے حرام نہ کرتے۔ **۹۴** اس میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جن چیزوں مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو تم حرام سمجھتے ہو اللہ نے تو ان کو حرام نہیں کیا وہ تو حلال ہیں اس لئے ان کو کھاؤ اللہ نے تو ان چیزوں کو حرام کیا ہے مردار، دم مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون)، خنزیر اور نذر غیر اللہ یہ حرام ہیں ان کو مت کھاؤ اس کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ بقرہ حاشیہ ۲۱۴ ص ۷۷۔ **۹۵** یہ ماقبل پر متفرع ہے بطور لف و نشر غیر مرتب هٰذَا حَلٰلٌ یہ نذر غیر اللہ پر اور هٰذَا حَرَامٌ تحریمات غیر اللہ پر متفرع ہے یعنی یہ جو تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کرتے ہو یہ محض تمہاری کذب بیانی اور اللہ تعالیٰ پر افترا ہے کیونکہ تحلیل و تحریم کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں ان التحلیل والتحریم انما هو للّٰه عز وجل ولیس لاحد ان یقول او یصرح بهذا فی عین من الاعیان الا ان یکون الباری تعالیٰ یخبر بذلك عنه (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۶) لہٰذا جو شخص کسی چیز کو حلال یا حرام بناتا ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال یا حرام کیا ہے۔

مشرکین نے اپنی طرف سے محرمات اور محللات میں اضافہ کر دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے شدید انکار فرمایا۔ انهم كانوا یحرمون البحیرة والسائبة والوصیلة والحام وكانوا یقولون مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا فقد زادوا فی المحرمات وزادوا ایضا فی المحللات وذلك لانهم حللوا المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر اللّٰه تعالیٰ فالله تعالیٰ بین ان المحرمات هی هذه الاربعة وبین ان الاشیاء التی یقولون ان هذا حلال وهذا حرام كذب وافتراء علی اللّٰه (کبیر ج ۵ ص ۵۳۱)۔ **۹۶** اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ - تا - عَذَابٌ اَلِیْمٌ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو اللہ پر افترا کرتے اور خواہش نفس سے از خود تحریمات کرتے ہیں وہ آخرت میں فلاح نہیں پائیں گے اور انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ **۹۷** یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو پھر یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں۔ یہود پر اونٹ کا گوشت حرام تھا اور یہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام سب اونٹ ہی کی قسمیں ہیں۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ چیزیں اصل میں تھیں تو حلال مگر ہم نے یہود کو ان کی سرکشی کی سزا دینے کے لئے یہ جانور ان پر حرام کر دیئے۔ مَا قَصَصْنَا عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ سے سورۂ انعام کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَعَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ الآیة (انعام ع ۱۸) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ الخ اور یہ حلال چیزیں ان پر حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ یہ ان کی سرکشی اور بغاوت کی سزا ہے جیسا کہ سورۂ انعام کی آیت مذکورہ کے آخر میں فرمایا۔ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور سورۂ نساء (ع ۲۲) میں فرمایا فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ **۹۸** ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی پھر یہ بات بھی سن لو اور یہ بھی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا سے متعلق ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے مشرکین مکہ کو عذاب سے بالکلیہ ہلاک نہیں کر دیا بلکہ انہیں سوچنے، سمجھنے اور عبرت پکڑنے کے لئے مزید مہلت دی اس لئے جو لوگ نادانی اور بے سمجھی سے کفر و شرک کرتے رہے ہیں اگر وہ اب بھی یعنی عذاب قحط اٹھ جانے کے بعد بھی صدق دل سے توبہ کر کے دین اسلام قبول کر لیں، کفر و شرک سے باز آ جائیں اور اعمال صالحہ بجا لائیں تو اللہ تعالیٰ ایسا

مہربان ہے کہ ان کے تمام سابقہ گناہ معاف کردے گا۔ اَلسُّوْٓءَ سے مراد شرک ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے۔ السوء الشرك قاله ابن عباس رضؓ (قرطبی ج ١٠ ص١٩٦)۔

خاتمہ

٩٩ھ جب دونوں حصوں میں شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) اور شرک فعلی کی نفی مفصل طریق پر بیان ہو چکی اور اس پر دلائل عقلیہ اور دلیل وحی بھی مذکور ہو چکی تو آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی کا ذکر کیا گیا۔ اُمَّۃ بروزن فُعْلَۃ بمعنی مفعول ہے ای ما موماً اور تار مبالغہ کے لئے ہے یعنی سب سے بڑا پیشوا یا اُمَّۃ بمعنی جماعت ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا اطلاق اس لئے کیا گیا کیونکہ ان کی ذات میں اس قدر خیر و برکت تھی جتنی ایک کثیر جماعت میں ہوتی ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای کان عندہ علیہ السلام من الخیر ما کان عند امۃ وھی الجماعۃ الکثیرۃ ... وقیل الامۃ ھنا فعلۃ بمعنی مفعول کالرحلۃ بمعنی المرحول الیہ (روح ج ١٤ ص٢٤٩) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانے میں سب سے بڑے پیشوائے دین اور خیر و صلاح کے جامع تھے قَانِتًا لِّلّٰهِ اللہ تعالیٰ کے بڑے فرمانبردار، حَنِيْفًا تمام باطل دینوں سے منحرف ہو کر صرف دینِ توحید کو ماننے والے، وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور ہر قسم کا شرک (شرک فی التصرف اور شرک فعلی) کرنے والوں سے بیزار اور دور تھے۔ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے، حاجات میں اللہ ہی کو پکارنے والے اور اللہ ہی کی نذریں نیازیں دینے والے۔ اِجْتَبٰىهُ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرما لیا اور صراطِ مستقیم (راہ توحید) کی طرف آپ کی راہنمائی فرمائی۔ وَاٰتَيْنٰهُ الخ دنیا میں ہم نے ان کو یہ رتبہ بلند عطا کیا کہ قیامت تک آنے والے تمام لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں اپنا پیشوا مانیں گے اور آخرت میں وہ صالحین کے بلند درجات میں ہوں گے۔ ١٠٠ھ دلیل نقلی کے بعد ہر دو مضمونوں پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ ملتِ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کریں جو ہر قسم کے شرک سے بیزار تھے۔ اے مشرکین مکہ! خوب سن لو حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں تم اپنا پیشوا مانتے ہو وہ شرک فی التصرف اور شرک فعلی سے بیزار تھے اور مجھے بھی حکم ہوا ہے کہ ملت ابراہیمی کی پیروی کروں اس لئے میرا یہ دعویٰ سراپا درست اور حق ہے۔ اسے مان لو۔ غیر اللہ کو پکارنا بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں دینے سے بھی باز آجاؤ۔ ١٠١ھ یہ مشرکین کے ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملت ابراہیمی کے تابع ہوتے تو جمعہ کے بجائے سَبْت (ہفتہ) کی تعظیم کرتے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ تو جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی نہیں بلکہ جمعہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو بھی جمعہ کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا مگر قوم نے ان کے بعد اپنے کسی پیغمبر سے جھگڑا شروع کر دیا کہ ہم جمعہ کی نہیں بلکہ ہفتہ کی تعظیم کریں گے چنانچہ ہم نے ان پر ہفتہ کی تعظیم فرض کر دی اور آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن کی تعظیم کا حکم دیا جس کی تعظیم ابراہیم علیہ السلام بجا لاتے تھے یعنی جمعہ کا دن۔ اختلفوا فیہ علی نبیھم حیث امرھم بالجمعۃ فاختاروا السبت وھم الیھود (روح ج ١٤ ص٢٥٢) حضرت شیخؒ فرماتے ہیں فِيْهِ میں فی بمعنی لام اجلیہ ہے ای اختلفوا لاجل تعظیم السبت یعنی قوم موسیٰ علیہ السلام میں اختلاف یوم سبت کی تعظیم کی وجہ سے پیدا ہوا ١٠٢ھ نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے مدلل و مفصل کرنے کے بعد طریق تبلیغ بیان کیا گیا۔ الحکمۃ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ و محکمہ جن سے دعویٰ خوب واضح ہو جائے اور تمام شبہات دور ہو جائیں۔ اَلْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ خیر خواہی اور شفقت کے جذبہ کے ساتھ یا مطلب یہ ہے کہ تخویف و انذار کے ساتھ ترغیب و تبشیر بھی ہو۔ اَلَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنی گفتگو کرنے کا سب سے اچھا طریقہ اختیار کریں جس میں نرمی بھی ہو متانت اور شائستگی بھی۔ (روح و مدارک) آپ دلائل و براہین کے ساتھ نصح و شفقت کے جذبہ کے تحت، نرم لہجہ، شائستہ انداز گفتگو سے دعوتِ توحید پیش کرتے ہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کی آپ پرواہ نہ کریں اور ان کے کفر و انکار اور ضد و اصرار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ الخ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اللہ کو معلوم ہیں وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ یعنی انما علیک یا محمد تبلیغ ما ارسلت بہ الیھم ودعائھم بھذہ الطرق الثلاثۃ وھو اعلم بالفریقین الضال والمھتدی فیجازی کل عامل بعملہ (خازن ج ٤ ص١٢٥)۔ ١٠٣ھ اگر مشرکین پر آپ لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے اور وہ تمہارے ہاتھ آجائیں تو ان پر زیادتی اور ظلم و تعدی ہرگز نہ کرنا البتہ جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف دی اس کے مطابق بدلہ لے لینے کی اجازت ہے اور اگر تم بدلہ بھی نہ لو بلکہ صبر کرو اور معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اس کا بدلہ بے حساب اجر و ثواب کی صورت میں تم اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ ١٠٤ھ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین طرح سے تسلی ہے۔ یعنی آپ صبر سے کام لیں اور مشرکین کے ایمان نہ لانے اور ان کے ضد و عناد پر ڈٹے رہنے سے آپ غمگین اور دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ان کے مکر و فریب سے پریشان ہوں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کا ساتھ دیتا اور ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو تمام برائیوں سے اجتناب کریں اور اعمال صالحہ بجا لائیں یا محسنین سے مخلصین مراد ہے یعنی ان کا ہر کام اخلاص نیت سے ہو اور ان کی زندگی کی تمام تگ و دو محض رضائے الٰہی کے لئے ہو ای ھو ولی الذین اجتنبوا السیئات وولی العاملین بالطاعات قیل من اتقی فی افعالہ واحسن فی اعمالہ کان اللہ معہ فی احوالہ ومعینہ نصرتہ فی المامول وعصمتہ فی المحظور (مدارک ج ٢ ص٢٣٦) اور اس میں شک نہیں کہ آپ بدرجۂ اتم ان خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ کے ساتھی بھی علی حسب المراتب ان خوبیوں سے متصف ہیں اس لئے لامحالہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور امداد و اعانت آپ کے شامل حال ہوگی۔ لہٰذا آپ صبر و استقامت کے ساتھ اشاعت توحید اور پیغام الٰہی کی تبلیغ میں لگے رہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

سورۂ نحل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ ۔ تا ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ مسئلہ توحید اعمال کے لئے بمنزلہ روح ہے۔

۲۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ تا ۔ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ۔ تا ۔ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ (ع ۲) } نفی شرک فی العلم۔

۵۔ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ (ع ۳) }

۶۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ط مسئلہ توحید تمام انبیاء علیہم السلام کی اجماعی دعوت ہے۔

۷۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ (ع ۶) ۔ تا ۔ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ط نفی شرک فعلی۔ دیتا خدا ہے لیکن اللہ کے دیئے سے نذریں غیر خدا کی دیتے ہیں۔

۹۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (ع ۸) ۔ تا ۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ (ع ۱۰) نفی شرک فی التصرف۔

۱۰۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا ۔ تا ۔ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تمثیل برائے معبود برحق ومعبود باطل۔

۱۱۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ تا ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (ع ۱۱) نفی شرک فی العلم وشرک فی التصرف۔

۱۲۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۔ تا ۔ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ ۔ تا ۔ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ (ع ۱۲) نفی شرک فی التصرف والاختیار۔ مزعومہ سفارشی قیامت کے دن کام نہیں آئیں گے۔

۱۴۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۔ تا ۔ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (ع ۱۵) نفی شرک فعلی۔

۱۵۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً ۔ تا ۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (ع ۱۶) نفی شرک فی التصرف وشرک فعلی۔

۱۶۔ مسئلہ توحید کو نہ ماننے کی وجہ سے مشرکین مکہ کو دنیوی تخویف سنائی گئی۔ اسی لئے اس سورت میں دعویٰ توحید کو بار بار دہرا کر اور دلائل عقلیہ ونقلیہ اور وحی ذکر کرکے مسئلہ کو خوب واضح کیا گیا۔

۱۷۔ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ ذکر کئے گئے ہیں۔

آج بتاریخ ۷ جمادی الآخر ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۶ء بعد نماز جمعہ تین بج کر ۲۵ منٹ پر سورۂ نحل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید السادات وعلی آلہ وصحبہ ما دامت الارض والسموات۔

۱ سُورۂ بنی اسرائیل

ربط : سورۂ بنی اسرائیل کو سورۂ نحل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ نحل یعنی شہد کی مکھی الہام الٰہی سے جس طرح شہد بناتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے قادر و متصرف اور کارساز ہونے کا پتہ چلتا ہے اس لئے تم یہ بات مان لو لیکن اگر نہیں مانو گے بلکہ بنی اسرائیل کی طرح شرک کرکے زمین میں فساد کرو گے تو عذاب خداوندی سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

معنوی ربط : سورۂ نحل میں مشرکین کے مطالبۂ عذاب کو پورا کرنے کا ذکر تھا۔ مشرکین ازراہ عناد و استہزاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو سخت ترین قحط میں مبتلا کر دیا جس کا سورہ نحل کی آیت ذیل میں ذکر کیا۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً الخ (ع ۱۵) مگر وہ عذاب ایسا تھا کہ اس سے ان کو ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ انہیں تکلیف میں ڈالا گیا تاکہ انہیں مشرکانہ اعمال کا احساس ہو اور وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اس کے بعد ان سے قحط کا عذاب اٹھا کر انہیں مزید موقع دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں اور شرک سے باز آجائیں مگر ان ظالموں نے نہ عذاب سے عبرت حاصل کی نہ عذاب اٹھا لینے سے وہ نرم ہوئے بلکہ ضد و عناد اور انکار و جحود پر اڑے رہے اور ایک بے جا مطالبہ پیش کر دیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تاکہ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کا یقین ہو جائے تو ہم مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (رعد ع ۱)

اب سُورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا ہم نے تمہیں معجزہ اسراء دکھا دیا ہے۔ اگر یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید کو نہیں مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے کیونکہ معجزات تخویف کیلئے ہی دکھائے جاتے ہیں اور یہ ہماری سنتِ جاریہ ہے کہ جب کوئی قوم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی نہیں مانتی تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ جیساکہ قوم ثمود نے معجزۂ ناقہ دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اور قوم فرعون نے معجزۂ عصا اور ید بیضا اور دیگر معجزات دیکھ کر بھی نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا۔

خلاصہ : اس سورت میں معجزۂ اسراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ معجزۂ اسراء چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر دکھایا گیا تھا اس لئے اس سورت میں دو قسم کی آیتیں نازل کی گئیں۔ ایک وہ جو مسئلہ توحید سے متعلق ہیں جس کی خاطر یہ معجزہ دکھایا گیا، دوم وہ جن میں معجزات کا ذکر ہے جن سے مقصود تخویف ہے۔ یعنی اگر اس معجزہ کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ سورت کا دعویٰ اور مرکزی مضمون جس کی سچائی کے اظہار کے لئے معجزہ اسراء دکھایا گیا۔ اس کی تفصیل سورت کے آخر میں دی گئی ہے۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ — تا — وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (ع ۱۲) یعنی اللہ تعالیٰ کو چاہے اللہ کہہ کر پکارو چاہے رحمٰن کہہ کر۔ جس نام سے چاہو اسے پکارو مگر پکارو صرف اسی کو۔ اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فاء تعلیلیہ ہے کیونکہ اسی کے بہت سے اچھے نام ہیں۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الخ میں پکار کا طریقہ تعلیم دیا گیا کہ نہ بہت بلند آواز سے پکار تاکہ مشرکین استہزاء نہ کریں اور نہ بالکل آہستہ پکار تاکہ صحابہؓ کو تعلیم ہو جائے۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ یہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ الخ کی دلیل ہے یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو، اس لئے کہ تمام صفات کارسازی کا مالک وہی ہے، اس کا کوئی نائب نہیں نہ اس کا کوئی شریک اور مددگار ہے اس سورت میں آیاتِ توحید دس اور آیاتِ معجزہ پانچ ہیں۔

آیاتِ توحید | ایک دلیل وحی —— تین دلائل نقلیہ —— چھ دلائلِ عقلیہ

دلیل وحی : سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ الخ یہ امر محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ ای سبحوا سبحانًا اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ اللہ نے وحی کے ذریعے فرمایا کہ مجھے ہر شریک سے پاک سمجھو۔ تورات میں بھی یہی حکم دیا۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ بناؤ اور عقل سلیم کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے۔

دلائل نقلیہ : (۱) شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ — تا — اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا (ع ۱) موسیٰ علیہ السلام پر ہم نے کتاب (تورات) نازل کی جسے تمام بنی اسرائیل کے لئے دستورِ ہدایت مقرر کیا۔ اس میں خاص طور سے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ میرے سوا کسی اور کو کارساز نہ بناؤ، اور میرے سوا کسی اور کو حاجات میں مت پکارو۔

(۲) دلیل نقلی انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ — تا — كَانَ مَحْذُوْرًا (ع ۶) جن انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو تم نے اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے وہ نہ موجودہ مصیبت کو دُور کر سکتے ہیں نہ آنے والی کو روک سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کیلئے کوشاں اور اس کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

(۳) دلیل نقلی از علماء اہل کتاب اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ — تا — وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (ع ۱۲) اے مشرکین مکہ تم قرآن کو مانو یا نہ مانو اہل کتاب میں سے جو لوگ انصاف پسند ہیں اور خدا سے ڈرنے والے ہیں وہ تو قرآن مجید کو مان چکے اور مسئلہ توحید پر ایمان لا چکے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدہ کرتے اور اسی کے سامنے عاجزی کرتے ہیں تو یہ بھی قرآن، مسئلہ توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حق ہونے کی ایک زبردست نقلی شہادت ہے۔

دلائل عقلیہ : (۱) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اللہ تعالیٰ کو شریک سے پاک سمجھو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ میرے پاس یہی اللہ تعالیٰ کی وحی آئی ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے۔

(۲) وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ — تا — وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا (ع ۲) یہ توحید باری تعالیٰ پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ سارا نظام شمسی جس سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں اور جس سے مہینوں اور سالوں کا حساب کیا جاتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے تصرف میں ہے۔ اس سارے نظام کو وہ ایسے تسلسل اور باقاعدگی سے چلا رہا ہے کہ آج تک اس میں کسی قسم کا خلل رُونما نہیں ہوا اور نہ رات دن کی آمد و رفت میں کوئی گڑ بڑ پیدا ہوئی ہے وہی قادر و مدبّر سب کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور پکار کے

لائق بھی وہی ہے۔

(۳) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ ۔ تا ۔ خَبِيْرًا بَصِيْرًا (ع ۳) توحید پر تیسری عقلی دلیل۔ رزق اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ زمین و آسمان سے روزی کے اسباب وہی مہیا کرتا ہے اور تمام انواع و اقسام رزق وہی پیدا کرتا ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے اور پھر خبیر و بصیر یعنی سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی وہی ہے۔ لہٰذا اس کے دیئے ہوئے رزق سے اسی کے نام کی خیرات کرو اور اسی کی رضاجوئی کیلئے نذریں منتیں دو اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔

(۴) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ع ۶) توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور اپنے نیک بندوں کو بیشک بڑی فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے لیکن سب کچھ جاننا ساری مخلوق کے تمام حالات سے باخبر رہنا، مخلوق سے مصائب و مضرات دفع کرنا اور ان کی حاجات و مشکلات میں کام آنا ان کے بس میں نہیں۔ یہ صفات کارسازی ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔

(۵) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ ۔ تا ۔ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (ع ۷) دریاؤں اور سمندروں کی خوفناک لہروں میں سے کشتیوں اور جہازوں کو صحیح سلامت گذار کر کنارے لگانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ اس کی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کی واضح دلیل ہے۔ لہٰذا اس قادر و رحیم کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں۔

(۶) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ ۔ تا ۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (ع ۱۸) اس آیت میں خطاب تمام مخلوق سے ہے خواہ انسان ہوں یا فرشتے یا جن۔ اے انسانو، فرشتو اور جنو! اگر رحمت خداوندی کے خزانے تمہارے قبضہ و تصرف میں دے دیئے جائیں تو تم بخل سے کام لینے لگو گے اور مخلوق خدا کو پورا پورا فائدہ نہیں پہنچا سکو گے اس لئے اللہ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔

آیاتِ معجزہ یا آیاتِ تخویف

ان سے مقصود یہ ہے کہ اگر معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ آیات معجزہ پانچ ہیں۔

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى الخ (ع ۱) معجزۂ اسراء اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بہت بڑا اعجاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندۂ خاص کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمانوں تک رات کے تھوڑے سے حصہ میں سیر کرائی۔ مشرکین مکہ اب اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانیں گے تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ الخ معجزۂ اسراء کی طرح قرآن مجید بھی ایک معجزہ ہے اور یہ قرآن بھی اسی مسئلہ توحید کو بیان کرتا ہے جس کی تائید کے لئے معجزۂ اسراء ظاہر کیا گیا۔

(۳) وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ الخ (ع ۶) ہم معاندین کے منہ مانگے معجزے اس لئے ظاہر نہیں کرتے کہ مطلوبہ معجزہ دیکھنے کے بعد مہلت نہیں دی جاتی بلکہ فوراً عذاب سے منکرین کو ہلاک کر دیا جاتا ہے چنانچہ قوم ثمود کو ان کا مطلوبہ معجزہ دیا گیا مگر پھر بھی انہوں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور فوراً ہلاک کر دیئے گئے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ الخ یہ معجزہ معراج بھی ایک آزمائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔

(۴) وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ مشرکین کی خواہش تھی کہ آپ ذرا نرمی اختیار کریں، ان کے معبودانِ باطلہ کی مذمت نہ کریں۔ اگر آپ ایسا کر لیتے تو وہ آپ کو جان و دل سے دوست بنا لیتے۔ مشرکین نے تو راہ راست سے ہٹانے کے لئے اپنا سارا زور لگا دیا مگر ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور ان کی باطل آرزو کی طرف آپ کو ذرا سا بھی جھکنے نہیں دیا۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مشرکین مکہ معجزۂ اسراء دیکھ لینے کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں لیکن یاد رکھیں آپ کے مکہ سے نکل جانے کے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں رہ سکیں گے۔ ہم ان میں بھی اپنی سنت قدیمہ جاری کریں گے۔ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں ہماری یہی سنت جاری رہی ہے کہ سرکش اور معاند قوموں نے جب بھی انہیں اپنے شہر وطن سے نکلنے پر مجبور کیا تو ان کے بعد ان قوموں کو بھی وہاں ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔

(۵) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى الخ (ع ۱۱) جس طرح پہلی قوموں کے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے معجزات باہرہ دیکھ کر پیغمبروں کی تصدیق نہ کی اور مسئلہ توحید کو تسلیم نہ کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی معجزات دیکر قوم فرعون کے پاس بھیجا تو قوم فرعون نے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیش کردہ پیغام توحید نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا۔ اب معجزۂ اسراء کے بعد اگر مشرکین مکہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیغام توحید نہ مانا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

معجزۂ اسراء دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ توحید نہ ماننے پر چونکہ عذاب کی تخویف سنائی گئی اس لئے رکوع ۳ و ۴ میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ امر اول وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ میں ذکر کیا گیا اور وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ تا ۔ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا میں امر ثانی کا ذکر کیا گیا اور وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ ۔ تا ۔ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا میں امر ثالث کا ذکر کیا گیا۔ مسئلہ توحید کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کے شروع میں اور پھر آخر میں بڑی شدت کے ساتھ شرک سے منع کیا گیا۔ امور ثلاثہ کے شروع میں فرمایا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا اور آخر میں فرمایا وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا

درمیان میں طریق تبلیغ کی تعلیم فرمادی کہ تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور سخت کلامی نہ کرو کیونکہ شیطان معمولی باتوں سے لوگوں کو بھڑکا کر ان کے دلوں میں نفرت و عداوت پیدا کر دیتا ہے وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ شیطان چونکہ انسان کا پرانا دشمن ہے اس لئے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا الخ میں قصہ آدم و ابلیس بیان کرکے بنی آدم کو اس کے مکر و فریب سے آگاہ کیا گیا۔ معجزۂ اسراء اس لئے ظاہر کیا گیا تاکہ اسے دیکھ کر تم مسئلہ توحید مان لو مگر دیکھنا شیطان سے ہوشیار رہنا۔ مبادا وہ مکر و فریب سے تمہارے دلوں میں شبہات ڈال کر تمہیں مسئلہ توحید سے متنفر کر دے۔

معجزۂ اسراء کے بعد مشرکین ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ میں امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا تاکہ مصائب پر صبر و استقامت کی صفت پیدا ہو کیونکہ نماز سے صبر و استقامت اور رجوع الی اللہ کی صفات پیدا ہوتی ہیں نیز رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کریں تاکہ دل مطمئن رہے۔ اور ساتھ ہی ہجرت کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے مکہ سے نکلنا رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ اس کے علاوہ سورت میں حسب مواقع بشارتیں، تخویفیں، زجریں اور شکوے مذکور ہیں۔

مختصر خلاصہ

عذابِ قحط ہم نے اٹھالیاہے اور اب تمہارے مطالبہ کے مطابق ایک بہت بڑا معجزہ یعنی معجزۂ اسرا ظاہر کر دیا ہے اب اگر اس معجزہ کے بعد بھی نہ مانوگے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ معجزۂ اسرا چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر ظاہر کیا گیا اس لئے اس سورت کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ اول آیات توحید دوم آیاتِ معجزہ۔ سورت کا دعویٰ جس کے لئے معجزۂ اسرا ظاہر کیا گیا وہ آخر میں تفصیل سے مذکور ہے۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ یعنی حاجات میں جب بھی پکارو، صرف اللہ ہی کو پکارو خواہ اس کی کسی صفت سے پکارو کیونکہ اُس کے لئے بہت سی اچھی صفات ہیں۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ الخ پکارنے کا طریقہ بتایا کہ نہ زیادہ بلند آواز سے پکارو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ میانہ روی اختیار کرو وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ دلیل ماقبل یعنی صرف اللہ کو اس لئے پکارو کہ وہ تمام صفات کارسازی کا مالک ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

آیات توحید

ایک دلیل وحی سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ سے ذکر کی گئی۔

دلائل نقلیہ

دلائل نقلیہ تین ہیں اول شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ دوم درمیان میں انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں سے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ الخ سوم آخر میں علماء اہل کتاب سے اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ (ع ۱۲)

دلائل عقلیہ

دلائل عقلیہ چھ ہیں۔ (۱) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو کیونکہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا وہی ہے۔ (۲) وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ سارا نظام شمسی اللہ کے تصرف میں ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ (۳) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ (ع ۳) تمام کا رازق چونکہ وہی ہے اس لئے وہی متصرف و مختار اور کارساز ہے۔ (۴) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ع ۶) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی کارساز ہے۔ (۵) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ (ع ۷) سمندروں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی کے تکوینی احکام نافذ ہیں لہٰذا خشکی میں بھی وہی حاکم و متصرف ہے۔ (۶) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ الخ (ع ۱۱) ساری کائنات کا رب اور جگ داتا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے۔

آیات معجزہ

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى الخ مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ اسرا پیغمبر علیہ السلام کو دیا گیا اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ معجزہ اسرا کی طرح قرآن بھی ایک معجزہ ہے اور اس میں وہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے جس کے لئے معجزۂ اسرا دکھایا گیا۔

(۳) وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ (ع ۶) منہ مانگا معجزہ ہم اس لئے نہیں دکھاتے کیونکہ اس کے بعد نہ ماننے پر فوراً عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی۔

(۴) وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ مشرکین نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ آپ کو اپنے معبودوں کے بارے میں کچھ نرم کر لیں مگر اللہ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور آپ میں ان کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی پیدا نہ ہونے دیا۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مشرکین مکہ معجزۂ اسرا کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں مگر آپ کے بعد وہ بھی مکہ میں نہیں

(بقیہ تحقیق مسئلہ وسیلہ)

البتہ بحرمت فلان دعا مانگنے میں کوئی کلام نہیں یہ سب کے نزدیک جائز ہیں۔ مگر اس میں بھی تفصیل ہے جو حسب ذیل ہے۔

اگر بحرمت فلان کہنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اولیاء کرام یا انبیاء علیہم السلام پکاریں سنتے ہیں اور حاجت روائی کر سکتے ہیں تو اس عقیدے والے کا یہ کہنا شرک ہے جائز نہیں۔ اور اگر اس کا عقیدہ شرکیہ نہ ہو اور اس کی تمام کتابیں تردید شرک و بدعت سے پُر ہوں اور اس کی کسی کتاب میں یہ کلمات آگئے ہوں تو ان کی توجیہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنی ضروری ہے۔ بعض لوگ یہ توجیہ کرتے ہیں۔ اے اللہ میں گنہگار ہوں فلاں پیغمبر یا ولی تیرا پیارا ہے مجھے اس کی وجہ سے معاف کر دے۔ یہ بالکل بے معنی ہے کیونکہ فلاں پیغمبر یا ولی تو اللہ کے مقبول ہیں خدا مجرم کو کیوں معاف کرے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی قاتل سیشن جج سے کہہ دے میں مجرم ہوں اور یہ آپ پیارا بیٹا ہے مجھے آپ معاف کر دیں۔ یہ توجیہ بالکل لغو ہے۔ اس کی توجیہ صحیح یہ ہے اے اللہ مجھے فلاں پیغمبر یا ولی سے محبت ہے اور میں اس کی اتباع کرتا ہوں یہ محبت فعل قلبی ہے اور اتباع فعل جوارح ہے۔ گویا اپنے فعل قلب یا فعل اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے آگے بطور وسیلہ پیش کرنا اپنے اعمالِ صالحہ کا وسیلہ ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صاف ثابت ہے۔ سورۃ آل عمران میں واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین۔ اور سورہ انعام میں پارہ ساتواں پہلے صفحہ میں ہے یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاھدین ان دونوں آیتوں میں اتباع اور ایمان کو وسیلہ بنایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اتباع پیغمبر وسیلہ ہے اور اسی طرح غار والی حدیث صحیح سے اعمال صالحہ کا وسیلہ بنانا معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قائل اس کا توحید و سنت پر پختہ ہو شرک اور بدعت سے بیزار ہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ اور مولانا اسماعیل شہید اور مجدد الف ثانی وغیرہم۔ پس ایسے بزرگانِ دین سے جو ایسے کلمات منقول ہیں ان کی توجیہ کر دی گئی ہے لہٰذا ان بزرگوں پر جو طعن دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیوں لکھا ہے بالکل غلط ہے جب ان کی عبارت کی توجیہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کے مطابق ہو سکتی ہے تو طعن کرنا بے معنی ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ عوام الناس کو اس قسم کی عبارت کا سبق دینا بہتر نہیں ہے کیونکہ یہ دور عام شرک اور بدعت کا ہے اس سے لوگ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں نیز قرآن مجید کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی ایسی عبادت سے خالی ہیں ——— ہذا تحقیق شیخی و سندی مولانا حسین علی مرحوم

رہ سکیں گے کیونکہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ ہمارے پیغمبروں کو شہر بدر کرنیوالے خود بھی وہاں نہیں رہ سکتے (۵) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى الخ (ع ۱۲) انبیاء سابقین علیہم السلام
کی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہم نے معجزات دے کر بھیجا قوم نے انکار کیا تو اسے غرق کر دیا گیا۔ معجزہ اسرار کے بعد مشرکین مکہ نے بھی نہ مانا تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔ وَقَضٰى رَبُّكَ
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (ع ۴) — تا — عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا (ع ۴) ہیں دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ مسئلہ توحید
کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کو بیان سے پہلے اور آخر میں صراحۃً شرک سے منع کیا گیا۔ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (ع ۶) میں طریق تبلیغ کی تعلیم دی گئی

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

۱ سورہ بنی اسرائیل مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد
الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ
حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے
لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۱ وَ
تا کہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا اور
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ
دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی
اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝۲ۭ
اسرائیل کے واسطے کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز
ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا
تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو چڑھا لیا ہم نے نوح کے ساتھ بے شک وہ تھا بندہ
شَكُوْرًا ۝۳ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ
حق ماننے والا اور صاف کہہ سنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں
لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا
کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دو بار اور سرکشی کرو گے بڑی
كَبِيْرًا ۝۴ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ
سرکشی پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر

(حاشیہ:) ۱۔ دعویٰ توحید کا ذکر ۔ ۱۔ دلیل وحی پہلی بار و دلیل وحی ۔ بلائے توحید اور پہلی بار ۔ معجزہ ۔ ۲۔ لازمہ بلائے عاقبت ۔ ۳۔ یعنی لا آیت ۔ بعد انکار معجزہ ۔ معراج ۔ ۴۔ پہلی عقلی دلیل ۔ ۵۔ پہلی نقلی دلیل ۔ شکر گزاری کا ثمرہ ۔ تخویف دنیوی کا نمونہ

کہ نرمی سے دعوت توحید پیش کرو درشتی سے کام نہ لو۔ پھر وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا (ع ۸) سے قصہ آدم و ابلیس بیان کر کے متنبہ کیا گیا کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے معجزہ اسرار کے بعد بھی یہ تمہیں مسئلہ توحید سے روکنے کی کوشش کرے گا اس لئے اس کے فریب سے خبردار رہو۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ (ع ۸) امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ کیونکہ معجزہ اسرار کے بعد مشرکین مسئلہ توحید ماننے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے آپ صبر و استقامت کے لئے نماز قائم کریں اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہیں۔ اور بوقت ہجرت یہ دعا پڑھیں رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ ۵ اس آیت میں معجزہ اسرار کا ذکر ہے۔ معجزہ اسرار یعنی معجزہ معراج کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ روحانی تھا کہ جسمانی۔ بعض صحابہ رض اور بعض تابعین سے منقول ہے کہ معراج روحانی تھا یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ سیر خواب میں کرائی گئی اور تمام ملکوت کا آپ نے حالت خواب میں مشاہدہ فرمایا۔ لیکن جمہور صحابہ رض اور جمہور امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بجسد عنصری تھا اور حالت بیداری میں تھا۔ مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے لے کر ساتوں آسمانوں کے اوپر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو عجائب ملکوت کا بجسد عنصری بحالت بیداری بچشم سر مشاہدہ کرایا۔ وذهب معظم السلف والمسلمين الى انه كان اسراء بالجسد وفى اليقظة الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۸) والاصح بل الصحيح ان الاسراء فى اليقظة بعد البعثة مرة واحدة الخ (جامع البیان ص ۲۴۱) معراج کے دو حصے ہیں ایک مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک دوم مسجد اقصیٰ سے لے کر الیٰ ماشاء اللہ معراج کا پہلا حصہ یہاں مذکور ہے اور دوسرا حصہ سورۃ النجم اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ معراج کے دونوں حصے ایک وقت میں واقع نہیں ہوئے بلکہ پہلی بار مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوا پھر دوسری بار دوسرے وقت میں مکہ مکرمہ سے آسمانوں تک ہوا۔ مگر جمہور کا قول یہی ہے کہ مسجد حرام سے لے کر آسمانوں تک کا سارا واقعہ مسلسل ایک ہی وقت میں پیش آیا۔ وانه ركب البراق بمكة ووصل الى بيت المقدس وصلى فيه ثم اسرى بجسده الخ (قرطبی) واقعہ معراج کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ مشرکین مکہ بطور تمسخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سالی کا عذاب مسلط کر دیا جو کئی سال تک جاری رہا جیسا کہ سورۂ نحل میں مذکور ہو چکا ہے۔ مگر اس عذاب کو دیکھ کر بھی وہ ایمان نہ

موضح قرآن ف حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا مکے سے بیت المقدس براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پر یہاں اتنا ہی ذکر ہے باقی سورۂ نجم میں ہے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی خدا تعالیٰ در شب معراج پیش از صعود بر آسمان با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد المقدس رسانید ۱۲۔

لائے بلکہ معجزہ کا مطالبہ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے واقعہ معراج ظاہر کرکے ان کو ایک بہت بڑا معجزہ دکھایا کہ اگر اس کے بعد بھی نہ مانوگے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے چنانچہ جنگ بدر کبریٰ میں ان منکرین کو قتل کر دیا گیا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ الخ سُبْحَانًا تَسْبِیْحًا کے معنوں میں ہے، اور وہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای سبحوا سبحانًا الذی الخ یعنی ہر عیب سے پاک سمجھو جس طرح کہ پاک سمجھنے کا حق ہے اس ذات پاک کو جس نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندۂ خاص کو سیر کرائی۔ تسبیح کے معنی ہر عیب اور برائی سے پاک اور منزہ کہنے کے ہیں ومعناه التنزیه والبراءة لله عزوجل من كل نقص الخ (قرطبی جـ ۱۰ صـ ۲۰۴) شرک ایک بہت بڑا عیب ہے جو ذات باری تعالیٰ کے لائق نہیں اور اس

عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ

اپنے بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں

الدِّیَارِ ؕ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ

کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا ف۱ پھر ہم نے پھیر دی تمہاری

الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَ

باری ان پر اور قوت دی تم کو مال سے اور بیٹوں سے اور

جَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ﴿۶﴾ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

اس سے زیادہ کر دیا تھا تمہارا لشکر ف۲ اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا

لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ

اپنا اور اگر برائی کی تو اپنے لئے پھر جب پہنچا ف۳ وعدہ

الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ

دوسرا بھیجے اور بندے کہ اداس کر دیں تمہارے منہ اور گھس جائیں مسجد میں

کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ﴿۷﴾

جیسے گھس گئے تھے پہلی بار اور خراب ف۴ کر دیں جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ م

بعید نہیں تمہارے رب ف۵ سے کہ رحم کرے تم پر اور اگر پھر وہی کروگے تو ہم پھر وہی کریں گے

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّ

اور کیا ہے ہم نے دوزخ کو کافروں کا قید خانہ ف۶ ف۲ بیشک

هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ

یہ قرآن ف۱ بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے

الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ

ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے کہ ان کے لئے ہے

وقف لازم

۳ دوسری آیت معجزہ

۴ بشارت اخروی

کی ذات اس سے پاک ہے جیساکہ فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اور سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اسی طرح اس میں دعوی سورت کا ذکر ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اسے ہر شریک سے پاک سمجھو۔ نیز یہ دلیل وحی ہے یعنی میں تمہیں اللہ کی وحی سنا رہا ہوں کہ اللہ کو شرک سے پاک سمجھو یہ پہلی آیت معجزہ بھی ہے جس میں معجزہ معراج کا ذکر کیا گیا ہے آیات معجزہ سے مقصود تخویف ہے یعنی اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانوگے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ ۳ عبد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ واقعہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑا اشرف ہے جو کسی اور پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ایسے نام یعنی عبد سے یاد فرمایا جو اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔ قال العلماء لو كان للنبي صلى الله عليه وسلم اسم اشرف منه لسماه به في تلك الحالة العلية (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۵) نیز آپ کی امت کو تواضع کا سبق دینا تھا اور یہ بتانا تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بایں شرف و اعزاز اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور صفت بندگی کسی حال میں ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ لَیْلًا کی تنکیر تقلیل کے لئے ہے یعنی ہم نے رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے بندے کو سیر کرائی۔ ۴ لام عاقبت کے لئے ہے۔ اور مِنْ اٰیٰتِنَا سے وہ عجائب قدرت مراد ہیں جو آپ کو اس سیر کے دوران میں دکھائے گئے۔ من عجائب قدرتنا وقد رای هناك الانبياء والآيات الكبرى (معالم ج ۴ ص ۱۲۵)

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مِنْ اٰیٰتِنَا سے مشرکین کی ہلاکت مراد ہے یعنی ہم یہ عظیم معجزہ معراج اپنے بندۂ خاص کو اس لئے دکھایا تاکہ اس کے بعد اگر مشرکین مکہ مسئلہ توحید کا انکار کریں تو ہم ان معاندین کی ہلاکت میں آپ کو اپنی قدرت کا ایک عظیم اور حیرت انگیز نشان دکھائیں۔ چنانچہ

موضح قرآن ف۱ توراۃ میں کہہ دیا تھا کہ دوبارہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے۔ اس کی جزا میں دشمن ان کے ملک میں غالب ہوں گے اُسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا، پھر حق تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا، پیچھے بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت سلیمان کی سلطنت میں، دوسری بار فارسی لوگوں میں سے بخت نصر غالب ہوا تب سے ایک سلطنت نے قوت نہ پکڑی، اب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی پر آیا ہے۔ اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھیر کر دے، اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم وہی کریں گے، یعنی مسلمانوں کو ان پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ وایں وعدہ متحقق شد بتسلط جالوت بادشاہ عمالقہ ۱۲ ف۲ وایں معنی در خلافت حضرت داؤد ظاہر شد ۱۲ ف۳ و ایں وعدہ متحقق شد وقتیکہ حضرت یحییٰ را کشتند پس بخت نصر را مسلط ساخت ۱۲ ف۴ وایشان عود کردند بفساد تکذیب حضرت پیغامبر ما و جنگ کردند با او پس خدا تعالیٰ عود فرمود در تعذیب ایشان بقتل و اسر و جزیہ ۱۲۔

جب مشرکین نے معجزۂ اسراء کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں بے ساز و سامان مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کے مسلح اور کئی گنا بڑے لشکر کو ذلت و خواری کے ساتھ معجزانہ طور پر شکست دی۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى (طٰہٰ ع ۲) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دیا اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ اس کے بعد اس مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ عصا اور ید بیضا عطا فرمایا کہ قوم فرعون کے سامنے مسئلہ توحید پیش کرو، اپنی سچائی اور مسئلہ کی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے یہ معجزات دکھاؤ۔ اگر انہوں نے ان معجزات کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو ہم فرعون اور اس کی قوم کو آپ کے سامنے اس طرح

اَجْرًا كَبِيْرًا ⑨ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

ثواب بڑا اور یہ کہ جو نہیں مانتے آخرت کو

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑩ ع وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ

ان کے لئے تیار کیا ہے ہم نے عذاب دردناک اور مانگتا ہے آدمی ف۱

بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

برائی ف۱ جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان

عَجُوْلًا ⑪ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ

جلدباز ف۱ اور ہم نے بنائے رات اور دن ف۲ دو نمونے

فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو

لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

تاکہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا اور تاکہ معلوم کرو گنتی

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫

برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہم نے کھول کر ف۲

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ

اور جو آدمی ہے ف۳ لگا دی ہے ہم نے اسی کی بُری قسمت اس کی گردن سے اور نکال دکھائیں گے

لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ⑬

اس کو قیامت کے دن ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی ف۳

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

پڑھ لے کتاب اپنی تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا

حَسِيْبًا ⑭ ۭ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ

حساب لینے والا جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی بھلے کو

ع ۱

۱۔ تخویف اخروی ۱۲

۲۔ شکوی ۱۲

۳۔ دوسری عقلی دلیل ۱۲

۴۔ تخویف اخروی ۱۲

ہلاک کریں گے کہ ان کی ہلاکت بھی ہماری قدرت کا ایک عجیب کرشمہ اور اعجاز ہوگی چنانچہ قوم فرعون کو سمندر کے خشک راستوں میں، جو بنی اسرائیل کی سلامتی کے لئے معجزانہ طور پر بنائے گئے تھے، داخل کرکے ہلاک کیا گیا۔ چنانچہ جب حضور علیہ السلام نے صبح اٹھ کر واقعہ معراج کا پہلا حصہ مشرکین کے سامنے بیان کیا کہ میں آج رات بیت المقدس سے ہو کر آگیا ہوں تو سب نے تعجب کیا اور نہ مانا۔ مشرکین میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے ابوبکر! کیا اب بھی محمد کو مانو گے؟ فرمایا بات کیا ہے؟ اس نے کہا محمدؐ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس کی سیر کر آیا ہوں تو حضرت صدیقؓ نے فرمایا اس میں کونسی تعجب کی بات ہے آپ نے سچ فرمایا ہے ہم تو آپ کی آسمانوں والی باتیں مان لیتے ہیں تو زمین والی کیوں نہ مانیں گے۔ مشرکین نے آزمائش کے لئے آپ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھیں اس سے آپ کو بہت غم ہوا کیونکہ آپ بیت المقدس کی نشانیاں یاد کرنے کے لئے تو وہاں نہیں گئے تھے جو لوگ سالہا سال کسی جگہ رہیں اس جگہ کی ساری علامتیں تو انہیں بھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ آپ کے سامنے حاضر کرکے آپ کا غم دور فرما دیا۔ چنانچہ مشرکین نے جو بات پوچھی آپ نے صحیح بتا دی۔ راستہ میں آپ کو جو قافلے ملے ان کے بارے میں آپ نے جو کچھ بتایا وہ بھی بالکل درست ثابت ہوا (خازن و معالم ج ۴ ص ۱۲۷، ۱۲۸) مگر ان تمام باتوں کے باوجود مشرکین مکہ نے اس اعجاز قدرت کو جادو کہہ کر رد کر دیا اور نہ مانا آخر جنگ بدر میں عذاب قتل سے ہلاک کئے گئے۔ ۵ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے ھو ضمیر فصل اور خبر کا معرفہ ہونا افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور وہی سب کچھ دیکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا نہیں لہٰذا عبادت میں، دعا اور پکار میں اس کا شریک بھی کوئی نہیں۔ انه هو السميع لاقوال جميع خلقه البصير بافعالهم (خازن ج ۴ ص ۱۲۸) ۶ توحید پر پہلی نقلی دلیل۔ اس میں دعوی توحید پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات سے نقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ فرمایا ہم

موضح قرآن ف۱ یعنی گھبراتا ہے کہ میری دعا شتاب کیوں قبول نہیں ہوتی، اور اس کی دعا بعضی اس کے حق میں بری ہے۔ اگر قبول ہو تو انسان خراب ہو، سو ہر طرح اللہ بہتر دانا ہے، چاہئے کہ اسی کی رضا پر شاکر رہے۔ ف۲ گھبرانے سے فائدہ نہیں، ہر چیز کا وقت و اندازہ مقرر ہے، جیسے رات اور دن، کسی کے گھبرانے۔ اور دعا سے رات کم نہیں ہو جاتی، اپنے وقت پر آپ ہی صبح ہوتی ہے اور دونوں نمونہ اسی کی قدرت کا ہے۔ ف۳ یعنی بُری قسمت کے ساتھ بُرے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آویں گے قیامت میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در حالت تنگدلی بر خود و اولاد خود دعائے بد میکند ۱۲۔

نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا اس میں ہم نے ان کو حکم دیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز مت بناؤ اور اللہ کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ وَکِیۡلًا کارساز، تمام کاموں میں جس پر بھروسہ کیا جائے اور اپنے معاملات جس کے سپرد کئے جائیں ای ربا تکلون امورکم الیہ (کبیر ج ۵ ص ۵۴۳) ای ربا تکلون الیہ امورکم (مدارک ج ۲ ص ۲۳۳) ربا یتوکلون علیہ فی امورھم (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۱۳) وقال الشیخ (رحمہ اللہ) روح اللہ ای لا تعبدوا الا اللہ ولا تدعوا غیرہ فی الحوائج غائبًا اس سے معلوم ہوا کہ تورات کی تعلیم کا خلاصہ یہی تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز مت بناؤ تو اس سے دعویٰ سورت کی سچائی واضح اور ثابت ہوگئی۔

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی بُرے کو اور کسی پر نہیں پڑتا
وِّزْرَ اُخْرٰى ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ
بوجھ دوسرے کا اور ہم نہیں ڈالتے بلا ف۶ جب تک نہ بھیجیں
رَسُوْلًا ⑮ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا
کوئی رسول ف اور جب ف۷ ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیج دیا
مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ
اس کے عیش کرنیوالوں کو پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہوگئی ان پر بات
فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ⑯ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ
پھر اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر اور بہت غارت کردیئے ہم نے قرن
مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ
نوح کے پیچھے اور کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ
خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ⑰ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ
جاننے والا دیکھنے والا جو کوئی چاہتا ہو ف۸ پہلا گھر
عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا
جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر ٹھہرایا ہے ہم نے
لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ⑱ وَمَنْ
اس کے واسطے دوزخ داخل ہوگا اس میں اپنی بُرائی سن کر دھکیلا جاکر اور جس نے
اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ
چاہا پچھلا گھر اور دوڑ کی اس کے واسطے جو اس کی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے
فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ⑲ كُلًّا نُّمِدُّ
سو ایسوں کی دوڑ ٹھکانے لگی ہے ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں

منزل ۴

سا تخویف دنیوی ۳

شبہ مشرکین کے ایک شبہ کا جواب ۲

ف۵ یہ منادی ہے اور اس سے قبل حرف ندا محذوف ہے۔ ای یا ذریۃ الخ اس کا مقصود بالنداء محذوف ای اشکروا یعنی اے اولاد نوح شکرگذار بنو اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی شکرگذار بندے تھے وہ شرک نہیں کرتے تھے جنہوں نے ساڑھے نو سو سال لوگوں کو اللہ کی توحید سنائی اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو طوفان سے اس لئے بچایا کہ وہ اللہ کے شکرگذار اور توحید کو ماننے والے تھے جب کہ ناشکر گذاروں اور مشرکوں کو غرق کر دیا گیا۔ پس تم بھی اے مشرکین عرب مانند نوح ؑ شکور اور موحد بنو اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے اور اگر ناشکری کروگے تو قوم نوح ؑ کی طرح ہلاک کر دیئے جاؤ گے فکانہ قیل کونوا موحدین شاکرین لنعم اللہ مقتدین بنوح الذی انتم ذریۃ من حمل معہ (بحر ج ۶ ص ۷) یہاں تک تینوں آیتیں بظاہر غیر مربوط معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر کئی مفسرین کو تطبیق میں سخت اشکال پیش آیا، کیونکہ پہلے واقعہ معراج کا ذکر ہے اس کے بعد وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ میں موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا ذکر ہے پھر اس کے بعد ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ میں ایک نئی بات مذکور ہے لیکن ہماری مذکورہ بالا تقریر سے یہ آیتیں بالکل باہم مربوط ہو جاتی ہیں اور بے ربطی کا کوئی اشکال نہیں رہتا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ سُبْحٰنَ الَّذِيْ الخ میں فرمایا اس اللہ کو شرک سے پاک سمجھو جس نے مسئلہ توحید منوانے کے لئے معجزۂ اسرار دکھایا اس کے علاوہ عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے کیونکہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اور ساتھ ہی کتب سابقہ مثلاً تورات کی بھی یہی تعلیم ہے لہٰذا اے اہل مکہ ہم تمہیں بھی حکم دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو مان لو جو دلیل وحی اور دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ ف۶ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل کو ہم نے تورات میں بتا دیا تھا کہ تم دو بار زمین میں شر و فساد برپا کرو گے پہلی بار تم پر ایک سخت گیر اور جابر قوم کو مسلط کر کے تمہیں ذلیل کریں گے اس کے بعد تم پر انعام کریں گے اس کے بعد اگر تم نے پھر فساد کیا تو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دیں گے۔ اے مشرکین مکہ اسی طرح پہلے ہم نے تم پر قحط مسلط کیا پھر قحط اٹھا کر تم پر مہربانی کی مگر تم شرک سے باز نہ آئے تو پھر معجزۂ معراج دکھایا گیا اس لئے اگر اب بھی شرک سے باز نہ آؤ گے اور توحید سے اعراض کرو گے تو دنیا و آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ الخ فساد فی الارض سے احکام تورات کی مخالفت مراد ہے یرید المعاصی وخلاف احکام التوراۃ (کبیر ج ۵ ص ۵۴۶) ف۹ پہلی بار جب بنی اسرائیل نے احکام تورات کی مخالفت کی، توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگے، محرمات کو حلال کر ڈالا اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر مجوسی بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے (باقی)

موضح قرآن ف یعنی بُرے عمل آفت لاتے ہیں۔ پر حق تعالیٰ بن سمجھائے نہیں پکڑتا رسول بھیجتا ہے اسی واسطے۔

یاستر ہزار اسرائیلی قتل کر دیئے۔ باقیوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور بیت المقدس کو مسمار کر دیا۔ فَجَاسُوْا - یعنی بخت نصر کا لشکر اسرائیلیوں کے گھروں کے اندر گھس گیا اور خوب خون خرابہ کیا (کبیر)۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ الخ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہم نے تمہیں غلبہ عطا کیا اور مال و اولاد میں برکت دی اور تمہاری تعداد میں خوب اضافہ کیا۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ الخ جواب اگر تم نیک کام کرو گے تو ان کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر برے کام کرو گے تو ان کی سزا بھی تم ہی بھگتو گے۔ فلها ای فعلیها اساءتها (خازن)۔ ۱۰ دوسری بار جب بنی اسرائیل نے شر و فساد بپا کیا، حضرت زکریا اور حضرت یحیٰی علیہما السلام کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فردوس شاہِ بابل کو ان پر مسلط کر دیا جس نے لشکر بھیج کر

هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ
اِن کو اور اُن کو ۹ تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی
عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا
بخشش کسی نے نہیں روک لی دیکھ ۱۰ کیسا بڑھا دیا ہم نے
بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ
ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں
وَّاَكْبَرُ تَفْضِیْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اور بڑی فضیلت مت ٹھہرا ۱۱ اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم
اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع وَقَضٰی رَبُّكَ
پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بے کس ہو کر اور حکم کر چکا تیرا رب
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۭ
کہ نہ پوجو ۱۲ اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ۱۳
اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا
اگر پہنچ جائے تیرے سامنے ۱۴ بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا
تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے
قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ
بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر
مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ
نیازمندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو
صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾ ۭ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ ۭ
چھوٹا سا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے

الجزو الخامس عشر ۵
۲ ع ۱۲ / ۲

۱۹ ترغیب الی الآخرۃ
۲۲ دعوی توحید ہے
اعادہ ۲۰
۲۲ دفع عذاب کے
۲۳ متوازن کابیان
اسراء یعنی شرک بیں سے
۲۳ دلائل توحید
معجزہ بھی ہے ۱۲
۲۴ امر دوم یعنی مخلوق خدا پر احسان کرو ۱۲

بخت نصر کی طرح بنی اسرائیل میں خون خرابہ کیا (قرطبی)۔ لِیَسُوْٓءٗا مقدر کے متعلق ہے ای بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَا لِیَسُوْٓءٗا الخ ۱۱ اس کے بعد اگر تم ٹھیک راہ پر چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمائے گا اور تمہیں دنیا میں اقتدار اور غلبہ دے گا لیکن اگر پھر تم نے راہ فساد اختیار کی تو پھر دنیا میں ویسا ہی عذاب دیں گے اور آخرت میں جہنم میں قید کئے جاؤ گے۔ یہ یہودی کب باز آنے والے تھے چنانچہ اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، آپ پر جادو کرنے کی کوشش کی اور کھانے میں آپ کو زہر دیا تو دنیا میں یہ سزا ملی کہ کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور باقیوں نے ذلت سے جزیہ دینا قبول کیا۔ وعاد بنو قریظة وبنو النضیر واشباههم فارادوا قتل النبی صلی اللہ علیه وسلم وسحروه وجعلوا السم فی طعامه وحاربوه فعاد اللہ علیهم بالانتقام فقتل بنی قریظة واجلی بنی النضیر وضرب علیهم الجزیة یؤدونها عن ید وهم صاغرون (مظهری ج ۵ ص ۴۱۸)۔ ۱۲ یہ دوسری آیت معجزہ ہے معجزہ اسرار کی طرح یہ قرآن بھی ایک معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اس میں وہی مسئلہ توحید کھول کر بیان کیا گیا جس کی خاطر معجزۂ اسرار دکھایا گیا۔ لہٰذا اب مسئلہ توحید پر ایمان نہیں لاؤ گے تو سخت ترین عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے اور اگر مان لو گے اور اس کے مطابق عمل بھی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔ اس طرح یہ آیت دعویٰ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی اور دعویٰ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بشارت اور وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ تخویف ہے۔ ۱۳ شکوی ہے، معجزۂ اسرار دکھایا گیا تاکہ مشرکین مسئلہ توحید مان لیں ورنہ اللہ کا عذاب آئے گا مگر وہ کیسے احمق اور عجلت

پسند ہیں کہ مسئلہ ماننے کے بجائے الٹا کہتے ہیں لاؤ ناں وہ عذاب۔ اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ دعاءہ منصوب بنزع الخافض ای کدعاءہ انسان سے کافر انسان مراد ہے کہ وہ نادانی سے اللہ کا عذاب اس طرح مانگتا ہے جس طرح اللہ کی رحمت مانگنی چاہیئے جیساکہ نضر بن حارث کے بارے میں ابن عباس رضی سے منقول ہے اس نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن، مسئلہ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر کے ہلاک کر دے عن ابن عباس رضی اللہ عنهما هو النضر بن الحارث قال اللّٰهم ان کان هذا هو الحق من عندك الآیة فاجیب فضربت عنقه صبرا (مدارك) انسان کیسا جلد باز ہے کہ جلدی عذاب آنے کا مطالبہ کرتا ہے حالانکہ عذاب تو ضرور آئے گا مگر اپنے مقررہ وقت پر۔ ۱۴ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ہم نے رات اور دن کو اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کے لئے دلیل بنایا۔ رات دن کو ایک دوسرے سے اس طرح ممتاز کیا کہ رات میں سورج نہیں ہوتا اور دن کو سورج چمکتا ہے تاکہ تم دن کے اجالے میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکو اور رات دن کی آمد و رفت سے سالوں کی گنتی اور اپنے معاملات کا حساب کتاب رکھ سکو۔ یہ رات

دن کا نظام ہمارے اپنے قبضہ و تصرف میں ہے جو ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل ہے۔ ای علامتین علی وحدانیتنا و وجودنا و کمال علمنا و قدرتنا (قرطبی ج ۱۰ ص۲۲۶) یہ تمام چیزیں ہم ہی نے تمہارے نفع کے لئے پیدا کی ہیں ہمارے سوا کوئی اور خالق نہیں ہَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ تو پھر اوروں کو کیوں کارساز سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہو؟ **ف۱۵** یہ تخویف اخروی ہے۔ طائرہٗ اعمالنامہ قیامت کے دن ہر شخص خود ہی اپنا اعمالنامہ پڑھے گا اور خود ہی اپنی نیکیوں اور برائیوں کا حساب کرے گا۔ مَنِ اهْتَدٰی الخ جو شخص دنیا میں راہ ہدایت اختیار کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا۔ **ف۱۶** تخویف دنیوی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک وہ بندوں کے پاس اپنا رسول بھیج کر اپنی حجت قائم نہ کرلے اس وقت تک وہ ان کو دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ جب اللہ کا رسول آجائے وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنائے اور دلائل سے ان پر اللہ کی حجت قائم کردے لیکن وہ پھر بھی تکذیب کریں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت میں تنہا عقل کافی نہیں اور وحی کے بغیر تنہا عقل سے حجتِ خداوندی قائم نہیں ہوتی (حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا) لاقامة الحجة و قطعًا للعذر وفیه دلیل علی ان ما وجب انما وجب بالسمع لا بالعقل (خازن ومعالم ج۴ ص۱۵۲) **ف۱۷** یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ یعنی جب ہم کسی قوم میں اپنا رسول بھیجتے ہیں اور ہمارا رسول مسئلہ توحید اور دیگر احکام ان تک پہنچا دیتا ہے اور دلائل واضحہ کے ساتھ موعظہ حسنہ سے ان کو خوب سمجھا سمجھا کر ان پر حجت خداوندی قائم کردیتا ہے مگر وہ اپنی سرکشی اور انکار و عصیان میں سرمست رہتے ہیں اور ہدایت پر نہیں آتے تو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں تاکہ اجل معین تک وہ دل کھول کر فسق و فجور کرلیں پھر مقررہ وقت پر انہیں تباہ و برباد کردیا جاتا ہے۔ اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا الخ یعنی ہم نے ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہر بستی کے دولت مند طبقہ کو نیک کاموں کا حکم دیا مگر انہوں نے پیغمبروں کی تبلیغ پر کان نہ دھرا اور فسق و فجور اور ظلم و عصیان میں منہمک ہوگئے ای امرناهم بالطاعة اعذارًا وانذارًا وتخویفًا و وعیدًا ففسقوا ای فخرجوا عن الطاعة عاصین لنا (قرطبی ج ۱۰ ص۲۳۳) ——— دیکھو لو

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ

اگر تم نیک ہوگے تو وہ رجوع کرنے والوں کو

غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ

بخشتا ہے ف۱ اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو

وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ

اور مسافر کو اور مت اڑا بے جا ف۲ بے شک

الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ

اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور

الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ

شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر ف۳ اور اگر کبھی تغافل کرے تو

عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ

ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہہ دے

لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً

ان کو بات نرمی کی ف۴ اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا

اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ

الزام کھایا ہوا ہارا ہوا ف۵ ف۶ تیرا رب کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا

جس کے واسطے چاہے اور تنگ بھی وہی کرتا ہے وہی ہے اپنے بندوں کو جاننے والا

بَصِیْرًا ﴿۳۰﴾ ع وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ؕ

دیکھنے والا ف۷ اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے

موضح قرآن

ف۱ یعنی کبھی دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرمادیا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر خفا کرے اور پھر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے **ف۲** یعنی بے جگہ خرچ کر کر خراب نہ کرو **ف۳** یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ **ف۴** یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اُس پاس نہیں تو اللہ کے یہاں اُمیدوالے کا محروم جانا خوش نہیں آتا، اس محتاج کی قسمت سے اللہ سخیوں کو بھیج دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے تو میٹھے جواب کہہ کہ اگلی سب جزائیں برباد نہ ہوں۔ **ف۵** یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ **ف۶** یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا، اُس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں، اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو تقید ہے۔ دینے کا حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در صورت بخل ۱۲ **ف۲** یعنی در صورت اسراف ۱۲۔

نوح علیہ السلام سے لے کر اب تک کتنی ہی سرکش اور نافرمان قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا، مسئلہ توحید کو نہ مانا اور ان معجزات کا انکار کیا۔ اے مشرکین مکہ اگر تم نے یہ معجزات باہرہ اور آیات قاہرہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اقوام سابقہ کے سے انجام کے لئے تیار رہو۔ ۱۸ یہ مشرکین کے ایک شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اگر یہ مسئلہ توحید حق ہوتا تو دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں مال و دولت اور یہ انواع و اقسام رزق کیوں دیتا حالانکہ ہم اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ دنیا میں ہم عطا اور داد و دہش کا دروازہ کسی پر بند نہیں کرتے۔ دنیا میں روزی سب کو دیتے ہیں خواہ فرمانبردار ہوں خواہ نافرمان۔ ہاں جو شخص آخرت پر دنیا کو ترجیح دے اور دنیا کا طالب اور خواہشمند ہو تو ہم اس کو دنیا میں دولت دیدیتے ہیں لیکن آخرت میں ذلت، رحمت خدا سے محرومی اور عذاب جہنم کے سوا اس کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ بشارت اخروی۔ لیکن جو لوگ آخرت کے متلاشی ہیں اور تلاش آخرت کے جذبۂ صادقہ کے تحت وہ نیک اور بھلے کام کر کے آخرت کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں اور ساتھ اللہ کی توحید اور دیگر ضروریات دین پر ان کا ایمان بھی ہے تو ان کی کوشش کامیاب اور بارآور ہوگی۔ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اس کے لئے کماحقہ کوشش کی یعنی اللہ کے اوامر کو بجالایا اور منہیات سے باز رہا اور دین میں اختراع و احداث سے اجتناب کیا۔ ای السعی اللائق بہا وھو الاتیان بما امروا لانتہاء عما نہی لا التقرب بما یخترعون بآرائہم (ابو السعود ج ۵ ص ۵۶۵) ۱۹ طالبانِ دنیا ہوں یا طالبانِ آخرت اللہ کے رزق سے سب اپنا اپنا حصہ پائیں گے دنیا میں رزق سے کوئی بھی محروم نہیں رکھا جائے گا۔ ۲۰ یہ آخرت کی ترغیب ہے۔ جواب شبہہ کے بعد آخرت کے لئے کوشش کرنے کی ترغیب فرمائی۔ دنیا میں مؤمن و کافر کے درمیان مال و دولت کے اعتبار سے بہت تفاوت و تفاضل ہے مگر یہ کچھ معتبر نہیں اصل فضیلت کا مدار تو درجات آخرت پر ہے اور درجات آخرت اعمال صالحہ سے متعلق ہیں اس لئے اعمال صالحہ کے ذریعہ درجات آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ دنیا میں کافر اگرچہ اکثر اوقات مؤمن سے کثرت دولت میں بازی لے جاتا ہے لیکن درجات آخرت مؤمن کے ساتھ مختص ہیں اور کافران سے محروم ہوگا۔ المراد ان الاٰخرۃ اعظم واشرف من الدنیا والمعنی ان المؤمنین یدخلون الجنۃ و الکافرین یدخلون النار فیظہر فضل المؤمنین علی الکافرین (کبیر ج ۵ ص ۵۶۶) ۲۱ جواب شبہہ اور ترغیب الی الآخرہ کے بعد دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ
ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو بے شک ان کو مارنا
خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ
بڑی خطا ہے ف۱ اور پاس نہ جاؤ زنا کے وہ ہے
فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
بے حیائی اور بری راہ ہے ف۲ اور نہ مارو اس کو
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا
جس کو منع کر دیا ہے اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ
تو دیا ہم نے اس کے وارث کو زور ف۱ سو حد سے نہ نکل جائے قتل کرنے میں
اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ
اس کو مدد ملتی ہے ف۳ اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے
اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا
مگر جس طرح کہ بہتر ہو جب تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو
بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا
عہد کو بے شک عہد کی پوچھ ہوگی ف۴ اور پورا بھر دو
الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ
ماپ جب ماپ کر دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا
یہ بہتر ہے اور اچھا ہے اس کا انجام ف۵ اور نہ پیچھے پڑ جس بات
لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
کی خبر نہیں تجھ کو بے شک کان اور آنکھ اور دل

دوسرا ظلمہ

تیسرا ظلمہ

چوتھا ظلمہ

پانچواں ظلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافر بیٹیوں کو مارتے تھے کہ اُن کا خرچ کہاں سے لاویں گے۔ ف۲ یعنی اگر یہ راہ نکلے تو ایک دوسرے کی عورت پر نظر کرے، کوئی اور اس کی عورت پر کرے ف۳ یعنی ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے، نہ اُلٹا قاتل کی حمایت کرے اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا تو اُس کے بیٹے بھائی کو نہ مارے۔ ف۴ مگر جس طرح بہتر ہو یعنی اس کے مال کو اگر سنوار دے تو مضائقہ نہیں، اور قرار کی پوچھ یعنی کسی سے قول قرار صلح کا دیکر بدی کرنی، اس کا وبال ضرور پڑنا ہے۔ ف۵ سیدھی ترازو سے یعنی جھوک نہ مارو اور اچھا انجام یعنی دغابازی اوّل چلتی ہے۔ پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملے نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو خوش لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حق قصاص ۱۲۔

سے ہے اور مراد ساری مخلوق ہے یا خطاب ہر سامع سے ہے بقاعدۂ خطاب خاص و مراد عام۔ قرآن مجید میں بہت سی جگہوں میں ایسا ہے۔ والخطاب فی لا تجعل للسامع غیرالرسول وقال الطبری وغیرہ الخطاب لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم والمراد لجمیع الخلق (بحر ج ۶ ص۲۶) فتقعد مذموما مخذولا تخویف دنیوی یا اخروی ہے اور یہ نہی کا جواب ہے یعنی اگر تو اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز اور حاجت روا بنائے گا تو دنیا میں ذلت کے ساتھ کس مپرسی کی زندگی گذارے گا اور جن کو تو نے اپنے مددگار سمجھا ہے وہ تیری مدد نہیں کر سکیں گے (کشاف)، یا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ذلیل و خوار اور بے یار و مددگار ہو گا۔ ای لا ناصر لك ولا ولیا (قرطبی ج۱۰ ص۲۳۶)

كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ وَ لَا تَمْشِ

ان سب کی اس سے بوچھ ہوگی ف۱ اور مت چل

فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

زمین پر اتراتا ہوا تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو

وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ

اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر یہ جتنی باتیں ہیں ان سب

سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ

میں بُری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری ف۲ یہ ہے ان باتوں میں سے جو

اَوْحٰۤی اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَ لَا تَجْعَلْ

وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کاموں سے اور نہ ٹھہرا

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا

اللہ کے سوائے کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر

مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ وَ

دھکیلا جا کر کیا تم کو چن کر دیئے تمہارے رب نے بیٹے اور

اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ

اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو بیٹیاں تم کہتے ہو

قَوْلًا عَظِیْمًا ﴿۴۰﴾ ع وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

بھاری بات اور پھیر پھیر کر سمجھایا ہم نے اس قرآن میں

لِیَذَّكَّرُوْا ؕ وَ مَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ

تا کہ وہ سوچیں اور ان کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا کہہ اگر

كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی

ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتلاتے ہیں تو نکالتے

ربط ۱: دعویٰ توحید کا تیسری بار ذکر ۱۷

ربط ۱۸

من اشرك باللہ كان مذموما مخذولا.. لانه لما اثبت شريكا للہ تعالى استحق ان يفوض امره الى ذلك الشريك فلما كان ذلك الشريك معدوما بقى بلا ناصر ولا حافظ ولا معين ذلك على الخذلان (کبیر ج ۵ ص۶۹۵) ۲۲ وَ قَضٰی رَبُّكَ ــــ تا عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا (ع ۴) چونکہ معجزہ اسراء کے بعد انکار توحید پر عذاب الٰہی آنے والا تھا اس لئے اب یہاں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کر۔ وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ میں امر اول کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ یہ دلائل ماقبل کا ثمرہ بھی ہے یعنی مذکورہ بالا دلائل عقل و نقل اور وحی سے ثابت ہو گیا کہ کارساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا اس کے سوا کسی نبی مرسل، کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کے لئے کسی قسم کی عبادت بجا نہ لاؤ اور نہ اس کے سوا حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب کسی کو پکارو۔ اگر اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ ۲۳ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا یہ امر ثانی ہے یعنی عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے دوسرا کام یہ کرو کہ مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرو چار جماعتوں کو احسان کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے اول والدین دوم باقی تمام رشتہ دار سوم مساکین و غربا اور چہارم مسافر پردیسی ان چاروں میں تقریباً سب ہی آجاتے ہیں۔ والدین کا حق چونکہ سب پر فائق اور مقدم تھا اس لئے ان کا ذکر مقدم کیا گیا نیز ان کے حقوق و آداب قدرے تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ اِحْسَانًا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای احسنوا بالوالدین احسانا (مدارک ج ۲ ص۲۴۰) یعنی والدین کے ساتھ کماحقہٗ احسان کرو، حسن سلوک اور ادب و احترام سے پیش آؤ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے توحید کے ساتھ متصل بلافصل والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے حقوق بیان فرمائے ہیں اور سورۂ لقمان (ع ۲) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کے حقوق اور ان سے حسن معاشرت کس قدر ضروری اور اہم ہے۔ ۲۴ والدین کے حقوق و آداب کی قدرے تفصیل ہے۔ فرمایا اگر تمہاری زندگی میں ماں یا باپ یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو اب وہ تمہارے بہترین اور نرم سلوک کے مستحق ہیں اس عمر میں ذرا ذرا سی بات سے ان کا دل آزردہ اور دکھی ہو سکتا ہے اس لئے بڑھاپے میں ان سے بات کرتے وقت بہت نرمی اور پیار سے کام لینا ہوگا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ یعنی ان سے کوئی ایسی بات مت کر و جس میں ذرا

موضح قرآن ف۱ یعنی جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اُس کا دعویٰ کر کر نہ کہئے کہ یوں ہی ہے اور ایسی ہی گواہی دینی، ف۲ یعنی جن باتوں کو منع کیا وہ رب کی بیزاری ہے اور جن کو حکم کیا اُن کا نہ کرنا بیزاری ہے۔

ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا (٤٢) سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا

صاحب عرش کی طرف راہ ۱ وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی

یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا (٤٣) تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ

باتوں سے بے نہایت اس کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں

السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ

آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں

اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ

جو نہیں پڑھتی خوبیاں اس کی لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا

اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (٤٤) وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

بے شک وہ ہے تحمل والا بخشنے والا ۲ اور جب تو پڑھتا ہے قرآن

جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

کر دیتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور ان ۲ لوگوں کے جو نہیں مانتے

بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (٤٥) وَّجَعَلْنَا عَلٰی

آخرت کو ایک پردہ چھپا ہوا ۳ اور ہم رکھتے ہیں ان کے

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

دلوں پر پردہ کر وہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤی

اور جب ذکر کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھاگتے ہیں

اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (٤٦) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ

اپنی پیٹھ پر بدک کر ۱ ہم خوب جانتے ہیں جس واسطے وہ سنتے ہیں

بِهٖۤ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤی اِذْ

۲ جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں جب

بھی تکلیف اور ایذا کا کوئی پہلو نکل سکتا ہو تاکہ اس بڑھاپے میں ان کے دل کو تکلیف نہ پہنچے ۔ وَلَا تَنْهَرْهُمَا اور ان سے ڈانٹ کر اور جھڑک کر بات مت کرو وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا بلکہ نہایت نرمی اور ادب واحترام کے ساتھ ان سے بات کرو ۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا الآیۃ شفقت اور مہربانی سے کنایہ ہے ھذہ استعارۃ فی الشفقۃ والرحمۃ بھما (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۴۳) اور والدین کے ساتھ بالکل اسی طرح شفقت اور مہربانی سے پیش آؤ جس طرح وہ تمہارے ساتھ بچپن میں شفقت اور مہربانی کیا کرتے تھے وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا میں کاف تشبیہ کے لئے ہے یا تعلیل کے لئے اور والدین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ اے اللہ میرے ماں باپ پر مہربانی اور رحمت فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں شفقت سے میری تربیت کی تھی مطلب یہ ہے ان پر رحمت فرما اس لئے کہ انہوں نے بچپن میں رحمت و شفقت سے میری تربیت کی تھی اور اب میں ان کی اس شفقت کے شکر کے طور ان کے لئے دعا مانگ رہا ہوں ۔ ۲۵ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے بھید جانتا ہے ۔ جو شخص اخلاص اور صدق نیت سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو شخص محض ریاکاری کے لئے یا بعض دنیوی منافع کی خاطر ایسا کر رہا ہے اسکی نیت بھی اس سے پوشیدہ نہیں ۔ اگر تم صدق نیت سے اور دلی محبت واحترام سے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور ہر کام میں اس کی رضامندی ڈھونڈنے والوں کی تقصیروں اور غیر ارادی لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے ایک شخص نیک نیتی سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے اگر غلطی سے نادانستہ اس سے ادائے حقوق میں کوئی کوتاہی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا ۔ غفورًا لما وقع منھم من نوع تقصیر او اذیۃ فعلیۃ او قولیۃ (ابو السعود ج ۵ ص ۱۶۸) والدین خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر دعا کے علاوہ باقی تمام مذکورہ حقوق سب کے یکساں تھیں کافر والدین سے حسن سلوک فرض ہے البتہ اگر وہ شرک کرنے کو کہیں تو اس میں ان کی پیروی جائز نہیں ۔ ۲۶ والدین کے علاوہ باقی تمام رشتہ داروں پر بھی احسان کرو، صلہ رحمی کرو اگر وہ محتاج ہوں تو ان کی مالی امداد کرو ۔ غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کرو، اگر کوئی مسافر بحالت سفر تمہاری اعانت کا مستحق ہو تو اس سے ہمدردی کرو اور اس کی ضرورت پوری کرو ۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اور فضول اور بیجا خرچ نہ کرو بلکہ جائز مصارف میں خرچ کرو اس سے اجر ملے گا اور ناجائز مصارف میں خرچ کرنے سے عذاب ہوگا ۔ تَبْذِیْر یہ ہے کہ مال ایسے مصرف میں خرچ کیا جائے جہاں خرچ کرنا شرعاً جائز نہ ہو ۔ مثلاً شرک و بدعت کی اشاعت میں، رقص و سرود، شراب و کباب، عیاشی سینما بینی ایسے کاموں میں خرچ کرنا تبذیر میں داخل ہے ۔ سئل عن ابن مسعود عن التبذیر فقال انفاق مال فی غیر حقہ (مظہری ج ۵ ص ۴۳۳) ۲۷ کیونکہ مال و دولت کو ناجائز اور خلاف شریعت کاموں میں خرچ کرنے والے شیطان ہیں جس طرح شیاطین کا کام ہے شر و فساد پھیلانا اسی طرح مبذرین بھی شرک اور فواحش و منکرات کو عام کر کے ملک میں شر و فساد بپا کرتے ہیں اذ المبذر ساع فی افساد کالشیاطین (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۴۸) شیطان اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان فراموش اور ناشکر گذار ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں کفران وطغیان ہی کی راہ دکھائیگا

موضح قرآن ف ۱ یعنی پڑا با محکوم رہنا کیوں قبول کرتے تخت کے مالک کو الٹ ڈالتے ف ۲ یعنی ایسی بری باتوں پر تم کو شتاب نہیں پکڑتا اور توبہ کرو تو بخشتا ف ۳ یعنی اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا یہی واسطہ ہے کہ اوٹ میں ہیں آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف پیٹھ ہے اُس کے حساب میں کہیں نہیں ۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید درین ہر دو آیت کنایت است از عدم انتفاع ایشان بقرآن و مواعظ واللہ اعلم ۱۲ ف ۲ یعنی قصد استہزاء و عیب جوئی ۱۲ ۔

ف۲۸ اگر آدمی کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ رشتہ داروں، غریبوں اور دیگر مستحقین کی مالی امداد کرنے سے قاصر ہو اور وہ رحمتِ خداوندی کا امیدوار اور فراخیٔ رزق کا منتظر ہو اور یہ بات تقریبا ہر شخص میں پائی جاتی ہے، تو اسے چاہئے کہ وہ مستحقین کو درشتی اور کج خلقی سے جواب نہ دے بلکہ نرمی سے بات کرے اور اچھے طریقہ سے اپنا عذر پیش کرے القول المیسور ھو الرّدّ بالطریق الاحسن (کبیر ج ۵ ص۳۲۸) قولا میسورا سھلا لینا وعدھم وعدا جمیلا من یسرالامر (ابو السعود ج ۵ ص۶۲۶) **ف۲۹** خرچ کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے کنجوس اور بخیل بھی نہ بنو کہ غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مند رشتہ داروں کی حالت پر تمہیں بالکل ہی رحم نہ آئے اور پھوٹی کوڑی بھی ان پر خرچ نہ کرو اور نہ اس قدر فراخی اور دریا دلی سے خرچ کرو کہ سب کچھ ہی دے ڈالو اور اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہنے دو اور آخر خالی ہاتھ ندامت و حسرت سے کفِ افسوس ملتے رہو بالکل خیر الامور اوسطہا کے مطابق دونوں حدوں یعنی افراط و تفریط کے درمیان رہو۔ **ف۳۰** یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کوئی شخص اپنی عقل و دانش اور محنت و کاوش کے بل پر دولتمند نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں سے پورا پورا باخبر اور ان کے تمام اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے وہ اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق اپنے بندوں میں رزق تقسیم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو سب کا رازق و مالک ہے اور پھر سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی ہے وہی سب کا کارساز ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو، اسی کی نذریں منتیں دو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ **ف۳۱** دفعِ عذاب کے لئے امرِ سوم کا ذکر یعنی مخلوق خدا پر ظلم نہ کرو یہاں چھ امورِ ظلم ذکر کئے گئے ہیں۔ یہ پہلا ظلم ہے یعنی تنگدستی اور تنگیٔ رزق کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ آخر تم بھی رزق کھا کر ہی جی رہے ہو تمہیں روزی کون دیتا ہے جب میں تمہیں روزی دے رہا ہوں تو انہیں بھی دوں گا اس لئے تنگیٔ رزق کا اندیشہ نہ کرو۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عورت چونکہ روزی نہیں کما سکتی اور والدین اس کی پرورش بوجھ بن جاتی ہے اس لئے وہ شروع ہی میں اسے ٹھکانے لگا دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ حرکت سے منع فرمایا۔ خاندانی منصوبہ بندی بھی ایک معنی میں قتلِ اولاد کے تحت داخل ہے اس لئے یہ آیت اس کو بھی شامل ہے اور یہ بھی ظلم ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح اولاد کا جسمانی قتل ظلم ہے اسی طرح روحانی قتل بھی ظلم ہے۔ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو موجودہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلوانا اسلامی علوم و فنون سے بے بہرہ رکھ کر ان کو غیر اسلامی فنون اور غیر اسلامی تہذیب سکھانا اور انہیں بے حیائی اور فواحش کی تعلیم دینا اولاد کا روحانی قتل ہے جو بہت بڑا ظلم ہے۔ **ف۳۲** یہ دوسرا ظلم ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پھر وہ مادر و پدر کی مشفقانہ پرورش سے محروم رہے گا۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى (زنا کے قریب بھی مت جاؤ) کی تعبیر میں لَا تَزْنُوْا (زنا نہ کرو) کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے تمام کاموں سے بھی دور رہو جو زنا کا پیش خیمہ ہوں مثلاً غیر محرم عورتوں سے آزادانہ میل جول، بے تکلف گفتگو، بری نگاہ وغیرہ۔ ای لاتاتوا بدواعیھا من العزم علیہ او علی بعض مقدماتھا فضلا ان تباشروہ (مظہری ج ۵ ص۴۳۶) **ف۳۳** یہ تیسرا ظلم ہے۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا الخ

يَقُولُ الظّٰلِمُونَ اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٤٧﴾

کہتے ہیں یہ بے انصاف جس کے پیچھے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد جادو کا مارا

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا

دیکھ لے کیسے کیسے جماتے ہیں تجھ پر مثلیں اور بہکتے پھرتے ہیں سو

يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوٓا ءَاِذَا كُنَّا

راہ نہیں پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں

عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾

ہڈیاں اور چورا چورا پھر اٹھیں گے نئے بن کر

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً اَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا

تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جس کو

يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُّعِيدُنَا

مشکل سمجھو اپنے جی میں پھر اب کہیں گے کون لوٹا کر لائے گا ہم کو

قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ

کہہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پھر اب مٹکائیں گے

اِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰى

تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہوگا یہ تو کہہ شاید

اَنْ يَّكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ

نزدیک ہی ہوگا جس دن تم کو پکارے گا پھر چلے آؤ گے

بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَ

اس کی تعریف کرتے ہوئے اور اٹکل کرو گے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر تھوڑی ف اور

قُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو ف۲ شیطان

ع ۵

موضح قرآن ف یعنی اب شتابی کرتے ہو تب جانو گے کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس سو برس اُن ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔

فتح الرحمٰن ف۲ یعنی ملزم خواہند شد ۱۲۔

مقتول کا قصاص لینے کے بارے میں اولیائے مقتول کو ہدایت کی گئی کہ قصاص لینے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرو مثلاً ایک کے بدلے ایک سے زیادہ کو قتل نہ کرو اور نہ مقتول کو بے حرمت کرو جیساکہ جاہلیت میں رواج تھا۔ ۳۴ یہ چوتھا ظلم ہے۔ یتیموں کا مال ناحق اور ناجائز طریق سے مت کھاؤ البتہ اگر کوئی شخص یتیم کے مال میں تجارت کرے یا اس کی زمین میں زراعت کرے اور اپنی محنت کا حق اس میں سے وصول کرلے تو یہ جائز ہے۔ لیکن بلاوجہ یتیم کا مال غصب کرلینا اور ناحق اس پر قبضہ جمالینا صریح ظلم ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اور اپنے عہد پورے کرو جو تم نے بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھے ہیں یعنی اس کے اوامر کی پیروی کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو واوفوا بالعھد باوامر اللہ تعالیٰ ونواھیہ (مدارک ج ۲ ص ۲۴۳)

۳۵ یہ پانچواں ظلم ہے۔ تجارتی لین دین کرتے وقت ناپ تول میں کمی بیشی کرکے لوگوں کا حق نہ مارو یہ بھی ظلم ہے بلکہ پورا پورا تولو اور صحیح صحیح ناپو یہ دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تمہاری روزی حرام کے شبہہ سے پاک ہوگی۔ تمہارے کاروبار میں برکت ہوگی اور دیانت و امانت کی وجہ سے لوگوں کا تم پر اعتماد قائم رہے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پاؤ گے۔ ۳۶ یہ چھٹا ظلم ہے۔ جس چیز کے بارے میں پورا علم نہ ہو اس میں محض ظن وتخمین پر عمل نہ کرو اور بلاتحقیق کسی مسلمان کو تکلیف نہ دو اور محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرکے کسی کو نشانۂ ظلم نہ بناؤ۔ وقال القتبی لا تتبع الحدس والظنون (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۵۷) جیساکہ دوسری جگہ ارشاد ہے اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات ع ۲) آدمی کو چاہیئے کہ بلاتحقیق کوئی بات نہ کرے اللہ تعالیٰ نے دل ودماغ، آنکھیں اور کان دئے ہیں ان سے کام لینا چاہیئے۔ سوچ بچار اور غور وفکر کے بعد کوئی قدم اٹھانا چاہیئے۔ ان سنی یا ان دیکھی باتوں کو سنی یا دیکھی بنانا یا جس کا علم نہ ہو اس کو جاننے کا دعوی کرنا یہ سب اس آیت کے تحت ممنوع ہیں۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ الخ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوچنے سمجھنے اور دیکھنے سننے کے لئے حواس عطا فرمائے ہیں ان کے بارے میں ہم سے سوال ہوگا کہ ان سے ہم نے کیا کام لیا اور ان کو بے موقع تو استعمال نہیں کیا۔ ۳۷ جب دنیوی مال ودولت اور جاہ وحشم کی وجہ سے انسان میں غرور وتکبر پیدا ہوجاتا ہے تو پھر وہ ہر قسم کے ظلم وستم اور عصیان وطغیان پر آمادہ ہوجاتا ہے اس لئے غرور واستکبار سے منع فرمایا کہ اپنی حقیقت دیکھو تم ایک عاجز اور بے بس انسان سے زیادہ کچھ نہیں ہو۔ نہ تم زمین کو پاؤں کی ٹھوکر سے پھاڑ سکتے ہو اور نہ گردن اونچی کرکے اور

١ توجیہ نہی عذاب یا ب ١٢

٢ ثمرہ دلیل مذکورۂ ١٢

٣ تخویف دنیوی ١٢

يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ
جھڑپ کرواتا ہے آپس میں شیطان ہے انسان کا
عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿٥٣﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ
دشمن صریح ف۱ تمہارا رب جانتا ہے تم کو ۵۴ اگر چاہے
يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے
عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
ان پر ذمہ لینے والا ف۲ اور تیرا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمانوں میں ہیں
وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي
اور زمین پر ۵۳ اور ہم نے افضل کیا ہے بعض پیغمبروں کو
بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿٥٥﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ
بعضوں پر اور دی ہم نے داؤد کو زبور ف۳ کہہ پکارو جن کو ۵۴
زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ
تم سمجھتے ہو سوائے اس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے کہ کھول دیں تکلیف
عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
کو تم سے اور نہ بدل دیں ف۴ وہ لوگ ف۵ جن کو یہ پکارتے ہیں
يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ
ڈھونڈھتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ کون سا بندہ بہت نزدیک ہے
وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ
اور امید رکھتے ہیں اس کی مہربانی کی اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے بے شک
عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ف۶ اور کوئی بستی نہیں ۵۵

موضح قرآن ف۱ یعنی مذاکرے میں سخت بات نہ کہیں کہ شیطان لڑائی ڈالتا ہے۔ جب لڑائی پڑی تو اگلا سمجھتا ہو تو بھی نہ سمجھے۔ ف۲ مذاکرے میں حق والا الجھلاتا ہے کہ دوسرا صریح حق کو نہیں مانتا سو فرمادیا کہ تم پر ذمہ اُن کا نہیں اللہ بہتر جانے جس کو چاہے راہ سمجھادے۔ ف۳ یعنی بعضے نبی تھے کہ جھنجھلا گئے تیرا حوصلہ اُن سے زیادہ رکھا ہے اور داؤد کا ذکر کیا کہ دونوں بات رکھتے تھے، جہاد بھی اور زبور بھی۔ سمجھانے کو وہی دو باتیں یہاں بھی ہیں۔ ف۴ یعنی تم سے کسی اور پر ڈال دیں۔ ف۵ یعنی جن کو کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہے آخرت میں انہیں سے شفاعت ہوگی۔

فتح الرحمٰن ف۱ و این کلمہ پیش از امر جہاد بود ۱۲ ف۲ یعنی عیسیٰ ؑ و عزیر ؑ و ملائکہ ۱۲۔

اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا
جس کو ہم خراب نہ کر دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے
عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾
اس پر سخت آفت یہ ہے کتاب میں لکھا گیا ف
وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ
اور ہم نے اس لئے ۵؎ موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے
بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً
ان کو جھٹلایا اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی ان کو سمجھانے کو
فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾
پھر ظلم کیا اس پر اور نشانیاں ۶؎ جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو ف
وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا
اور جب کہہ دیا ہم نے تجھ سے ۸؎ کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور وہ
جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ
دکھلاوا جو تجھ کو دکھلایا ہم نے سو جانچنے کو لوگوں کے
وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ
اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکار ہے قرآن میں اور ہم ان کو ڈراتے ہیں
فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ ع وَاِذْ قُلْنَا
تو ان کو زیادہ ہوتی ہے بڑی شرارت ف۳ اور جب ہم نے کہا
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ
فرشتوں کو ۹؎ سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس
قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ ج قَالَ اَرَءَيْتَكَ
بولا کیا میں سجدہ کروں اس شخص کو جس کو بنایا تو نے مٹی کا کہنے لگے بھلا دیکھ تو

منزل ۴

ساتویں آیت معجزہ ۱۲۵

ع ۸/۶

سینہ تان کر پہاڑوں کے برابر ہو سکتے ہو اس لئے اس عجز و کم مایگی کے باوجود اکڑ اکڑ کر اور سینہ تان کر چلنے سے کیا فائدہ۔ **۳۸ھ** مذکورہ بالا کاموں میں سے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان کے کرنے میں اس کی ناراضی ہے۔ مذکورہ برائیوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ سب گناہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرو اور ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ **۳۹ھ** مذکورہ بالا احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی احکام مذکورہ سراپا حکمت الٰہی پر مبنی ہیں اور ان کی پیروی ہی میں انسانوں کی بہتری اور بھلائی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ الخ دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کے ذکر سے پہلے بھی دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا اور پھر امور ثلثہ کے بعد بھی دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان تمام تکالیف سے اصل مقصود اور اصلی مدعا توحید ہے۔ مخلوق خدا پر احسان کرنا بہت اچھا ہے اور مخلوق خدا پر ظلم کرنا بہت برا ہے لیکن تمام اعمال خیر کی بنیاد توحید پر ہے اور تمام اعمال شر سے شرک ایک بدترین شر ہے۔ کررہ لانہ المقصود والتوحید رأس کل حکمۃ (جامع البیان ص۲۳۵) انہ تعالٰی بدأ فی ھٰذہ التکالیف بالامر بالتوحید والنھی عن الشرک وختمھا بعین ھذا المعنی والمقصود منہ التنبیہ علی ان اول کل عمل وقول وفکر وذکر یجب ان یکون ذکر التوحید واٰخرہ یجب ان یکون ذکر التوحید تنبیھا علی ان المقصود من جمیع التکالیف ھو معرفۃ التوحید والاستغراق فیہ الخ (کبیر ج۵ ص۵۹۳) **۴۰ھ** یہاں سے لیکر فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا (ع ۶) تک زجر ہیں ان مشرکین پر جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے۔ مشرکین خود تو بیٹیوں سے نفرت کرتے تھے مگر فرط تعنت و عناد کی وجہ سے اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے تھے وہ فرشتوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت محبوب ہوتی ہیں اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور وہ ان کی سفارش رد نہیں فرماتا۔ فرمایا اے مشرکین تم یہ بہت ہی بری بات کہتے ہو۔ **۴۱ھ** زجر ہے۔ مسئلہ توحید اور نفی شرک کو ہم قرآن میں مختلف پیرایوں میں بیان کر چکے ہیں تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں مگر الٹا ان کی نفرت میں اضافہ ہوا کیونکہ ضد و عناد کی وجہ سے وہ قرآن کو جادو، شعر اور کہانت کہتے تھے اس لئے قرآنی تعلیمات ان کے دلوں میں نہ اتر سکیں۔ وذلک لانھم اعتقدوا فی القراٰن انہ حیلۃ وسحر وکھانۃ وشعر (قرطبی ج ۱۰ ص۲۶۵) اس لئے جب ان کے سامنے مسئلہ توحید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں جن میں حکم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز اور شفیع غالب نہ سمجھو اور اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو نہ پکارو تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ **۴۲ھ** یہ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے متعلق ہے اور مشرکین کا رد ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک کو بزرگ ٹھہرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا۔ ف۲ یعنی ہدایت موقوف نہیں نشانی پر۔ ف۳ یعنی جب کہہ دیا کہ رب نے گھیر لئے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے، پھر نونشانی کیوں مانگے اور وہ دکھاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے سچوں نے مانا اور کچوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا یعنی درخت زقوم قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھاویں گے، ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہوگا یہ بھی جانچنا تھا۔ ف۴ یعنی اللہ کے حکم میں شبہے نکالنے جو کافروں کی چال ہے، وہ چال ہے ابلیس کی۔

هٰذا متصل بقوله تعالیٰ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ (قرطبی) حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مشرکین کا خیال ہے کہ ان کے مزعومہ معبود
الوہیت اور صفات کارسازی میں اللہ کے شریک ہیں۔ اور خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہیں تو وہ خدا کے یہاں قرب حاصل کر کے سفارش سے بچاریوں کے کام کر دیا کریں اور ان کے
بچاری اپنی حاجات ومشکلات میں ان سے سفارش کرا کر خداوند تعالیٰ سے اپنے تمام کام حسب مرضی کرا لیا کریں حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ان کی تمام حاجتیں بر آئیں وقیل معناہ
لطلبوا الی ذی العرش سبیلا بالتقرب الیه (معالم) عن مجاهد وقتادة ان المعنی اذا لطلبوا الزلفی الیه تعالی والتقرب الخ (روح ج ۱۵ ص ۸۶)
۴۳ مشرکین کے ان اقوال باطلہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور منزہ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور نہ اس کے سامنے کوئی شفیع غالب ہے۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ الخ زمین و
آسمان کی تمام مخلوق اور کائنات کا ذرہ ذرہ زبانِ حال سے یا زبانِ قال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہے اور شرک سے اللہ کی تنزیہ بیان کرنے میں لگا ہوا ہے۔ جب
ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے تو پھر اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرنا اور شریک بنانا بہت بری بات اور شرمناک گستاخی ہے جمادات کی تسبیح کے بارے میں
دو قول ہیں بعض کا خیال ہے کہ حیوانات اور جمادات بھی زبان قال ہی سے تسبیح پڑھتے ہیں مگر ہم ان کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ قالت فرقة المراد به تسبیح الدلالة وکل
محدث یشهد علی نفسه بان الله عزوجل خالق قادر وقالت طائفة هٰذا التسبیح حقیقة وکل شیء علی العموم یسبح تسبیحًا لا یسمعه البشر ولا یفقهه الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۶۶)
۴۴ اللہ تعالیٰ ایسا حلیم اور معاف کرنے والا ہے کہ ساری مخلوق اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور مشرکین اس کے لئے شرکا اور شفعاء تجویز کرتے ہیں ایسی بڑی گستاخی پر بھی وہ انہیں جلدی
ہلاک نہیں کرتا بلکہ مہلت دیتا ہے اور اگر توبہ کرلیں تو معاف فرما دیتا ہے۔ ۴۵ یہ مشرکین کے حق کو نہ ماننے اور مسئلہ توحید کا انکار کرنے کی علت ہے۔ جب آپ قرآن مجید کی آیتیں تلاوت
فرماتے ہیں تو آپ کے اور ان کے درمیان پردہ لٹکا دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ قرآن سن ہی نہیں پاتے۔ پردہ سے ضد وعناد کا معنوی پردہ مراد ہے مشرکین محض ضد وحسد اور تعصب وعناد
کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، آپ سے دور رہتے اور نفرت کرتے تھے یہی معنوی پردہ درمیان میں حائل تھا جو انہیں حضور علیہ السلام کے قریب آنے نہیں
دیتا تھا وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً الخ ضد وعناد اور انکار وجحود کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے سمجھنے کی صلاحیت سلب ہو چکی ہے اس لئے
اہل لسان ہونے کے باوجود قرآن کو سمجھ نہیں سکتے اَنْ یَّفْقَهُوْهُ ای کراهة ان یفقهوه (قرطبی) وَاِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ الخ جب قرآن میں اللہ کی توحید کا ذکر آتا ہے اور
آپ توحید کی آیتیں ان کو پڑھ کر سناتے ہیں تو وہ نفرت سے دور بھاگتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ان کے معبودانِ باطلہ کا بھی ذکر کیا جائے ای یحبون ان تذکر معه
الهتهم لانهم مشرکون فاذا اسمعوا بالتوحید نفروا (مدارک ج ۲ ص ۲۴۲) جیساکہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ
الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ (زمر ع ۵) ۴۶ مشرکین بعض دفعہ حضور علیہ السلام کی باتیں غور سے سنتے تاکہ ان سے
قابلِ اعتراض اور طعن وتشنیع کے پہلو نکال سکیں آپ کی باتیں سن کر پھر باہم مشورے کرتے کہ اس پر کیا اعتراض کریں اور کیا طعن دھریں۔ آخر فیصلہ کیا کہ یہ شخص مسحور ہے یعنی اس
پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے اس کا دماغ ٹھکانے نہیں رہا اور بہکی بہکی باتیں کرتا ہے (العیاذ باللہ) اللہ نے فرمایا میں سب کچھ جانتا ہوں مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔
جس نیت اور مقصد سے وہ پیغمبر علیہ السلام کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور مطاعن تراشنے کے لئے جو مشورے کرتے ہیں وہ سب مجھے معلوم ہیں اور ان تمام شرارتوں کی ان کو پوری
پوری سزا دی جائے گی۔ ۴۷ آپ کو کبھی جادوگر اور شاعر کہتے ہیں اور کبھی مسحور ومجنوں۔ ان کا یہ رویہ بھی قابلِ تعجب ہے کہ آپ پر طعن وتشنیع کی کوئی ایک راہ متعین نہیں کر سکتے
وہ اپنے ہر طعن میں گمراہ اور صراطِ مستقیم سے دور ہیں۔ وہ مختلف مطاعن سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ایک بات پر مستقل نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب
نہیں ہو سکتے (فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا) ای حیلة فی صد الناس عنك (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۳) ۴۸ یہ شکوی ہے۔ آپ کو ساحر وشاعر اور مجنون ومسحور کہنا اور آپ
کے لائے ہوئے پیغام توحید کا انکار کرنا اور شرک کرنا تو قابل تعجب تھا ہی یہ لوگ تو حشر ونشر کا بھی انکار کرتے ہیں اور دوبارہ جی اٹھنے پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم
مر کر مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر ہمیں دوبارہ پیدا کر لیا جائیگا۔ یہ تو بالکل ہی ناممکن بات ہے۔ قُلْ کُوْنُوْا حِجَارَةً الخ جواب شکوی ہے یعنی مرنے کے بعد اگر تم پتھر یا لوہا
بن جاؤ یا ان سے بھی کوئی سخت چیز بن جاؤ جس میں جان ڈالنا تمہیں بہت ہی مشکل نظر آتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کر لے گا اس کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں
جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کر لیا اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کونسا دشوار ہے۔ ۴۹ تعجب سے سوال کریں گے کہ ایک بار نیست ونابود ہو جانے کے بعد ہمیں دوبارہ کون زندہ کریگا
آپ فرما دیں جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا جب تم کچھ بھی نہیں تھے۔ اس لئے جو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے فمن قدر علی الانشاء قدر
علی الاعادة (خازن ومعالم ج ۴ ص ۱۶۳) فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْکَ رُءُوْسَهُمْ الخ اس پر وہ استہزاء وتمسخر سے کہیں گے ارے بھائی وہ کب ہوگی؟ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ قَرِیْبًا
دوبارہ جی اٹھنے کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے۔ ۵۰ یہ تخویف اخروی ہے۔ یعنی جس وقت خدا کی طرف سے آواز
دی جائے گی تو تمام مردے زندہ ہو کر زمین سے باہر آجائیں گے اور اس وقت ہر انسان اللہ تعالیٰ کا مطیع ومنقاد ہوگا اور ہر ایک کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا جاری ہوگی
اور جب اٹھیں گے تو ہزاروں سالوں کی مدت کو بہت کم سمجھیں گے۔ ۵۱ شکوہ، جواب شکوہ اور تخویف اخروی کے بعد طریق تبلیغ کی تعلیم دی گئی کہ مشرکین اگر سختی اور بد
زبانی سے پیش آئیں تو بھی تم نرمی اختیار کرو کیونکہ شیطان بنی آدم کا علانیہ دشمن ہے وہ معمولی باتوں سے فساد بپا کرا دے گا اور توحید کی تبلیغ واشاعت میں رکاوٹ پیدا ہو جائے
گی۔ اس لئے مسئلہ توحید اور حشر ونشر کو دلائل سے واضح کرتے وقت انداز گفتگو نرم اور ناصحانہ اختیار کرو۔ اذا اردتم ایراد الحجة علی المخالفین فاذکروا تلك الدلائل
بالطریق الاحسن وهو ان یکون ذکر الحجة مخلوطا بالتشتم والسب (کبیر ج ۵ ص ۶۱۸) ۵۲ اس میں التفات ہے غیبت سے خطاب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مراد مشرکین مکہ ہیں مگر
تعمیم کے لئے صیغہ خطاب سے تعبیر کیا گیا کہ اے ایمان والو! اور اے مشرکین مکہ! تم سب کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ۵۳ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان کی تمام
چیزوں کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ جب وہی عالم الغیب ہے تو مصائب وحاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ہم نے انبیاء علیہم السلام کو بزرگی عطا کی اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔
وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۔ اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور دی جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی دعا اور پکار ہی کا ذکر تھا۔ الزبور کتاب لیس فیها حلال ولا

حرامروا حد ودوا نما هو دعاء و تحميد و تمجيد (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۸) بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت دینے کے سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ زبور کا ذکر اس لئے فرمایا کیونکہ زبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر تھا۔ وخص داؤد بالذکر هنا لانه تعالی ذکر فی الزبور ان محمدا خاتم الانبیاء وان امته خیر الامم (بحر ج ۶ ص ۵۴) یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ جب سب کچھ جاننے والا اللہ تعالی ہی ہے تو اس کے سوا کسی کو حاجات و مشکلات میں مت پکارو۔ اگر اطمینان نہ آئے تو جن کو تم نے اللہ کے سوا حاجت روا اور کارساز سمجھ رکھا ہے ان میں سے کوئی بھی تمہاری موجودہ مصیبتیں دور کرنے اور آنے والی تکلیفوں کو روکنے کا ہرگز اختیار نہیں رکھتا۔ جن انبیاء و اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کو تم نے کارساز اور مختار و متصرف سمجھ رکھا ہے ان کا تو اپنا حال یہ ہے کہ ان میں سے جو جس قدر اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب ہیں اسی قدر اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ نزدیکی تلاش کرتے ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں اَیُّهُمْ میں اَیّ موصولہ ہے اور يَبْتَغُوْنَ کی ضمیر فاعل سے بدل البعض ہے اور أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ الخ سے وہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام مراد ہیں جن کو مشرکین پکارتے تھے ای اولئك الذین ای المعبودون یطلب من هو اقرب منهم الوسیلة الی الله تعالی بطاعته فکیف بالابعد الخ (روح ج ۵ ص ۹۲) یہ آیت حضرت عزیر، حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور ملائکہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی یہود حضرت عزیر کو، عیسائی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کو اور مشرکین فرشتوں اور دیگر بزرگوں کو کارساز سمجھتے تھے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی وهم الملائکة او عیسٰی وعزیر الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۳۲) ای دعوا الذین تعبدون من دون الله وزعمتم انهم الٰهة وقال الحسن یعنی الملائکة وعیسٰی وعزیرا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۹) قال ابن عباس فی عزیر والمسیح وامه ... والمعنی ادعوهم فلا یستطیعون ان یکشفوا عنکم الضر من مرض وفقر او عذاب ولا ان یحولوه من واحد الی واحد او یبدلوه (بحر ج ۶ ص ۵۵)

تحقیق لفظ وسیلہ

وسیلة بروزن فعیلہ سے اعمال صالحہ اور اطاعت خداوندی مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ امام آلوسی اور ابو السعود فرماتے ہیں (الوسیلة) القربة بالطاعة والعبادة (روح ج ۱۵ ص ۹۰، ابو السعود ج ۵ ص ۱۰۶) حضرت قتادہ رح سے بھی یہی منقول ہے والوسیلة هی القربة کما قال قتادة (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۷) قال قتادة ای تقربوا الیه بطاعته والعمل بما یرضیه (ایضا ج ۲ ص ۵۲) علامہ آلوسی رح دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ هی فعیلة بمعنی ما یتوسل به و یتقرب الی الله عز وجل من فعل الطاعات وترك المعاصی من وسل الی كذا ای تقرب الیه بشیئ (روح ج ۶ ص ۱۲۴)

قرآن مجید کی نصوص سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور اتباع رسول قرب خداوندی کا وسیلہ ہے۔ ارشاد ہے رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ ـ نا ـ فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا الآية (آل عمران ع ۲۰) دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (مؤمنون ع ۶) ان دونوں آیتوں میں ایمان والوں کی دعا کا ذکر ہے جس میں وہ ایمان باللہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران ع ۵) اس آیت میں حواریان عیسیٰ علیہ السلام نے ایمان بالکتاب اور اتباع رسول کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

حدیث میں آتا ہے گذشتہ زمانے میں تین آدمی سفر کر رہے تھے، بارش شروع ہوگی تو بچاؤ کے لئے ایک غار میں داخل ہوگئے۔ ایک بھاری چٹان نے لڑھک کر غار کا منہ بند کر دیا تو تینوں نے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے چٹان کو نیچے لڑھکا کر غار کا منہ کھول دیا۔ ومن هذا الباب حدیث الثلاثة الذین اصابهم المطر فاووا الی الغار وانطبقت علیهم الصخرة ثم دعوا الله باعمالهم الصالحة ففرج عنهم یہ حدیث کتب صحاح میں موجود ہے۔

اسی طرح اگر کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائی جائے تو یہ بھی ایک قسم کا وسیلہ ہے اور جائز ہے۔ لیکن اگر بزرگ فوت ہوچکا ہو یا کہیں دور موجود ہو تو اس سے غائبانہ دعا کی درخواست کرنا اس خیال سے کہ وہ جانتا ہے یہ ہرگز جائز نہیں۔ الاستعانة بمخلوق وجعله وسیلة بمعنی طلب الدعاء منه لاشك فی جوازه ان کان المطلوب منه حیا ..... واما اذا کان المطلوب منه میتا او غائبا فلا یستریب عالم انه غیر جائز وانه من البدع التی لم یفعلها احد من السلف ... ولم یرو عن احد من الصحابة رضی الله تعالی عنهم ــــ وهم احرص الناس علی کل خیر ــــ انه طلب من میت شیئا الخ (روح ج ۶ ص ۱۲۵)

حدیثوں میں وارد ہے کہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے لیکن حضور علیہ السلام کے وفات کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں کہ اس نے آپ کی قبر مبارک پر جا کر دعا کی درخواست کی ہو۔ قرآن مجید کی آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ الآیة سے زندگی میں دعا کرانا مقصود ہے۔ اہل بدعت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی قبروں پر جا کر اور ان کو مخاطب کر کے ان کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ اگر اس طرح قبر پر جا کر وسیلہ پکڑنا جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے وسیلہ نہ پکڑتے بلکہ سیدھے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر جا کر آپ سے دعا کی درخواست کرتے۔ صحیح بخاری میں ہے جب بارش نہ ہوتی تو حضرت عمر رض حضرت عباس رض کو باہر لیجاتے دوسرے مسلمان بھی ہوتے تو حضرت عمر اللہ سے التجا کرتے اللهم انا کنا نتوسل الیك بنبیك صلی الله علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبیك فاسقنا فیسقون اللہ! پہلے ہم تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارش مانگتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے پیغمبر کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی دعا سے توسل اگر وفات کے بعد بھی جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اعلیٰ توسل کو چھوڑ کر حضرت عباس رض کی دعا سے توسل نہ کرتے لو کان التوسل به علیه الصلوٰة والسلام بعد انتقاله من هذه الدار لما عدلوا الی غیره الخ (روح ج ۶ ص ۱۲۶) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ وہ دعا کرتے تھے اور دوسرے

لوگ آمین کہتے تھے ان العباس کان یدعو وھم یؤمنون لدعائہ حتی سقوا (روح ج ۶ ص۱۲۷)

اسی طرح بحق فلان دعا مانگنا بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ البتہ یوں کہنا جائز ہے۔ اللھم انی اسئلک بمحبتی لہ وباتباعی ایاہ اسی طرح توسل بالذات بھی ثابت نہیں۔ وانت تعلم ان الادعیۃ الماثورۃ عن اھل البیت الطاھرین وغیرھم من الائمۃ لیس فیھا التوسل بالذات المکرمۃ صلے اللہ علیہ وسلم (روح ج ۶ ص۱۲۶)

توسل بالاموات پر بعض حدیثوں سے استدلال کیا جاتا ہے ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

پہلی حدیث ۔ جاء اعرابی الی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال جئت لتستغفر لی فنودی من القبر انہ قد غفر لک یہ روایت صحیح نہیں بلکہ موضوع ہے اس کا ایک راوی ہیثم بن عدی طائی ہے جسے محدثین نے کذاب و وضاع کہا ہے کان کذابا یضع الحدیث علی الثقات (تہذیب التہذیب) یحیٰی بن معین نے اس کے بارے میں کوفی لیس بثقۃ کان یکذب امام ابوداؤد نے کذاب امام ابوحاتم رازی، نسائی، دولابی، ازدی نے متروک الحدیث اور حاکم ابواحمد نے ذاھب الحدیث کہا (الصارم المنکی ص۳۱)

ابن عبدالہادی نے اپنی کتاب الصارم المنکی میں لکھا ہے کہ کذاب راویوں نے ایک موضوع حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر گناہوں کی بخشش کے لئے آپ کو مخاطب کرکے آپ کا وسیلہ پکڑا اس روایت میں ابوالجوزا حضرت عائشہ رضہ سے راوی ہے لیکن ابوالجوزار کا سماع حضرت عائشہ رضہ سے ثابت نہیں۔ قال ابن عبدالبر فی التمھید ابوالجوزاء لم یسمع من عائشۃ شیئًا

دوسری حدیث ۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن زبیر حضرت صفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کہا تھا۔ الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ کا سماع حضرت صفیہ رضہ سے ثابت نہیں کیونکہ اس کی پیدائش ہی حضرت صفیہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خطاب بیا ہمیشہ حاضر و ناظر کو نہیں ہوتا جس کے نظائر بہت ہیں مثلاً ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایھا النبی اسی طرح قبرستان میں جاکر کہا جاتا ہے السلام علیکم یا اھل الدیار من المؤمنین جب حضور علیہ السلام کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا انا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون حضرت عمر نے حجر اسود سے مخاطب ہوکر فرمایا انی لاعلم انک حجر الخ ایک انصاری عورت نے حضرت عثمان بن مظعون رضہ کی وفات پر کہا تھا رحمۃ اللہ علیک یا ابا السائب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد فرمایا یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کی تباہی کے بعد ان سے خطاب کرکے فرمایا لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسَالَۃَ رَبِّیْ الخ علیٰ ہذا یہ خطابات ہیں یا ظبیات القاع قلن لنا یا ایھا اللیل الطویل۔ یا قبر معن کیف واریت جودہ ۔ جس طرح ان خطابات سے خطاب مقصود نہیں اسی طرح حضرت صفیہ کا مقصود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے سنانا نہیں۔

تیسری حدیث ۔ مستدرک حاکم کتاب الدعاء ص۵۱۹ ج۱ میں حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے۔ ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی .... اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک صلے اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ ۔الحدیث ص۵۲۶ پر حاکم نے اس حدیث کی متابعات ذکر کی ہیں۔ یہ حدیث مسند احمد ج ۴ ص۱۳۸ میں بھی ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔ ان حدیثوں میں حضور علیہ السلام کی زندگی کا واقعہ مذکور ہے۔

لیکن بیہقی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان کے پاس آیا کرتا تھا لیکن وہ توجہ نہیں فرماتے تھے آخر وہ شخص عثمان بن حنیف کو ملا اور اپنا حال بیان کیا تو انہوں نے اس کو وہی دعا سکھائی جو حضور علیہ السلام نے اندھے کو سکھائی تھی اس دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے وسیلہ بنایا گیا ہے حالانکہ یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے ہر طریق میں ابوجعفر مدائنی واقع ہے اسی لئے امام ترمذی نے لکھا ہے ھٰذا الحدیث لا نعرفہ الا من ھٰذا الوجہ من حدیث ابی جعفر وھو غیر الخطمی (ج۲ ص۱۹۷) امام مسلم بن حجاج ابوجعفر مدائنی کو حدیثیں گھڑنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔ کعبداللہ بن مسور ابی جعفر المدائنی وغیرہ ممن اتھم بوضع الاحادیث وتولید الاخبار (خطبۃ صحیح مسلم ص۵) اسی طرح ص۱۶ پر فرماتے ہیں ان ابا جعفر الھاشمی المدنی کان یضع احادیث کلام حق ولیست من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرویھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم امام نووی فرماتے ہیں ابوجعفر مدنی ان ضعیف راویوں سے ہے جو حدیثیں بناتے ہیں اما ابوجعفر ھذا ھو عبداللہ بن مسور المدائنی ابوجعفر المدنی تقدم فی اول الکتاب فی الضعفاء الواضعین (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص۱۷)

امام ذہبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ روایت میں ثقہ نہیں، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس کی حدیثیں موضوع ہیں میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدی ہمیں عبداللہ بن مسور کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ امام نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مسور متروک الحدیث ہے۔ امام رقبہ کہتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سی حدیثیں وضع کی ہیں۔ عبداللہ بن المسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر الھاشمی المدائنی لیس بثقۃ، عن رقبۃ ان عبداللہ بن مسور المدائنی وضع احادیث علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، قال احمد ترکت انا حدیثہ وکان ابن مھدی لا یحدثنا عنہ وقال النسائی والدارقطنی متروک (میزان الاعتدال ج ۲ ص۸۵) امام نووی شرح مسلم ج ۲ ص۱۷ پر لکھتے ہیں اما ابوجعفر ھذا فھو عبداللہ بن مسور المدائنی ابو جعفر المدنی تقدم فی اول الکتاب فی الضعفاء الواضعین ۔ امام بخاری فرماتے ہیں ھو عبداللہ بن مسور بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر القرشی الھاشمی (تاریخ کبیر) ان حوالوں سے معلوم ہوگیا ائمہ جرح و تعدیل نے ابوجعفر کو کذاب و وضاع قرار دیا ہے۔ لہذا حاکم کا اس حدیث کو صحیح کہنا غلط اور اس کے تساہل مشہور سے ناشی ہے۔

امام ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے استشفاع یعنی آپ سے دعا کرانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور طبرانی کی جس

روایت ہے عموم ۔استشفاع پر استدلال کرتے ہیں وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی روح ہے جو ضعیف ہے۔ نیز وہ عثمان بن حنیف رضہ کی رائے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں۔ اور عثمان بن حنیف رضہ نے بھی حضور علیہ السلام کے الفاظ سے تبرک کے طور پر اس دعا کی تلقین کی تھی نہ کہ بطور استغاثہ۔

در صواعق الٰہیہ است از ابن تیمیہ۔ در جواز استشفاع از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات نزاع نیست۔ و در روایت طبرانی کہ عموم حکم استعمال این دعا از آن بیان کنند ضعیف است از جہت ضعف روح (نام راوی) و مع ہذا آن رائے عثمان بن حنیف است بدون امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آن نیز بقصد تبرک از الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بقصد استغاثہ۔

هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ٘ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

یہ شخص جس کو تو نے مجھ سے بڑھایا اگر تو مجھ کو ڈھیل دیوے قیامت کے دن تک

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ

تو میں اس کی ساری اولاد کو ڈھاٹی دے لوں مگر تھوڑے سے فرمایا جا پھر جو کوئی

تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾

تیرے ساتھ ہوا ان میں سے سو دوزخ ہے تم سب کی سزا بدلہ پورا

وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ

اور گھبرالے ان میں جس کو تو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور لے آ

عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ

ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر ان سے مال اور

الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ وَ مَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا

اولاد میں اور وعدے دے ان کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر

غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ

دغا بازی کا وہ جو میرے بندے ہیں ان پر نہیں تیری حکومت

وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ

اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے والا تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے واسطے

الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ

کشتی کو دریا میں تاکہ تلاش کرو اس کا فضل وہی

كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ

ہے تم پر مہربان کا اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں

ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ

بھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوائے پھر جب بچا لایا تم کو خشکی میں

منزل ۴

مسئلہ توحید پر بے نظیر عقلی دلیل

علاوہ ازیں حرف ندا سے ہر جگہ خطاب اور منادی کو سنانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ منادی غائب کو نصب العین کے طور پر یعنی حاضر فرض کر کے حرف ندا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث دوم کے جواب میں اس کی متعدد مثالیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ بعض دفعہ بطور حکایت حرف ندا کو استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ التحیات میں کہا جاتا ہے السلام علیك ایها النبی الخ حضرت عثمان بن حنیف رضہ نے بھی اندھے کو بطور حکایت یا بطور نصب العین اس دعا کی تلقین کی تھی۔ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت کو صحیح مان لیا جائے۔ لیکن علامہ آلوسی صاف لکھتے ہیں کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف رضہ کے اندھے کو تلقین دعا کا واقعہ بالکل موضوع ہے۔

چوتھی حدیث۔ توسل آدم بعلی و فاطمة والحسن والحسین رضی اللہ عنہم (مجمع الزوائد) یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرات علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے وسیلے سے دعا مانگی تھی۔

جواب۔ اس روایت کی دار قطنی نے تخریج کی ہے اس میں عمرو بن ثابت بن ہرمز متفرد ہے جو غالی شیعہ اور کذاب و وضاع تھا۔ تفرد بها عمرو بن ثابت بن هرمز وهو من الشیعة الغلاة الکذابین الوضاعین امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں لا تحدثوا عن عمرو ابن ثابت فانه کان یسب السلف یحیٰی بن معین کہتے ہیں هو غیر ثقة۔ امام بخاری: لیس بالقوی امام ابو داؤد: رافضی خبیث، کان من شرار الناس امام نسائی: متروك لیس بثقة ولا مامون (تہذیب التہذیب)

پانچویں حدیث۔ اصابهم قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق لامة فاتاه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال له ائت عمر فقل له ان الناس یسقون (بیہقی، ابن ابی شیبة)

جواب۔ اول تو یہی معلوم نہیں کہ قبر پر جانے والا کون ہے۔ وہ مجہول الحال والاسم ہے معلوم نہیں ثقہ ہے غیر ثقہ ہے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر اس طرح استشفاع جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو باہر لیجا کر بارش کے لئے ان سے دعا نہ کراتے اور نہ یہ کہتے کہ اب حضور علیہ السلام

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنا مسخر کر لوں جیسے گھوڑے کو لگام دیا۔ ف۲ مال میں ساجھا یہ کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا۔ ف۳ اس کا فضل یعنی روزی، روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے۔ فضل کے معنی زیادتی۔ سو مسلمان کی بندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا ملتی ہے بڑھتی میں کشتی ہانکنا ہے یعنی دریا میں اپنا زور نہیں چلتا بلی یا چپو کر مگر باؤ سو اسی کے اختیار میں ہے۔

تم میں موجود نہیں ہیں اس لئے ہم آپ کے چچا عباس کی دعا سے توسل کرتے ہیں۔ سوم اس روایت کی سند میں سیف بن عمر ضبی ہے جو باتفاق محدثین ضعیف اور متہم بالزندقہ ہے۔ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ امام ذہبی کہتے ہیں ھو کالواقدی امام ابوداؤد نے کہا لیس بشیٍٔ ابوحاتم رازی نے کہا متروك ابن حبان، اتھم بالزندقۃ ابن عدی: عامۃ حدیثه منکر امام ابن نمیر: کان سیف یضع الحدیث وقد اتھم بالزندقۃ (میزان الاعتدال)۔

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر جا کر استشفاع جائز نہیں یہ کام سلف میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا۔ اما دعاء الرسول وطلب الحوائج منه صلے اللہ علیه وسلم وطلب شفاعته عند قبره بعد موته فهو ما لم یفعله احد من السلف (القاعدۃ الجلیلۃ ص۵۶)

بعض صحابہ رض و تابعین رض سے جو یہ منقول ہے۔ اللّٰھم انی اسئلك بنبیك محمد اس سے مراد ہے اسئلك بایمانی بنبیك محمد یعنی اس میں ایمان بالرسول کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

پانچویں حدیث ۔ اذا اعیتکم الامور فعلیکم باهل القبور فاستعینوا باهل القبور جب تم مشکلات سے عاجز ہو جاؤ تو اہل قبور سے استمداد کرو۔

جواب ۔ یہ حدیث موضوع اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے۔ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں اس کا نام و نشان نہیں۔ ھو حدیث مفتری علی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیه وسلم باجماع العارفین بحدیث لم یروہ احد من العلماء ولا یوجد فی شیٔ من کتب الحدیث المعتمدۃ (روح ج ۶ ص۱۲۸)

(بقیہ ص۶۲۰ کے نیچے ملاحظہ فرمائیں)

۵۵ یہ تخویف دنیوی ہے

یہ فیصلہ بالکل حتمی ہے اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے کہ قیامت سے پہلے ہم ہر بستی کو تباہ و برباد کریں گے یا سخت ترین عذاب میں مبتلا کرینگے تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے اور مؤمنین کو شرح صدر اور اطمینان نصیب ہو کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ دینے والا اور مصیبتوں سے بچانیوالا نہیں اور جن کو مشرکین اپنی بستیوں کے محافظ اور پناہ دہندے تصور کرتے ہیں وہ عاجز ہیں حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں "ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں کہ ہم اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا" لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

۵۶ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ الخ یہ تیسری آیت معجزہ اور تخویف ہے اور سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ الخ سے متعلق ہے۔

تخویف دنیوی ۵۴

اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ

پھر جاتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا سو کیا تم بے ڈر ہو گئے اس سے کہ

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا

دھنسا دے تم کو جنگل کے کنارے یا بھیجدے تم پر آندھی پتھر برسانے والی پھر نہ پاؤ

لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً

اپنا کوئی نگہبان یا بے ڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھر لے جائے تم کو دریا میں دوسری

اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ

بار پھر بھیجے تم پر سخت جھونکا ہوا کا پھر ڈبا دے تم کو

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدْ

بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم پر اس کا کوئی باز پرس کرنیوالا اور ہم

بشارت و تخویف اخروی

كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ

ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا

ستھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے

ع ۷

تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ

بڑائی دے کر ف۱ جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ف۲ ان کے سرداروں کے ساتھ سو جس کو

اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ

ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا لکھا

وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ

اور ظلم نہ ہوگا ان پر ایک تاگے کا اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ

پانچویں آیت معجزہ

فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا

پچھلے جہان میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے ف۳ اور وہ لوگ تو چاہتے تھے

مشرکین بار بار معجزے طلب کرتے ہیں مگر ہم معجزات اسلئے نہیں دکھاتے کہ معجزات تخویف کے لئے ہوتے ہیں اگر معجزہ دیکھ کر بھی وہ انکار کریں تو ہلاک کر دئے جائیں۔ جیساکہ پہلی قوموں نے معجزات کے بعد بھی مسئلہ توحید کا انکار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ چنانچہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ فلاں چٹان سے اونٹنی نکال دیں تو ہم آپکو مان لیں گے اللہ تعالٰی نے اس چٹان سے اونٹنی نکال دی مگر وہ اپنا فرمائشی معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ! اب ہم نے معجزہ اسراء ظاہر کیا ہے اب اگر اسکے بعد بھی نہیں مانوگے تو ہلاک کر دئے جاؤگے

موضح قرآن ف۱ جانوروں کو سواری نہیں زمین پر نہ دریا پر آدمی کو دی ہے اور ستھری روزی یہ کہ میوؤں کا چھلکا دور کرنا اور اناج کی بھوسی اور پیسنا اور پکا کر کھانا اسی کو سکھایا۔ ف۲ اس دن عمل کا کاغذ اڑا دیں گے۔ نیکوں کے ہاتھ آوے گا داہنے ڈھب سے اور بدوں کو بائیں سے اور پیچھے سے، یہ نشانی دیکھ کر نیک خوشی سے پڑھنے لگیں گے۔ ف۳ یعنی ہدایت سے اندھا رہا ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے۔

فان لم یؤمن قومك بعد ارسال الآیات اهلکنا هم لان من سنتنا فی الامم اذا سألوا الآیات ثم لم یؤمنوا بعد اتیانها ان نهلکهم ولا نمهلهم الخ (خازن ج ۳ ص ۱۹۵)
۵۷ الآیات سے معجزات مراد ہیں یعنی معجزات ڈرادے اور تخویف کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو ایمان نہ لانے کی صورت میں عذاب سے ڈرایا جائے۔ ۵۸ ہم نے آپ سے کہہ دیا اب ان مشرکین پر عذاب آنے کو ہے کیونکہ وہ ایک عظیم الشان معجزہ اسراء دیکھ کر بھی ایمان لانے پر تیار نہیں ہوئے اس لئے انکی ہلاکت کا وقت اب بہت قریب ہے۔ الرؤیا سے واقعہ معراج مراد ہے۔ واقعہ معراج چونکہ عالم بالا سے تعلق رکھتا ہے جو اس عالم دنیا کے اعتبار سے خواب اور رؤیا ہے اس لئے اسے رؤیا کہا گیا لہذا اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ معراج جسمانی نہیں تھا بلکہ روحانی

لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا
کہ تجھ کو بچلا دیں اس چیز سے کہ جو وحی بھیجی ہم نے تیری طرف تاکہ جھوٹ بنا لائے تو ہم
غَيْرَهٗ ڰ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ
وحی کے سوا اور تب تو بنا لیتے تجھ کو دوست ف۳ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے تجھ کو سنبھالے رکھا
لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ
تو تو لگ جاتا ف۴ جھکنے ان کی طرف تھوڑا سا تب تو ضرور چکھاتے ہم تجھ کو
ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھر نہ پاتا تو اپنے واسطے
عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ
ہم پر مدد کرنے والا اور وہ تو چاہتے تھے کہ گھبرا دیں تجھ کو ف۵ اس زمین سے
لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾
تاکہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اس وقت نہ ٹھہریں گے وہ بھی تیرے پیچھے مگر تھوڑا
سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ
دستور چلا آتا ہے ف۶ ان رسولوں کا جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اپنے پیغمبر اور نہ پائے گا تو
لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾ ع اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى
ہمارے دستور میں تفاوت قائم رکھ نماز کو سورج ڈھلنے سے ف۷ رات
غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ
کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے
مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ
رو برو اور کچھ رات ف۸ جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾ وَقُلْ رَّبِّ
قریب ہے کہ کھڑا کر دے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں ف۹ اور کہہ اے رب ف۱۰

ع ۸

تھا۔ محاورات عرب میں یہ استعمال موجود ہے کہ جو کچھ عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھا جائے اس پر رؤیا کا اطلاق کر دیا جائے۔ عن ابن عباس رضی قال هی رؤیا عین اریها رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة اسری به الی بیت المقدس (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۸۲) والعرب تقول رأیت بعینی رؤیة ورؤیا (خازن) والمراد بالرؤیا ما عاینه علیه الصلوة والسلام لیلة المعراج من عجائب الارض والسماء حسبما ذکر فی فاتحة السورة الکریمة والتعبیر عن ذلك بالرؤیا اما لانه لا فرق بینها وبین الرؤیة او لانها وقعت باللیل الخ (ابو السعود ج ۵ ص ۶۶۰) یعنی معجزۂ معراج ایک آزمائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔ الشجرة الملعونة یعنی تھوہر کا درخت جس کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے۔ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ (ع ۴ ۲) وہ بھی لوگوں کیلئے ایک آزمائش ہے مومنین اس کے موجود ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار معاندین کہتے ہیں کہ دوزخ میں درخت کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود کہتا ہے کہ دوزخ کی آگ پتھروں کو بھی جلا دے گی۔ جعلوها سخریة وقالوا ان محمدا یزعم ان الجحیم تحرق الحجارة ثم یقول تنبت فیه الشجرة (مدارک ج ۲ ص ۲۴۳) ۵۹ قصہ آدم و ابلیس ذکر کر کے بتایا گیا کہ شیطان تمہارا بڑا دشمن ہے اسلئے مکر و فریب سے خبردار رہنا، اس کی پیروی کر کے شرک میں مبتلا نہ ہو جانا معجزۂ اسراء اس لئے ظاہر کیا گیا تاکہ تم مسئلہ توحید کو مان لو مگر دیکھنا شیطان سے ہوشیار رہنا مبادا وہ تمہارے دلوں میں وسوسے اور شبہات ڈال کر تمہیں راہ توحید سے بہکا دے قَالَ اَرَءَيْتَكَ الخ اس سے آدم علیہ السلام اور انکی اولاد سے شیطان کی انتہائی دشمنی ظاہر ہوتی ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے اللہ! اگر تو مجھے قیامت تک مہلت عطا کرے تو میں یہ آدم جس کو تو نے مجھ پر برتری اور بزرگی دی ہے اسکی اولاد کو گمراہ کر کے اس کا ستیاناس کر دوں اور بہت ہی کم لوگ میرے مکر و فریب سے محفوظ رہیں۔ لَاَحْتَنِكَنَّ لاستأصلنهم باغوائهم (مدارک) یعنی گمراہ کر کے انہیں تباہ کر دوں۔ ۶۰ اللہ نے فرمایا جا تجھے مہلت ہے لیکن تیری اور تیری پیروی کرنیوالوں کی جزا جہنم ہے وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ الخ جا انہیں ہر طرح سے گمراہ کرنے کی کوشش کر دیکھ بِصَوْتِكَ طبلہ سارنگی اور دیگر آلات لہو و لعب۔ مجاهد الغناء والمزامیر واللهو۔ الضحاك۔ صوت المزمار (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۸۸) ان شیطانی

موضح قرآن ف۳ کافر کہتے تھے کہ اس کلام میں نصیحت کی باتیں اچھی ہیں۔ مگر ہر جگہ شرک پر عیب دیا ہے یہ بدل ڈال تو ہم اس کو سنیں ف۸ یعنی نیند سے جاگ کر قرآن پڑھا کر یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ بڑا دینا ہے ف۹ وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت کا جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب حضرت اللہ سے عرض کر کر خلق کو چھڑا دیں گے تکلیف سے۔

اوازوں سے ان کو پھسلالے وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ الخ اور اپنے پیادوں اور سواروں کیساتھ ان پر حملہ کرلے یعنی انہیں راہ حق سے گمراہ کرنے کے لئے ہر وہ مکروفریب استعمال کرلے جو تو کرسکتا ہے فالمعنی اجمع علیھم
کل ما تقدر علیہ من مکایدك (قرطبی) وَشَارِكْهُمْ الخ اور ان کے مال واولاد میں اپنا حصہ مقرر کرکے انہیں شرک پر آمادہ کرنے کی کوشش کرلے مال میں شرک سے غیر اللہ کی نذریں نیازیں اور غیر اللہ کے
نام کی تحریمیں مراد ہیں اور اولاد میں شرکت یہ ہے کہ اولاد کے عطیہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا جائے یہ چونکہ سب شیطانی اغواء سے ہوتا ہے اس لئے اسے شیطان کا حصہ قرار دیا گیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "مال میں سا جھے
کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا" حضرت ابن عباس قتادہ اور عطاء سے منقول ہے کہ شارکھم فی الاموال ھو ما کان
المشرکون یحرمونہ من الانعام کالبحیرۃ والسائبۃ
والوصیلۃ والحام وقال الضحاك وما کانوا یذبحونہ
لالھتھم (مظہری ج۵ ص۴۵۶ وقرطبی) اور اولاد میں شرکت کے بارے
میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ھو تسمیۃ الاولاد عبد الحارث
وعبد الشمس وعبد العزی وعبد الدار ونحو ھا
(مظہری) وَعِدْهُمْ۔ اور ان کو طرح طرح کے سبز باغ
دکھالے اور جھوٹی آرزوؤں اور بے اصل تمناؤں
کے چکر میں انہیں ڈال دے مثلاً یہ بزرگان دین جنکو تم پوجتے ہو اور جن کی نذریں
نیازیں دیتے ہو قیامت کے دن یہ تمہارے کام آئینگے اور اللہ کے عذاب سے
تمہیں چھڑالیں گے وغیرہ وغیرہ۔ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ یہ ادخال الٰہی
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانی وعدوں کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ وہ سراسر سراب
وفریب اور بے حقیقت ہیں اے اولادِ آدم! ان پر بھروسہ نہ کر بیٹھنا ۶۱ ـه
اے ابلیس! تو اولاد آدم کو گمراہ کرنے اور انہیں شرک میں مبتلا کرنے کیلئے
اپنے سارے ہتھکنڈے استعمال کرلے اور مکروفریب کے تمام جال پھیلالے
مگر یاد رکھ میرے مخلص بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکے گا۔ میں اپنے
بندوں کے لئے کافی کارساز ہوں میرے جو بندے مجھ پر بھروسہ کرینگے
اور تیرے مکروفریب سے میری پناہ ڈھونڈیں گے میں انہیں تیرے دام
تزویر سے محفوظ رکھوں گا۔ ۶۲ ـه یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔
سمندروں اور دریاؤں میں تمہاری کشتیاں محض اپنی رحمت سے اللہ
تعالیٰ ہی چلاتا اور طوفان سے بچا کر کنارے لگاتا ہے وہ تو ہر حال میں
تم پر مہربان ہے۔ اور سمندروں اور دریاؤں میں وہی کارساز ہے تو
خشکی میں بھی وہی کارساز ہے پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارتے ہو
وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ یہ زجر ہے جب دریاؤں میں طوفان کا سامنا ہوتا
ہے تو اپنے مزعومہ معبودوں کو چھوڑ کر خالص اللہ کو پکارتے ہو لیکن
جب اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سلامت کنارے پر پہنچا دیتا ہے تو پھر شرک
کرنے اور معبودان باطلہ کو کارساز سمجھنے لگتے ہو۔ یہ کس قدر ناشکری ہے
۶۳ ـه یہ تخویف دنیوی ہے۔ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خشکی میں تم مصائب و
بلیات سے محفوظ اور اپنے خود ساختہ کارسازوں کی پناہ میں ہو مگر یاد
رکھو اگر اللہ چاہے تو نیچے سے زمین کو چیر کر تم کو اس میں دھنسا دے
یا اوپر سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں نیست ونابود کردے تو اس وقت بھی تمہارا کوئی خود ساختہ کارساز ہرگز تمہاری مدد نہیں کرسکے گا اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ الخ وہ یوں بھی کرسکتا ہے کہ تمہیں
اپنی ضرورتوں کے تحت پھر سے بحری سفر پر گامزن کردے اور عین وسط سمندر میں ایک ہولناک طوفان باد بھیج کر تمہیں غرق کردے اس وقت بھی تم کسی کو اپنا غمخوار اور ناصر و مددگار نہیں پاؤ گے۔ یعنی

اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا
وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ
اور عطا کردے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد ولے اور کہہ ۳۵ـه
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ
آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بے شک جھوٹ ہے
زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ
نکل بھاگنے والا ف۲ اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ دفع ہوں اور رحمت
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ
ایمان والوں کے واسطے اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے ف۳ اور جب
اَنْعَمْنَا عَلَي الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ
ہم آرام بھیجیں انسان پر تو ٹال جائے اور بچائے اپنا پہلو اور جب پہنچے اس کو
الشَّرُّ كَانَ يَـــُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰي شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ
برائی تو رہ جائے مایوس ہو کر ف۴ تو کہہ ہر ایک کام کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر سو تیرا رب
اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ ع وَيَسْـــَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ
خوب جانتا ہے کس نے خوب پا لیا راستہ اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو ۶۴ـه
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا
کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم دیا ہے
قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
تھوڑا سا ف۵ اور اگر ہم چاہیں ۶۵ـه تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ
پھر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے لا دینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار مگر مہربانی سے تیرے رب کی

ع ۹ ۹

موضح قرآن ف۱ اس شہر سے نکال آبرو سے اور کسی جگہ بٹھا آبرو سے، وہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں بٹھایا اور وہاں کے لوگ حکم میں دیئے جن سے دین کو مدد ہوئی۔ ف۲ یعنی غلبہ دین آیا اور کفر بھاگ گئے
میں سے اور تمام عرب میں سے۔ ف۳ روگ چنگے ہوں دل کے شبہے اور شک مٹیں اور اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی دفع ہوں۔ ف۴ باز و ہٹاوے یعنی بندگی سے سرک جاوے
ف۵ حضرت کے آزمانے کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے نہ بتایا کہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا، آگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز
بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا، جب نکل گئی مر گیا۔

لاتجدوا انا صرًا ینصرکم و یصونکم من عذاب اللہ ..... ولا تجدوا من یتبعنا بانکار ما نزل بکم بان یصرفہ عنکم (کبیر ج ٥ ص٤١٦) ٦٤ یہ دعوت توحید کو قبول کرنے کی ترغیب ہے۔ اولاد آدم کو انعامات بے پایاں یاد دلا کر مسئلہ توحید ماننے کی ترغیب دی گئی۔ اے بنی آدم میں نے تمہیں ساری مخلوق پر فضیلت اور بزرگی عطا کی خشکی اور تری پر تمہیں اقتدار عطا کیا اور پاکیزہ روزی کے بے شمار وسائل تمہیں دئے اب تمہارا فرض ہے کہ میرا احسان مانو اور میرے نعامات کا شکر کرو، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور میرے سوا کسی کو عبادت اور پکار کے لائق نہ سمجھو۔ ٦٥ بشارت و تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ہر گروہ اپنے پیشوا کے ساتھ میدان حشر میں حاضر ہوگا۔ ہر امت کے نیک و موحد مومنین اپنے انبیاء علیہم السلام کیساتھ حاضر ہوں گے اور ہر امت کے مشرک اور بدکار اپنے مشرک پیشواؤں کے ساتھ حاضر ہوں گے۔ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ الخ یہ اصحاب الیمین کا ذکر ہے یعنی مومنوں کو اعمالنامے دائیں ہاتھ میں دئے جائینگے وہ انہیں پڑھ کر خوش ہوں گے اور انہیں انکی تمام نیکیوں کی پوری پوری جزا دی جائیگی۔ ای ولا ینقصون من ثواب اعمالھم ادنیٰ شیء (خازن ج ٤ ص١٧١) وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى الخ یہ اصحاب الیمین کے مقابلے میں اصحاب الشمال کا ذکر ہے۔ اور جو دنیا میں اندھا رہا اور راہ توحید کو نہ دیکھا وہ آخرت میں راہ جنت سے اندھا ہوگا اور اس سے بہت دور ہوگا کیونکہ دنیا میں تو اسکے راہِ راست پر آجانیکا امکان تھا مگر آخرت میں یہ امکان بھی ختم ہو جائے گا ٦٦ وَاِنْ كَادُوْا ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ یہ چوتھی آیت معجزہ ہے اور سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى سے متعلق ہے اور اس میں تین امور مذکور ہیں۔ امر اول شکویٰ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ قریب تھا کہ مشرکین اپنی پُر فریب اور چکنی چپڑی باتوں سے آپکو سیدھی راہ سے اور ہماری توحید سے ذرا سا ہٹا لیتے مگر ہم نے آپکو راہِ توحید پر ثبات و استقلال عطا فرمایا۔ مشرکین کی خواہش تھی کہ آپ ان کے خود ساختہ معبودوں کے بارے میں ذرا نرمی سے کام لیں، ان کی مذمت نہ کریں اور کم از کم صرف یہی کہہ دیں کہ ہر دین اچھا ہے تو جس دین پر ہے ٹھیک ہے۔ اگر آپ ایسا کرلیں تو وہ آپکے گہرے دوست بن جائیں گے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ (القلم ع ٢) مگر یہ میری ذات پر سراسر افترا ہے کہ ہر دین اچھا ہے کیونکہ دین کو اچھا قرار دینا صرف میرا ہی کام ہے اس لئے جو شخص ہر دین کو اچھا کہتا ہے وہ مجھ پر افترا کرتا ہے میں نے تو صرف اس توحید والے دین اسلام ہی کو اچھا اور سچا قرار دیا ہے۔ ٦٧ اگر ہم آپکو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ذرا سا انکی طرف جھک جاتے لیکن اگر بفرض محال آپ ذرا بھی انکی طرف جھک جاتے تو ہم دنیا و آخرت میں آپکو عذاب کا مزہ چکھاتے اور کوئی آپکی مدد نہ کر سکتا۔ یہ امر ثانی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور زجر خطاب ہے ٦٨ یہ امر ثالث ہے۔ معجزہ معراج ظاہر کر دیا گیا مگر مشرکین مکہ اسکے باوجود

اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ

اس کی بخشش تجھ پر بڑی ہے کہہ اگر جمع ہوں

الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا

آدمی اور جن اس پر کہ لائیں ایسا قرآن ہرگز نہ

يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾

لائیں گے ایسا قرآن اور پڑے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ

اور ہم نے پھیر پھیر کر سمجھائی ہیں لوگوں کو اس قرآن میں سب ہر

مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ

مثل سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے اور بولے ہم ہرگز

نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ﴿٩٠﴾

نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کردے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ

یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو اس کے

خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٩١﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا

بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے

كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾ اَوْ يَكُوْنَ

ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے یا ہو جائے

لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ

تیرے لئے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے

لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ

تیرے چڑھنے کو جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھ لیں تو کہہ

مسئلہ توحید کو ماننے پر تیار نہیں ہوئے بلکہ اب آپ کو مکہ سے نکالنے کے منصوبے بنائیں گے۔ مگر آپکے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے کیونکہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ جب سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کو ستایا اور وطن سے نکالا تو خود بھی چین سے اپنے وطنوں میں نہ رہ سکے بلکہ جلد ہی ہلاک کر دیئے گئے مکہ والوں سے بھی اب یہی سلوک کیا جائے گا۔ چنانچہ ہجرت کے بعد دو سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ جنگ بدر میں صنادید کفر اور اساطین شرک کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ الخ (ع ١٢) اسکی ایک مثال آرہی ہے۔ ٦٩ سُنَّةَ منصوب ہے اور سَنَّ مقدر کا مفعول مطلق ہے یعنی مشرکین مکہ سے اللہ تعالیٰ وہی سلوک کریگا جو اس نے پہلی امتوں سے کیا ہے۔ ای سن اللہ سنۃ والمعنیٰ ان کل قوم اخرجوا رسولھم من بین اظہرھم فسنۃ اللہ ان یھلکھم بعد اخراجہ ویبنا اصلھم ولا یقیمون بعدہ الا قلیلا (بحر ج ٦ ص٦٦) ٧٠ یہ جملہ معترضہ ہے اور اس میں امر مصلح نماز اور تلاوت قرآن کا ذکر ہے۔ معجزۂ موضح قرآن ف١ فتح الرحمٰن میں یوں ترجمہ ہے اگرچہ ہوایک اُن کا ایک کو مدد کرنے والا۔

ع ۹ / ۱۰

سُبۡحٰنَ رَبِّیۡ هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۳﴾ ع وَمَا مَنَعَ

سبحان اللہ ۱۷۳ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا اور لوگوں کو روکا

النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ

نہیں ۱۷۵ ایمان لانے سے جب پہنچی ان کو ہدایت مگر اسی بات نے

قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۴﴾ قُلۡ لَّوۡ كَانَ فِی

کہ کہنے لگے کیا بھیجا اللہ نے آدمی کو پیغام دے کر کہہ اگر ہوتے

الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّیۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَیۡهِمۡ

زمین میں فرشتے پھرتے بستے تو ہم اتارتے ان پر

مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۵﴾ قُلۡ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًۢا

آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر کہہ اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا

بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَكُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ﴿۹۶﴾

میرے اور تمہارے بیچ میں وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا

وَمَنۡ یَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ ۚ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ

اور جس کو راہ دکھلائے اللہ وہی ہے راہ پانے والا ۱۷۶ اور جس کو بھٹکائے پھر تو نہ پائے

لَهُمۡ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ؕ وَنَحۡشُرُهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ عَلٰی

ان کے واسطے کوئی رفیق اللہ کے سوائے اور اٹھائیں گے ہم ان کو دن قیامت کے

وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡیًا وَّبُكۡمًا وَّصُمًّا ؕ مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا

چلیں گے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا ان کا دوزخ ہے جب لگے گی

خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ سَعِیۡرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ بِاَنَّهُمۡ

بجھنے اور بھڑکا دیں گے ان پر یہ ان کی سزا ہے ۱۷۷ اس واسطے کہ

كَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور چورا چورا کیا ہم کو

ا۔ جواب شکوی ۱۲
۲۔ رد شکوی ۱۲
۳۔ جواب شکوی ۱۲
۴۔ تخویف اخروی ۱۲
النصف

سرا ہے کے بعد مشرکین مسئلہ توحید کو ماننے کے بجائے آپکو مکہ سے نکالیں گے اسلئے آپ نماز قائم کریں قرآن مجید کی خاص طور سے تلاوت فرمائیں اور نماز تہجد کا التزام کریں کیونکہ یہ امور صبر و استقامت میں ممد ہیں۔ ان سے مصائب و بلیات میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ الخ یعنی زوال آفتاب سے رات کو اندھیرا چھاجانے تک نماز قائم کرو ان دونوں وقتوں کے درمیان جس قدر نمازیں ہیں انہیں اپنے اپنے وقتوں میں قائم کرو اس میں چار نمازوں کا ذکر ہے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ یعنی نماز فجر کو بھی قائم کرو۔ مَشۡهُوۡدًا یعنی نماز فجر میں رات اور دن کے فرشتے شریک ہوتے ہیں یشهده ملائكة الليل وملائكة النهار (ابوالسعود ج ۵ ص ۶۳) ۱۷۱ نَافِلَةً لَّكَ سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز تہجد پانچ نمازوں کے علاوہ امت کی نسبت زائد آپ پر فرض کیگئی جو امت پر فرض نہیں۔ ای نافلة لك ای زيادة لك يريد فريضة زائدة على سائر الفرائض التي فرضها الله عليك الخ (خازن ج ۵ ص ۱۷۱) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نماز تہجد کا وجوب آپ پر منسوخ ہو گیا اور امت کی طرح آپ پر بھی اسکی نفلی حیثیت باقی رہی۔ (خازن)

مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے۔ قیامت کے دن جب تمام انبیاء علیہم السلام گنہگاروں کی شفاعت کرنے سے معذوری ظاہر کرینگے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہا حمد و ثنا کرینگے اور گڑگڑا کر شفاعت کا اذن طلب کرینگے آخر آپکو شفاعت کا اذن مل جائیگا یا محمد ارفع رأسك اشفع تشفع اسکے بعد آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کرکے مخلوق کو عذاب سے نجات دلائیں گے اسوقت ہر شخص آپکی تعریف و ثناء سے رطب اللسان ہوگا اور اللہ تعالیٰ بھی آپکی تعریف فرمائے گا گویا شان محمدیت کا پورا پورا ظہور اسوقت ہوگا یہی وہ مقام ہے جس میں لواء الحمد اللہ کی حمد کا جھنڈا آپکے مبارک ہاتھ میں ہوگا۔ (مدارک، کبیر وغیرہ) ۱۷۲ یہ امر ثالث یعنی وَاِنۡ كَادُوۡا لَیَسۡتَفِزُّوۡنَكَ الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین آپکو مکہ سے نکالتے ہیں تو آپ غم نہ کریں اور مکہ سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ الخ میں آپکے مکہ سے نکلنے اور مدینہ میں داخل ہونیکو آپکے لئے دین اسلام اور مسلمانوں کیلئے سراسر باعث برکت بنا دوں گا اور آپکو غلبہ اور شان و شوکت کے ساتھ پھر مکہ میں واپس لاؤں گا۔ ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور
کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور

۱۷۳ یہ غلبۂ اسلام کی بشارت اور پیشگوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے پورا فرمایا۔ ۱۷۴ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اور منکرین کیلئے زجر ہے۔ قرآن مجید فی الواقع اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تمام روحانی بیماریوں کیلئے پیام شفاء ہے مگر منکرین کیلئے سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے کیونکہ انکار و جحود کی وجہ سے وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ۱۷۵ یہ زجر ہے انسان مشرک پر۔ اسکا حال بھی عجیب ہے جب ہم اسے انعام و اکرام سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری شکر سے منہ موڑ لیتا ہے اور ان تمام نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ اور جب کبھی مصائب و شدائد میں گرفتار ہو گیا تو ان کارسازوں سے مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے اور معبود حقیقی جل مجدہٗ کے سامنے گڑگڑا کر عاجزی کرنے لگتا ہے اسکی پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ ہود ص۔ حاشیہ نمبر ۱۳۔ قُلۡ كُلٌّ یَّعۡمَلُ الخ ہر شخص اپنے دین اور طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے دین کو حق جانتا ہے مگر فیصلہ لوگوں کے خیالات پر نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو دین حق فرمایا ہے جو اس پر قائم ہوگا وہی ہدایت یافتہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کون توحید کی سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور کون شرک و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ ۱۷۶ شکوی ہے۔ یہ مشرکین آپ سے روح کی حقیقت پوچھتے ہیں بھلا اسکی کیا ضرورت ہے آپکی صداقت اور سچائی کو ثابت اور واضح کرنے کیلئے معجزۂ اسرار کافی نہیں ہے؟ اور پھر قرآن بجائے خود بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن ایک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ اگر تمام جن و انس مل کر بھی اس کا مقابلہ کریں تو اسکا مثل پیش نہ کر سکیں۔ یہ سوال یہود مدینہ کے سکھانے پر مشرکین مکہ نے کیا تھا قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ الخ فرمایا جواب میں صرف یہی کہہ دو کہ روح ایک امر ربی ہے جو اللہ کے حکم سے ظاہر ہوتا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا اسکی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ ای من الامر الذی لا یعلمه

الا ۲ اللہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۲۴) من امر اللہ ای مما استأثر بعلمہ (مدارک ج ۲ ص ۱۵۹) روح کی حقیقت اور کنہ کے بارے میں قدیم زمانہ سے بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری ہے مگر اسکی حقیقت کو آج تک کسی نے بھی نہیں پایا اور نہ کوئی پاسکتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روح کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے مضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یعلم الروح (مدارک) علامہ ابو السعود فرماتے ہیں کہ حقیقت روح کا علم اللہ کیساتھ مختص ہے۔ ای ھو من جنس ما استأثر اللہ بعلمہ من الاسرار الخفیۃ التی لا یکاد یحوم حولھا عقول البشر (ابو السعود ج ۵) علامہ خازن لکھتے ہیں والقول الاصح ھو ان اللہ عزوجل استأثر بعلم الروح (خازن ج ۴ ص ۱۹۱) ۷۷ یہ زجر ہے مشرکین مکہ از راہ عناد و تعنت

لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِیۡدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ
اٹھائیں گے نئے بنا کر کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَہُمۡ
بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو
وَجَعَلَ لَہُمۡ اَجَلًا لَّا رَیۡبَ فِیۡہِ ؕ فَاَبَی الظّٰلِمُوۡنَ اِلَّا
اور مقرر کیا ہے ان کے واسطے ایک وقت بے شبہ سو نہیں رہا جاتا بے انصافوں سے بن
کُفُوۡرًا ﴿۹۹﴾ قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِکُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَۃِ رَبِّیۡۤ اِذًا
ناشکری کے کہہ اگر ۸۱ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے تو ضرور
لَّاَمۡسَکۡتُمۡ خَشۡیَۃَ الۡاِنۡفَاقِ ؕ وَکَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۱
بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ہے انسان دل کا تنگ
وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسٰی تِسۡعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسۡـَٔلۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ
اور ہم نے دیں ۸۲ موسیٰ کو نو نشانیاں صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے
اِذۡ جَآءَہُمۡ فَقَالَ لَہٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّیۡ لَاَظُنُّکَ یٰمُوۡسٰی مَسۡحُوۡرًا ﴿۱۰۱﴾
جب آیا وہ ان کے پاس تو کہا اس کو فرعون نے میری اٹکل میں تو موسیٰ تجھ پر جادو ہوا
قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَاۤ اَنۡزَلَ ہٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ
بولا تو جان چکا ہے ۸۳ کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور
الۡاَرۡضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیۡ لَاَظُنُّکَ یٰفِرۡعَوۡنُ مَثۡبُوۡرًا ﴿۱۰۲﴾
زمین کے مالک نے سمجھانے کو اور میری اٹکل میں فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے
فَاَرَادَ اَنۡ یَّسۡتَفِزَّہُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰہُ وَمَنۡ
پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو چین نہ دے اس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اس کو اور اس
مَّعَہٗ جَمِیۡعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡکُنُوا
کے ساتھ والوں کو سب کو اور کہا ہم نے اس کے پیچھے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم

۳ دلیل عقلی بر حشر ۱۲

۲ بھی عقلی بر توحید ۱۲

۳ پانچویں آیت معجزہ ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف قسم کے سوالات پیش کرتے انہی میں سے روح کے بارے میں انکا سوال تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفور شفقت کی بنا پر اس بات کے متمنی تھے کہ مشرکین کو اگر انکا مطلوبہ معجزہ دکھا دیا جائے تو شاید وہ ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف انداز میں اس سے منع فرمایا کہ آپکی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے معجزۂ معراج کافی ہے اور دوسرا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جسکا مثل ساری دنیا کے جن وانس مل کر بھی پیش نہیں کر سکتے یہ قرآن بھی تو ہمارا معجزہ ہے یہ آپ نے تھوڑا ہی بنایا ہے اگر ہم یہ قرآن آپکے سینے سے اٹھالیں تو آپ اسے واپس نہیں لا سکتے اور نہ کوئی اس معاملہ میں آپکی مدد کرکے آپکو واپس دلا سکتا ہے اِلَّا رَحۡمَۃً الخ مستثنیٰ منقطع ہے یعنی ہم آپ پر اس قدر مہربان ہیں کہ ایسا نہیں کریں گے یعنی لکن لا نشاء ذلک رحمۃ من ربک (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۲۵) آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اللہ نے آپکو اولاد آدم کا سردار بنایا اور آپ کو مقام محمود، شرف معراج اور قرآن مجید عطا فرمایا۔ ۷۸ آپ ان معاندین سے فرما دیں کیا معجزۂ قرآن تمہارے لئے کافی نہیں؟ یہ تو ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ تمام جن اور انسان مل کر اور باہمی صلاح و مشورہ کرکے بھی اس کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت میں، حسن و جمال نظم و تالیف میں، اخبار بالمغیبات اور دلائل و براہین میں ایسا بے مثال ہے کہ اسکی نظیر بنانا محال اور غیر اللہ کی طاقت سے باہر ہے ای لو تظاھروا علی ان یأتوا بمثل ھذا القراٰن فی بلاغتہ وحسن نظمہ و تالیفہ لعجزوا عن الاتیان بمثلہ (مدارک ج ۲ ص ۲۵۸) ۷۹ یہ زجر ہے جو آئندہ شکوہ کا مبدا ہے۔ ہم نے قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا ہے کوئی عقدہ لاینحل نہیں چھوڑا۔ مسئلہ توحید، رد شرک، حشر و نشر، رسالت و نبوت، ترغیب و ترہیب، اوامر و نواہی، امثال و واقعات غرضیکہ ایک متلاشی حق کیلئے ہم نے وہ تمام امور کھول کر قرآن میں بیان کر دئیے ہیں جنکی حق سمجھنے کیلئے ضرورت ہے۔ مگر اسکے باوجود معاندین کفر و انکار پر ڈٹے ہوئے ہیں اس لئے انکے سوالات و مطالبات محض ضد و عناد پر مبنی اور ٹالنے کیلئے حیلے اور بہانے ہیں۔ ۸۰ یہ شکوہ ہے یعنی ہم نے حق سمجھانے کے لئے تو کوئی بات نہیں چھوڑی سب کچھ قرآن میں بار بار ذکر کر دیا ہے مگر یہ معاندین ماننے کے بجائے محض ضد و تعنت سے حیلے تراشتے ہیں وقال کفار مکۃ تعنتا و اقتراحا بعد ما لزمتھم بیان اعجاز القراٰن وانضمام غیرہ من المعجزات لن نؤمن لک الخ (مظہری ج ۵ ص ۴۹۵) مشرکین کے مطالبات کا یہاں ذکر کیا گیا انہیں وہ وقتاً فوقتاً دہرایا کرتے تھے ان میں سے بعض کا تفصیلی جواب بھی دوسری جگہوں میں مذکور ہے مشرکین نے کہا اے محمد! جب تک تو مندرجہ ذیل مطالبات میں سے ہمارا کوئی ایک مطالبہ پورا نہ کر ڈالے اس وقت تک ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائینگے۔ (۱) تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ الۡاَرۡضِ تیرے حکم سے ارض مکہ سے ایک ایسا چشمہ جاری ہو جائے جس کا پانی میٹھا ہو اور کبھی منقطع نہ ہو۔ (۲) اَوۡ تَکُوۡنَ لَکَ جَنَّۃٌ الخ یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک شاندار باغ ہو جس میں پانی کی نہریں جاری ہوں۔ (۳) اَوۡ تُسۡقِطَ السَّمَآءَ الخ یا ہماری سرکشی اور انکار و جحود کیوجہ

موضح قرآن ف ۱ شاید نو نشانیاں نو معجزے ہوں وہ جو فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجے اور شاید نو حکم ہوں کہ توریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ یہی کبیرہ گناہوں سے منع تھا۔

سے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہمارے اوپر گرادے۔ (۴) اَوۡ تَاۡتِیَ بِاللّٰہِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ الخ یا اللہ کو اور فرشتوں کو اپنی صداقت پر گواہی دینے کیلئے لے آ۔ (۵) اَوۡ یَکُوۡنَ لَکَ بَیۡتٌ الخ یا تیرا گھر سونے کا ہو۔ (۶)
اَوۡ تَرۡقٰی فِی السَّمَآءِ یا ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمانوں پر چڑھ جاو۔ مگر تیرے صرف آسمان پر چڑھ جانے ہی سے تجھ پر ایمان نہیں لے آئینگے جتنک کہ تو آسمان سے ہمارے نام اللہ کی طرف سے ایک کتاب
نہ لے آئے جس میں اللہ کی طرف سے ہمیں حکم دیا گیا ہو کہ ہم آپکو مان لیں۔ ای کتابا من اللہ تعالیٰ الی کل رجل منا کما قال اللہ تعالیٰ بَلۡ یُرِیۡدُ کُلُّ امۡرِیٴٍ مِّنۡہُمۡ اَنۡ یُّؤۡتٰی صُحُفًا مُّنَشَّرَۃً
(قرطبی ج ۱۰ ص ۳۳۱) اسکا جواب سورۂ انعام ع ۱ میں دیا گیا ہے وَلَوۡ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ کِتٰبًا فِیۡ قِرۡطَاسٍ الآیۃ یعنی اگر انکی مرضی کے مطابق لکھی ہوئی کتاب بھی نازل کریں تو یہ پھر بھی نہیں مانینگے اور

الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ جِئۡنَا بِکُمۡ لَفِیۡفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالۡحَقِّ
زمین میں پھر جب آئے گا وعدہ آخرت کا لے آئیں گے ہم تم کو سمیٹ کر اور سچ کے ساتھ ف۱
اَنۡزَلۡنٰہُ وَبِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ﴿۱۰۵﴾ وَ
اتارا ہم نے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اترا اور تجھ کو جو بھیجا ہم نے سو خوشی اور ڈر سنانے کو ف۲ اور
قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰہُ لِتَقۡرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکۡثٍ وَّنَزَّلۡنٰہُ تَنۡزِیۡلًا ﴿۱۰۶﴾
پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم نے قرآن کو جدا جدا کرکے ف۳ کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور اسکو ہم نے اتارتے اتارتے اتارا ف۴
قُلۡ اٰمِنُوۡا بِہٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِہٖۤ
کہہ تم اس کو مانو یا نہ مانو ف۵ جن کو علم ملا ہے ف۶ اس کے پہلے سے
اِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّیَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ
جب ان کے پاس اس کو پڑھیئے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں اور کہتے ہیں پاک ہے
رَبِّنَاۤ اِنۡ کَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا ﴿۱۰۸﴾ وَیَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ
ہمارا رب بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا ف۷ اور گرتے ہیں ف۸ ٹھوڑیوں پر
یَبۡکُوۡنَ وَیَزِیۡدُہُمۡ خُشُوۡعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ
روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی ف۹ کہہ اللہ کہہ کر پکارو ف۱۰ یا رحمٰن کہہ کر
اَیًّامَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۚ وَلَا تَجۡہَرۡ بِصَلَاتِکَ
جو کہہ کر پکارو گے سو اسی کے ہیں سب نام خاصے اور پکار کر مت پڑھ اپنی نماز ف۱۱
وَلَا تُخَافِتۡ بِہَا وَابۡتَغِ بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الۡحَمۡدُ
اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ ف۱۲ اور کہہ سراہیئے
لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ
اللہ کو جو نہیں رکھتا اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں
وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرۡہُ تَکۡبِیۡرًا ﴿۱۱۱﴾
اور نہ کوئی اس کا مددگار ذلت کے وقت پر اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر ف۱۳

وقف لازم

السجدۃ ۳

ع ۱۲ / ۱۲

کہیں گے یہ تو صریح جادو ہے۔ ۸۱ یہ جواب شکوہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو عجز سے پاک ہے وہ یہ سارے کام کرنیکی قدرت رکھتا ہے مگر کسی میں اس پر جبر کرنیکی طاقت نہیں وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرتا ہے هَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا اور میں تو ایک انسان ہوں اور اللہ کا رسول ہوں اور جن باتوں کا تم نے مطالبہ کیا ہے وہ سب انسانی اور بشری طاقت سے ماوراء ہیں یعنی لیس ما سألتم فی طوق البشر بل لو اراد اللہ ان ینزل ما طلبوا لفعل (مظہری ج ۵ ص ۴۹۳) اسلئے مجھ میں ان کو پورا کرنیکی طاقت نہیں۔ اور پھر ان مطالبات کو پورا کرنا میرے فرائض میں داخل بھی نہیں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی وحی کے پابند اور اسکے احکام کے بندے ہیں صرف اسی چیز کو ظاہر کرسکتے ہیں جس کو ظاہر کرنیکا اللہ نے حکم دیا ہو۔ ای انا رسول کسائر الرسل بشر مثلہم وکان الرسل لا یأتون قومہم الا بما یظہرہ اللہ علیہم من الاٰیات فلیس امر الاٰیات الی انما ھو الی اللہ (مدارک ج ۲ ص ۲۵۳) ۸۲ یہ بھی شکوہ ہے پہلے شکوہ کے جواب میں کہا گیا هَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا تو مشرکین نے کہا ہم بشر کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے کوئی فرشتہ رسول بن کر آئے تو ہم مان لیں گے۔ قُلۡ لَّوۡ کَانَ فِی الۡاَرۡضِ الخ یہ جواب شکوہ ہے اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو ہم انکی ہدایت کیلئے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے لیکن زمین میں چونکہ انسان آباد ہیں اسلئے انکی ہدایت کیلئے لامحالہ انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا قرین عقل و مصلحت ہے۔ ۸۳ تم نہیں مانتے تو نہ مانو۔ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اسے معلوم ہے کہ میں نے اسکا پیغام من وعن تمہیں پہنچا دیا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے محض ضد و عناد سے اسکا پیغام ٹھکرا دیا ہے وہ اپنے بندوں کے تمام اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ ۸۴ یہ تخویف اخروی ہے اللہ کی طرف رجوع کرنیوالوں اور تلاش حق کا سچا جذبہ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اسلئے انہیں کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ قیامت کے دن انکو جہنم کی آگ میں منہ کے بل گھسیٹا جائیگا اور وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہونگے دنیا میں وہ حق کو دیکھنے، کہنے اور سننے سے اندھے، گونگے اور بہرے تھے آخرت میں وہ آرام و راحت دیکھنے سے محروم ہونگے، نہ راحت کی کوئی بات سننا نصیب ہوگی اور نہ ایسی بات منہ سے نکالنے کی توفیق ملیگی جو قبول کیجا سکے۔ لا یبصرون ما یقر اعینہم ولا ینطقون ما یقبل منہم ولا یسمعون ما یلذ اسماعہم لما قد کانوا فی الدنیا لا یستبصرون بالاٰیات والعبر ولا ینطقون بالحق ولا یستمعون (ابو السعود ج ۵ ص ۶۶۳) ۸۵ یہ عذاب جہنم انکو اسلئے دیا جائیگا کہ انہوں نے دلائل توحید کا صاف طور سے انکار کر دیا ہے اور شرک سے باز نہیں آئے نیز وہ حشر و نشر کا

منزل ۱

موضح قرآن ف۱ سچ کیساتھ اترا یعنی بیچ میں بدلا نہیں گیا۔ ف۲ بعضی کتاب سے مطلب فقط معنی سمجھنے ہیں اور اسکے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اُترتا ہے اسی واسطے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں اور تھوڑا تھوڑا اتارا، وقت پر اس کے موافق حکم بھیجا۔ ف۳ یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اس کو پہچانتے ہیں اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اُترے گا ٹھیک پاتے ہیں۔ ف۴ نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا، پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی۔ ف۵ رحمٰن نام اللہ کا عرب لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہیں اللہ وہی ایک ہے اور نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دبی آواز بھی نہیں، بیچ کی چال پسند ہے۔ ف۶ کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت، یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ

انکار کرتے ہیں حالانکہ اسکی دلیل بالکل ظاہر اور واضح ہے اَوَلَمۡ يَرَوۡا الخ ثبوتِ قیامت پر عقلی دلیل ہے جس ذاتِ پاک اور قادر و قیوم نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کر لیا کیا وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر
قادر نہیں ؟ سب کے دوبارہ جی اٹھنے کی اللہ تعالیٰ نے ایک اجل مقرر کر دی ہے جس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایسی ظاہر و باہر دلیل کے باوجود ان ظالموں نے اللہ کی توحید اور حشر و نشر کا انکار ہی کیا اور
ماننے پر نہ آئے۔ (اِلَّا كُفُوۡرًا) جحوداً لما اتی بہ الصادق من توحید اللہ وافرادہ بالعبادۃ وبعثھم یوم القیامۃ للجزاء (بحر ج ۶ ص۸۳) ۹۸۶ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔
اَنۡتُمۡ کا خطاب عام ہے، جن و بشر اور فرشتوں کو شامل ہے حاصل یہ ہے کہ متصرف و مختار اور تمام خزانوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اگر رزق کے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے دئے جائیں تو تم بخل کرو
اور کسی کو کچھ بھی نہ دو کہ کہیں خزانے ختم نہ ہو جائیں۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی اس کا استحقاق نہیں رکھتا کہ اسے کارخانۂ عالم میں تصرف کا اختیار دیا جائے۔ قَتُوۡرًا بخیل اور کنجوس۔ ۹۸۷ یہ پانچویں
آیت معجزہ ہے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح معجزے دیئے بنی اسرائیل کے علماء سے پوچھ لیجئے وہ اس بات کی تصدیق کرینگے۔ لیکن بجائے اسکے کہ فرعون اور اسکی قوم ان معجزات واضحہ کو دیکھ کر ان
پر ایمان لاتے انہوں نے ان معجزات کو جادو اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر قرار دیا اور اللہ کی توحید کو ٹھکرا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعونیوں کو غرق کر دیا گیا۔ اب اے مشرکین مکہ! اگر تم نے بھی معجزۂ
معراج، معجزۂ قرآن اور دیگر معجزات دیکھنے کے بعد مسئلہ توحید کو نہ مانا تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ اس طرح یہ آیت ابتدائے سورت سے متعلق ہو گی۔ یا یہ آیت سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا سے متعلق ہے یعنی
جس طرح فرعون بنی اسرائیل کو اور موسیٰ علیہ السلام کو ملک سے نکال کر خود بھی وہاں نہ رہ سکا اسی طرح مشرکین مکہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکے سے نکالنے کے بعد زیادہ عرصہ وہاں نہ رہ سکیں گے
ہماری سنت جاریہ یہی ہے۔ مَسۡحُوۡرًا اسم مفعول بمعنی اسم فاعل ہے ای ساحرا بغرائب فعالک (قرطبی ج ۱۰ ص۳۳۶) نو معجزات سے حضرت ابن عباس اور ضحاک کے مطابق حسب ذیل
معجزات مراد ہیں۔ عصا، ید بیضا، زبان کی لکنت کا دور ہونا، سمندر کا پھٹ جانا، طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک اور خون۔ (خازن و قرطبی وغیرہا) ۹۸۸ فرعون کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے فرمایا یہ جادو نہیں بلکہ یہ معجزات ہیں جو آسمان و زمین کے مالک نے اپنی قدرت و احدیت اور میری صداقت پر بطور دلائل ظاہر فرمائے ہیں۔ اے فرعون! سن لے مجھے یقین ہے کہ تو تباہ و برباد ہو گا اسلئے کہ
تو نے معجزوں کو جادو کہا اللہ کی توحید کا انکار کیا اور میری تکذیب کی۔ فَاَرَادَ اَنۡ يَّسۡتَفِزَّهُمۡ الخ اسکے بعد فرعون نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکالنے کی ٹھان لی تو ہم
نے اسکو مع لاؤ لشکر غرق کر دیا۔ اور بنی اسرائیل سے کہا تم ملک شام میں رہو اور میری ہدایات پر عمل کرو۔ قیامت کو میں تم سب کو حساب کیلئے اکٹھا کرونگا۔ ۹۸۹ یہاں سے اہل مکہ کی طرف التفات
ہے قرآن مجید کو نازل کرنیکا طریقہ یہی تھا کہ وہ ایک ایسے رسول پر نازل کیا جائے جو بشر اور عبد ہو اور اسکے تمام مضامین سراسر حق ہوں۔ وَبِالۡحَقِّ نَزَلَ الخ یعنی قرآن مجید کے تمام مضامین و مسائل حق
ہیں ان میں باطل کا شائبہ تک نہیں قرآن کے نازل کرنے سے ہمارا مقصد حق کو واضح اور ثابت کرنا تھا تو جیسا ہمارا ارادہ تھا ویسا ہی وہ نازل ہوا انا ما اردنا بانزال القرآن الا تقریرہ للحق
فلما اردنا ھذا المعنی فکذلک وقع وحصل (خازن ج ۴ ص۱۸۱) اور آپکو ہم نے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ آپ ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور نہ ماننے والوں کو ہمارے عذاب سے ڈرائیں منوانا
آپکا کام نہیں۔ ۹۹۰ قرآن مجید ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے اسلئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو دھیرے دھیرے پڑھ کر سنائیں کیونکہ ہم نے حسب مواقع تھوڑا تھوڑا کرکے ہی اسے نازل کیا ہے تاکہ لوگ
بالتدریج آسانی سے اس کو یاد کر سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔ انما فرقہ لیکون حفظہ اسھل ولیکون الاحاطۃ والوقوف علی دقائقہ وحقائقہ اسھل (کبیر ج ۵ ص۶۹۵)
۹۹۱ آپ مشرکین سے کہہ دیں قرآن سراپا حق اور اللہ کی سچی کتاب ہے جو تمام احکام شریعت کو دلائل سے واضح اور ثابت کر رہی ہے۔ حق واضح ہو چکا ہے اور مسئلہ توحید مدلل ہو چکا ہے اب تم مانو یا نہ مانو تمہاری
مرضی۔ مؤمنین اہل کتاب تو اس قرآن اور اس کے تمام مضامین پر ایمان لا چکے ہیں۔ ۹۹۲ یہ توحید پر تیسری نقلی دلیل ہے۔ از علماء اہل کتاب۔ اَلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ سے یہود و نصاریٰ کے وہ علماء مراد ہیں
جو اسلام قبول کر چکے تھے وھم مؤمنوا اھل الکتاب (قرطبی ج ۱۰ ص۳۴۱) یعنی انکا حال تو یہ ہے کہ جب وہ قرآن کی آیتیں سنتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے
ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ خدایا تو نے جو تورات و انجیل میں آخری رسول مبعوث کرنیکا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو چکا یعنی ما وعد اللہ تعالیٰ فی الکتاب المنزلۃ وبشر بہ من بعثۃ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم وانزال القرآن علیہ کان منجزا (مظہری ج ۵ ص۴۸۳) ۹۹۳ مزید وصف یعنی يَبۡكُوۡنَ وَيَزِيۡدُهُمۡ خُشُوۡعًا بیان کرنے کیلئے بعد عہد کی وجہ سے وصف اول کا اعادہ کیا گیا۔ ۹۹۴
آخر میں پوری سورت کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو جس نام سے چاہو پکارو مگر جب بھی پکارو اسی کو پکارو کیونکہ تمام صفات کارسازی اور اچھے نام صرف اسی کیساتھ مختص ہیں فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الخ
تعلیلیہ ہے اور یہ ما قبل کی علت ہے جیسا کہ سورۂ اعراف ع ۲۲ میں فرمایا وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا یہاں فا فصیحہ ہے یعنی چونکہ تمام اسماء حسنیٰ اور صفات کارسازی اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں اسلئے اسکے
ناموں کیساتھ صرف اسی کو پکارو۔ ۹۹۵ یہ قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ سے متعلق ہے اور اس میں پکارنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ تو اللہ کو بلند آواز سے پکارو تاکہ مشرکین استہزاء کریں اور نہ بالکل آہستہ
بلکہ درمیانی راہ اختیار کرو تاکہ صحابہ کو تعلیم ہو جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے رواہ مسلم ایضاً عن عائشۃ فی قولہ عزوجل (وَلَا تَجۡهَرۡ
بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا) قالت انزل ھذا فی الدعاء (قرطبی ج ۱۰ ص۳۴۴ کذا فی المظہری والمعالم وغیرہما) یہ حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بھی منقول ہے واخرج نحوہ ابن ابی شیبۃ عن مجاھد و
روی ذلک عن ابن عباس ایضاً ابن جریر الخ (روح ج ۱۵ ص۱۹۵) علاوہ ازیں آیت کا سیاق و سباق بھی قرینہ ہے کہ صلوٰۃ سے دعا مراد ہے پہلے قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ میں خالصۃً اللہ کو پکارنے کا حکم دیا گیا اور آخر میں
وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سے خالصۃً اللہ کو پکارنے کی دلیل اور علت بیان کی گئی اسلئے قرین قیاس اور موافق سیاق و سباق یہی ہے کہ درمیان والے حصے کو بھی دعا ہی سے متعلق کیا جائے۔ اَيًّا حرف شرط ہے اور فھو حسن اسکی جزا
محذوف ہے اور فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى جزا کے قائم مقام ہے جو حقیقت میں شرط کی علت بیان کر رہی ہے وجملۃ فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى واقعۃ موقع جواب الشرط وھی فی الحقیقۃ تعلیل لہ وکان اصل
الکلام ایاما تدعوا بہ فھو حسن لان لہ سبحانہ الاسماء الحسنیٰ التی منھا ھذان (روح ج ۱۵ ص۱۹۵) اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ صلوٰۃ سے نماز میں قرأت قرآن مراد ہے جب آپ مکہ میں دار ارقم میں چھپ کر صحابہ کیساتھ نماز
پڑھتے تو قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے فرماتے مشرکین سنکر بد زبانی کرنے لگتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نہ تو اسقدر بلند آواز سے تلاوت فرمائیں کہ مشرکین سنکر گالیاں دینے لگیں اور نہ اسقدر آہستہ پڑھیں کہ صحابہ کرام سنکر اخذ نہ کر سکیں
بلکہ دونوں کے مابین متوسط روش اختیار کریں۔

سورۂ بنی اسرائیل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ سُبۡحٰنَ الَّذِيۡۤ اَسۡرٰى ــــ تا ــــ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ٥ نفی شرک فی التصرف پر دلیل وحی۔ ۲۔ وَاٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ ــــ تا ــــ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا
مِنۡ دُوۡنِىۡ وَكِيۡلًا ٥ نفی شرک فی التصرف پر دلیل نقلی موسیٰ علیہ السلام سے۔ ۳۔ وَجَعَلۡنَا الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ــــ تا ــــ فَصَّلۡنٰهُ تَفۡصِيۡلًا ٥ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی۔ ۴۔
وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ نفی شرک فی التصرف۔ ۵۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان۔ ۶۔ اِنَّ رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ ــــ
تا ــــ خَبِيۡرًا بَصِيۡرًا ٥ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔ ۷۔ قُلۡ لَّوۡ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ ــــ تا ــــ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ٥ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف سے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۂ کہف

نام ۔ اس سورت میں چونکہ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے ۔ اس لئے اس سورت کو سورۂ کہف سے موسوم کیا گیا ہے ۔

شانِ نزول :- مشرکین مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو علمار یہود کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ ان کے پاس جا کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے ان کو آگاہ کریں ۔ اور اس کے بارے میں ان سے پوچھیں کہ کیا واقعی وہ اللہ کا پیغمبر ہے کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں ۔ اور ان کو انبیار کی پہچان ہے وہ مدینہ میں احبار یہود کے پاس پہنچے ۔ اور حضور علیہ السلام کے بعض احوال و اقوال سے ان کو آگاہ کیا ۔ علمار یہود نے ان سے کہا ۔ تم واپس جا کر تین باتیں اس سے پوچھو ۔ اگر اس نے صحیح جواب دے دیا ۔ تو وہ سچا پیغمبر ہے ۔ اور اگر وہ ان کا صحیح جواب نہ دے سکا ۔ تو جھوٹا ہے ۔

اوّل اس سے یہ پوچھو ۔ کہ گذشتہ زمانے میں جو چند نوجوان لاپتہ ہو گئے تھے ان کے ساتھ کیا بیتی ؟ دوم اس سے اس شخص کا حال دریافت کرو ۔ جو گذشتہ زمانے میں زمین کے مشارق و مغارب تک پہنچا تھا ۔ سوم اس سے روح کی حقیقت دریافت کرو ۔ نضر اور عقبہ واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے سارا ماجرا بیان کیا ۔ چنانچہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ۔ اور احبار یہود کے بتائے ہوئے تینوں سوال آپ کے سامنے پیش کئے ۔ آپ نے فرمایا تمہارے سوالوں کا جواب میں کل دوں گا ۔ مگر اس کے ساتھ آپ " انشاءاللہ " کہنا بھول گئے ۔ مشرکین واپس چلے گئے ۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا ۔ اور آپ کو یقین تھا ۔ کہ کل تک اس بارے میں ضرور وحی سے اطلاع مل جائے گی ۔ اس لئے کل کا وعدہ فرما دیا ۔ مگر متواتر پندرہ دن تک وحی نازل نہ ہوئی ۔ جس سے آپ کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی ۔ اور مشرکین کے غلط پروپیگنڈے اور ان کی بیہودہ باتوں سے آپ کو سخت اذیت پہنچی ۔ آخر پندرہ یوم کے بعد سورہ کہف نازل ہوئی ۔ جس میں مشرکین کے سوالوں کا جواب مذکور ہے اور ساتھ ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وعدہ کے ساتھ " انشاءاللہ " نہ کہنے پر تنبیہہ فرمائی (من القرطبی باختصار) ۔

ربط :- سورہ کہف کو ماقبل سے کئی طرح کا ربط ہے ۔ اوّل ۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکا ہے کہ مضامین کے اعتبار سے سارا قرآن مجید چار حصوں میں منقسم ہے ۔ اور ہر حصہ الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے پہلا حصہ سورہ فاتحہ سے لے کر سورہ مائدہ کے آخر تک ہے ۔ اس میں زیادہ تر خالقیت کا بیان ہے ۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے ۔ دوسرا حصہ سورہ انعام سے سورہ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے ۔ اس حصہ میں اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنے کے بعد ہر چیز کی پرورش کرنے والا اور ہر چیز کو بالتدریج حد کمال تک پہنچانے والا اور ساری مخلوقات کی ضرورتیں پوری کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں ۔ سورہ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کی خالقیت اور ربوبیت کے بعد اس حصہ میں اس کی حاکمیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کا مالک اور سب پر حاکم اللہ تعالیٰ ہے ۔ تمام تصرفات اور سارے اختیارات اسی کے قبضہ میں ہیں ۔ اور اس نے اپنے اختیارات میں سے کوئی اختیار کسی پیغمبر ، کسی ولی یا کسی جن کے حوالے نہیں کیا ۔ وہی قادر مطلق اور قیوم برحق ہے ۔ اور وہی برکات کا سرچشمہ اور وہی برکات دہندہ ہے ۔

دوسرا ربط :- مشرکین مسئلہ توحید کا انکار کرنے کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو مطالبے بھی پیش کرتے تھے ۔ اوّل فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دیتا ہے ۔ اگر سچا ہے ۔ تو وہ عذاب ہم پر لے آ ۔ اُن کا دوسرا مطالبہ یہ تھا ۔ کہ اپنی صداقت کی کوئی نشانی یا معجزہ ہمیں دکھا ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول نقل فرمایا ہے وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (اور انہوں نے کہا وہ پیغمبر ہمارے پاس اپنے رب سے اپنی صداقت کا کوئی نشان کیوں نہیں لاتا ۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مطالبہ کے جواب میں سورۂ نحل کے ابتدا میں فرمایا ۔ اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ اللہ کا عذاب آ کر رہے گا ۔ تم اس کی آمد کا عجلت سے مطالبہ نہ کرو ۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا ۔ کہ جس مسئلہ توحید کو تم نہیں مانتے ہو ۔ وہ اس قدر ضروری اور مہتم بالشان ہے ۔ کہ تمام انبیار علیہم السلام کو اسی مسئلہ کی خاطر دنیا میں بھیجا گیا ۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰۤئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ اس آیت میں روح سے مراد مسئلہ توحید ہے جیسا کہ آیت کے آخری حصہ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا سے اس کی وضاحت کر دی گئی ہے ۔ مشرکین مکہ کے مطالبۂ عذاب کو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط کو مسلط کر کے پورا فرما دیا ۔ چنانچہ سورہ نحل کے رکوع ۱۵ میں ارشاد ہے فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۔

پھر مشرکین مکہ کے دوسرے مطالبہ کے جواب میں سورہ بنی اسرائیل کی ابتدا میں فرمایا ۔ سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا یہ تو میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا آسمانی نشان بھی دیکھ لو ۔ میں نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے تھوڑے

سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (اور مسجد اقصیٰ سے جہاں تک میں نے چاہا) سیر کرائی۔ مذکورہ عذاب اور اس معجزہ معراج کے بعد بھی اگر تم ایمان نہ لائے تو تمہیں سخت عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا جائے گا (جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا) لیکن اللہ تعالیٰ نے ان منکرین کی مکمل تباہی اور ہلاکت سے پہلے محض اپنی مہربانی اور رحمت سے ان کو سنبھلنے کا ایک اور موقع دے دیا۔ اور سورہ کہف نازل فرما کر ان کے ان شبہات کا جواب دے دیا۔ جن کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا تھے۔ گویا کہ سورہ کہف میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

تیسرا ربط:۔ جس مسئلہ توحید کو سورۂ نحل کی ابتدا میں رُوح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں اسی کو ایک دوسرے عنوان سے بیان کیا گیا۔ فرمایا۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت سی اعلیٰ صفتیں ہیں۔ تم اس کو خواہ کسی صفت سے پکارو۔ تمہیں اختیار ہے مگر پکارو صرف اسی ہی کو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا الخ یہ ماقبل پر متفرع ہے اور اس کے لئے بمنزلہ دلیل ہے۔ یعنی تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس کا کوئی نائب اور شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے۔ پھر سورہ کہف کے شروع میں فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا اس میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دعویٰ ہے۔ یعنی تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اس کے مابعد اس دعویٰ کے دلائل مذکور ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں کوئی کجی نہیں اور جس سے منکرین کے تمام شکوک وشبہات رفع ہو جاتے ہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی دلیل ہے۔ ۲۔ اس کے بعد کتاب (قرآن) نازل کرنے کی حکمت اور علت بیان فرمائی۔ یعنی نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب شدید سے ڈرانا اور ماننے والوں کو آخرت کی نعیم مقیم کی خوشخبری سُنانا یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔

قرآن نازل کرنے کی غرض بیان کرتے وقت پہلی شق کو اس طرح ذکر کیا۔ لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا اور دوسری شق کو اس طرح ذکر فرمایا۔ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ پہلی شق میں عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر منکرین کا ذکر نہیں کیا گیا جن کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور دوسری شق میں مومنین کا ذکر بھی کیا گیا۔ جن کو خوشخبری دی گئی ہے۔ اور ان نعمتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو ان کو ملیں گی۔ اس سورت میں چونکہ ان منکرین کے شبہات کا ازالہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب تجویز کرتے تھے۔ اس لئے بُعدِ عہد کی وجہ سے وَيُنْذِرَ کا اعادہ کر کے تفصیل سے منکرین کا ذکر کیا۔ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی یہ سورت ان منکرین کو عذاب شدید سے خبردار کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے۔ جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے ولد اور نائب سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اس قول باطل کی قباحت بیان فرمائی۔ اور پھر پوری سورت میں ان کے چار شبہات کا جواب دیا۔ سورۂ مریم بھی سورۂ کہف ہی کا تتمہ ہے۔ اور اس میں بھی انہی منکرین کے بقیہ شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس لئے سورۂ مریم کے آخر میں ان کے مذکورہ بالا دعویٰ کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا الخ (مریم ع ۶) اور آخر میں سورت کا ماحصل اسی طرح بیان فرمایا۔ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا سورہ کہف کی ابتدا میں جن دو جماعتوں کو الْمُؤْمِنِيْنَ اور الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سے تعبیر فرمایا تھا۔ سورۂ مریم کے آخر میں بطور لف و نشر مرتب ان کو الْمُتَّقِيْنَ (پرہیزگار اور شرک سے بچنے والے) اور قَوْمًا لُّدًّا (جھگڑالو قوم) سے تعبیر فرمایا۔

خلاصہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور جنات کے بارے میں مشرکین بعض الجھنوں میں مبتلا تھے۔ جن کی وجہ سے وہ ان کو عالم الغیب، مالک و مختار اور متصرف و کارساز سمجھتے تھے۔ اس سورت میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

پہلا شبہہ:۔ اصحاب کہف جو سات نوجوان تھے۔ اور رئیسوں کے لڑکے تھے۔ تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک غار میں صحیح سلامت پڑے رہے اتنے طویل عرصے میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ مشرکین کو اس سے شبہہ ہوا کہ وہ اللہ کی عطا سے مافوق الاسباب قدرت وطاقت کے مالک اور متصرف تھے۔ اس لئے انہوں نے اصحاب کہف کی نذریں نیازیں دینا شروع کر دیں۔ چنانچہ وہ سات روٹیاں اصحاب کہف کے نام کی اور آٹھویں ان کے کتے کے نام کی دینے لگے۔

دوسرا شبہہ:۔ کچھ لوگ بعض حالات میں جنوں سے استعانت کرتے اور ان کو پکارتے تھے۔ ان کے کام تو اللہ کے تکوینی قانون کے تحت اپنے اسباب کے مطابق انجام پذیر ہو جاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ سمجھتے کہ ان کا کام جنوں نے کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ الخ (جن)

تیسرا شبہہ:۔ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن خضر علیہ السلام غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی امور غیبیہ بیان کئے۔

چوتھا شبہہ:۔ یہود میں ذوالقرنین کے بارے میں مشہور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت طاقت اور قدرت دی ہوئی تھی۔ اور وہ کارساز اور متصرف تھے۔

چنانچہ وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا میں چاروں شبہات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ان مشرکین کا خیال تھا کہ اصحاب کہف، جنات، حضرت خضر اور حضرت ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کے نائب متصرف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے بہت سے اختیارات ان کے حوالے کر رکھے ہیں۔ سورۂ مریم کے آخر میں انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں شبہات کا جواب دے کر اس کا اعادہ فرمایا وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔

پہلے شبہہ کا جواب

پہلے اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ ــــ تا ــــ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (ع ۱) میں شبہۂ اولیٰ کا بالاختصار جواب دیا گیا ہے یعنی اصحاب کہف کا واقعہ تو ہماری قدرت کے نشانات میں سے ہے اس میں اصحاب کہف کے اپنے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہیں۔ مشرک بادشاہ سے بھاگ کر انہوں نے ایک غار میں چھپ کر اپنی جان بچائی اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور درستی معاملہ کی دعا مانگی ہم نے غار میں انہیں مدت دراز تک سلا دیا۔ اور مدت دراز کے بعد انہیں بیدار کیا۔ یہ تمام باتیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اصحاب کہف متصرف و کارساز نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور موحد بندے تھے۔

اس کے بعد نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ ــــ تا ــــ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ (ع ۲) میں پہلے شبہہ کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد واقعۂ اصحاب کہف کے کچھ متعلقات مذکور ہیں اور آخر میں اس کا ثمرہ اور چھ امور متفرعہ کا ذکر ہے۔ اس کے بعد منکرین کی اصلاح کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا۔ امر اول وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا ــــ تا ــــ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا (ع ۵) یعنی جس دنیا پر مغرور ہو کر تم اللہ کی توحید اور اس کے احکام سے منہ موڑ رہے ہو وہ فانی ہے اور تم سے چھین لی جائے گی۔ اور دنیا میں اس کی وجہ سے عذاب پاؤ گے۔ امر دوم وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ ــــ تا ــــ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (ع ۶) جس دنیا پر تمہیں ناز ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے اور اس لائق نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دی جائے۔ امر سوم وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ ــــ تا ــــ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (ع ۶) جس حقیر اور فانی دنیا کو تم آخرت پر ترجیح دے رہے ہو یہی آخرت میں تمہارے عذاب کا باعث ہوگی۔

دوسرے شبہہ کا جواب

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ــــ تا ــــ وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا (ع ۷) جو اولیاء اللہ کو متصرف و مختار سمجھ کر انہیں حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں۔ ان کی نذریں منتیں دیتے اور ان کے مقابر سے درخت اور گھاس نہیں کاٹتے۔ اس ڈر سے کہ وہ نقصان پہنچائیں گے۔ در اصل یہ لوگ جنوں کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ شیطان اور جنات انسان کے روز ازل سے دشمن ہیں۔ پھر وہ کس طرح دوست اور کارساز بن سکتے ہیں۔ اس کے بعد وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ــــ تا ــــ وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا (ع ۸) میں زجر اور تخویفیں ہیں۔

تیسرے شبہہ کا جواب

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا اور آخر میں وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ (ع ۱۰) سے شبہہ کا جواب دیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام غیب داں اور متصرف نہیں تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا تھا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہا۔ اور اُس کی تعلیم سے بتایا تھا۔

چوتھے شبہہ کا جواب

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ــــ تا ــــ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا (ع ۱۱) ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دیئے گئے تھے۔ مگر مافوق الاسباب امور میں سے کسی ایک امر پر بھی اس کو قدرت نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی وہ ہر طرح سے عاجز رہا مشرق میں گرمی کی وجہ سے اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یاجوج ماجوج کی وجہ سے۔

چاروں شبہوں کا جواب دینے کے بعد آخری رکوع کی آیتوں کو لف و نشر مرتب کے طور پر چاروں جوابوں پر متفرع کیا گیا ہے۔ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ــــ تا ــــ لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا (ع ۱۲) پہلے جواب پر بالذات اور دوسرے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے غیب داں اور کارساز نہیں تو جنات میں یہ صفت کیونکر پائی جا سکتی ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ الخ تیسرے جواب پر بالذات اور چوتھے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب داں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی غیب داں نہیں تو متصرف فی الامور بھی کوئی نہیں۔ آخر میں قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ الخ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے متعلق بھی اعلان فرما دیں کہ میں بھی غیب داں اور کارساز نہیں ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میرے پاس وحی کے ذریعے یہی مضمون بھیجا گیا ہے کہ غیب داں اور کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ سورت کے آخری جملے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ میں پوری سورت کا خلاصہ بیان فرمایا کہ جو شخص آخرت میں لقاء ربانی اور رحمت خداوندی کا امیدوار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نیک عمل کرے لیکن اس کیساتھ اللہ کی توحید کو مانے۔ اصحاب کہف، حضرت خضر، فرشتوں اور جنوں کو کارساز سمجھ کر نہ پکارے۔ اور شرک جلی اور خفی سے دور رہے۔

تمہید

پہلے بیان ربط کے سلسلے میں گذر چکا ہے۔ کہ سورہ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے یہ سلسلہ سورہ احزاب کے آخر تک چلا گیا ہے اور باقی حصوں کی طرح یہ حصہ بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع ہوا ہے اس حصے میں بھی زیادہ تر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ کہ سارے جہان کا مالک اور کارگاہ عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالے ہے۔ اور ملک و تصرف میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ اس حصے میں اور بھی کئی ایک مضمون مذکور ہوں گے مگر وہ بالتبع آئیں گے **۲؎** سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہوں کا جواب دیا گیا ہے۔ اور تمہید میں دو باتیں مذکور ہیں۔ (۱) قرآن مجید نازل کرنے کی غرض و غایت ابتدائے سورت سے اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا تک یعنی مشرکین کے شبہات کا ازالہ کرنا کہ اللہ تعالے نے اپنے پیارے بندوں کو کچھ اختیارات دے کر اپنے نائب بنا رکھا ہے۔ اور (۲) انکار مشرکین پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور غم پر آپ کو تسلی دی گئی۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ — تا — مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا **۳؎** اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بالتفصیل گذر چکا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں یہ جملہ (الحمد للہ) واقع ہوا ہے۔ وہاں حمد (تعریف) سے اللہ تعالے کی صفات الوہیت یا بالفاظ دیگر صفات کارسازی مراد ہیں۔ مثلاً خالق و مالک اور رازق ہونا، عالم الغیب کارساز اور متصرف و مختار ہونا۔ مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکلکشا ہونا وغیرہ تو اس جملے کا حاصل یہ ہے۔ کہ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کی ذات مفیض برکات کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں سے کوئی ایک صفت بھی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے کسی ایک میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اور مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمان میں رہنے والوں، زمین میں بسنے والوں اور زیر خاک فروکش ہونے والوں) میں سے کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ الحمد للہ میں جو دعوی کیا گیا ہے اس کا ماحصل دو جملوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور وہی متصرف و مختار ہے۔ **۴؎** اَلَّذِیْ موصول مع صلہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی صلہ کی صورت میں جو بات ذکر کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مستحق حمد ہونے کی دلیل ہے۔ وَفِي وصفه تعالٰى بالموصول اشعارٌ بعلية مَا في حيز الصلة لاستحقاق الحمد (روح ج ۱۵ ص ۲۰۶) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صلہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے۔ جس میں دو نوں خوبیاں ہیں۔ (۱) اس میں عوج (کجی) نہیں۔ اس کا بیان بالکل واضح اور نکھرا ہوا ہے۔ اس کے الفاظ و معانی میں اصول فصاحت و بلاغت اور دعوت حق سے ذرہ بھر انحراف نہیں ای شيئًا من العوج باختلال اللفظ من جهة الاعراب ومخالفة الفصاحة وتناقض المعنى وكونه مشتملًا على مَا ليس بحق او داعيًا لغير الله تعالٰى (روح ج ۱۵ ص ۲۰۶) (۲) اس کتاب کے مضامین پختہ اور ہر لحاظ سے ایسے جامع اور مکمل ہیں کہ ان سے منکرین کے تمام شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں۔ قَيِّمًا اى مستقيمًا كما اخرجه ابن المنذر عن الضحاك وروى ايضًا عن ابن عباس (روح) ایسی خوبیوں والی کتاب نازل کرنا صرف اسی ذات سے ممکن ہو سکتا ہے۔ جس کا علم محیط کل ہو۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ کہف **۱؎** مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو دس آیتیں ہیں اور بارہ رکوع **۱؎**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ

سب تعریف اللہ کو **۳؎** جس نے **۴؎** اتاری اپنے بندہ پر کتاب اور نہ

يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ① قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ

رکھی اس میں کچھ کجی ٹھیک اتاری تا کہ ڈر سنا دے **۵؎** ایک سخت آفت کا

لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

اللہ کی طرف سے اور خوشخبری دے ایمان لانے والوں کو جو کرتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ② مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ

نیکیاں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے جس میں رہا کریں

اَبَدًا ③ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ④ مَا

ہمیشہ اور ڈر سنا دے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ

لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

خبر نہیں ان کو اس بات کی **۶؎** اور نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی بات **۷؎** نکلتی ہے

مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ⑤ فَلَعَلَّكَ

ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں سو کہیں تو

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

گھونٹ ڈالے گا اپنی جان کو ان کے پیچھے **۸؎** اگر وہ نہ مانیں گے اس بات کو

اَسَفًا ⑥ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

پچھتا پچھتا کر ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے **۹؎** اس کی رونق

اور وہ عالم الغیب ہو۔ اس سے دعوائے مذکور کا ایک حصہ ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد قرآن نازل کرنے کی غرض وغایت بیان فرمائی۔ لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا قرآن اس لئے نازل کیا تاکہ منکرین کو آخرت کے عذاب دردناک سے ڈرایا جائے اور ماننے والوں کو آخرت میں ملنے والے انعامات کی خوشخبری سنائی جائے اس سے اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت وتصرف کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دعوے کے دوسرے جزو کی دلیل ہے۔ **۵** یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا الخ میں لام اَنْزَلَ سے متعلق ہے۔ قرآن مجید نازل کرنے کے یہاں دو مقصد بیان کئے گئے ہیں۔ اول تخویف وانذار دوم تبشیر پہلے لِيُنْذِرَ سے تخویف پھر يُبَشِّرَ سے بشارت اس کے بعد پھر وَيُنْذِرَ سے تخویف کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے تخویف کے بیان میں مفعول (منکرین) کا ذکر نہیں کیا گیا اور عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے بشارت کے سلسلے مفعول (المؤمنین) اور اجر دونوں مذکور ہیں اس سورت میں چونکہ مقصود منکرین کے شبہات کا ازالہ ہے اس لئے بُعد عہد کی وجہ سے وَيُنْذِرَ کا اعادہ کرکے منکرین کا ذکر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ کون سے منکرین ہیں جن کا یہاں انذار مقصود ہے۔ اور جن کے شبہات کا ازالہ کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ان لوگوں کا انذار مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے ولد تجویز کرتے ہیں قرآن مجید میں مشرکین کے اس قول کو اتخاذ ولد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی بیٹا یعنی متبنّٰی بنانے کے ہیں۔ عربی محاورات میں یہ ترکیب اسی مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جیساکہ حضرت آسیہؓ زوجہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (قصص ع ۱- و یوسف ع ۳) اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی بیٹا تجویز نہیں کرتے تھے۔ نفی اتخاذ الولد ظاھر فی التبنی (روح ج ۱۵ ص ۱۹۵) بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں (انبیاء علیہم السلام، اولیا اور ملائکہ کرام) کو اپنے متبنّٰی اور نائب بنایا ہوا ہے اور ان کو بعض مافوق الاسباب امور میں تصرف واختیار دے دیا ہے، جیساکہ باپ اپنے بیٹوں کو بعض اختیارات سونپ دیتا ہے اس طرح لفظ ولد یہاں حقیقی بیٹے کے معنوں میں نہیں بلکہ نائب متصرف کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ومنهم من اعتقد ان الله هو السيد وهو المدبر لكنه قد يخلع على بعض عبيده لباس الشرف والتأله ويجعله متصرفا في بعض الامور الخاصة ويقبل شفاعته في عباده بمنزلة ملك الملوك يبعث على كل قطر ملكا يقلد تدبير تلك المملكة فيما عدا الامور العظام فيتلجلج لسانهم ان يسميهم عباد الله فيسويهم وغيرهم فعدل عن ذلك الى تسميتهم ابناء الله ومحبوبي الله (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۶۱) اور کچھ مشرکین ایسے ہیں۔ جن کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور وہی مدبر عالم ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض مقرب بندوں کو بزرگی اور الوہیت کی خلعت سے سرفراز فرما کر ان کو بعض خاص امور میں متصرف بنا دیتا ہے اور دوسروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ جیساکہ دنیا کا ایک شہنشاہ ہر علاقے پر ایک چھوٹا بادشاہ مقرر کرکے اس کا انتظام اس کے سپرد کر دیتا ہے باستثنائے امور عظیمہ۔ اب ان کی زبان ان مقربین کو اللہ کے بندے کہتے ہوئے لڑکھڑاتی ہے۔ کیونکہ اس طرح مقربین اور عوام میں کوئی فرق نہیں رہتا اس لئے وہ ان کو اللہ کے بندے کہنے کی بجائے اللہ کے بیٹے اور اللہ کے محبوب کہہ دیا کرتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ مشرکین کا اللہ کے نیک بندوں کو ابناء اللہ (اللہ کے بیٹے) کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حقیقی بیٹے ہیں ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ اللہ کے محبوب اور اس کے پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بعض امور میں تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ **۶** یہ ان کے قول باطل کا رد ہے بہ میں ضمیر مجرور ان کے قول مذکور کی طرف راجع ہے۔ یعنی ان کا قول سراسر جہالت سے ناشی ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل ہے نہ ان کے باپ دادا کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل تھی جن سے ان مشرکوں نے یہ غلط بات سیکھی اور جن کی تقلید میں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا ناپاک افترا کرنے لگے۔ وذکر الاباء لان تلك المقالة قد اخذوها عنهم وتلقوها منهم (بحر ج ۶ ص ۹۷) اٰبَآءِ (باپ دادا) سے مراد عام ہے خواہ جسمانی ہوں یا روحانی اس طرح یہ لفظ ان غلط کار عالموں اور پیروں کو بھی شامل ہو جائے گا۔ جنہوں نے انہیں اس گمراہی اور شرک کی راہ پر ڈالا۔ ولا لاٰبائهم ای اسلافهم (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۵۳ ابن کثیر ج ۳ ص ۷۳) **۷** كَبُرَتْ كَلِمَةً الخ كَلِمَةً منصوب ہے۔ اور كَبُرَتْ کی ضمیر سے تمیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب متصرف تجویز کرنا بہت سنگین بات ہے اور کفر وافترا کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی بری اور ناپاک بات ان کی زبان پر کس طرح آتی ہے۔ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا یہ جملہ ماقبل ہی کی تاکید اور قول مذکور کی مزید قباحت وشناعت بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے یعنی ان کا قول صریح جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے اور اس میں سچائی اور واقعیت کا شائبہ تک نہیں ای مايقولون فی ذالك الشان الا قولا كذبا لا يكاد يدخل تحت امكان الصدق اصلا (روح ج ۱۵ ص ۲۰۲، ابو السعود ج ۵ ص ۶۷۶) **۸** یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ لَعَلَّ یہاں ترجّی کے لئے نہیں بلکہ اشفاق کے لئے ہے۔ کیونکہ لَعَلَّ محبوب چیز کے ساتھ ترجّی کے لئے ہوتا ہے اور محذور (یعنی جس سے مخاطب کو ڈرانا اور روکنا منظور ہو) کے ساتھ اظہار شفقت کے لئے یہاں دوسری شق ہے اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کے پیچھے جان مارنے سے منع فرمایا ہے (بحر ج ۶ ص ۹۷) آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ کہیں آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیں۔ اَسَفًا یہ بَاخِعٌ کا مفعول لہ ہے اور اسف کے معنی شدتِ غم کے ہیں۔ آپ کی خواہش تھی۔ کہ مشرکین کفر وانکار سے باز آجائیں اور ایمان لے آئیں اور مسئلہ توحید کو مان لیں۔ مگر آپ کی امکانی کوششوں اور دعوت وتبلیغ کے انتہائی ناصحانہ اور مؤثر انداز کے باوجود کفر وانکار اور آپ کی مخالفت میں اور آگے بڑھ گئے۔ اس سے آپ کو محض از راہ شفقت بہت زیادہ افسوس اور رنج وغم دامنگیر ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ہر وقت متفکر اور غمگین رہنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کیلئے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور آپ کو تسلی دی کہ آپ نے فریضۂ تبلیغ وانذار وتبشیر کا حق ادا کر دیا۔ اور میرا پیغام توحید احسن طریق سے مشرکین تک پہنچا دیا۔ اب اگر وہ ایمان نہیں لاتے۔ تو آپ اس کا غم نہ کریں۔ کیونکہ دولتِ ایمان سے ان کو سرفراز کرنا یہ نہ آپ کا فریضہ ہے نہ آپ کے اختیار وقدرت میں ہے المقصود ان یقال للرسول لا یعظم حزنك واسفك بسبب كفرهم فانا بعثناك منذرا ومبشرا فاما تحصيل الايمان فی قلوبهم فلا قدرة لك عليه والغرض تسلية الرسول صلے اللہ علیه وسلم عنه (کبیر ج ۵ ص ۶۷۷) **۹** اِنَّا جَعَلْنَا الخ مشرکین کیوں نہیں مانتے؟ محض اس لئے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ باغات اور محلات ہیں۔ تو انہیں اس دنیوی شان وشوکت پر مغرور نہیں ہو جانا چاہیئے۔ زمین پر ہم نے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ سونا، چاندی، زر وجواہر، حیوانات کی انواع

وانسام، سرسبز و شاداب کھیتیاں، رنگارنگ پھول اور میوے یہ سب زمین کے لئے چندروزہ زینت ہے اور سب کچھ محض بنی آدم کی آزمائش وامتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ کون اس دنیوی سازوسامان کو معرفت خالق اور ادائے حقوق شریعت کا ذریعہ بناتا ہے اور کون اس کو شہوات نفسانیہ اور اغراض فاسدہ کی تکمیل میں صرف کرتا ہے (من الروح ج ۱۵ ص ۲۰۷) حضرت شیخ نے فرمایا کہ زِیْنَةً میں تنوین تقلیل و تحقیر کے لئے ہے۔ یعنی یہ زینت چندروزہ اور فانی ہے۔
نله صَعِیْدًا مٹی۔ جُرُزًا ایسا میدان جس میں کوئی سبزہ نہ ہو۔ یعنی زمین کی یہ رونق و زینت ہمیشہ رہنے والی نہیں اسے ایک دن (قیامت کے دن) ہم تباہ کر دیں گے۔ اور زمین بالکل صاف چٹیل میدان ہو جائے گی۔ اس لئے یہ بھروسے کی چیز نہیں نہ اس پر اس قدر مغرور ہونا چاہئے۔ یہاں تک تمہید ختم ہو گئی اس کے بعد چار شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ⑦ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ
تاکہ جانچیں لوگوں کو کہ کون ان میں اچھا کرتا ہے کام ف۱ اور ہم کو کرنا ہے نله
مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ⑧ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ
جو کچھ اس پر ہے میدان چھانٹ کر ف۲ کیا تو خیال کرتا ہے لله کہ
الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ⑨ اِذْ اَوَى
غار اور کھوہ کے رہنے والے ۱۲ ہماری قدرتوں میں عجب اچنبھا تھے جب جا بیٹھے
الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
وہ جوان پہاڑ کی کھوہ میں پھر بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ⑩ فَضَرَبْنَا
بخشش اور پوری کر دے ہمارے کام کی درستی پھر تھپک دیے ہم نے
عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ⑪ ثُمَّ
ان کے کان اس کھوہ میں چند برس گنتی کے پھر
بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا
ہم نے ان کو اٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت
اَمَدًا ⑫ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ
وہ رہے ف۳ ہم سنا دیں تجھ کو ۱۳ ان کا حال تحقیقی
اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ⑬
وہ کئی جوان ہیں ۱۴ کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہم نے ان کو سوجھ ف۴
وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ
اور گرہ دی ہم نے ان کے دل پر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ
آسمان اور زمین کا نہ پکاریں گے ہم اس کے سوائے کسی کو معبود نہیں تو کہی ہم نے

ع ۱۳ / ۱

ربط ۱: پہلے شبہہ کا اجمالی جواب ۱۳

ربط ۲: پہلے شبہہ کا تفصیلی رد ۱۳-۲۳

پہلے شبہہ کا جواب

لله یہاں سے لے کر اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا تک پہلے شبہہ کا اجمالی رد ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اصحاب کہف عرصہ دراز تک غار میں سوئے رہے۔ اس دوران میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ یہاں تک کہ اس عرصہ میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ سورج جب غار کے سامنے آتا تو رخ بدل لیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متصرف فی الامور اور مختار تھے۔ اس بنا پر لوگوں نے ان کو کارساز اور غیب داں سمجھ کر پکارنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا شروع کر دیا چنانچہ وہ سات روٹیاں ان کے نام پر اور ایک ان کے کتے کے نام پر دیتے ہیں۔ ان آیتوں میں کئی طریقوں سے مذکورہ شبہہ کا جواب دیا گیا ہے۔ اول و دوم کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ اَمْ حَسِبْتَ میں استفہام انکار کے لئے ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے اصحاب کہف کا واقعہ بہت ہی عجیب ہے اس لئے کہ کافروں نے اس واقعہ کو آپ کی صداقت کا معیار قرار دیا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہماری قدرت کی بہت سی نشانیاں اس سے کہیں زیادہ عجیب ہیں۔ قال الطبری تقریر له علیه السلام علی حسبانه ان اصحب الکهف کانوا عجبا بمعنی انکار ذلك علیه ان لا یعظم ذلك بحسب ما اعظم علیك السآئلون من الکفرة فان سائر اٰیات الله اعظم من قصتهم (بحر ج ۶ ص ۱۰۱) استفہام انکاری سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں تو اصحاب کہف کے قصہ سے کہیں زیادہ عجیب اور عظیم الشان ہیں نادان لوگ اسی واقعہ کو دیکھ کر اصحاب کہف کو غیب داں اور کارساز سمجھ بیٹھے نیز اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف کا واقعہ قدرت خداوندی کی ایک نشانی تھی۔ ان کا غار میں سینکڑوں برس خیر و عافیت سے سوئے رہنا، دھوپ کا ان پر نہ پڑنا اور پھر عرصۂ دراز کے بعد ان کا بیدار ہونا یہ سب کچھ محض

موضح قرآن ف۱ یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے ف۲ یعنی گھاس اور درخت چھانٹ کر ف۳ دو فرقے یا تاریخ لکھنے والوں میں ہیں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر بعضے تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے بعضے کہنے لگے اس سے کم ف۴ یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیا کیا۔

اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ہوا تھا اس میں اصحاب کہف کا کوئی دخل یا اختیار نہیں تھا۔

سوم۔ اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ الخ جب اصحاب کہف اپنا دین و ایمان بچاکر شہر سے نکل بھاگے تو ایک غار میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ ان کے عجز و بیچارگی کی واضح دلیل ہے اگر وہ متصرف و کارساز ہوتے تو انہیں بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی کیا ضرورت تھی۔ چہارم۔ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا الخ جب وہ غار میں پناہ گزین ہو چکے تو اللہ تعالیٰ سے بصد عجز و نیاز دعا کی رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ رَحْمَةً میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنی طرف سے اپنی خاص رحمت سے نواز رحمت سے مراد عام ہے۔ یعنی معرفت حق، توحید پر ثبات، استقلال، رزق اور دشمنوں سے حفاظت وغیرہ وھی الھدایة بالمعرفة وَ الصبر والرزق وَ الامن من الاعداء (کبیر ج ۵ ص۶۸۶) وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اور ہمارے اس معاملہ ہجرت میں ہماری صحیح راہنمائی فرما۔ اصحاب کہف تو خود اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب متصرف و کارساز اور خزائن رحمت کا مالک سمجھ کر اس سے دعائیں مانگ رہے ہیں اور اس کے سامنے اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں۔ بھلا وہ کس طرح الٰہ (معبود) بننے کے لائق ہو سکتے ہیں پنجم۔ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ الخ جب وہ غار میں داخل ہوئے اور سستانے کی غرض سے لیٹ گئے تو ہم نے ان پر نیند طاری کر دی اور ان کو سینکڑوں برس اسی حالت میں پڑا رہنے دیا۔ اصحاب کہف کو اسبات کا خیال تک نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ایسا عجیب و غریب واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اور انہیں تین سو سال تک حالت خواب میں رہنا ہوگا اس سے بھی ان کے متصرف و کارساز ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ ششم ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ الخ عرصۂ دراز کے بعد ہم نے ان کو بیدار کیا۔ انہیں بیدار ہونے کا اختیار نہیں تھا۔ ہفتم لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ الخ اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ محیط کل ہے اور ماضی، حال اور مستقبل کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے علم سے یہاں اظہار مراد ہے تسمیۃً للسبب باسم المسبب۔ اَلْحِزْبَيْنِ سے اصحاب کہف کی دو جماعتیں مراد ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے کہا تھا کہ ہم تو ایک دن سے بھی کم سوئے ہیں۔ دوم وہ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہم کتنا عرصہ سوئے ہیں وھم القائلون لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ و القائلون (رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (روح ج ۵ ص۲۱۳) ہم نے کئی سو سال بعد ان کو بیدار کیا۔ تاکہ ہم ظاہر کریں کہ ان میں سے کس کو ٹھہرنے کی صحیح مدت یاد رہی۔ اصحاب کہف تو خود اپنے حال سے بے خبر تھے اور انہیں حالت خواب کی صحیح مدت بھی یاد نہ رہی تو وہ غیب داں کیونکر ہو سکتے ہیں۔ **۱۲ـہ** اصحب الکھف والرَّقِيمِ۔ کہف پہاڑ میں اس غار یا کھوہ کو کہتے ہیں جو فراخ ہو۔ الکھف النقب المتسع فی الجبل (قرطبی ج ۱ ص۳۵۶) الرَّقِيمِ۔ میں مفسرین کے اقوال بہت مختلف ہیں۔ دو قول زیادہ مشہور ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ الرَّقِيمِ سے مراد وہ پتھر کی تختی ہے جو ان کے غار پر نصب کر دی گئی تھی جس پر ان کے نام کندہ تھے۔ قیل نسبوا الی حجر رقم فیہ اسمآء ھم (مفردات راغب ص۲۰۳) قال الفراء الرقیم لوح کان فیہ اسمآء ھم وصفاتھم (کبیر ج ۵ ص۶۸۳) اس صورت میں الرَّقِيمِ بمعنی المرقوم فیہ ہوگا۔ بعض کہتے ہیں الرَّقِيمِ اصحاب کہف کے گاؤں کا نام تھا۔ زعم کعب انھا قریة خرجوا منھا (قرطبی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک مشرک بادشاہ دقیانوس نامی تھا جو خود بھی بت پرست تھا اور رعیت کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ اصحاب کہف کا واقعہ اسی دور میں پیش آیا چند نوجوان جو خوشحال اور امیر گھروں کے چشم و چراغ تھے۔ انھم اولاد عظمآء تلك المدینة (قرطبی ص۳۶۵) بلکہ دقیانوس کے درباریوں اور خواص امراء کی اولاد تھے۔ و کانوا من خواص دقیانوس (مدارک ج ۳ ص۶) اللہ تعالیٰ نے انہیں نور بصیرت عطا فرمایا وہ شرک سے بیزار ہو گئے اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے۔ اگرچہ انہوں نے اخفار حال سے کام لیا مگر پھر بھی کسی نہ کسی طرح کچھ لوگوں کو ان کا حال معلوم ہو گیا۔ اور انہوں نے بادشاہ سے ان کی شکایت کر دی۔ بادشاہ نے ان موحد نوجوانوں کو دربار میں طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے دین کا اتباع کریں۔ اسکے معبودوں کی عبادت کریں، اور انکے ناموں کی نذریں نیازیں دیا کریں۔ اور ساتھ ہی انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اسکے دین سے سرتابی کی تو انہیں قتل کر دیا جائیگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کو دولت استقامت سے مالامال فرما دیا۔ اور وہ سر دربار بول اٹھے رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الآیة ہمارا رب اور معبود تو وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ ہم تو اسکے سوا کسی اور کو ہرگز نہیں پکاریں گے یہ سن کر بادشاہ نے ان نوجوانوں کو مہلت دی اور کہا ابھی تم عقل کے خام ہو۔ اسلئے اپنے معاملہ میں غور و فکر کرلو۔ نوجوانوں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھا اور اپنا دین و ایمان بچانے کیلئے شہر سے نکل کر کہیں چل دیئے۔ راستے میں انہیں ایک چرواہا ملا جو انکی طرح موحد تھا۔ وہ بھی انکے ساتھ ہو لیا۔ چرواہے کا کتا بھی ان کے پیچھے چل دیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے جب وہ سستانے کیلئے لیٹے تو اللہ تعالیٰ نے عرصہ دراز کے لئے ان پر نیند کو مسلط فرما دیا کئی سو سال کے بعد وہ بیدار ہوئے تو ایک ساتھی کو کھانا لانے کیلئے بازار بھیجا۔ جب دوکاندار کو قیم ادا کی تو وہ پرانے سکے دیکھکر حیران ہوا اور خود اس آدمی کی شکل و صورت بھی ایسی اجنبی سی معلوم ہوئی۔ چنانچہ اسے بادشاہ وقت بیدروس کے سامنے پیش کر دیا گیا جو مومن اور موحد تھا۔ جب اس نوجوان کے بتانے سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ انہیں نوجوانوں میں سے ہے جو دقیانوس کے زمانے میں روپوش ہو گئے تھے تو وہ بہت خوش ہوا اور بہت سے شہریوں کو ساتھ لیکر اس نوجوان کے ہمراہ غار پر پہنچا اور باقی نوجوانوں سے ملاقات کی۔ جب نوجوانوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ اور بہت سی رعایا توحید قبول کر چکے ہیں تو بہت مسرور ہوئے۔ اسکے بعد اصحاب کہف اسی غار میں خلوت گزیں ہو گئے۔ اور وہیں انکا انتقال ہو گیا۔ من القرطبی وغیرہ۔ **۱۳ـہ** اب یہاں سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے گویا کہ پہلے شبہۂ اولیٰ کا اجمالی جواب ذکر کیا گیا اور یہاں اسے تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ شروع فی تفصیل ما اجمل فیما سلف ای نحن نخبرك بتفصیل خبرھم الذی له شأن وخطر (روح ج ۵ ص۲۱۶ ابوالسعود ج ۵ ص۶۸۵) **۱۴ـہ** پہلے اجمالی ذکر میں اصحاب کہف کے مومن و موحد ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ یہاں ان کے ایمان، توحید پر ان کی استقامت اور شرک سے ان کی بیزاری کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس تفصیل میں چار چیزیں مذکور ہیں۔ ۱۔ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آئے۔ ۲۔ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًی انہیں ایمان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے کر ان کو ہدایت میں اور ترقی دیدی۔ ۳۔ وَ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا ظرف رَبَطْنَا سے متعلق ہے۔ جب ظالم و جابر اور مشرک بادشاہ کی طلبی پر وہ اس کے دربار میں اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور بادشاہ نے ان کو دین توحید چھوڑنے اور بت پرستی اختیار کرنے کا حکم دیا اور بصورت دیگر انہیں قتل کی دھمکی دی اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مضبوط و مطمئن کر دیا۔ اور انہیں اپنے دین پر ثابت قدمی اور استقامت عطا فرمائی۔ اِذْ قاموا بین یدی الجبار وھو دقیانوس چنانچہ انہوں نے سر دربار علی رؤس الاشہاد توحید کا اعلان اور شرک سے بیزاری کا اظہار کر دیا اور صاف کہہ دیا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ہمارا پروردگار اور مالک وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہو وہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہو سکتا ہے اور وہی عبادت و پکار کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اسلئے ہم اللہ کے سوا کسی خود ساختہ معبود اور کسی جھوٹے ٹھاکر کو کبھی پکارنے کے لئے تیار نہیں ہیں لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا کیونکہ اگر ہم ایسا کریں تو یہ نہایت ہی بے جا

اورحد سے بڑھی ہوئی بات ہوگی ۱۴۔ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا الخ ہماری قوم کے ان مشرکوں نے خود ساختہ ٹھاکروں کو اللہ کے سوا معبود بنا رکھا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی واضح ثبوت ہے۔ توکیوں پیش نہیں کرتے۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا بھلا شرک جیسی بُری اور قبیح لذاتہ بات کے حق میں کیا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے جو شخص خدا کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے۔ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ اور وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اصحاب کہف کے ایمان واعتقاد کی اس تفصیل سے معلوم ہوگیا۔ کہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک وکارساز سمجھتے تھے۔ اس کی عبادت کرتے اور اسی کے نام کی نذریں دیتے۔ اور اسے ہی پکارتے تھے۔ وہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے سخت بیزار تھے۔ وہ اپنے اس ایمان پر اتنے مضبوط تھے۔ کہ ایک ظالم وجابر بادشاہ کے سامنے بھی انہوں نے اس کا اعلان کر دیا۔ بھلا جن کا اپنا یہ حال ہو پھر ان کی عبادت کرنا۔ ان کو پکارنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا سراسر حماقت اور عقل کے خلاف ہے۔ ۱۵ یہ اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ الخ کی تفصیل ہے اصحاب کہف کے رئیس۔ یملیخا یا مکسلمینا نے ان سے کہا۔ جب تم ان مشرکوں سے اور ان کے ان ٹھاکروں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں توکسی غار میں گُھس جاؤ۔ هو من قول رئیسهم یملیخا فیما ذکر ابن عطیة وقال الغزنوی رئیسهم مکسلمینا (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۶۶) ینشر لکم ربکم من رحمته یہ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً سے متعلق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا۔ اور تمہارے اس کام میں آرام اور آسانی کا سامان بہم پہنچا دے گا۔ مِرْفَقًا مَفْعَلًا کے وزن پر مصدر ہے۔ جس کے معنی رفق اور آسانی کے ہیں۔ قال ابو زید هو مصدر کالرفق علی مفعل (بحر ج ۶ ص ۱۰۱) اس تفصیل سے معلوم ہوا۔ کہ اصحاب کہف خود باطل معبودوں اور ان کے پوجاریوں کے پاس سے بھاگنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں مگر اس کے باوجود

اِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

بات عقل سے دور ف ۱ یہ ہماری قوم ہے ٹھہرا لئے انھوں نے اللہ کے سوا

اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ

اور معبود کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند کھلی پھر اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ

بڑا گنہگار کون جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ اور جب تم نے کنارہ کر لیا ۱۵

وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ

ان سے اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے تو اب جا بیٹھو اس کھوہ میں پھیلا دے تم پر

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ

رب تمہارا کچھ اپنی رحمت سے اور بنا دیوے تمہارے واسطے تمہارے کام میں

مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ

آرام ف ۲ اور تو دیکھے ۱۶ دھوپ جب نکلتی ہے بچ کر جاتی ہے

كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ

ان کی کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا کر جاتی ہے

الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ

ان سے بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں اس کے یہ ہے اللہ کی قدرتوں سے جس کو

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

راہ دیوے اللہ وہی آئے راہ پر ۱۷ اور جس کو وہ بچلائے پھر تو نہ پائے اس کا

وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ ع وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ

کوئی رفیق راہ پر لانے والا ف ۳ ف ۱ اور تو سمجھے وہ جاگتے ہیں ۱۸ اور وہ سو رہے ہیں

وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَكَلْبُهُمْ

اور کروٹیں دلاتے ہیں ہم ان کو داہنے اور بائیں اور کتا ان کا

ع ۲

ربط تفصیل برائے اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ ۱۲

موضح قرآن ف ۱ ایک شہر کا بادشاہ تھا ظالم جو اس کے بتوں کو نہ پوجتا اس کو عذاب سے مارتا یا بت بچاتا۔ یہ کئی جوان اس کے نوکروں کے بیٹے تھے۔ کوئی نان بائی کا کوئی باورچی کا اسی طرح کسی نے ان کی چغلی کی۔ اس نے روبرو بلا کر پوچھا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان کے دل پر گرہ دی۔ یعنی ثابت رکھا اپنی بات صاف کہہ دی۔ اس وقت بادشاہ نے موقوف رکھا کہ اور شہر سے پھر کراؤں تو ان سے بت پوجنا قبول کراؤں۔ یا عذاب کروں وہ گیا اور شہر کو یہ چھپ کر نکل گئے ف ۲ اس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی آپس میں مشورہ کر کے وہاں جا بیٹھے۔ نیند غالب ہوئی سو گئے کسی کو معلوم نہ ہوا تب سے اب تک سوتے ہیں بیچ میں ایک بار اللہ نے جگایا تھا جس سے لوگوں پر خبر کھلی پھر سو رہے ف ۳ حق تعالیٰ کی قدرت سے نہ اس مکان میں ان پر دھوپ آوے نہ مینہ نہ برف اور کھلی جگہ ہے تنگ اور خفیہ نہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید بخاطر فاتر می رسد کہ دیوار جنوبی کہف آنقدر بلند است کہ سایۂ اصلی او در تمام سال محل خفتن ایشاں را می پوشاند و دیوار شرقی و غربی آں متصل دیوار جنوبی بلند تر است و پایہ بپایہ منحط شدہ و ایں جماعہ سر بجانب شمال و پا بجانب جنوب کردہ خفتہ اند پس وقتیکہ آفتاب طلوع کند ضوء آفتاب بر دیوار غربی و بعضی صحن غار افتد و ہر چند ارتفاع زیادہ گردد و بلندی دیوار شرقی از وصول ضوء بایشاں مانع آید از جانب راست منتقل شود بجانب سر کہ جہت شمال است در وقت استواء بجز سایۂ اصلی دیوار جنوبی نمی ماند و چوں آفتاب مائل بغروب شود ضوء آفتاب بر دیوار شرقی افتد و آہستہ آہستہ بر سر دیوار مرتفع گردد و آں جانب چپ ایشاں است واللہ اعلم ۱۲۔

نادان لوگوں نے ان کو معبود بنا رکھا ہے اور پھر اصحاب کہف وہاں سے بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی ٹھان چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق اور آرام و کشائش کے امیدوار اور متمنی ہیں۔ جس سے ان کی اپنی عاجزی، درماندگی اور حاجت مندی ظاہر ہو رہی ہے تو جو خود محتاج اور عاجز و لاچار ہو وہ دوسروں کا حاجت روا اور کارساز کس طرح بن سکتا ہے۔ ۱۶ یہاں سے لے کر ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ تک كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا کی تفصیل ہے۔ وَتَرَى سے خطاب ہر مخاطب سے ہے تَزٰوَرُ اصل میں تَتَزَاوَرُ تھا۔ ایک تا تخفیفاً حذف کر دی گئی تَزٰوَرُ ای تَمِیْلُ ایک طرف ہو جاتا ہے تَقْرِضُهُمْ ای تَعْدِلُ عَنْهُمْ یعنی غار کے دہانے سے کترا کر گذرتا ہے فَجْوَةٍ ای متسع من الکہف غار کے اندر فراخ جگہ۔ دونوں جملوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ غار کچھ اس طرح واقع تھا۔ کہ غار کے اندر سونے والوں پر دن کے کسی وقت بھی دھوپ نہیں پڑ سکتی۔ مگر تازہ ہوا ہر وقت پہنچ سکتی تھی۔ تو غار میں عرصۂ دراز تک سوئے رہنا اور ہر قسم کی تکلیف اور گزند سے محفوظ رہنا۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں ان پر سورج کی کرن تک نہیں پڑی اس میں اصحاب کہف کی قدرت اور ان کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا اور یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے واضح نشانات ہیں۔ ۱۷ اللہ تعالیٰ نے تو توحید کے دلائل واضح فرما دیئے ہیں۔ اب ہدایت اور ایمان کی توفیق صرف اسی کو ملے گی جو طلب صادق سے راہِ ہدایت کا متلاشی ہوگا۔ اور جو جان بوجھ کر عناداً گمراہی اختیار کرے گا۔ اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ۱۸ یہ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ الخ سے متعلق ہے اس آیت میں اصحاب کہف کے غار میں سونے کی کیفیت اور غار کے اندرونی ہیبتناک منظر کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ جب وہ غار میں سو رہے تھے۔ اس وقت اگر ان کو کوئی دیکھتا۔ تو نیند کے ظاہری آثار نہ پا کر ان کو بیدار سمجھ لیتا۔ حالانکہ ان پر نیند طاری ہو چکی تھی۔ اور اگر کوئی شخص غار میں ان پر جھانکتا تو ان کے رعب و جلال کی تاب نہ لا کر الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوتا جب وہ سو رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کی کروٹیں بدلتا رہا۔ تاکہ بدن کے تمام حصوں کو تازہ ہوا لگتی رہے اور وہ گزند سے محفوظ رہیں۔ مگر اس دوران میں اصحاب کہف کا اپنا حال یہ تھا۔ کہ وہ اپنے حال و ماحول سے بالکل بے خبر اور دنیا و مافیہا سے کلیۃً غافل پڑے تھے۔ تو وہ کس طرح معبود بننے اور عبادت و پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔ ۱۹ یہ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ الخ کی

مر سوف بیان یکبار کے لئے ہے ۱۲

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بان التاء بعد الباء من النصف الاول واللام الثانیۃ من النصف الاخیر ۱۲

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۭ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ
پسار رہا ہے اپنی باہیں چوکھٹ پر اگر تو جھانک کر دیکھے ان کو

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ⑱ وَ
تو پیٹھ دے کر بھاگے ان سے اور بھر جائے تجھ میں ان کی دہشت ف ۱ اور

كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَاۗءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَاۗىِٕلٌ
اسی طرح ان کو جگا دیا ہم نے کہ آپس میں پوچھنے لگے ۱۹ ایک بولا

مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ
ان میں کتنی دیر ٹھہرے تم بولے ہم ٹھہرے ایک دن یا دن سے کم

قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ
بولے تمہارا رب ہی خوب جانے جتنی دیر تم رہے ہو اب بھیجو ۲۰ اپنے میں سے ایک کو

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى
یہ روپیہ دے کر اپنا اس شہر میں پھر دیکھے کونسا کھانا ستھرا ہے

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا
سو لائے تمہارے پاس اس میں سے کھانا اور نرمی سے جائے اور

يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ⑲ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ
جتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو ف وہ لوگ اگر خبر پالیں تمہاری

يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا
پتھروں سے مار ڈالیں تم کو یا لوٹا لیں تم کو اپنے دین میں اور تب تو بھلا نہ ہو تمہارا

اِذًا اَبَدًا ⑳ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا
کبھی اور اسی طرح خبر ظاہر کر دی ہم نے ۲۱ ان کی تاکہ لوگ جان لیں

اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ڱ
کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور قیامت کے آنے میں دھوکہ نہیں

تفصیل ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کَذٰلِكَ میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی اس قدر طویل عرصہ کے بعد یوں ہم نے ان کو بیدار کیا۔ یہ ہماری قدرت کا کمال تھا اس میں ان کے اختیار و تصرف کا دخل نہیں تھا۔ لِيَتَسَاۗءَلُوْا میں لام بَعَثْنٰهُمْ سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے ان کو عرصۂ دراز کے بعد بیدار کیا۔ تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ انہیں سوئے ہوئے کتنی مدت ہوئی۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوئے۔ تو رئیس بولا کَمْ لَبِثْتُمْ باقیوں نے کہا اللہ ہی بہتر

موضح قرآن ف ۱ کہتے ہیں سوتے میں ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جاتے جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس مکان میں دہشت رکھی ہے لوگ تماشہ نہ بنائیں کہ وہ بے آرام ہوں ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ لیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھنا برا ہے۔ لیکن لاکھ میں ایک بھلا بھی ہے ف ۲ سینکڑوں برس رہنا انکو ایک دن معلوم ہوا مردہ اور سوتا برابر ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ چنانچہ خفتن ایشاں را نشانہ ساختیم ۱۲۔

جانتا ہے۔ تم کتنا عرصہ سوتے ہو۔ اس سوال وجواب سے معلوم ہوا۔ کہ اصحابِ کہف اپنی مدت خواب کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں جانتے تھے۔ جب ان کے اپنے حالات کے بارے میں ان کی لاعلمی کا یہ حال تھا۔ تو وہ دوسروں کی پکاریں اور فریادیں کیونکر سُن سکتے تھے۔

نکتہ :۔ حبر الامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اصحاب کہف سات نفر تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ سے معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے ایک نے سوال کیا قَالُوْا لَبِثْنَا الخ اس سے پتہ چلا۔ جنہوں نے پہلا جواب دیا تھا۔ وہ کم از کم تین تھے۔ کیونکہ قَالُوْا جمع ہے اور عربی جمع کا اقل رتبہ تین ہے قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ یہاں بھی قَالُوْا جمع ہے اس سے معلوم ہوا۔ کہ دوسرا جواب دینے والے بھی کم از کم تین تھے۔ اس طرح کل سات ہوئے۔ (مدارک ج ۳ ص ۶)۔ **۲۰** یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ ماقبل سے اصحاب کہف کے غیب داں ہونے کی نفی کی گئی۔ یہاں اس کے ساتھ ان کے مختار و متصرف ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے۔ بیدار ہو کر انہوں نے ایک ساتھی کو شہر میں کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا۔ وہ تو خود کھانے پینے کے محتاج ہیں دوسروں کی کیا حاجت برآری کریں گے۔ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا انہوں نے اپنے ساتھی کو ہدایت کی۔ کہ کھانا دیکھ بھال کر خریدے کہیں کسی مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ لے آئے کیونکہ وہ اپنے طواغیت کے نام پر جانوروں

إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا

جب جھگڑ رہے تھے ۲۳ آپس میں اپنی بات پر پھر کہنے لگے بناؤ

عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ

ان پر ایک عمارت ف ان کا رب خوب جانتا ہے ان کا حال بولے وہ لوگ

غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾

جن کا کام غالب تھا ۲۳ ہم بنائیں گے ان کی جگہ پر عبادت خانہ ف۲

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ

اب یہی کہیں گے وہ تین ہیں ۲۴ چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ

وہ پانچ ہیں ۲۵ چھٹا ان کا کتا بدوں نشانہ دیکھے پتھر چلانا اور یہ بھی کہتے

سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم

وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی

مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً

ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو مت جھگڑ ان کی بات میں ۲۶ مگر سرسری

ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا

جھگڑا اور مت تحقیق کر ان کا حال ان میں کسی سے ف۳ اور نہ

تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن

کہنا کسی کام کو ۲۷ کہ میں یہ کروں گا کل کو مگر یہ کہ

يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ

اللہ چاہے ف۱ اور یاد کرلے اپنے رب کو جب بھول جائے ۲۸ ف۳ اور کہہ امید ہے

أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾

کہ میرا رب مجھ کو دکھلائے ۲۹ اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی ف۴

ع ۳ ۱۵

موضح قرآن

ف۱ ایک ان میں روپیہ لے کر گیا شہر کو وہاں سب چیز اُوپری دیکھی اس مدت میں کئی قرن بدل گئے شہر کے لوگ اس روپیہ کا سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے۔ جانا کہ اس شخص نے گڑا مال پایا قدیم کا آخر بادشاہ تک پہنچا اس سے پوچھ کر سب احوال معلوم کیا اور اس وقت اس شہر میں دو مذہب کے لوگ تھے ایک آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑ رہا تھا، بادشاہ منصف تھا، چاہتا تھا کہ ایک طرف کی کوئی سند ہاتھ لگے تو دوسروں کو سمجھا دیوے، اللہ نے یہ سند بھیج دی، بادشاہ آپ جا کر غار میں سب کو دیکھ آیا، ہر ایک سے احوال سُن آیا۔ تب اس شہر کے لوگ آخرت پر یقین لائے کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں۔ **ف۲** اصحاب کہف کا دین مذہب اللہ کو معلوم ہے کہ فقط توحید پر قائم تھے اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہیں پائے مگر جو لوگ ان کی خبر پا کر معتقد ہوئے اور پاس مکان زیارت بنا دیا وہ نصاریٰ تھے اصحاب کہف سب لوگوں کو رخصت کر کر پھر سو گئے۔ **ف۳** یعنی ان باتوں میں جھگڑنا کچھ حاصل نہیں رکھتا۔ ابنِ عباس نے کہا کہ وہ سات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو باتوں کو نشانہ کہا، اور اس کو نہیں کہا۔ **ف۴** اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی، کافروں نے یہود کے سکھانے سے حضرت کو پوچھا آزمانے کو حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتا دوں گا، اس بھروسے پر کہ جبرئیل آویں گے تو پوچھ دوں گا جبرئیل نہ آئے اٹھارہ دن تک۔ حضرت نہایت غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لے کر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کہ اگلی بات وعدہ نہ کریئے بغیر انشاء اللہ، اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کر کہہ لیوے اور فرمایا کہ امید رکھ تیرا درجہ اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ بھولے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بگوئ خواہم کرد انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ **ف۲** یعنی باز متنبہ نشوی ۱۲۔

کو ذبح کرتے تھے۔ عَن ابن عباس فی قولہ اَزکیٰ طَعَامًا قال احل ذبیحۃ وکانوا یذبحون للطواغیت (الدر المنثور ج ۴ ص ۲۱۶) اصحاب کہف غیر اللہ کے ذبیحوں سے دور بھاگتے تھے۔ تو وہ اپنے لئے کس طرح نذریں نیازیں پسند کر سکتے تھے۔ اسی طرح اگر بازار میں جانے والا نوجوان عیب داں ہوتا تو بھیجنے والوں کو یہ اندیشہ کبھی نہ ہوتا کہ وہ حرام گوشت خرید لائے گا۔ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا اسے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ خرید و فروخت میں دوکاندار سے نرمی کا برتاؤ کرے کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو کر ہمارا راز منکشف نہ ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ اس کا راز فاش ہو جائے تو وہ دوسروں کا حال کسی کو نہ بتائے۔

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا

اور مدت گذری ان پر اپنی کھوہ میں ف۳۰ تین سو برس اور ان کے اوپر

تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ

نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گذری اسی کے پاس ہیں چھپے بھید

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ

ف۳۱ آسمان اور زمین کے کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے کوئی نہیں

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۫ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

بندوں پر اس کے سوائے مختار ف۳۲ اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو وا

وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا

اور پڑھ جو وحی ہوئی ف۳۳ تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے کوئی

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ قف وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾

بدلنے والا نہیں اس کی باتیں ف۳۴ اور کہیں نہ پائے گا تو اس کے سوائے چھپنے کو جگہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو ف۳۵

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ

صبح اور شام طالب ہیں اس کی رضا کے اور نہ دوڑیں

عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی ف۳۶ دنیا کی

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ

اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا ہے

هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ

اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا ف۲ اور کہہ سچی بات ہے ف۳۷

اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ یہاں اِنَّ تعلیلیہ ہے کیونکہ اگر لوگوں کو تمہارا علم ہو گیا۔ تو وہ تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔ یا پھر تمہیں دوبارہ اپنے دین شرک میں لوٹا لیں گے۔ اصحاب کہف کا یہ خوف و ہراس ان کے عجز کی واضح دلیل ہے۔ اس لئے وہ کارساز بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ف۲۱ یہاں بھی کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی ہم نے اس زمانہ میں اصحاب کہف پر قرب و جوار کے لوگوں کو مطلع کیا۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اس کی آمد میں کوئی شک نہیں۔ جس وقت اصحاب کہف بیدار ہوئے۔ اس زمانے کے لوگ ایک مسئلہ پر دو فریق ہو چکے تھے۔ اس وقت کا بادشاہ مومن و موحد تھا۔ وہ اور اسکے طرف دار کہتے تھے، کہ قیامت ضرور آئے گی۔ لیکن مشرکین قیامت کے منکر تھے۔ اصحاب کہف کے سینکڑوں برس سونے کے بعد بیدار ہونے کا واقعہ پیش آ گیا۔ جس سے بادشاہ اور اس کے ہم خیال لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ انہیں اپنے دعوے پر ایک دلیل مشاہدہ ہاتھ آ گئی۔ اس سے ایک طرف ان کے اپنے ایمان و یقین میں قوت اور مضبوطی پیدا ہو گئی۔ دوسری طرف انہوں نے مشرکین کو لاجواب کر دیا۔ ف۲۲ یہ آیت اصحاب کہف کے دوبارہ غار میں واپس جا کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جانے کے بعد سے متعلق ہے۔ قرآن مجید چونکہ قصوں کو محض قصوں کی حیثیت سے ذکر نہیں کرتا بلکہ استشہاد کے لئے ذکر کرتا ہے اس لئے قرآن کا دستور یہ ہے کہ وہ قصوں کے اصل مسئلہ سے غیر متعلق حصوں کو حذف کر دیتا ہے۔ چنانچہ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں چلے گئے تو اس کے بعد ان پر کیا گذری قرآن نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں پہنچ کر عبادت اور یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ تو لوگوں میں ان کے غار پہ یادگار تعمیر کرنے کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ کہ کس قسم کی عمارت بنائی جائے اور کس طرح ان کی یادگار قائم کی جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر لوگوں میں دو رائیں ہو گئیں مشرکین کہنے لگے۔ کہ اصحاب کہف چونکہ ابتدا میں ہمارے مذہب پر تھے اس لئے ہم اس غار پہ ان کا مندر یا ان کی یادگاری سرائے بنائیں گے۔ ان الکفار قالوا انھم کانوا علی دیننا فنتخذ علیھم بنیانا (کبیر ج ۵ ص ۶۷۰) وروی ان طائفۃ کافرۃ قالت نبنی بیعۃ او مضیفا (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۷۹) مگر مسلمانوں نے جو اپنے مشن میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ

موضح قرآن ف۱ جتنی مدت سو کر وہ جاگے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی جو اللہ بتا دے، یہاں تک قصہ ہو چکا۔ ف۲ ایک کافر حضرت کو سمجھانے لگا کہ اپنے پاس رذالوں کو نہ بیٹھنے دو کہ سردار تم پاس بیٹھیں، رذالہ کہا غریب مسلمان کو اور سردار دولت مند کافروں کو اسی پر یہ آیت اتری۔

سے تبرک حاصل کریں گے اور اس کے ذریعے سے ان کے آثار و نشانات کی یادگار قائم کریں گے۔ یصلی فیہ المسلمون و یتبرکون بھم (مظہری ج ۶ ص۲۳) یصلی فیہ المسلمون و یتبرکون بمکانھم (مدارک ج ۳ ص۶) لنتخذن علیھم مسجدًا نعبد اللہ فیہ و نستبقی آثار اصحاب الکھف بسبب ذٰلک المسجد (کبیر ج ۵ ص۶۱۲)۔ رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہاں شرک ہونے لگا۔ لوگوں نے اصحاب کہف کی عبادت و پوجا شروع کر دی۔ ان کے نام کی نذریں منتیں دینے لگے۔ اور ان کو متصرف و کارساز سمجھ کر غائبانہ پکارنے لگے۔ **ف۲۳** اس سے مراد اس وقت کے مسلمان ہیں۔ ای من المسلمین و ملکھم (مدارک) **ف۲۴** س استقبال کے لئے ہے اور یقولون کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر یہود کی طرف راجع ہے اس سے اصحاب کہف کی تعداد میں علمار یہود کے اختلاف کا ذکر مقصود ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ جس واقعہ کو انہوں نے بطور امتحان پیش کیا ہے اس کی پوری حقیقت سے وہ خود بھی آگاہ نہیں ہیں۔ الضمیر فیہ و فی الفعلین بعدہ کما اختارہ ابن عطیۃ و بعض المحققین للیھود المعاصرین لہ صلے اللہ علیہ و سلم الخائضین فی قصۃ اصحاب الکھف (روح ج ۱۵ ص۲۴۲) یعنی جب آپ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کریں گے۔ تو یہود کے بعض علمار ان کی تعداد کتے کے علاوہ تین بتائیں گے۔ **ف۲۵** یہ سیقولون پر معطوف ہے۔ اور بعض ان میں سے اصحاب کہف کی تعداد کتے کے علاوہ پانچ بتائیں گے۔ رَجۡمًۢا بِالۡغَيۡبِ لیکن یہ سب اندھیرے کے تیر ہیں صحیح بات کا ان میں سے کسی کو علم نہیں۔ وَيَقُوۡلُوۡنَ سَبۡعَةٌ الخ اور کچھ لوگ ان کی تعداد کتے کے علاوہ سات بتائیں گے۔ اس یقولون کا فاعل یا تو علمار یہود ہی کی ایک جماعت ہے۔ یا اس سے مراد مسلمان ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع سے مسلمان یہ تعداد بتائیں گے۔ قُلۡ رَّبِّىۡۤ اَعۡلَمُ بِعِدَّتِهِمۡ آپ فرما دیجئے۔ ان کی صحیح صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مَّا يَعۡلَمُهُمۡ اِلَّا قَلِيۡلٌ ان کی صحیح صحیح گنتی کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ میں بھی ان قلیل میں سے ہوں، جو ان کی صحیح صحیح تعداد جانتے ہیں وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔ قال (ابن عباس) حین وقعت الواو انقطعت العدۃ ای لم یبق بعدھا عدۃ عاد یلتفت الیھا و ثبت انھم سبعۃ و ثامنھم کلبھم علی القطع و البتات (روح ج ۱۵ ص۲۴۲) تیسرے قول کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ پہلے دونوں اقوال کے بعد رجمًا بالغیب فرمایا۔ اور تیسرا قول اس کے بعد ذکر فرمایا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے دونوں قول اندھیرے کے تیر ہیں اور محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔ اور تیسرا قول یقینی اور شک و شبہہ سے بالاتر ہے۔ (کبیر ج ۵ ص۶۱۲) **ف۲۶** آپ اصحاب کہف کی تعداد اور ان کے واقعہ کی بابت اہل کتاب سے سرسری بحث کے سوا زیادہ بحث و تمحیص نہ کریں۔ بس صرف وحی کے مطابق پورا واقعہ بیان فرما دیں۔ اور اس سے خود بخود غلط اقوال کی تردید ہو جائے گی۔ وَلَا تَسۡتَفۡتِ فِيۡهِمۡ الخ اور اصحاب کہف کے بارے میں اہل کتاب سے کسی قسم کا سوال نہ کریں کیونکہ وحی کے ذریعے ہم نے ان سے متعلق تمام ضروری باتیں بیان کر دی ہیں۔ **ف۲۷** یہ جملہ معترضہ ہے ہر واعظ اور ناصح حکیم کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اگر وعظ کے دوران میں وعظ کے کسی حصہ پر کوئی ایسی ضروری بات متفرع ہو سکے جو سامعین سے متعلق ہو۔ تو وہ سلسلہ وعظ کو بند کر کے سامعین کو اس ضروری بات کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ اسے خوب یاد رکھ لیا جائے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا کہ جو کام آپ کو کل کے دن کرنا ہو۔ اسے آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق فرما دیا کریں۔ اور اس کے ساتھ انشاء اللہ ضرور کہا کریں۔ چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھول ہو گئی تھی۔ کہ جب مشرکین قریش نے بطور امتحان آپ سے تین باتیں پوچھیں تو آپ نے کل کو جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور "انشاء اللہ" نہ کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یاد دہانی فرمائی۔ کہ انسان اپنے دل میں کچھ ارادہ کرتا ہے۔ مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور جو کچھ ہوتا ہے۔ محض اللہ کے ارادے اور اس کی مشیئت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب کہف جب غار میں داخل ہوئے۔ تو ان کا ارادہ یہ تھا۔ کہ تھوڑی دیر آرام کر کے پھر اٹھیں گے۔ مگر ان کے ارادے کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو نو سال سلائے رکھا۔ اسی طرح انھوں نے اپنے ساتھی کو اس ارادے سے شہر میں بھیجا کہ وہ کھانا خرید کر لائے۔ مگر ان کے ارادے کے برعکس کچھ اور ہی رونما ہو گیا۔ علیٰ ھذا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارادہ یہ تھا۔ کہ آج یا کل وحی کے ذریعے قریش کے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔ تو کل ان کو بتا دوں گا۔ مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ پورے پندرہ یوم تک وحی نہ آئی۔ اس لئے آپ ہر معاملے کو مشیت الٰہی کے سپرد فرما دیا کریں۔ **ف۲۸** یہاں نسیان کا حکم بیان فرمایا۔ کہ اگر کبھی "انشاء اللہ" کہنا بھول جائیں تو اس کے بعد جب یاد آجائے اس وقت کہہ لیا کریں۔ خواہ کتنے ہی عرصہ کے بعد یاد آئے اس سے اللہ کے نام سے ترک تبرک کا تدارک تو ہو جائے گا۔ باقی رہا تغیر حکم کے لئے انشاء اللہ کہنا تو اس کا کلام سے متصل ہونا ضروری ہے۔ وھذا محمول علی تدارک التبرک بالاستثناء فاما الاستثناء المغیر حکما فلا یصح الا متصلا (مدارک ج ۳ ص۸)۔ **ف۲۹** آئندہ زمانے میں مجوزہ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے معلق فرمایا کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کریں کہ جو کام میں آئندہ کرنا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اچھی تدبیر سجھا دے اور اس میں پوری کامیابی عطا فرما دے۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسے دلائل و معجزات عطا فرما دے جو اصحاب کہف کے واقعہ سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور میری نبوت و رسالت پر حجت قاطعہ ہوں۔ (کبیر ج ۵ ص۶۲۷)۔ **ف۳۰** یہ امر متفرع ذکر کرنے کے بعد اصل واقعہ کی طرف عود ہے جو چیز پہلے فَضَرَبۡنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمۡ فِى الۡـكَهۡفِ سِنِيۡنَ عَدَدًا میں بالاجمال ذکر کی تھی یہاں اس کی تفصیل کر دی۔ یعنی اصحاب کہف نیند کی حالت میں غار میں تین سو نو برس ٹھہرے قال مجاھد ھو بیان لمجمل قولہ تعالیٰ فَضَرَبۡنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمۡ فِى الۡـكَهۡفِ سِنِيۡنَ عَدَدًا (بحر ج ۶ ص۱۱۶)۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لَبِثُوۡا الخ بھی يَقُوۡلُوۡنَ کے تحت داخل ہے اور اس سے بھی بعض لوگوں کا قول نقل کرنا مقصود ہے مگر یہ خیال سراسر غلط ہے قرآن کا اسلوب نظم اس کی تائید نہیں کرتا کیونکہ دونوں مضمونوں کے درمیان دو تین مختلف مضامین کا فاصلہ حائل ہے۔ قُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا الخ ازالۂ شبہہ کے بعد واقعہ اصحاب کہف پر چھ امور متفرع کئے گئے۔ یہ پہلا امر متفرع ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اصحاب کہف کے ٹھہرنے کی صحیح مدت صرف اللہ تعالیٰ

ہی کو معلوم ہے۔ اس لئے صحیح مدت وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یعنی تین سو نو سال ای ھو اعلم من الذین اختلفوا فیھم بمدۃ لبثھم و الحق ما اخبرک بہ (مدارک ج ۳ ص۹) اصحاب کہف کا قصہ یہاں ختم ہوا۔ اس کا آخری جملہ قصے کا ثمرہ ہے۔ یعنی اصحاب کہف غار میں کتنا عرصہ سوئے۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ خود اصحاب کہف کو بھی اس مدت کا علم نہیں۔ تو جو لوگ خود اپنے حال سے بے خبر ہیں وہ دوسروں کے کارساز اور حاجت روا کس طرح بن سکتے ہیں۔

ثمرۂ واقعہ

۳۱ؔ اصحاب کہف کے واقعہ سے مشرکین کو ان کے غیب داں اور مختار ہونے کا شبہہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے واقعہ بیان کرکے اس کے ہر پہلو سے مشرکین کے شبہہ کو رد فرمایا۔ اب آخر میں پورے واقعہ کا ثمرہ اور نتیجہ صراحت سے بیان فرمادیا کہ اس واقعہ کی تفصیل سے ثابت ہوا۔ کہ اصحاب کہف نہ غیب داں ہیں۔ نہ مالک و مختار، عالم الغیب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مالک و مختار بھی وہی ہے لَهٗ خبر کو مقدم کرکے حصر کے ساتھ دعویٰ فرمایا۔ کہ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور کسی کو نہیں۔ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں یعنی وہ ایسا دیکھنے والا اور ایسا سننے والا ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اور کوئی بات اس کے علم سے باہر اور اس سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک نتیجے کا ایک جزو بیان ہوا۔ کہ غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اصحاب کہف غیب داں نہیں ہیں۔ ۳۲ؔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ وَلِیٌّ کا ترجمہ لفظ مختار سے کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ کے دوسرے جزو کا بیان ہے یعنی ساری مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور مختار نہیں اللہ ہی سب کا مددگار اور کارساز ہے اور اس نے کسی کو مختار نہیں بنایا۔ نہ اصحاب کہف کو نہ کسی اور کو جیسا کہ مشرکین نے سمجھ رکھا تھا۔ وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا اللہ تعالیٰ اپنے اختیار و تصرف اور اپنے حکم و قضا میں منفرد و لاشریک ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں نہ کوئی نبی یا ولی نہ کوئی فرشتہ یا جن اور نہ اصحاب کہف انہ تعالٰی ھو الذی لہ الخلق والامر الذی لامعقب لحکمہ ولیس لہ وزیر ولا نصیر ولا شریک والامشیر تعالٰی وتقدس (ابن کثیر ج ۳ ص۸۰) بعض مفسرین نے حکم سے علم غیب مراد لیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب میں کسی کو شریک نہیں کرتا و قیل الحکم ھھنا بمعنی علم الغیب ای لایشرک فی علم غیبہ اَحَدًا (مظہری ج ۶ ص۲۹) اس صورت میں یہ آیت علم غیب عطائی کی نفی پر دلیل ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے مختص علم غیب یعنی ما کان و ما یکون کا کلی تفصیلی علم کسی کو عطا نہیں فرمایا۔

دلیل وحی

۳۳ؔ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اس کا ثمرہ بیان فرمایا۔ جس میں دو باتیں واضح کی گئیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں دوم یہ کہ اللہ کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں۔ گویا کہ یہ ایک دعوی ہے جو دو شقوں پر مشتمل ہے اب یہاں سے اس پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے اُتْلُ امر ایجاد فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقاء فعل کے لئے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ اللہ کی وحی سے دلائل توحید پڑھ کر سنانا شروع کر دیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی وحی اور اللہ کی کتاب سے جس طرح آپ پہلے مسئلہ توحید بیان کر رہے تھے اسی طرح اب بھی کرتے رہیں اور اس سلسلے کو جاری رکھیں ای لازم تلاوۃ ذلک علی اصحابک (روح ج ۱۵ ص۲۵۷) امرہ علیہ السلام بالمداومۃ علیٰ دراستہ (ابو السعود ج ۵ ص۲۰۸) ۳۴ؔ اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی آیات جن میں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے وہ اٹل اور محکم ہیں اور انہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا واؤ تعلیل کے لئے ہے اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور اس کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں تو اس کی آیات کو بھی کوئی بدلنے والا نہیں۔ مُلْتَحَدًا کے معنی جائے پناہ اور ملجأ و ماویٰ کے ہیں یعنی اگر بالفرض آپ یا کوئی اور اللہ کے کلمات میں تبدل و تغیر کا ارادہ کرے تو اسے اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ای ملجأ تعدل الیہ ان ھممت بذلک (مدارک ج ۳ ص۹) ۳۵ؔ یہ تیسرا امر متفرع ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے یعنی آپ صبر و استقامت کے ساتھ مسئلہ توحید کی اشاعت کرتے رہیں اور جو لوگ مسئلہ توحید مان چکے ہیں۔ اور محض اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں صبح و شام حاجات و مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ آپ ان کا ساتھ نہ چھوڑیں حاصل یہ کہ آپ اپنے دعوے پر قائم رہیں اور ان لوگوں کے ساتھ مجلس کریں جو محض اللہ کی بندگی کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ میں حصر ہے یعنی وہ صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے۔ یہاں اگرچہ کوئی کلمۂ حصر موجود نہیں لیکن مفہوم حصر کے لئے کلمات حصر کا وجود ضروری نہیں جیسا کہ علمائے نحو نے تصریح کی ہے بلکہ بعض دفعہ قرائن اور سیاق و سباق سے بھی حصر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں حصر پر قرینہ موجود ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے مشرکین بھی منکر نہیں تھے بلکہ وہ بھی اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پکار میں اوروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اور صرف ایک اللہ کو نہیں پکارتے تھے۔ اس لئے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی رفاقت و معیت کا حکم دیا جا رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور اس کی پکار میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے تھے۔ ۳۶ؔ یہ چوتھا امر متفرع ہے۔ تُرِيْدُ جملہ عَيْنٰكَ کے کٓ سے حال ہے۔ والجملۃ علی القراءۃ المتواترۃ حال من کاف (عینک) وجازت الحال منہ لانہ جزاء المضاف الخ (روح ج ۱۵ ص۲۶۳) مطلب یہ ہے کہ دنیوی منافع کی خاطر توحید کو ماننے والوں سے آپ اپنی نگاہیں ہرگز نہ پھیریں وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا یہ پانچواں امر متفرع ہے۔ اور جن لوگوں کے دل اللہ کی توحید سے خالی اور اس کی یاد سے غافل ہیں اور جو اللہ

کی عبادت کے بجائے دنیا کی دولت جمع کرنے میں مشغول ہیں آپ ان کی پیروی نہ کریں۔ ای شغل عن الدین وعبادۃ ربہ بالدنیا (ابن کثیر ج ۳ ص۸۱).
ان آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ اُمت کو تعلیم ہے۔ ۳۷ یہ چھٹا امر متفرع ہے، اَلْحَقُّ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے
اصل میں تھا هُوَ الْحَقُّ اور اس سے مُراد بقول امام ضحاکؒ مسئلہ توحید ہے، امام مقاتلؒ فرماتے ہیں اس سے مراد قرآن ہے۔ قال الضحاک ھو التوحید وقال مقاتل ھو
القرآن (بحر ج ۶ ص۱۲۰) یعنی آپؐ اعلان کر دیں کہ یہ مسئلہ توحید اور اللہ کے کلمات و آیات جن میں مسئلہ توحید اور دیگر احکام بیان کئے گئے ہیں سب حق ہیں اور

رَبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ
تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے
إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظَّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ
ہم نے تیار کر رکھی ہے ۳۸ گنہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اسکی قناتیں
وَإِن يَسْتَغِيثُوا۟ يُغَاثُوا۟ بِمَآءٍ كَٱلْمُهْلِ يَشْوِى
اور اگر فریاد کرینگے تو ملے گا پانی جیسے پیپ بھون ڈالے
ٱلْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ ٱلشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾
منہ کو کیا برا ہے پینا اور کیا برا آرام
إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ إِنَّا لَا
بے شک جو لوگ یقین لائے ۳۹ اور کیں نیکیاں ہم نہیں
نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ
کھوتے بدلہ اس کا جس نے بھلا کیا کام ایسوں کے واسطے
جَنَّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهِمُ ٱلْأَنْهَٰرُ يُحَلَّوْنَ
باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں پہنائے جائینگے
فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا
انکو وہاں کنگن سونے کے اور پہنیں گے کپڑے
خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٔينَ فِيهَا
سبز باریک اور گاڑھے ریشم کے تکیہ لگائے ہوئے انمیں
عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ ۚ نِعْمَ ٱلثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾
تختوں پر کیا خوب بدلہ ہے اور کیا خوب آرام ف
وَٱضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ
اور بتلا ان کو ۴۰ مثل دو مردوں کی کر دیئے ہم نے ان میں سے ایک کے لئے دو باغ ۴۱

منزل ۴

ع

تخویف اخروی ۱۲ بشارت اخروی ۱۲

دنیا داروں کی اصلاح کے طریقے اول

اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ الخ یہ تہدید اور شان استغنا کا اظہار ہے مطلب یہ کہ ہم نے تو مسئلہ توحید کو اپنے پیغمبر کے ذریعے واضح کر دیا ہے۔ اور اس کی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل بھی قائم کر دیئے ہیں، جس کا جی چاہے اسے قبول کرے اور جس کا جی چاہے اس کا انکار کر کے شرک پر اڑا رہے۔ جو مان لے گا وہ ہمارا کچھ نہیں سنوارے گا بلکہ اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو انکار کرے گا وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا بلکہ اپنی ہی عاقبت خراب کرے گا۔ وفیہ من التھدید والاستغناء عن متابعتھم (روح ج ۱۵ ص۲۶۶) ۳۸ یہ تخویف اخروی ہے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے سُرَادِقُ (قنات) جس طرح قناتیں آدمیوں کے گرد گھیرا ڈال لیتی ہیں، اسی طرح جہنم کی آگ کے شعلے جہنمیوں کو گھیر لیں گے، اَلْمُهْل (تیل کی تلچھٹ) جہنم میں جب ان کو پیاس لگے گی اور وہ پانی مانگیں گے، تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ جو تیل کی تلچھٹ کی طرح گندا اور اس قدر گرم ہوگا کہ ان کے مونہوں کو بھون ڈالے گا۔ ۳۹ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ مشرکین کے شبہات کا مدلل رد کرنے کے بعد منکرین کے لئے تخویف اخروی اور مؤمنین کے لئے بشارت اخروی نازل ہوئی۔ واعلم انہ تعالٰی لما وصف الکفر والایمان والباطل والحق اتبعہ بذکر الوعید علی الکفر والاعمال الباطلۃ وبذکر الوعد علی الایمان والعمل الصالح (کبیر ج ۵ ص۷۱۴) سُنْدُس باریک ریشم اور اِسْتَبْرَق موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ السندس الرقیق من الدیباج والاستبرق الغلیظ منہ (مفردات ص۲۲۲) ۴۰ جو لوگ دنیوی شان و شوکت اور کثرت مال و دولت پر مغرور ہو کر حق اور توحید کو ٹھکرا دیتے اور زر و جواہر کے خزانوں پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ بالغہ اور کمالِ رحمت کے تحت تین طریقوں سے نصیحت فرماتا ہے تاکہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔ اوّل دولت کے دنیا ہی میں موجبِ عذاب ہونے کا اظہار فرما کر، دوم دنیوی مال و دولت کی قلت اور حقارت بیان فرما کر، سوم دولتِ دنیا کے آخرت میں بھی موجبِ عذاب ہونے کا ذکر فرما کر۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دو اسرائیلی بھائیوں قطروس مشرک اور یہودا مومن کا قصہ بیان کر کے پہلے طریقہ کے مطابق پند و نصیحت فرمائی ہے۔ یہ واقعہ دنیوی مال و متاع کی بے ثباتی، اور دولتِ دنیا پر مغرور ہو کر اللہ کی توحید کو چھوڑنے کے بد انجام کا واضح ثبوت اور شاہد ہے کہ قطروس مشرک اپنے باغات، مال و اولاد اور اپنے کنبے پر اس قدر مغرور تھا کہ اللہ کی

موضح قرآن ف حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کو ملنا ہے بہشت میں جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے۔

توحید کو پسِ پشت ڈال دیا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر اس کے باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور جن بزرگوں اور پیروں کی نصرت و یاری اور جس خاندانی
جمعیت کی طاقت پر اس کو بھروسہ تھا ان میں سے کچھ بھی اس کے کام نہ آیا۔ المقصود من ھذا ان الکفار افتخروا باموالھم وانصارھم علی فقراء
المسلمین فبین اللہ تعالیٰ ان ذلک مما لا یوجب الافتخار لاحتمال ان یصیر الفقیر غنیا والغنی فقیرًا اما الذی یجب حصول المفاخرۃ بہ
فطاعۃ اللہ وعبادتہ (کبیر ج ۵ ص۷۱۱)۔ ف۴۱ ان دونوں بھائیوں میں سے ایک (قطروس مشرک) کے انگور کے دو باغ تھے جن کے گرد کھجور کے درخت
تھے اور جو زمین دونوں باغوں کے درمیان واقع تھی اس میں غلے اور سبزی کے کھیت لہلا رہے تھے۔ حاصل یہ کہ اس کی زمین ہر قسم کے میووں، پھلوں اور غلوں کے لئے نہایت موزوں اور اعلیٰ درجہ کی زرخیز تھی اور پھر باغوں اور کھیتوں کی ترتیب نہایت عمدہ اور خوشنما تھی۔ جعلناھا ارضا جامعۃ للاقوات والفواکہ ووصف العمارۃ بانھا متواصلۃ متشابکۃ لم یتوسطھا ما یقطعھا مع الشکل الحسن والترتیب الانیق (مدارک ج ۳ ص۱۰)۔ ف۴۲ یہاں ظلم کے معنی کم کرنے کے ہیں، وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ای لم تنقص (مفردات ص۳۱۸) ان باغوں کا معاملہ دوسرے باغوں سے بالکل جداگانہ تھا عام طور پر پھلدار درخت ایک سال زیادہ پھل دیتے ہیں اور ایک سال کم، مگر قطروس کے باغوں کے درخت اور پودے ہر سال بکثرت پھل اور میوے پیدا کرتے تھے۔ (روح ج ۱۵ ص۲۷۴)، ف۴۳ باغوں اور کھیتوں کا محلِ وقوع، حسنِ ترتیب اور زمینوں کی زرخیزی بیان کرنے کے بعد ان کے مالک کا غرور و استکبار بیان فرمایا کہ کس طرح وہ اپنے باغوں اور کھیتوں کی شادابی اور اپنی نفری پر غرور کرتا اور اپنے غریب اور مومن بھائی کو کس قدر ذلیل و حقیر سمجھتا تھا، اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ الخ قطروس مشرک نے فخر و غرور سے کہا کہ میرے پاس تم سے دولت بھی زیادہ ہے اور میرے اعوان و انصار بھی طاقتور ہیں۔ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وہ شرک اور غرور کر کے اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا۔ ف۴۴ جب وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کی خوبصورتی اور پھلوں کی کثرت کو دیکھا تو وہ حبِّ دنیا اور حرص و آز کے خیالات میں کھو گیا اور بول اٹھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک تو یہ
باغ تباہ نہیں ہوگا۔ اور ہمیشہ اسی تازگی، شادابی اور رونق کے ساتھ برقرار رہے گا، اور میرا بھائی جس قیامت سے مجھے ڈراتا ہے اور جس آخرت کی آسائش و راحت
کے لئے مجھے توحید اور اعمالِ حسنہ کی تلقین کرتا ہے، اول تو وہ قیامت آنے کی نہیں۔ وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اور اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو آخرت میں بھی میرا

مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا

انگور کے اور گرد ان کے کھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ میں

زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ

کھیتی ف۴۱ دونوں باغ لاتے ہیں اپنا میوہ اور نہیں گھٹاتے ہیں

مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ

اس میں سے کچھ ف۴۲ اور بہادی ہم نے ان دونوں کے بیچ نہر اور ملا اس کو

ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ اَنَا اَكْثَرُ

پھل پھر بولا اپنے ساتھی سے ف۴۳ جب باتیں کرنے لگا اس سے میرے پاس زیادہ ہے

مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ

تجھ سے مال اور آبرو کے لوگ ف۲ اور گیا اپنے باغ میں اور وہ

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَا اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖ اَبَدًا ﴿۳۵﴾

برا کر رہا تھا اپنی جان پر بولا نہیں آتا مجھ کو خیال کہ خراب ہووے یہ باغ کبھی ف۴۴

وَّمَا اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى

اور نہیں خیال کرتا ہوں میں قیامت ہونے والی ہے اور اگر کبھی پہنچا دیا گیا میں

رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ

اپنے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر ف۳ کہا اس کو دوسرے نے ف۴۵

وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ

جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس سے جس نے پیدا کیا تجھ کو

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠

مٹی سے پھر قطرہ سے پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد پھر میں تو یہی کہتا ہوں

هُوَ اللّٰهُ رَبِّىْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّىْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ

وہی اللہ ہے ف۴۶ میرا رب اور نہیں مانتا شریک اپنے رب کا کسی کو اور جب

منزل ۴

موضح قرآن ف۱ اگلے زمانے میں ایک شخص مالدار مرگیا دو بیٹے رہے برابر مال بانٹ لیا ایک زمین خرید کی دو طرف میوے کے باغ لگائے بیچ میں کھیتی اور ندی کاٹ لا کر ان میں ڈالی کہ مینہ نہ ہو تو بھی نقصان نہ آوے اور عمدہ جگہ بیاہ کیا، اولاد ہوئی اور نوکر رکھے، تدبیر دنیا درست کر کر آسودہ گذران کرنے لگا دوسرے نے سب مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا آپ قناعت سے بیٹھ رہا۔ ف۲ مال تو اللہ کی نعمت تھی پر اترانے سے اور کفر بکنے سے آفت آئی۔ ف۳ منکر لوگ جانتے ہیں کہ جیسے دنیا میں عیش کرتے ہیں گناہوں کے ساتھ وہی بات ہوگی آخرت میں سو ہرگز ہونا نہیں۔

انجام اچھا ہوگا اور وہاں بھی مجھے مال و دولت اور عیش و عشرت کی زندگی نصیب ہوگی وہ اس شبہ میں مبتلا تھا کہ اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں مال و دولت، جاہ و حشم اور شان و شوکت کی زندگی عطا فرمائی ہے اور وہ ان تمام انعامات کا مستحق ہے اس لئے آخرت میں بھی اللہ کے نزدیک اس کی یہ قدر و منزلت اور اس کا استحقاق باقی رہے گا۔ اور اسے وہاں بھی ساری نعمتیں میسّر ہوں گی (کبیر ج ۵ ص۳۱۰)۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں وہ مشرک تھا جیسا کہ آخر میں خود اس نے اظہارِ ندامت کے طور پر کہا تھا کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا وہ بزرگوں کو حاجت روا مشکل کشا اور مانع و معطی سمجھتا تھا، اس کا اعتقاد تھا کہ جن بزرگوں کے طفیل دنیا میں اسے دولت و شوکت حاصل ہے ان کی سفارش آخرت میں بھی کام دے گی اور وہاں بھی اسے ہر قسم کا عیش حاصل ہوگا۔ لعل ذٰلك الكافر مع كونه منكرا للبعث كان عابد صنم الخ (کبیر ج ۵ ص۴۹۱)، ۴۵ قطروس مشرک کے جواب میں اس کا مومن بھائی یہوذا اسے وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ الخ یہاں کفر سے مراد ذاتِ خداوندی کا انکار نہیں کیونکہ قطروس خدا کا منکر نہیں تھا وہ وجود باری تعالیٰ کا قائل و معترف تھا جیسا کہ وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ میں اس کا اقرار گذر چکا ہے بلکہ کفر سے یہاں شرک اور اللہ کی توحید کا انکار مراد ہے۔ اس کے مشرک ہونے کا اعتراف آگے آ رہا ہے، الظاهر انه كان مشركا كما يدل عليه قول صاحبه تعريضا به (وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) وقوله (يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) ...... فالمراد بقوله (اَكَفَرْتَ) اَشْرَكْتَ (روح ج ۱۵ ص۲۷۷)، ۴۶ لٰكِنَّا اصل میں لٰكِنْ اَنَا تھا، ہمزہ کو مع حرکت علیٰ خلاف القیاس حذف کر دیا گیا، دو نون جمع ہو گئے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک، پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا گیا تو لٰكِنَّا ہو گیا، اس سے واضح ہو گیا کہ یہ واحد متکلم کا صیغہ ہے جمع نہیں ہے (روح)، اس جملے کی ترکیب اس طرح ہوگی اَنَا مبتدائے اول، هُوَ ضمیر شان مبتدائے ثانی، اللّٰهُ مبتدائے ثالث، رَبِّيْ اس کی خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ مبتدائے ثانی کی خبر ہوئی، مبتدائے ثانی اپنی خبر سے مل کر مبتدائے اول کی خبر ہوئی (بحر ج ۶ ص۱۲۸)، حضرت شیخ فرماتے ہیں اَنَا کے بعد اَقُوْلُ محذوف ہے اصل میں تھا لٰكِنْ اَنَا اَقُوْلُ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ (بحر)، وَلَآ اُشْرِكُ الخ اس میں دوسرے بھائی کے مشرک ہونے کی طرف لطیف اشارہ اور تعریض ہے۔ تعريض باشراك صاحبه (بحر) یعنی تم نے تو اللہ کے ساتھ شرک کیا اور غیر اللہ کو کارساز سمجھا لیکن میں اعلان کرتا ہوں کہ صرف اللہ ہی میرا مالک و کارساز اور پروردگار ہے اور میں کبھی اس کے ساتھ شرک نہیں کروں گا۔ ۴۷ قطروس جب باغ میں داخل ہوا وہ دولت کے نشے میں ایسا مدہوش تھا کہ خدا کو بھی بھول گیا اور قیامت کا بھی انکار کر بیٹھا اور اپنی دولت پر لگا اترانے، اس پر اس کے بھائی نے اسے نصیحت کی کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں، مَا شَآءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا

تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو ہو کچھ طاقت نہیں مگر

بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٣٩﴾

جو دے اللہ اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے ۴۸ مال اور اولاد میں

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ

تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور

يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا

بھیج دے اس پر لوکا ایک جھونکا آسمان سے پھر صبح کو رہ جائے میدان

زَلَقًا ﴿٤٠﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ

صاف یا صبح کو ہو رہے اس کا پانی خشک پھر نہ لا سکے تو

لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ

اس کو ڈھونڈ کر ف۱ اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل ۴۹ پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ نچاتا

عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ

اس مال پر جو اس میں لگایا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتریوں پر اور

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ

کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو ف۲ اور نہ

تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا

ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کی ۵۰ اللہ کے سوائے اور نہ

كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾ ؕ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ

ہوا وہ کہ خود بدلہ لے سکے یہاں سب اختیار ہے اللہ سچے کا

هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ

اسی کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے اسی کا دیا ہوا بدلہ اور بتلا دے ان کو

ع ۵ ۱۷

ف اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ ۱۳

منزل ۴

موضح قرآن ف۱ رسول نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنے گھر بار میں آسودگی نظر آوے تو یہ لفظ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہ ٹوک نہ لگے۔ ف۲ آخر اس کے باغ پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا رات کو آگ لگ گئی آسمان سے سب جل کر ڈھیر ہو گیا مال خرچ کیا پونجی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔

مَثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
مثل دنیا کی زندگی کی لھ جیسے پانی اتارا ہم نے آسمان سے
فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ
پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو گیا چورا چورا ہوا ہیں
الرِّیٰحُؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا (۴۵) اَلْمَالُ
اڑتا ہوا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت ف۱ مال
وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاۚ وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ
اور بیٹے رونق ہیں دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکیوں
خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًا (۴۶) وَ یَوْمَ نُسَیِّرُ
کا بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر ہے توقع ف۲ اور جس دن ہم چلا ئیں گے
الْجِبَالَ وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةًۙ وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ
پہاڑ ۵۲ھ اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی اور گھیر بلائیں ہم ان کو پھر نہ
نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًاۚ (۴۷) وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّاؕ
چھوڑیں ان میں سے ایک کو اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر
لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ بَلْ زَعَمْتُمْ
آ پہنچے تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو کہتے تھے
اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا (۴۸) وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى
کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ ف۳ اور رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے
الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا
گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کہتے ہیں ہائے خرابی
مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ
کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات

۵ اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ ۲

کی مہربانی اور اس کی مشیت سے ہے اور یہ سب کچھ اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے چاہے آباد رکھے چاہے برباد کر دے۔ کل مافیھا انما حصل بمشیئۃ اللہ وان امرھا بیدہ ان شآء ترکہا عامرۃ وان شآء خربہا (مدارک ج ۳ ص۱۱) شاید قطروس نے مشیت میں اللہ کے ساتھ کسی اپنے معبود کو شریک کیا ہو جیسا کہ آج کل بھی جاہل لوگ کہتے ہیں۔ "جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے چاہا" حالانکہ یہ کلمۂ شرک ہے۔ حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کی زبان سے نکل گیا۔ کما شآء اللہ ورسولہ اس پر حضور علیہ السلام نے اسے تنبیہ فرمائی اور فرمایا قولوا ماشاء اللہ وحدہ یوں کہا کرو۔ جس طرح صرف اللہ نے چاہا۔ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ نعمتیں عطا کرنے کے بعد چھین لینے کی طاقت و قوت صرف اللہ کے پاس ہے۔ جن بزرگوں کو تو نے اللہ کا شریک بنایا ہوا ہے ان کے پاس کچھ نہیں، جس اللہ نے تجھے یہ باغات اور یہ سامانِ تعیش عطا فرمایا ہے وہ اس کے چھین لینے اور اسے آنِ واحد میں تباہ و برباد کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ ۴۸ھ یہ سب یہوذا کا کلام ہے، حُسْبَانًا سے عذابِ الٰہی مراد ہے۔ صَعِیْدًا زَلَقًا چٹیل میدان جس میں کوئی روئیدگی نہ ہو۔ دحضا لا نبات فیہ (مفردات ص۲۱۲) یعنی اگر تو کثرتِ مال و اولاد پر فخر کر رہا ہے اور مجھے ان چیزوں کی کمی کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے تو سن لے کہ مال و اولاد چند روزہ دنیوی زندگی کی آنی فانی اور ناپائیدار زینت ہے، یہ فخر و مباہات کی چیز نہیں، اگر آج تو زر و جواہر میں کھیل رہا ہے اور اپنے باغوں پر اترا تا پھر رہا ہے اور میں مال و اولاد میں تم سے کم ہوں تو جس خدائے بلندی و پستی نے تجھے دولت دی اور مجھے نہیں، وہ ایسا بھی کر سکتا ہے۔ کہ جو کچھ اس نے تجھے دیا ہے مجھے اس سے بھی زیادہ عطا فرما دے اور تیرے باغ کو طوفانِ برق و باد سے نیست و نابود کر دے یا زمین کا پانی خشک کر دے اور تیرے باغات اور سرسبز و شاداب کھیت برباد ہو جائیں۔ ۴۹ھ مومن نے جس خیال کا اظہار کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے کر دکھایا اور رات کے وقت ایسا عذاب بھیجا جس سے اس کے باغات اور دیگر اموال تباہ و برباد ہو گئے۔ اَھلك امواله المعھودۃ من جنتیه وما فیھما (ابو السعود ج ۵ ص۲۱)، فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ الخ جب صبح کو باغوں کی تباہی کا منظر دیکھا تو جو کچھ باغوں کی دیکھ بھال پر خرچ کیا تھا اس پر کفِ افسوس ملنے لگا۔ وَ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ الخ اب اسے بھائی کی نصیحت یاد آئی اور سخت نادم ہو کر بول اٹھا، کاش! میں نے اپنے مالک اور پروردگار کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ یہ اس پر قرینہ ہے کہ وہ مشرک تھا اور غیر اللہ کو کارساز اور حافظ و ناصر سمجھتا تھا۔ ۵۰ھ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو جس خاندانی جمعیت پر اسے ناز تھا اور جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھتا تھا ان میں سے اس آڑے وقت میں کوئی بھی اس کے کام نہ آیا اور نہ اپنے ہی قوتِ بازو سے اللہ کے عذاب سے اپنے باغوں کو بچا سکا۔ هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا۔ ۵۱ھ یہاں سے اصلاحِ منکرین کا دوسرا طریقہ شروع ہوتا ہے۔ یہاں بیان فرمایا کہ یہ مال و اولاد اور یہ دنیوی شان و شوکت نہایت حقیر چیز ہے اور ناپائیدار ہے۔ اس کی خاطر تم حق سے منہ موڑ کر اپنی ابدی زندگی اور اُخروی حیات کو کیوں برباد کرتے ہو۔ اعلم ان المقصود اضرب مثلاً اخر

موضح قرآن ف۱ یعنی جب چاہے پھر جلا دے۔ ف۲ رہنے والی نیکیاں یہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کر کر صالح چھوڑ جاوے ف۳ یہ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کو فرما دے گا اور جیسا بنایا تھا پہلی بار یہ بھی ہے کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان نہ رہے گا ختنہ بھی نہ رہے گا۔

بدل علی حقارة الدنیا وقلة بقائها (کبیر ج ۵ ص۲۲۲) **۵۲** یہ اصلاحِ منکرین کا تیسرا طریقہ ہے۔ یعنی دنیا کی خاطر دین کو چھوڑتے ہیں وہی دنیا ان کے لئے وبالِ جان ثابت ہوگی اور آخرت میں اس کی وجہ سے دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ الخ پہاڑوں کو چلانے سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن پہاڑوں کو ان کی جگہوں سے اٹھا لیا جائے گا۔ اور وہ بادلوں کی طرح فضائے آسمانی میں اڑائے جائیں گے۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ـــــ بَارِزَةً۔ ظاہر اور نظر آنے والی زمین کا جو حصہ پہاڑوں سے چھپا ہوا تھا وہ اب عریاں ہو کر صاف نظر آنے لگے گا۔ لَا یُغَادِرُ الخ مجرمین جب

أَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ
جو اس میں نہیں آگئی اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب
رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ
ظلم نہ کریگا کسی پر ف۱ اور جب کہا ہم نے ۵۳ فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو
فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ ۖ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ
تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے ۵۴ سو نکل بھاگا
أَمْرِ رَبِّهٖ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ أَوْلِيَآءَ مِنْ
اپنے رب کے حکم سے سو کیا اب تم ٹھہراتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق
دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظّٰلِمِينَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾
میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں برا ہاتھ لگا بے انصافوں کو بدلا ف۲
مَآ أَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ
دکھلا نہیں لیا تھا میں نے انکو ۵۵ بنانا آسمان اور زمین کا اور نہ بنانا
أَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿٥١﴾
خود ان کا اور میں وہ نہیں کہ بناؤں بہکانے والوں کو اپنا مددگار
وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ
اور جس دن فرمائیگا پکارو ۵۶ میرے شریکوں کو جن کو تم مانتے تھے
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ
پھر پکاریں گے سو وہ جواب نہ دینگے ان کو اور کردینگے ہم انکے اور انکے بیچ
مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ
مرنے کی جگہ ف۳ اور دیکھیں گے گنہگار آگ کو ۵۷ پھر سمجھ لینگے کہ ان کو
مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ
پڑنا ہے اس میں اور نہ بدل سکیں گے اس سے رستہ اور بے شک

اپنا نامۂ اعمال دیکھیں گے تو سخت متحیر ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ کیسی کتاب ہے؟ اس نے تو نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی نہ بڑی اس میں تو ہماری ہر بدی لکھی ہوئی ہے۔ لَا یُغَادِرُ ای لا یترک۔

جوابِ شبہۂ ثانیہ

۵۳ یہ دوسرے شبہے کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ اولیاء اللہ کی خانقاہوں اور قبروں پر واقع درخت وغیرہ کاٹنے سے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب دان اور متصرف فی الامور ہیں۔ اس کا جواب دیا کہ اولیاء اللہ کو تو اس کا بھی علم تک نہیں ہوتا کہ مشرک لوگ ان کی قبروں پر کیا کیا مشرکانہ اعمال و رسوم بجا لا رہے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ وہ قیامت کے دن خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ان کو لوگوں کے شرک کا علم نہیں تھا فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ (سورۂ یونس رکوع ۳) اور سورۂ فاطر رکوع ۲ میں ہے۔ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ اس لئے یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس اور شبہات ڈال کر گمراہ کرتے اور ان سے شرک کراتے ہیں اور تعجب ہے کہ شیطان جو بنی آدم کا روزِ ازل سے بدترین دشمن ہے، لوگ اس کے وسوسوں میں آکر کس طرح اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

۵۴ یہ انسانوں سے شیطان کی پرانی دشمنی کا بیان ہے۔ یہ شیطان وہی ہے جس نے تمام انسانوں کے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو حقارت کی نظر سے دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود اس کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اصل میں جنات میں سے تھا لیکن کثرتِ عبادت کی وجہ سے ملائکہ میں شامل تھا۔ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗٓ اَوْلِیَآءَ ہمزۂ استفہام انکار و تعجب کے لئے ہے۔ الھمزة للانکار والتعجب (روح ج ۱۵ ص ۲۹۴) یعنی تعجب ہے کہ ایسی قدیم دشمنی کے باوجود تم اس کو دوست رکھتے ہو اور

موضح قرآن ف۱ رب جو کرے سو ظلم نہیں سب اسی کا مال ہے پر ظاہر میں جو ظلم نظر آوے وہ بھی نہیں کرتا بے گناہ دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ضائع نہیں کرتا اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو بات نہیں اپنے دل سے پوچھ لے، جب گناہ پر دوڑتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے قصد بھی اسی نے دیا سو قصد دونوں طرف لگ سکتا ہے۔ اور جو کہے اسی نے ایک طرف لگا دیا سو بندے کی دریافت سے باہر ہے بندے سے معاملہ ہوتا ہے اس کی سمجھ پر بندہ بھی پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ نہ کہے گا کہ اس کا کیا قصور اللہ نے کرا۔ ف۲ یعنی اللہ کے بدلے شیطانوں کو پکڑتے ہیں اور جتنے بت پوجے جاتے ہیں اس کی اولاد ہیں۔ ف۳ یعنی خندق آگ سے بھری۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وادی از وادی ہای دوزخ تا یکی بدیگری نتواند رسید ۱۲۔

اس کی اطاعت کرتے ہو بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ظالموں اور مشرکوں نے اللہ کی عبادت اور اطاعت کی بجائے ابلیس اور اس کی ذرّیت کی اطاعت وعبادت اختیار کر رکھی ہے جو خدا کی اطاعت کا بہت بُرا بدل ہے یعنی بِئْسَ مَا اسْتَبْدَلوا طاعۃ ابلیس وذرّیته بعبادۃ ربّھم و طاعته (خازن ج ۴ ص ۱۷۶) ۵۵ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے یعنی ابلیس اور اس کی ذرّیت کو جو تم میری عبادت اور اطاعت میں شریک بناتے ہو تو کیا زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں یا خود ان کی اپنی پیدائش میں میں نے ان کو شریک کیا تھا؟ یا اس کے بارے میں ان سے کوئی مشورہ لیا تھا؟ ہرگز نہیں، مَیں نے ایسا نہیں کیا۔ اوّل تو مجھے کسی معاون یا مشیر کی ضرورت ہی نہیں اور اگر بالفرض ہوتی بھی تو میں ان ناپاک فطرت شیطانوں کو جن کا کام ہی میری مخلوق کو سیدھی راہ سے بھٹکانا ہے کبھی اپنا معاون ومددگار نہ بناتا۔ جب یہ شیاطین میرے کاموں میں اور میرے اختیارات وتصرفات میں میرے شریک نہیں تو میری عبادت اور اطاعت میں میرے شریک کس طرح بن سکتے ہیں؟ بلکہ جس طرح تم میری عاجز مخلوق ہو اسیطرح یہ بھی میری عاجز وبے بس مخلوق ہیں اور ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ ھٰؤلاۤء الذین اتخذتموھم اولیآء من دونی عبید امثالکم (ابن کثیر ج ۳ ص ۸۹) ۵۶ خدا کی اطاعت میں ابلیس اور اس کی ذُرّیت کو شریک بنانے والوں کے لئے تخویفِ اُخروی ہے، ان لوگوں نے شیطانی وسوسوں میں آکر غیر اللہ کی عبادت وپکار شروع کر دی۔ اللہ کے نیک بندوں کو کارساز اور متصرّف و مختار سمجھ کر حاجات ومشکلات میں غائبانہ طور پر پکارنے لگے اور ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ لیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بطور تبکیت وتوبیخ فرمائے گا کہ دنیا میں جن کو تم میرا شریک بناتے تھے اور ان کو سفارشی سمجھتے تھے، آج ان کو بلاؤ تاکہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھڑا لیں، اس پر مشرکین اپنی عادتِ قدیمہ کے مطابق اپنے معبودوں کو مدد کے لئے پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ ادعوھم الیوم ینقذونکم مما انتم فیه (ابن کثیر ج ۳ ص ۹۰) ھٰؤلاء المشرکین الذین اتخذوا من دون اللہ اٰلھۃ کالملٰئکۃ وعیسٰی دعوا ھٰؤلاء فلم یستجیبوا لھم (کبیر ج ۵ ص ۷۳۰) وجعلنا بینھم موبقا موبق، دبوق بمعنی ہلاکت سے اسمِ ظرف ہے یعنی جائے ہلاکت اور اس سے مُراد جہنم ہے بَیْنَہُمْ کی ضمیر مشرکین اور ان معبودین کی طرف راجع ہے جو اپنی عبادت پر راضی تھے جیسے شیاطین اور جھوٹے پیرگدّی نشین۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں فریق عذابِ جہنم میں شریک ہوں گے۔ ای مھلکا یشترکون فیه وھو النّار (روح ج ۵ ص ۲۹۸) بعض مفسرین کا قول ہے کہ موبق جہنم میں ایک وادی کا نام ہے اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین اور معبودین (جو اپنی عبادت پر راضی نہیں تھے مثلاً فرشتے، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام) کے درمیان جہنم کی وادی حائل ہوجائے گی اور مشرکین اس میں گرا دیئے جائیں گے۔ وحصل بین اولٰئك الکفار وبین الملٰئکۃ وعیسٰی علیه السلام ھٰذا الموبق وھو ذالك الوادی فی جھنّم (کبیر ج ۵ ص ۷۳۰) ۵۷ جب مشرکین اپنے سفارشیوں سے ناامید ہوجائیں گے تو اب ان کے سامنے جہنم کی آگ ہوگی جسے دیکھتے ہی انہیں یقین ہوجائے گا کہ وہ اس میں گر کر رہیں گے اور اب آگ سے بچ نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ۵۸ یہ زجر ہے، ہم تو تمام انسانوں کی مصلحت اور ان کے فائدے کے لئے واضح اور کھلی مثالیں بار بار بیان کرتے ہیں مگر انسان ان سے فائدہ اُٹھانے کے

صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍؕ وَ
پھیر پھیر سمجھائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل ۵۸ اور

كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ۝۵۴ وَ مَا مَنَعَ
ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو ا اور لوگوں کو

النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَ یَسْتَغْفِرُوْا
جو روکا ۵۹ اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب پہنچی ان کو ہدایت اور گناہ بخشوائیں

رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ
اپنے رب سے سو اسی انتظار نے کہ پہنچے ان پر رسم پہلوں کی یا آکھڑا ہو ان پر

الْعَذَابُ قُبُلًا ۝۵۵ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ
عذاب سامنے کا ف ۱ اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں ۶۰ سو خوشخبری

وَ مُنْذِرِیْنَ ۚ وَ یُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ
اور ڈرسنانے کو اور جھگڑا کرتے ہیں کافر ۶۱ جھوٹا جھگڑا

لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ اتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَ مَاۤ اُنْذِرُوْا
کہ ٹلا دیں اس سے سچی بات کو اور ٹھہرا لیا انہوں نے میرے کلام کو اور جو ڈرسنائے گئے

هُزُوًا ۝۵۶ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ
ٹھٹھا اور اس سے زیادہ ظالم ۶۲ جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے

فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ؕ اِنَّا
پھر منہ پھیر لیا اس کی طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اسکے ہاتھ ہم نے

جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ
ڈال دئے ان کے دلوں پر پردے کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے

اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ
کانوں میں ہے بوجھ اور اگر تو ان کو بلائے راہ پر تو ہرگز

۵۷ زجر مع تخویف اخروی ۱۲
۵۸ سوال مقدر ۱۲
۵۹ زجر ۱۲
۶۰ زجر ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی کچھ اور انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو دیں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں۔

بجائے کج بحثی اور جدال سے کام لے کر ہدایت سے اور دُور ہوجاتا ہے۔ **ف۵۹** یہ زجر مع تخویفِ اُخروی ہے، النّاس سے مشرکینِ قریش مراد ہیں۔ المراد بھم کفار قریش
درروح ج ۵ ص ۱۵۳) اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اس سے پہلے مِنۡ مقدر ہے اور اَنۡ مصدریہ ہے ای من ایمانھم۔ اِذۡ مَنَعَ کے متعلق ہے اور الھُدٰی سے قرآن مجید یا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مراد ہیں اور ھدٰی کا اطلاق دونوں پر بطور مبالغہ ہے یعنی وہ سراپا ہدایت ہیں۔ وَیَسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّھُمۡ یہ یُؤۡمِنُوۡا پر معطوف ہے اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِیَھُمۡ الخ اس سے پہلے
مستثنیٰ منہ، محذوف ای شیئ۔ قُبُلًا قبیل کی جمع ہے اور مراد عذاب کی مختلف انواع و اقسام ہیں یہ اَلۡعَذَابُ سے حال واقع ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جب مشرکین

یَّهۡتَدُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَ رَبُّكَ الۡغَفُوۡرُ ذُو
نہ آئیں راہ پر اس وقت کبھی اور تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے رحمت

الرَّحۡمَةِ ؕ لَوۡ یُؤَاخِذُهُمۡ بِمَا كَسَبُوۡا لَعَجَّلَ
والا اگر ان کو پکڑے ان کے کئے پر تو جلد ڈالے

لَهُمُ الۡعَذَابَ ؕ بَلۡ لَّهُمۡ مَّوۡعِدٌ لَّنۡ یَّجِدُوۡا
ان پر عذاب پر ان کے لئے ایک وعدہ ہے ف۶۳ کہیں نہ پائیں گے

مِنۡ دُوۡنِهٖ مَوۡئِلًا ﴿۵۸﴾ وَ تِلۡكَ الۡقُرٰۤى اَهۡلَكۡنٰهُمۡ
اس سے ورے سرک جانے کو جگہ اور یہ سب بستیاں ہیں جن کو ہم نے غارت کیا

لَمَّا ظَلَمُوۡا وَ جَعَلۡنَا لِمَهۡلِكِهِمۡ مَّوۡعِدًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذۡ
جب وہ ظالم ہوگئے اور مقرر کیا تھا ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ ف۱ اور جب

ع ۲۰

قَالَ مُوۡسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤى اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ
کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو ف۶۴ میں نہ ہٹوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں

الۡبَحۡرَیۡنِ اَوۡ اَمۡضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجۡمَعَ
دو دریا یا چلا جاؤں قرنوں ف۲ پھر جب پہنچے ف۶۵ دونوں دریا کے

بَیۡنِهِمَا نَسِیَا حُوۡتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیۡلَهٗ فِی الۡبَحۡرِ
ملاپ تک بھول گئے اپنی مچھلی پھر اس نے اپنی راہ کرلی دریا میں

سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا
سرنگ بناکر ف۳ پھر جب آگے چلے ف۶۶ کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو لا ہمارے پاس

غَدَآءَنَا ؗ لَقَدۡ لَقِیۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾
ہمارا کھانا ہم نے پائی اپنے اس سفر میں تکلیف ف۴

قَالَ اَرَءَیۡتَ اِذۡ اَوَیۡنَاۤ اِلَى الصَّخۡرَةِ فَاِنِّیۡ
بولا وہ کیا دیکھا تو نے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کے پاس سو میں

کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت آگئی تو اللہ کی توحید پر ایمان لانے، شرک کو ترک کرنے اور اپنے گذشتہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگنے سے ان کو دو چیزوں کے سوا کسی چیز نے نہیں روکا۔ وہ اس انتظار میں رہے کہ یا تو ان سے وہی سلوک ہو جو پہلے زمانے میں مشرکین اور منکرینِ انبیاء سے ہوا یعنی ان کو ہلاک کر دیا جائے اور ان کا استیصال ہو جائے۔ سُنَّةُ الۡاَوَّلِیۡنَ سے یہی مراد ہے۔ المراد بھا الاھلاک بعذاب الاستیصال (روح)، یا یہ کہ انہیں سرے سے ہلاک تو نہ کیا جائے بلکہ زندگی میں عذابِ خداوندی مختلف صورتوں میں ان پر نازل ہوتا رہے۔ والمعنی انھم لایقدمون علی الایمان الا عند نزول عذاب الاستیصال فیھلکوا او ان یتواصل انواع العذاب والبلاء حال بقائھم فی الحیٰوۃ الدنیا (کبیر ج ۵ ص ۷۱۱)، **ف۶۰** یہ سوال مقدر کا جواب ہے، مشرکین نے کہا جب ہم نہیں مانتے تو ہمیں فوری عذاب سے ہلاک کیوں نہیں کر دیا جاتا تو فرمایا ہم رسول اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ وہ ہمارے احکام کی تبلیغ کریں، ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور منکرین کو عذاب سے ڈرائیں تاکہ ان پر ہماری حجت قائم ہو جائے اس کے بعد بھی نہ مانیں تو پھر عذاب آئے گا۔ **ف۶۱** یہ کفار مجادلین پر زجر ہے، بالباطل میں باسببیہ ہے اور باطل سے شبہاتِ واہیہ، شکوکِ باطلہ

موضح قرآن

ف۱ اوپر ذکر ہوا تھا کہ کافر اپنی دنیا پر مغرور مفلس مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر حضرت سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس نہ بٹھائیں تو ہم بیٹھیں، اسی پر دو بھائیوں کی کہاوت بیان کی اور ابلیس کا خراب ہونا اپنے غرور سے اب قصہ فرمایا موسیٰ اور خضر کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق تھی پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے تب وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا کی ملاپ پاس، اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میسّر ہو۔ حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ **ف۲** یہ جوان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے خادم خاص تھے پیچھے ان کے روبرو پیغمبر ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ **ف۳** وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سو رہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی زندہ ہوکر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں بیٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے کہنا بھول گئے۔ **ف۴** حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے۔

اور من گھڑت قصے مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ باطل شُبے پیش کر کے حق کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے میری آیتوں کو اور میری طرف سے عذاب وعقاب کی دھمکیوں کو محض استہزاء و تمسخر کا نشانہ بنا رکھا ہے، وَمَآ اُنْذِرُوْا میں واؤ بمعنیٰ مع ہے اور عائد محذوف ہے یعنی بِهٖ اور مَآ اُنْذِرُوْا بِهٖ سے مراد عذاب ہے یا قرآن مجید اس صورت میں آیات سے مراد معجزات ہوں گے۔ ۶۲ہ یہ بھی زجر ہے۔ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُوالرَّحْمَةِ الخ یعنی اللہ تعالیٰ غفور، اور ذوالرحمہ بھی ہے۔ لیکن اگر لوگوں کی بد اعمالیوں پر ان کو پکڑ لے تو اس کے عذاب سے بھی ان کو کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ ۶۳ہ یہ دنیا کا عذاب تو معمولی عذاب ہے آخرت کا عذاب بڑا سخت ہوگا اور اس سے بچنے کی بھی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ مَوْئِلًا جائے پناہ اور جائے فرار، وَتِلْكَ الْقُرٰى الخ کا اشارہ محسوس مبصر کی طرف نہیں بلکہ معہود فی الذہن کی طرف ہے اور اَلْقُرٰى سے پہلے مضاف مقدر ہے ای اھل القرٰی اور اس سے مراد عاد و ثمود اور قوم لوط ہے۔ ان اقوام کی تباہی کی داستانیں عرب میں معروف و معلوم تھیں اس لئے انہیں بمنزلہ محسوس قرار دے کر تلك سے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ والاشارة لتنزيلهم لعلمهم بهم منزلة المحسوس (روح ج ۱۵ ص ۳۰۳) اہل بدعت ما نقول فی ھذا الرجل الخ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت سے ان کا استدلال باطل ہو جاتا ہے کیونکہ مشار الیہ کے لئے محسوس مبصر ہونا ضروری نہیں۔ جس طرح تِلْكَ الْقُرٰى میں تِلْكَ سے معہود فی الذہن بستیوں کی طرف اشارہ ہے اسی طرح ھٰذا الرّجل میں بھی معہود فی الذہن کی طرف ہی اشارہ ہے۔ مَوْعِدًا یعنی وقتِ معیّن، مطلب یہ کہ ان قوموں نے جب ظلم کیا، شرک و کفر اور بدعملی سے باز نہ آئے تو ہم نے ایک معیّن وقت میں جو ان کی ہلاکت کے لئے مقدر تھا ان کو ہلاک کر دیا۔ اور ہمارا عذاب مقررہ وقت سے ایک پل بھی مقدم یا مؤخر نہیں ہوا۔

نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ

بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو بھلا دیا شیطان ہی نے

اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ

کہ اس کا ذکر کروں اور اس نے کر لیا اپنا رستہ دریا میں

عَجَبًا ۝۶۳ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا

عجیب طرح کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے

عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝۶۴ فَوَجَدَا عَبْدًا

اپنے پیر پہچانتے پھر پایا ایک بندہ

مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ

ہمارے بندوں میں کا ف جس کو دی تھی ہم نے رحمت اپنے پاس سے اور

عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝۶۵ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى

سکھلایا تھا اپنے پاس سے ایک علم ف کہا اس کو موسیٰ نے

هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ

کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس بات پر کہ مجھ کو سکھلا دے کچھ جو تجھ کو سکھلائی ہے

رُشْدًا ۝۶۶ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

بھلی راہ بولا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

صَبْرًا ۝۶۷ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ

اور کیونکر ٹھیرے گا ف دیکھ کر اس چیز کو

تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝۶۸ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ

کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا کہا تو پائے گا اگر

شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝۶۹

اللہ نے چاہا مجھ کو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم

جوابِ شبہۂ ثالثہ

۶۴ہ یہ تیسرے شبہے کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن حضرت خضر علیہ السلام تو غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امورِ غیبیہ بتائے تھے۔ اس شبہہ کا جواب واقعہ کے آخر میں دیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے خود اعتراف کیا تھا کہ ان امور کا ان کو کوئی علم نہیں تھا۔ انہیں ان باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا اللہ کے حکم سے کیا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ـ لِفَتٰىهُ فتٰی (نوجوان) سے یوشع بن نون مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم تھا اور ان سے علم حاصل کرتا تھا، اس سفر میں وہ ان کے ہمراہ تھا۔ مجمع البحرین، دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ، دو دریاؤں سے بحرِ روم اور بحرِ فارس مراد ہیں جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے۔ ومجمع البحرین قال مجاھد وقتادۃ ھو مجمع بحر فارس و بحر الرّوم (بحر ج ۶ ص ۱۴۲، قرطبی ج ۱۱ ص ۹، روح ج ۱۵ ص ۳۱۲) حُقُبًا اسم مفرد ہے

موضح قرآن ف۱ وہ بندہ خضر تھا کہ سبب پوچھا آنے کا۔ موسیٰ نے بتایا۔ خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت فرمائی۔ پر بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں، اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں، ایک چڑیا دکھا دی دریا میں سے پانی پیتی۔ کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خضر علیہ السلام را یافتند ۱۲۔

اس کی جمع اَحْقُبٌ اور اَحْقَابٌ ہے حضرت ابنِ عباسؓ اور کئی مفسرین سے منقول ہے کہ حقب کے معنیٰ مطلق زمانے کے ہیں یعنی زمان مبہم اور غیر محدود مراد زمانِ طویل یعنی مدتہا والمعنیٰ حتّٰی یقع اما بلوغی المجمع او مضیّ حقبا ای سیری زمانا طویلا یعنی یا تو میں مجمع البحرین میں پہنچ جاوں گا یا مدتوں چلتا رہوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر کا باعث یہ ہوا جیسا کہ مفسرین نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کون سا بندہ تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا جو مجھے ہر وقت یاد رکھتا ہو اور کبھی نہیں بھولتا۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے اچھا قاضی کون ہے؟ فرمایا جو صحیح فیصلہ کرے اور خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرے۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو لوگوں سے ان کا علم حاصل کرکے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے، اس خیال سے کہ اسے کوئی ایسی بات مل جائے جس سے وہ راہنمائی حاصل کرے یا وہ اپنے کو ہلاکت سے بچالے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ، اگر تیرے بندوں میں کوئی بندہ مجھ سے بڑا عالم ہے تو مجھے اس کا پتہ بتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ سے زیادہ عالم ہمارا بندہ خضر ہے جو مجمع البحرین میں رہتا ہے، تم ایک مچھلی تل کر توشہ دان میں رکھ لو اور مجمع البحرین کی طرف روانہ ہو جاؤ جہاں مچھلی گم ہو جائے سمجھ لو کہ ہمارا بندہ وہیں رہتا ہے۔ (کبیر ج ۵ ص ۲۵ روح ج ۵ ص ۳۱۳)۔ **۶۵** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمسفر یوشع دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہاں ایک پتھر کے سایہ میں سستانے کے لئے رک گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سو گئے اور حضرت یوشع بیدار تھے اسی اثنا میں انہوں نے دیکھا کہ مچھلی توشہ دان میں حرکت کرنے لگی یہاں تک کہ اس سے نکل کر دریا میں داخل ہو گئی، حضرت یوشع نے سوچا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت آرام کی نیند سے بیدار نہ کریں جب وہ خود اٹھیں گے انہیں حقیقتِ حال سے آگاہ کر دوں گا۔ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا اور اس میں گھس گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے بارے میں پوچھنا یاد نہ رہا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ عیب داں نہ تھے۔ **۶۶** جب دونوں مجمع البحرین سے آگے نکل گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس سفر سے بہت تھک گئے ہیں اب کھانا لاؤ نَصَبًا تَعَبًا یعنی تھکاوٹ اور تکلیف۔ قَالَ اَرَءَيْتَ الخ ساتھی کو اب مچھلی کا واقعہ یاد آیا اور اس نے جواب میں کہا کہ جب ہم نے پتھر کے سایہ میں آرام کیا تھا، اس وقت وہ مچھلی عجیب معجزانہ طور پر زندہ ہو کر توشہ دان سے نکل کر دریا میں گھس گئی تھی مگر آپ سے اس کا حال بیان کرنا بھول گیا۔ قَالَ ذٰلِكَ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہماری منزل مقصود کی یہی تو علامت تھی چنانچہ وہیں سے الٹے پاؤں واپس ہوئے۔ قَصَصًا یہ مصدر ہے اور فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ ای یقصّان قصصًا یا مصدر بمعنیٰ اسم فاعل اِرْتَدَّا کے فاعل سے حال ہے یعنی اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس مڑے جہاں سے مچھلی دریا میں داخل ہوئی جب وہاں پہنچے تو قریب ہی جزیرہ میں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ

بولا پھر اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو مت پوچھو مجھ سے

شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾

کوئی چیز جب تک میں شروع نہ کروں تیرے آگے اس کا ذکر

ع ۹ / ۲۱

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب چڑھے کشتی میں ف۱

خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ

اس کو پھاڑ ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اس کے لوگوں کو

لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ

البتہ تو نے کی ایک چیز بھاری ف۲ بولا میں نے

اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾

نہ کہا تھا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا

کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور

تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ٚ

مت ڈال مجھ پر میرا کام مشکل ف۳ پھر دونوں چلے

حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

یہاں تک کہ جب ملے ایک لڑکے سے تو اس کو مار ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے مار ڈالی

نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ

ایک جان ستھری بغیر عوض کسی جان کے بے شک تو نے کی

شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

ایک چیز نامعقول

منزل۴

موضح قرآن

ف۱ جب اس ناؤ پر چڑھنے لگے ناؤ والوں نے خضر کو پہچان کر منت چڑھا لیا۔ اس احسان کے بدلے یہ نقصان اور تعجب لگا۔ لیکن کنارے کے قریب پہنچ کر توڑا کہ لوگ نہ ڈوبے توڑا یہ کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ ف۲ یہ پہلا پوچھنا حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوا اور دوسرا اقرار کرنے کو اور تیسرا رخصت کو۔ ف۳ ستھری یعنی بے گناہ جب تک لڑکا بالغ نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں، ایک گاؤں پاس لڑکے کھیلتے تھے ایک لڑکے کو مار ڈالا۔ اور چل کھڑے ہوئے۔

عیب داں تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں حضرت خضرؑ کی جگہ معلوم ہوتی اور وہ اس جگہ سے آگے نہ نکل جاتے۔ ۶۶۷ اس بندے سے قول مختار کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام مراد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تکوینیات کا وہ علم عطا فرمایا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہیں تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علمِ شرائع حاصل تھا جو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس نہیں تھا، چنانچہ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت خضر نے کہا یٰموسیٰ انا علی علم علمنی اللہ لاتعلمہ انت و انت علی علم علمک اللہ لا اعلمہ انا (کبیر ج ۵ ص ۴۸۲) حضرت خضرؑ کے بارے میں بعض نے لکھا ہے کہ وہ فرشتہ تھا، بعض نے کہا ہے وہ ولی تھے، لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ نبی تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾

بولا میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ

کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ نہ رکھیو

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤی اِذَاۤ

تو اتار چکا میری طرف سے الزام پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب

اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے انہوں نے نہ مانا کہ

یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ

ان کو مہمان رکھیں پھر پائی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی

فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ﴿٧٧﴾

اس کو سیدھا کر دیا بولا موسیٰ اگر تو چاہتا تو لے لیتا اس پر مزدوری ف۱

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ

کہا اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ اب جتلائے دیتا ہوں تجھ کو پھیر

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَكَانَتْ

ان باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا ف۲ وہ جو کشتی تھی ۶۶۸ سو

لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَ

چند محتاجوں کی جو محنت کرتے تھے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں

كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾

اور ان کے پرے تھا ایک بادشاہ جو لے لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ

اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ تھے ایمان والے پھر ہم کو اندیشہ ہوا کہ

پر خود قرآنی قرائن شاہد ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا رحمت سے مراد وحی اور نبوت ہے اور یہ تعبیر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہی اختیار کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ (سورۂ ہود رکوع ۳) اور دوسری جگہ حضرت صالح علیہ السلام کا قول نقل فرمایا یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً (سورۂ ہود ع ۶) ان آیتوں میں رَحْمَةً سے مراد وحی اور نبوت ہے۔ وَالجمہور علٰی انہا الوحی والنبوۃ وقد اطلقت علٰی ذٰلک فی مواضع من القراٰن (روح ج ۱۵ ص ۳۲۰)۔

دوم یہ کہ معصوم بچے کے قتل کا واقعہ بھی شاہد ہے کہ وہ نبی تھے کیونکہ ولی ہونے کی صورت میں بچے کو قتل کرنے کا اشارہ زیادہ سے زیادہ کشف و الہام پر مبنی ہو سکتا ہے اور ولی کا کشف یا الہام ظنی چیز ہے اس سے قطع اور یقین کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا، اس لئے کشف یا الہام کے اشارے سے ایک معصوم بچے کا قتل جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی تھے اور انہیں بچے کو قتل کرنے کا حکم وحی کے ذریعہ ہوا تھا یا کشف و الہام سے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا کشف اور الہام بھی وحی کی طرح قطعی ہوتا ہے۔

حیاتِ خضر علیہ السلام

علماء میں اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں۔ بعض علماء اور صوفیہ کا خیال ہے کہ وہ زندہ ہیں، لیکن جمہور علمائے امت اور محققین صوفیائے ملت کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی وفات پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے فرداً فرداً یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے بعد آنے والے ہر نبی کی تصدیق کریں اور اگر اس کا زمانہ پائیں تو اس کی مدد کریں اور اس کا ساتھ دیں، جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپؐ پر ایمان لاتے اور ہر میدانِ جنگ میں آپؐ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے، آپؐ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے، جمعہ میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے مگر کسی نماز میں یا کسی میدانِ جہاد میں ان کے حاضر ہونے کا کوئی ذکر اذکار نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے وہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں بھی زندہ نہیں تھے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی گاؤں کے لوگوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ مہمانی کریں ان کی دیوار مفت بنانی کیا ضرور تھی۔ ف۲ اب کی بار موسیٰ نے جان کر پوچھا رخصت ہونے کو سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں خلق پیروی کرے تو ان کا بھلا ہو۔ حضرت خضر کا علم وہ کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کسی نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا وہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے فرمایا تھا۔ لا یبقی علیٰ رأس المائۃ ممن ھو الیوم علیٰ ظھر الارض احدٌ یعنی اس وقت جو انسان زمین پر ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔

امام ابنِ تیمیہ نے فرمایا، کہ اگر حضرت خضرؑ زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپؐ سے علم قرآن حاصل کرتے اور آپؐ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوتے۔ اسی طرح امام ابراہیم بن اسحاق حربی امام شرف الدین محمد بن ابی الفضل مرسی، امام علی بن موسیٰ رضا اور ابوالحسین بن المنادی رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہی منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ (روح المعانی ج ۱۵ ص ۳۲۲) رہی یہ بات کہ بہت سے اولیاء اللہ کو حضرت خضر علیہ السلام کی حالتِ بیداری میں زیارت نصیب ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان کی حیات پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا کہ بعض کاملین اور محققین صوفیا نے فرمایا ہے، حضرت خضر کی زیارت عالمِ دنیا کی چیز نہیں بلکہ اس کا تعلق عالمِ مثال سے ہے، یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی مثالی صورت بعض کاملین کو بیداری کی حالت میں نظر آتی ہے، چنانچہ حضرت شیخ صدر الدین اسحاق قونوی رح اپنی کتاب "تبصرۃ المبتدی وتذکرۃ المنتہی" میں فرماتے ہیں۔ ان وجود الخضر علیہ السلام فی عالم المثال (روح ج ۱۵ ص ۳۲۶)

يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا

ان کو عاجز کر دے زبردستی اور کفر کر کر ف۱ پھر ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو

رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا

ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر شفقت میں ف۲ اور وہ جو

الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور اس

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ

کے نیچے مال گڑا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا

رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ

تیرے رب نے کہ وہ پہنچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنا مال گڑا ہوا

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ

مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے ف۶۷ یہ ہے

تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ۧ وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ

پھیر ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا ف۳ اور تجھ سے پوچھتے ہیں

عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ ۭ

ف۶۸ ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ حوال ف۴

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں ف۶۵ اور دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا

سَبَبًا ﴿٨٤﴾ ۙ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ

سامان پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے ف۵ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ

پایا کہ وہ ف۶۶ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں ف۱ اور پایا

ع ۱۰ / ۱۲

ف۶۵ جب حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے ان کا مخصوص علم حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ رہنے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ میرے علم کا تعلق تکوینیات سے ہے جس پر تم حاوی نہیں ہو اس لئے تم میرے ساتھ رہ کر میرے کاموں کو صبر و ضبط سے نہیں دیکھ سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر و ضبط سے کام لینے اور ہر امر میں فرمانبرداری کرنے کا وعدہ کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر اعتراض نہ کرنا جب تک کہ اس کی حقیقت میں خود بیان نہ کر دوں۔ اس سے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غیب دان ہونے کی نفی ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی چیزوں کا علم ان کو نہیں تھا حضرت موسیٰ

موضح قرآن

ف۱ یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اس کے ماں باپ اس کے ساتھ خراب ہوتے، بعضے آدمی کی بنیاد بُری پڑتی ہے اور بعضے کی بھلی، جیسے لکڑی کھیرا کوئی میٹھا پڑا، کوئی کڑوا، اگرچہ اصل میں لکڑی کھیرا میٹھا ہے اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل میں بہتر ہے، بگڑ کر کوئی پھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد مسلمانی پر ہے یہی معنی سمجھنے چاہئیں۔ ف۲ اسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی ہوئی، ایک نبی سے بیاہی گئی اس سے ایک نبی پیدا ہوا جس سے ایک امت قائم ہوئی۔ ف۳ یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اُس پر مزدوری نہیں یعنی، آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا یہ بھی یہود کے سکھائے سے مکے کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آزمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ۔ ف۴ اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سرے پر پھر گیا تھا مشرق اور مغرب پر، بعضے کہتے ہیں یہ لقب سکندر کا، بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے۔ ف۵ یعنی انجام کرے گا سفر کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بحسب مرد ماں ۱۲۔

علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ تین واقعے پیش آئے، تینوں سے یہ بات عیاں ہے۔ **۶۹ف** یہ پہلا واقعہ ہے۔ دورانِ سفر وہ کشتی میں سوار ہوئے حضرت
خضر نے کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا جس سے اس میں بڑا سا شگاف پڑ گیا، شرعی طور پر بظاہر یہ حرکت ناجائز تھی اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہ رہا گیا۔
اور انہوں نے کہا کہ تم نے یہ کیا ناجائز حرکت کی ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے جو کہا تھا کہ تم ضبط سے کام نہیں لے سکو گے۔ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے بھول کا عذر کیا اور کہا کہ بھول کے بارے میں مجھ پر تنگی نہ کیجئے۔ **۷۰ف** یہ دوسرا واقعہ ہے جب کشتی سے اتر کر آگے چلے تو ایک لڑکا ملا
حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول اُٹھے کہ تم نے ایک معصوم اور بے گناہ بچے کو قتل کرکے بہت بُرا فعل کیا ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے پھر ان کو ان کا سابقہ عہد یاد دلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا، اب اگر میں تم پر اعتراض کروں تو بیشک آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں کیونکہ آپ کے پاس مجھے جدا کرنے کا معقول عذر ہوگا۔ بعض مفسّرین نے لکھا ہے کہ مقتول چھوٹا لڑکا نہیں تھا بلکہ نوجوان آدمی تھا اور غُلٰمٌ کے معنی نوجوان کے بھی آتے ہیں۔ وَقِیْلَ کَانَ بَالِغًا شَابًّا (روح ج ١۵ ص٣٣) وَقِیْلَ کَانَ رَجُلًا (خازن جلد ۴ ص٢٩٢)

۷۱ف یہ تیسرا واقعہ ہے، دونوں ایک گاؤں میں پہنچے، بھوک لگ چکی تھی اس لئے گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو بہت پُرانی تھی اور ایک طرف جھکی ہوئی تھی گویا کہ گرنا چاہتی ہے حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار درست کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ گاؤں والوں نے کھانا تو ان کو کھلایا نہیں، دیوار بنانے کی مزدوری ہی لے لی ہوتی۔ یہ بات انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہہ دی۔ اس پر انہوں نے کہا بس اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آگیا ہے اور اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ ان تینوں واقعات کی حقیقت کیا ہے جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم ان کو دیکھ کر صبر و ضبط سے کام نہیں لے سکے۔ **۷۲ف** یہ پہلے واقعہ کی حکمت ہے، حضرت خضرؑ نے کہا،

عِنْدَهَا قَوْمًا ۬ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ
اس کے پاس لوگوں کو ف۱ ہم نے کہا اے ذوالقرنین ۶۶ف یا تو تو لوگوں کو تکلیف دے
وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ
اور یا رکھ ان میں خوبی ف۲ ف بولا جو کوئی ہوگا بے انصاف
فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا
سو ہم اس کو سزا دینگے پھر لوٹ جائے گا اپنے رب کی طرف وہ عذاب دیگا اس کو بُرا
نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ
عذاب اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے بھلا کام سو اس کا بدلہ
ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ؕ ثُمَّ اَتْبَعَ
بھلائی ہے اور ہم حکم دینگے اس کو اپنے کام میں آسانی ف۳ پھر لگا ایک
سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ
سامان کے پیچھے ف یہاں تک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ ۶۷ف پایا اس کو کہ نکلتا ہے
عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ ۙ كَذٰلِكَ ؕ
ایک قوم پر کہ نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے آفتاب سے ورے کوئی حجاب ف۵ یوں ہی ہے
وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾
اور ہمارے قابو میں آچکی ہے اس کے پاس کی خبر ف پھر لگا ایک سامان کے پیچھے
حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لا
یہاں تک کہ جب پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ ۶۸ف پائے ان سے ورے ایسے لوگ
لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
جو لگتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات ف بولے اے ذوالقرنین ۶۹ف
اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ
یہ یاجوج اور ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو تو کہے

موضح قرآن

ف۱ ذوالقرنین کو شوق ہوا کہ دیکھے دنیا کی بستی کہاں تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دلدل تھا، نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا، اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا۔ **ف۲** اس کو یہ کہا یعنی دونوں بات کی قدرت دی، ہر بادشاہ کو ہر حاکم کو قدرت ملتی ہے، چاہے وہ خلق کو ستا دے، چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے۔ **ف۳** حاکم جو عادل ہو اس کی یہی راہ ہے، بُروں کو سزا دے بُرائی کی، اور بھلوں سے نرمی کرے اس نے یہ بات کہی۔ یعنی یہ چال اختیار کی۔ **ف۴** یعنی اور سفر کا سرانجام کیا۔ **ف۵** شاید وہ لوگ جنگلی سے ہوں گے کہ گھر بنانا اور چھت ڈالنا ان میں دستور نہ ہوگا۔ **ف۶** تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں اور رَبِّی الحقیقت اتنا ہے جو فرما دیا۔ **ف۷** یعنی کسی کی بولی نہ ملتی تھی اور دو آڑ دو پہاڑ تھے اس ملک میں اور یا جوج ماجوج کے ملک میں وہی اٹکاؤ تھے ان پر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ میں کھلا تھا ایک گھاٹا اس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے۔

فتح الرحمٰن ف۱ و ایں کنایت است از قدرت او بریں دو کار ۱۲۔

اس کشتی کے مالک بہت غریب اور مسکین تھے اور یہی کشتی ان کا ذریعۂ معاش تھی، وقت کا بادشاہ زبردست تھا جو ہر اچھی اور بے عیب کشتی جبراً چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو توڑ کر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسے چھین نہ لے۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ الخ یہ دوسرے واقعہ کی حکمت ہے، یعنی میں نے اس غلام (لڑکا یا نوجوان) کو اس لئے قتل کیا کہ وہ بدکردار اور کافر ہونے والا تھا یا وہ بالفعل بدکردار اور کافر تھا لیکن اس کے والدین نیک اور صالح تھے اور مومن تھے تو ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر وہ زندہ رہا تو کفر اور سرکشی سے ان کو تنگ کرے گا۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے اس سے اچھا فرزند عطا کرے جو دین داری کے اعتبار سے اور والدین پر شفقت اور مہربانی کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ بہتر ہو۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ الخ یہ تیسرے واقعہ کی حکمت ہے یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جن کا باپ بہت نیک تھا، اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا جسے لوگ لوٹ کر لے جاتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دونوں بچے بڑے ہو کر اپنا خزانہ اپنے استعمال میں لائیں اس لئے مجھے دیوار درست کرنے کا حکم دیا۔ ۳۷ ان تینوں حادثوں میں میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں کیا اور نہ ان باتوں کا مجھے بذاتِ خود علم تھا بلکہ ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا اور میں نے جو کچھ کیا ہے سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ ہے ان واقعات کی اصل حکمت اور حقیقت جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم صبر و ضبط سے کام نہ لے سکے۔ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ای عن رَاْیِی وَ اجتہادی (روح ج ۱۶ ص ۱۴) یہ تیسرے شبہے کا اصل جواب ہے۔

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ
تو ہم مقرر کر دیں تیرے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنا دے تو ہم میں اور ان میں
سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ
ایک آڑ ف۱ بولا جو مقدور دیا مجھ کو ۵۱ میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری
بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ
محنت میں بنا دوں تمہارے ان کے بیچ میں ایک دیوار موٹی ف۲ لا دو مجھ کو تختے ۵۲
الْحَدِیْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ
لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پھانکوں تک پہاڑ کی کہا
انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ
دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں
عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا
اس پر پگھلا ہوا تانبا ف۳ پھر نہ چڑھ سکیں اس پر ۵۳ اور نہ
اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ
کر سکیں اس میں سوراخ ف۴ بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی
فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ
پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا ف۵ گرا دے اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا
حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ
سچا ف۵ اور چھوڑ دیں گے ہم خلق کو ۵۴ اس دن ایک دوسرے میں گھستے
وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ
اور پھونک ماریں گے ۵۵ صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان کو ف۶ اور دکھلا دیں گے ہم دوزخ
یَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ
اس دن کافروں کو سامنے جن کی آنکھوں پر ۵۶

موضح قرآن

ف۱ یعنی آپس میں باچھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج و اسباب و صاحب حکم جانا کہ اس سے یہ کام ہو سکے گا۔ یاجوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا دو دادوں کی اولاد، ایک یاجوج ایک ماجوج نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا نام کیا تھا ترکوں کے ملک سے لگتے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے۔ ف۲ یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو۔ ف۳ اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا پھر تانبا پگھلا کر اس کے اوپر سے ڈالا وہ درزوں میں بیٹھ کر جم گیا۔ سب مل کر ایک پہاڑ سا ہو گیا۔ ہمارے پیغمبر پاس ایک شخص نے کہا میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھا ہے فرمایا اس کی طرح بیان کر۔ اس نے کہا جیسے چارخانہ کی لنگی فرمایا تو سچا ہے وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درزوں میں لکیر تانبے کی سرخ۔ ف۴ ان میں ایسا بادشاہ صاحب عزم و صاحبِ حکومت اس کام پر لگا نہیں اور تھوڑے لوگوں سے ہو نہیں سکتا۔ ف۵ حضرت کے وقت میں روپے برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰ کے وقت ان کے نکلنے کا وعدہ ہے سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کریں گے آسمان پر تیر چلا دیں گے وہ لہو بھرے آویں گے آخر حضرت عیسیٰ کی بددعا سے ایک بار سارے مر رہیں گے ذوالقرنین ایسی محکم دیوار پر بھی منتظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہو گی، نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور۔ ف۶ یعنی یہ قیامت کے دن ہو گا جو رب کا وعدہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نزدیک شود قیامت ۱۲۔

شبہہ رابعہ کا جواب

۵۷۴ یہ چوتھے شبہے کا جواب ہے، شبہہ یہ تھا کہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت اور طاقت عطا فرمائی تھی جیسا کہ خود قرآن میں بھی فرمایا۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا اس پر شبہہ ہوتا تھا کہ ذوالقرنین متصرف فی الامور تھا تو اس کا جواب دیا کہ اس کو جو طاقت دی گئی تھی وہ صرف ظاہری اسباب کے تحت تھی اور وہ بھی بقدرِ ضرورت، لیکن مافوق الاسباب امور میں سے وہ کسی چیز پر قادر نہیں تھا اور اسبابِ ظاہری کے اعتبار سے بھی ہر طرف سے عاجز آ گیا۔ مشرق میں بوجہ گرمی اور مغرب میں دَلدَل کی وجہ سے اور شمال میں یاجوج ماجوج کی وجہ سے۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کے بارے میں بھی آپ سے سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اگر واقعہ میں سوال نہیں ہوا تو مطلب یہ ہوگا وَ اِنْ يَسْـَٔلُوْكَ یعنی اگر وہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کریں تو آپ اس کا یہ جواب دیں۔ ۵۷۵ ہم نے اس کو زمین میں قدرت اور طاقت دی اور اسے سلطنت عطا فرمائی مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا یہاں كُلِّ استغراقِ حقیقی کے لئے نہیں بلکہ استغراقِ اضافی کے لئے ہے اور اس سے صرف وہ ملکی مہمات اور مقاصد مراد ہیں جن کو سر کرنے کا ذوالقرنین نے ارادہ کیا تھا اور وہ امور جن کی ملکی اصلاح کے سلسلے میں اس کو ضرورت تھی من کل شیءٍ سببًا اراده من مهمات ملكه ومقاصده المتعلقة بسلطانه (روح ج ۱۶ ص ۳۱) والمراد به اٰتینٰه من كلّ شيء يحتاج اليه في اصلاح ملكه سببًا (کبیر ج ۵ ص ۵۴۳) اور اسباب سے اسبابِ عادیہ مراد ہیں والمراد بذلك الاسباب العادية (روح) تو اس سے معلوم ہو گیا کہ ذوالقرنین کو نہ کلی طور پر اختیار و تصرف حاصل تھا اور نہ اسے مافوق الاسباب امور پر قدرت و طاقت حاصل تھی۔ ۵۷۶ یہ ذوالقرنین کی مغربی مہم کا ذکر ہے۔ وہ مغرب کی جانب اس قدر دور نکل گیا کہ اب مزید آگے بڑھنے سے دَلدَل کے ایک طویل و عریض سمندر نے اسے روک دیا اور جانبِ مغرب میں گویا وہ زمین کے منتہیٰ پر پہنچ گیا کیونکہ اس دَلدَل کو عبور کر کے آگے نکلنا ناممکن تھا جب سورج غروب ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ دَلدَل میں چھپ رہا ہے، حَمِئَةٍ - ای ذات حمأة۔ حمأۃ کے معنی کیچڑ کے ہیں عَيْنٍ حَمِئَةٍ یعنی کیچڑ والا چشمہ مراد دَلدَل ہے، ایک قوم اس دَلدَلی سمندر کے کنارے

۱ تحریف خودی

۲ بشارت نجودی ۱۲

فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سن سکتے تھے

ع ۱۱ ۲

سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا

ف۱ اب کیا سمجھتے ہیں ۵۷۳ منکر کہ ٹھہرائیں

عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو

لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ

کافروں کی مہمانی تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت

اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

۵۷۴ وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ

اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام ف۲ وہی ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو برباد گیا انکا کیا ہوا

فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ

پھر نہ کھڑی کرینگے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول ف۱ ف۳ یہ بدلہ ان کا ہے

جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ اتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَ رُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾

دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرایا میری باتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ

جو لوگ ۵۷۵ کہ ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام ان کے واسطے ہے

جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ

ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی رہا کریں ان میں نہ چاہیں

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنی عقل کی آنکھ نہ تھی کہ قدرتیں دیکھ کر یقین لا دیں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے سمجھیں۔ ف۲ یعنی جو دوڑ کی واسطے دنیا کے اور آخرت ویران رکھی۔ ف۳ وہ آخرت کو مانتے نہ تھے تو اس کے واسطے کچھ کام نہ کیا، پھر ایک پلہ کیا تولئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی واین کنایت است از خواری و بیقدری ۱۲۔

آباد تھی۔ ۷۷ھ ذوالقرنین کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ایک بادشاہ اور نبی تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ولی تھے۔ پہلی صورت میں یہ خطاب بذریعہ وحی ہے اور دوسری صورت میں بذریعہ الہام۔ مَنۡ ظَلَمَ جس نے میری دعوت قبول نہ کی اور شرک پر اڑا رہا۔ لم یقبل دعوتی و اصر علی ما کان علیہ من الظلم العظیم الذی ھو الشرک (روح ج ۱۶ ص ۳۴) ۷۸ھ یہ مشرقی مہم کا بیان ہے جب ذوالقرنین منتہائے مشرق میں پہنچ گیا جس سے آگے جانا ممکن نہ تھا، وہاں اس نے ایک ایسی قوم دیکھی جو تہذیب وتمدن سے کوسوں دور تھی اور نہیں لباس

عَنۡهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
وہاں سے جگہ بدلنی تو کہہ اگر دریا ۹ھ سیاہی ہو کہ لکھے میرے
رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَلَوۡ
رب کی باتیں بیشک دریا خرچ ہو چکے ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگر چہ
جِئۡنَا بِمِثۡلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ
دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں ۱ھ جیسے تم
یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ كَانَ
حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ۲ھ ایک معبود ہے سو پھر جس کو
یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِكۡ
امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک اور شریک نہ کرے
بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾
اپنے رب کی بندگی میں کسی کو

ع ۱۲/۳

سُوۡرَةُ مَرۡیَمَ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ ثَمَانٌ وَّتِسۡعُوۡنَ اٰیَةً وَّسِتُّ رُكُوۡعَاتٍ
سورۂ مریم ۱ھ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
۲ھ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

كٓهٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِیَّا ﴿۲﴾
۳ھ یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر ۴ھ
اِذۡ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَهَنَ
جب پکارا اس نے اپنے رب کو چھپی آواز سے ف بولا اے میرے رب ۵ھ بوڑھی ہو گئیں
الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا وَّلَمۡ اَكُنۡۢ
میری ہڈیاں اور شعلہ نکلا سر سے بڑھاپے کا اور تجھ سے مانگ کر

پہننے اور مکان بنانے کا دستور نہ تھا۔ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے غاروں میں پناہ لیتے ہوں گے وَقَدۡ اَحَطۡنَا الخ ذوالقرنین کے پاس جو لشکر اور سازو سامان اور آلات جنگ تھے، ہمارا علم ان تمام چیزوں پر حاوی ہے، یہ سب کچھ ہم نے اسے دیا تھا، جو کچھ ہم نے اس کو دیا اس کے پاس صرف وہی کچھ تھا اور اسی میں وہ متصرف تھا اس کے علاوہ اسے کوئی تصرف یا قدرت حاصل نہ تھی۔ ۷۹ھ یہ ذوالقرنین کی تیسری مہم کا بیان ہے، اس کے متعلق عام مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ سفر شمال کی جانب تھا۔ السّدّین (دو دیواروں) سے مراد وہ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان درّہ تھا اور جس سے یاجوج ماجوج بیرونی علاقے میں آکر فساد کرتے تھے۔ مِنۡ دُوۡنِهِمَا ان دونوں پہاڑوں سے ورے ایک قوم آباد تھی جن کی زبان بالکل علیحدہ تھی۔ وہ ذوالقرنین کی کوئی بات سمجھ نہیں سکتے تھے۔ نہ ذوالقرنین ان کی زبان سے آشنا تھے۔ قال ابن عباس لا یفقھون کلام احد ولا یفقہ الناس کلامھم (خازن ج ۴ ص ۱۸۶) ۸۰ھ یہ گفتگو ترجمان کے ذریعہ ہوئی۔ ان لوگوں نے ذوالقرنین سے یاجوج ماجوج کی شکایت کی کہ یہ ان پہاڑوں کی دوسری جانب رہتے ہیں اور اس درّے سے اس طرف نکل آتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں، قتل وغارت گری کرتے ہیں اور سرسبز وشاداب کھیتوں اور باغوں کو تباہ و برباد کر جاتے ہیں۔ ہم ساری قوم سے چندہ لے کر ایک کثیر رقم جمع کر کے آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ آپ ایک مضبوط آہنی دیوار بنا کر اس درّے کو بند کر دیں تاکہ یہ فسادی قوم اس طرف آنے نہ پائے خَرۡجًا ای جعلًا من اموالنا (روح ج ۱۶ ص ۳۹) ۸۱ھ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مجھے دولت کی ضرورت نہیں جو دولت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہی کافی ہے تم لوگ صرف قوتِ بازو اور کام سے میری مدد کرو، میں اپنے خرچ سے ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ رَدۡمًا بہت بڑی اور مضبوط دیوار ای حاجزًا حصینا و حجابا متینا (روح ج ۱۶ ص ۴۰) بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس سے دیوار چین مراد ہے۔ جو بارہ کوس لمبی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ ۸۲ھ زُبَرَ، زُبۡرَةٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد لوہے کے ٹکڑے ہیں۔ الصدفین، الصدف کا تثنیہ ہے۔ جس سے مراد پہاڑ کی ایک جانب ہے۔ یعنی جب دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا میں تعمیر شدہ دوسری دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر ہو گئی۔ قَالَ انۡفُخُوۡا تو ذوالقرنین نے کہا کہ اب لوہا پگھلاؤ۔ جب وہ لوہا پگھل گیا۔ تو اس میں تانبہ شامل کر دیا۔ قِطۡرًا یعنی تانبہ۔ ۸۳ھ جب لوہے اور تانبے سے دونوں دیواروں کا درمیانی حصہ پُر کر دیا گیا۔

موضح قرآن ف یعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہوا کیلے مکان میں چھپی پکار اس واسطے کہ بوڑھی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ ہنسیں۔

تو ذوالقرنین نے کہا۔ کہ یہ دیوار اس قدر مضبوط ہوگئی ہے۔ کہ اب یاجوج ماجوج نہ تو اس کو پھاند سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر کے تمہارے علاقے میں داخل ہو سکیں گے۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ الخ لیکن جب میرے پروردگار کے وعدے کے مطابق قیامت آگئی۔ تو پہاڑوں کی طرح یہ دیوار بھی ریزہ ریزہ کر دی جائے گی یاجوج ماجوج کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین نے مختلف باتیں لکھی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یاجوج ماجوج چند ایسے قبائل کا مجموعہ ہے جو جسمانی اور معاشرتی لحاظ سے عجیب وغریب زندگی کے حامل تھے۔ مثلاً بالشت ڈیڑھ بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ذراع کے قد رکھتے تھے اور بعض غیر معمولی طور پر طویل القامت تھے اور ان کے دونوں کان اتنے بڑے تھے کہ ایک بچھونے کا اور دوسرا اوڑھنے کا کام دے سکتا تھا۔ بعض نے ان کو ایک برزخی مخلوق قرار دیا ہے۔ یعنی وہ حضرت آدم علیہ السلام کے نطفے سے تو ہیں لیکن حضرت حوا کے بطن سے نہیں ہیں۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ چنانچہ مؤرخ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ھو قولٌ حکاہ الشیخ ابوزکریا النووی فی شرح مسلم وغیرہ ضعفوہ وھو جدیر بذلک، اذ لا دلیل علیہ بل ھو مخالف لما ذکرناہ من ان جمیع الناس الیوم ذریۃ نوحؑ بنص القرآن (البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص۱۱۱)۔

اس لئے صحیح وہی ہے جو محققین نے لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج، یافث بن نوح کی اولاد ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں ویاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح الخ (فتح الباری ج ۶ ص۲۹۷) اسی طرح علامہ آلوسی نے وہب بن منبہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے۔ ان یاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح علیہ السلام وبہ جزم وھب بن منبہ وغیرہ واعتمدہ کثیر من المتاخرین (روح المعانی ج ۱۶ ص۳۶)۔

منگولین (تاتاری) قبائل یاجوج ماجوج کی اولاد ہیں اور انہی میں سے بعض قبائل کے سامنے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ یاجوج ماجوج دنیا کی عام انسانی آبادی کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یاجوج ماجوج منگولیا (تاتار) کے ان وحشی قبائل کو کہا جاتا رہا ہے جو یورپ اور روس کی قوم کے منبع ومنشا ہیں۔ یہ وحشی قبائل کا کیشیا کے انتہائی علاقوں میں رہتے تھے اور قفقاز کے پہاڑوں میں درۂ داریال سے نکل کر میدانی علاقوں میں بسنے والے لوگوں پر لوٹ مار مچاتے تھے۔ اسی درۂ داریال کے درمیان ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی تاکہ یاجوج ماجوج کے وحشی وہاں سے گذر کر پہاڑوں کے اس طرف نہ آسکیں۔ یہ دیوار شمال میں بحر خزر کے کنارے واقع ہے۔ ۸۴ یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین کے چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد ان مشرکین کے لئے تخویف اخروی کا ذکر کیا گیا۔ جنہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے آنکھیں بند کرلیں۔ اور اللہ کی توحید سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو یاجوج ماجوج سے متعلق کیا ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے، جو محققین نے بیان کیا ہے۔ کہ بعضھم کی ضمیر سے لوگ مراد ہیں اور یموج، مَوْجٌ سے ہے اور اس سے بے چینی اور اضطراب مراد ہے، یعنی جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا۔ تو لوگ قبروں سے گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوں گے اور شدتِ ہول کی وجہ سے بے چین ومضطرب ہوں گے۔ والموج مجاز عن الاضطراب ای یضطربون اضطراب البحر یختلط انسھم وجنھم من شدۃ الھول (روح ج ۱۶ ص۴۳) وَتَرَکْنَا وجعلنا بَعْضَھُمْ بعض الخلق یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ یختلط فِیْ بَعْضٍ ای یضطربون ویختلطون انسھم وجنھم حیاریٰ (مدارک ج ۳ ص۲۱) ۸۵ اس سے نفخہ ثانیہ مراد ہے۔ کیونکہ اس کا مابعد اس پر دلالت کرتا ہے۔ الظاھر ان المراد النفخۃ الثانیۃ لانہ المناسب لما بعد (روح ج ۶ ص۶۶) ۸۶ یہ مشرکین کے اللہ کی توحید سے شدت اعراض سے کنایہ ہے۔ والمراد منہ شدۃ انصرافھم عن قبول الحق (کبیر ج ۵ ص۵۵) ۸۷ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں سے آخر تک مذکورہ بالا چاروں شبہات پر متفرع ہے۔ اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب پر متفرع ہے۔ بالذات، اور شبہۂ ثانیہ کے جواب پر بالتبع بطور لف ونشر مرتب یعنی اللہ کے نیک بندے اور اولیاء اللہ متصرف وکارساز نہیں ہیں۔ تو شیاطین میں بطریق اولیٰ یہ صلاحیت نہیں ہے۔ ۸۸ یہ مشرکین کے انجام بد اور حال شر کا بیان ہے۔ کہ آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں ہوں گے۔ ان کے تمام اعمال برباد اور رائیگاں ہیں۔ دنیا میں وہ مشرکانہ اعمال بجا لاتے ہیں۔ غیر اللہ کو متصرف وکارساز سمجھ کر غائبانہ حاجات میں پکارتے اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ اور ان تمام اعمال وافعال کو عین کار ہائے ثواب اور اعمالِ صالحہ سمجھتے ہیں۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ یہ لوگ چونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات توحید اور قیامت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان تمام اعمال ضائع اور بے فائدہ ہیں۔ اور آخرت میں ان کے اعمال کو تولا تک نہیں جائے گا۔ کیونکہ وزن سے نیکیوں اور برائیوں کا اندازہ کرنا مقصود ہوگا۔ اور مشرکین کے پلے نیکی تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ ان کی تمام عبادتیں، ان کی نمازیں، روزے اور حج اور دیگر اعمال صالحہ تو شرک کی وجہ سے دنیا ہی میں ضائع ہوچکے ہیں۔ لان المیزان انما یوضع لاھل الحسنات والسیّات من الموحدین لتمییز مقدار الطاعات ومقدار السیّات (کبیر ج ۵ ص۶۷) ۸۹ یہ بشارت اُخروی ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور شرک سے بچے ان کے لئے جنت الفردوس ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۹۰ یہ شبہۂ ثالثہ کے جواب پر بالذات اور شبہۂ رابعہ کے جواب پر بالتبع متفرع ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے وسعتِ معلومات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کلمات سے اللہ تعالیٰ کے معلومات اور اس کی حکمت مراد ہے قالہ قتادۃ (روح) یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھنے کے لئے اگر دنیا کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو وہ بھی ختم ہوجائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی حکمت کا احاطہ نہیں ہوسکے گا۔ جب یہ ثابت ہوگیا۔ کہ غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو صرف اتنا ہی معلوم ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کو بتایا۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی صرف اتنا ہی علم ہے۔ جتنا ان کو عطا کیا گیا۔ جیسا کہ ذوالقرنین کو۔ تو جب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام غیب داں اور حاضر وناظر نہیں۔ تو متصرف وکارساز بھی نہیں ہوسکتے۔ ۹۱ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا۔ کہ میں غیب دان اور کارساز نہیں ہوں۔ بلکہ ایک انسان ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے اعلیٰ ترین رتبۂ نبوت پر سرفراز فرمایا ہے اور میرے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔ یہ اعلان اس لئے کرایا۔ کہ کہیں لوگ آپ کو غیب داں اور خدا کا شریک نہ سمجھ بیٹھیں۔ ۹۲ آخر میں مسئلہ توحید کا ذکر فرما دیا۔ جس کے بارے میں شبہات کا جواب دیا گیا۔ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا الخ جو شخص مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کے لقا کی توقع رکھتا ہے۔ اسے تو چاہیئے۔ کہ وہ نیک اعمال بجا لائے اور اپنے رب

کی عبادت اور پکار میں کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ جلی جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے۔ اور اصحاب کہف، فرشتوں، جنوں اور پیغمبروں کو متصرف وکارساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی ناموں کی نذریں منتیں دیتے تھے۔ اور نہ خفی یعنی ریا کاری سے اپنے اعمال کو بچائے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر کام کرے۔

سورۂ کہف میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱ - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ ــــ تا ــــ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہی متصرف وکارساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

۲ - وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اِذْ قَامُوْا ــــ تا ــــ وَیُھَیِّئْ لَکُمْ مِّنْ اَمْرِکُمْ مِّرْفَقًا (ع۲) نفی تصرف از اولیاء اللہ (اصحاب کہف)

۳ - وَکَذٰلِکَ بَعَثْنٰھُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا ــــ تا ــــ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (ع۳) نفی علم غیب از اصحاب کہف۔

۴ - وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا الآیۃ (ع۴) نفی تصرف واختیار از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵ - قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ــــ تا ــــ وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا (ع۴) نفی علم غیب از غیر اللہ۔

۶ - وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ ــــ تا ــــ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا نفی شرک فی التصرف۔

۷ - لٰکِنَّا۠ ھُوَ اللّٰہُ رَبِّیْ ــــ تا ــــ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ع۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸ - ھُنَالِکَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الْحَقِّ (ع۵) نفی شرک فی التصرف۔

۹ - اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗٓ اَوْلِیَآءَ ــــ تا ــــ وَمَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا (ع۷) نفی شرک اعتقادی و نفی نائب برائے خدا تعالیٰ۔

۱۰ - نَسِیَا حُوْتَھُمَا ــــ تا ــــ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ (ع۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سے علم غیب کی نفی اور ان کی احتیاج کا اثبات۔

۱۱ - قَالَ لَہٗ مُوْسٰی ھَلْ اَتَّبِعُکَ ــــ تا ــــ مَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ خُبْرًا (ع۹) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۱۲ - قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ ــــ تا ــــ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا (ع۱۰) نفی علم غیب از حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

۱۳ - وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِیْ۔ نفی تصرف اختیار از خضر علیہ السلام

۱۴ - اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ (ع۱۱) ذوالقرنین کو مافوق الاسباب قدرت حاصل نہ تھی ہم نے ظاہری اسباب مہیا کر دیئے تھے۔

۱۵ - اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ۔ نفی شرک فی التصرف۔

۱۶ - قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ۔ الآیۃ۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کا علم لامحدود ہے۔

۱۷ - قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ الآیۃ۔ نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

سورۂ مریم ١٩

ربط :۔ سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ جو شبہات باقی رہ گئے تھے۔ ان کا جواب سورہ مریم میں دیا گیا ہے۔ گویا سورۂ مریم سورۂ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔
خلاصہ :۔ سورہ مریم مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۴ کے آخر هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا تک ہے۔ دوسرا حصہ رکوع ۵ کی ابتدا وَيَقُوْلُ الْإِنْسَانُ سے لے کر سورۃ کے آخر تک ہے۔

پہلا حصہ

پہلے حصے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ کچھ شبہات انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ ایک شبہہ حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں۔ اور ایک فرشتوں کے بارے میں ہے۔ پہلا شبہہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہودی ان کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ان کی آخری عمر میں خارق عادت کے طور پر ان کے یہاں بیٹے کا پیدا ہونا، اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ سے جو چاہیں کرا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔ پہلے رکوع میں اس کا جواب دیا۔ کہ امر خارق عادت اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا۔ اور زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ دوسرا شبہہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں تھا۔ عیسائیوں کا خیال تھا کہ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل آتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے، کوڑھیوں اور مادرزاد اندھوں کو چنگا کر دیتے تھے اور مٹی کے جانوروں میں جان ڈال دیتے تھے۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران رکوع ۴ و ۵ میں گذر چکا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دونوں مافوق البشر طاقت اور قدرت کے مالک تھے، اس لئے ان کو پکارنا چاہئے۔ دوسرے رکوع میں اس شبہہ کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہی ہیں اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف اعلان کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرا اور تم سب کا معبود ہے۔ تیسرا شبہہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب ان کو کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تیسرے رکوع میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خود معبودانِ باطلہ سے بیزار تھے اور انہوں نے ان کے خلاف آواز اٹھائی تھی کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اس لئے ان کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ ان کے علاوہ تین پیغمبروں (حضرت موسیٰ، حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام) کا مختصر ذکر کیا گیا، ان تینوں کو بھی پکارا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَنَادَيْنٰهُ الخ موسیٰ علیہ السلام کو ہم ہی نے نبوت عطا کی اور ہارون علیہ السلام کو ان کا معاون بنایا ہر چیز ہم نے ان کو دی اس لئے وہ بھی کارساز نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسمٰعیل علیہ السلام بھی ہمارے بڑے فرمانبردار بندے تھے خود بھی ہماری عبادت کرتے تھے اور گھر والوں کو بھی خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیتے تھے اس لئے وہ بھی پکار کے لائق نہیں اسی طرح ادریس علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے درجاتِ عالیہ عطا فرمائے تھے اس لئے وہ بھی کارساز نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد ان تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا وہ سب اللہ کی مخلوق اور اپنے آباء و اجداد کی اولاد تھے اور محتاج تھے اس لئے وہ کارساز اور متصرف نہیں ہو سکتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ شبہہ تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ مشرکین کہتے وہ اللہ کی بیٹیاں اور اس کے نائب ہیں۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ — تا — وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (ع ۴) میں اس کا جواب دیا گیا کہ فرشتے تو خود اللہ تعالیٰ کے محکوم ہیں اور اقرار کر رہے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں اتر سکتے۔ اس لئے جو عاجز اور محکوم ہوں وہ کارساز نہیں ہو سکتے درمیان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ میں اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ الخ میں ایک سوالِ مقدر کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام خدا ہی کو پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو متصرف جان کر کیوں پکارا گیا تو اس کا جواب دیا کہ ان کے بعد ناخلف لوگ، علماء سُو اور پیرانِ سیاہ کار پیدا ہوئے جنہوں نے محض نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور ان کو شرک کی تعلیم دی۔ اس حصے کے آخر میں رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ میں شبہات دور کرنے کے بعد بطور ثمرۂ اصل دعویٰ کا ذکر کیا گیا کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کا کوئی ہمسر اور ہم صفت نہیں اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شکوے، زجریں، تخویفیں اور بشارتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی مذکور ہے۔ اور سورت کے اختتام پر وہی مضمون دہرایا گیا ہے۔ جو سورۂ کہف کی ابتداء میں ذکر کیا گیا۔ وہاں فرمایا تھا۔ قرآن ان لوگوں کو ڈر سنانے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کے لئے ولد یعنی نائب تجویز کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اپنے برگزیدہ بندوں کو سونپ دیئے ہیں اور ان لوگوں کو خوشخبری سنانے کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ یہاں بھی وہی مضمون ذکر کیا گیا۔ البتہ پہلے گروہ کو قَوْمًا لُّدًّا (جھگڑالو لوگ) سے اور دوسرے فریق کو اَلْمُتَّقِيْنَ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور شرک سے بچنے والے) سے تعبیر فرمایا۔ اس حصے میں دو خصوصی باتیں مذکور ہیں اول۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً الخ (ع ۵) معبودانِ باطلہ کی عبادت سے مشرکین کا مقصود یہ تھا کہ وہ دنیا میں ان کی مدد و کارسازی کریں دوم۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ الخ (ع ۶) شفاعت قہری کی نفی یعنی یہ معبودانِ باطلہ مشرکین کی سفارش نہیں کر سکیں گے اور نہ ان کے کام آ سکیں گے۔

حصّہ اول

ف۲ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ یہ سورت مضامین کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتدا سے لے کر رکوع ۴ کے آخر ھَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا تک ہے۔ اس حصے میں انبیاء علیہم السلام، اولیاء اللہ اور فرشتوں کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ ف۳ حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں۔ اور انکی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مفصل تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۱۸ حاشیہ ۲ ف۴ یہ پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ اس پورے واقعہ سے حضرت زکریا علیہ السلام کا عجز و احتیاج ظاہر ہوتا ہے۔ وہ بیٹے کے لئے انتہائی عجز و نیاز سے دعا کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ رَحْمَتِ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے اور عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا مبدل منہ اور بدل مل کر اس کا مفعول ہے یہ مجموعہ مل کر ذِكْرُ کا مضاف الیہ ہے اور مرکب اضافی مبتدا محذوف هٰذا کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ رحمت جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی۔ یہ اس کا ذکر ہے۔ نِدَآءً خَفِيًّا یعنی آہستہ اور چھپ کر یہ نَادٰی کا مفعول مطلق ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا اخفاء اور آہستگی سے کی۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے جہر و اخفاء برابر ہے۔ تو دعا میں اخفاء بہتر ہے جو ریاء سے ابعد اور اخلاص سے اقرب ہے۔ رَاعٰی سنة اللہ فی اخفاء دعوته لان الجهر والاخفاء عند اللہ سیان فکان الاخفاء اولٰی لانه ابعد عن الریاء وادخل فی الاخلاص (کبیر ج۵ ص۶۴۷) ف۵ یہ ماقبل کا بیان ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا میں اپنی جسمانی کمزوریاں بیان کی ہیں اول یہ کہ ان کا بدن بالکل کمزور ہو چکا ہے۔ دوم یہ کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ جو شخص اسقدر عاجز ہو۔ کہ ان کمزوریوں سے اپنے آپ کی حفاظت نہ کر سکے۔ وہ کسی طرح دوسروں کا کارساز نہیں ہو سکتا۔ ولم اکن بدعائك باسببیہ ہے اور مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے فاعل محذوف ہے اصل میں تھا بدعائی ایاك یعنی میں اس وجہ سے بدبخت نہیں ہوں۔ کہ صرف تجھ ایک ہی کو پکارتا ہوں۔ بدبخت وہ ہے جو تیرے سوا غیروں کو بھی پکارتا ہے۔ ف۶ موالی سے ان کی عصبات اور بنو العم مراد ہیں یہ لوگ بے دین تھے۔

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ④ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ

اے رب میرے کبھی محروم نہیں رہا ف۱ اور میں ڈرتا ہوں ف۶ بھائی بندوں سے

وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ

اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ⑤ يَّرِثُنِیْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ق

اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا ف۲ جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ⑥ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

اور کر اس کو اے رب من مانتا ف۳ اے زکریا ہم تجھ کو خوش خبری سناتے ہیں

بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ⑦

ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ

بولا اے رب ف۸ کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت

عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑧ قَالَ كَذٰلِكَ

بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اکڑ گیا ف۴ کہا یوں ہی ہوگا

قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

فرما دیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور تجھ کو پیدا کیا میں نے پہلے سے

وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ⑨ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰيَةً ط قَالَ

اور نہ تھا تو کوئی چیز ف۵ بولا اے رب ٹھہرا دے میرے لئے ف۹ کوئی نشانی فرمایا

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ⑩ فَخَرَجَ

تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک صحیح تندرست پھر نکلا

عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا

اپنے لوگوں کے پاس ف۹ حجرہ سے تو اشارہ سے کہا ان کو کہ یاد کرو

اس لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے نیک فرزند کے لئے دعا کی تاکہ وہ ان کے بعد دعوتِ دین کے کام کو جاری رکھے۔ انما کان موالیه مهملین للدین فخاف بموته ان یضیع الدین فطلب ولیا یقوم بالدین بعده (قرطبی ج۱۱ ص۸) يَرِثُنِیْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ یہاں وراثت سے وراثتِ علم نبوت مراد ہے نہ کہ وراثتِ مال کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے حق میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کا ترکہ قومی ملکیت ہوتا ہے۔ ای یرثنی من حیث العلم والدین والنبوة فان الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام لا یورثون المال قال صلی اللہ علیہ وسلم نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقة (ابو السعود ج۵ ص۶۶۷)

موضح قرآن ف۱ ڈیگ بڑھاپے کی یعنی بال سفید۔ ف۲ بھائی بند راہ نیک نہ بگاڑیں یہ ڈر ہوگا۔ ف۳ اللہ نے ان کو قائم مقام ان کا اور اگلے پیغمبروں کا کر دیا۔ لیکن روبرو وہی قائم مقام ان کے پیچھے نہیں رہا۔ ف۴ انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب کیا۔ ف۵ یہ فرشتے نے کہا۔

اگر یہاں وراثت مال مراد ہوتی۔ جیساکہ شیعہ کہتے ہیں۔ تو پھر من آل یعقوب کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ آل یعقوب کے مال کے وارث اور بہت سے موجود تھے۔ اس لئے مطلب یہ ہے۔ کہ ایسا بیٹا عطا کر جو میرے اور آل یعقوب کے علوم نبوت کا وارث ہو۔ سَمِيًّا یعنی ہم نام یا ہم صفت اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو خوشخبری دی۔ میں تمہیں ایک فرزند عطا کروں گا۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس سے پہلے اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہوا۔ یا ایسی خوبیوں والا کوئی نہیں گذرا۔ ۷ زکریا علیہ السلام کو جب بیٹے کی خوشخبری ملی۔ تو سخت متعجب ہوئے اور کہنے لگے۔ میرے لڑکا کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ میری بیوی بانجھ اور ناقابل اولاد ہے۔ اور میں خود بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں

بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ⑪ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ

صبح اور شام ۱؎ ف۱ اے یحییٰ ۲؎ اٹھالے کتاب زور سے اور دیا ہم نے اسکو

الْحُكْمَ صَبِيًّا ⑫ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ

حکم کرنا لڑکپن میں ف۲ اور شوق دیا اپنی طرف سے اور ستھرائی اور تھا

تَقِيًّا ⑬ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ⑭

پرہیزگار ف۳ ۱۱؎ اور نیکی کرنے والا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست خودسر ف۴

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ

اور سلام ہے اس پر ۱۲؎ جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جس دن اٹھ کھڑا ہو

ع ١٥ ٤

حَيًّا ⑮ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ

زندہ ہو کر ف۵ اور مذکور کر کتاب میں مریم کا ۱۳؎ جب جدا ہوئی ۱۴؎

مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ⑯ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں ف۶ پھر پکڑ لیا ان سے ورے

حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی

سَوِيًّا ⑰ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ

پورا ف۷ بولی مجھ کو رحمن کی پناہ تجھ سے اگر

كُنْتَ تَقِيًّا ⑱ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ

ہے تو ڈر رکھنے والا بولا میں تو ۱۵؎ بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ⑲ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ

کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا بولی کہاں سے ہوگا ۱۶؎ میرے

غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ⑳ قَالَ

لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی نہیں تھی بولا

قَالَ كَذٰلِكِ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ کہ اسی طرح ہی ہوگا۔ تم دونوں میاں بیوی کے انہی حالات میں تمہارے یہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ میرے لئے یہ بات بہت آسان ہے زکریا! تعجب کیوں کرتے ہو۔ ایک وقت تھا۔ کہ تم معدوم تھے۔ تو میں نے تجھے موجود کر دیا اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ ۸ اب حضرت زکریا علیہ السلام نے درخواست کی۔ کوئی علامت مقرر کی جائے۔ جس سے ان کو بیوی کے امید سے ہونے کا پتہ چل جائے: تاکہ وہ اس نعمت کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کر سکیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب تمہاری بیوی امید سے ہو جائے گی۔ تب تم تندرست اور چنگا بھلا ہونے کے باوجود تین دن بات نہیں کر سکو گے۔ سَوِيًّا تندرست۔ گونگا پن سے محفوظ سوی الخلق سلیم الجوارح مابك شائبة بكم ولاخرس (ابو السعود ج ۵ ص۲۶۷) اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت زکریا علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ورنہ انہیں علامت مقرر کرانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور جو غیب داں نہ ہو، وہ کارساز اور متصرف فی الامور نہیں ہو سکتا۔ ۹ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب قدرتِ خداوندی سے حمل قرار پا گیا۔ تو زکریا علیہ السلام سے قوتِ گویائی سلب ہو گئی۔ اور جب وہ اپنی محراب (عبادت گاہ) سے نکل کر لوگوں کے سامنے ہوئے۔ تو زبان سے کچھ بول نہ سکے۔ اس لئے ہاتھ کے اشارے سے انہیں فرمایا۔ کہ تم سب شکر نعمت کے طور پر صبح شام اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔ ولعله علیه السلام کان مامورا بان یسبح شکرا ویامر قومه (روح ج ۱۶ ص۷۱)۔ ۱۰ اس سے پہلے اندماج ہے کیونکہ یہ حکم تو ان کے پیدا ہونے کے بعد ہی دیا جا سکتا تھا۔ ای فلما ولد وبلغ سنا یومر مثله فیه قلنا یٰیحییٰ (روح)، الکتاب میں الف لام عہد کے لئے ہے۔ اور اس سے مراد تورات ہے، کتاب کو قوت سے پکڑنے سے اس پر پورا پورا عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ الحکم سے حکمت یعنی دین کی سمجھ یا

موضح قرآن ف۱ منہ سے بول نہ سکے نشان ہوا کہ وہ وقت آیا۔ ف۲ یعنی کتاب لوگوں کو سکھانے لگا اپنے باپ کی جگہ زور سے یعنی باپ ضعیف تھے اور یہ جوان۔ ف۳ ایک لڑکے نے ان کو بلایا کھیلنے کو کہا ہم اس واسطے نہیں بنے۔ ف۴ یعنی آرزو کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں وہ ویسا نہ تھا۔ ف۵ اللہ اپنے بندے پر سلام کہے اس کے معنی یہ کہ اس پر کچھ پکڑ نہیں۔ ف۶ یعنی غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تھا تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئے ہیں شرم سے وہ مکان شرق کو تھا اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں شرق کو ف۷ یعنی جوان خوش صورت۔

فتح الرحمٰن ف۱ القصہ چوں یحییٰ متولد شد و دہ سالہ گشت ۱۲۔

كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً
یوں ہی ہے فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں
لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾
لوگوں کے لئے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مقرر ہو چکا ف
فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا
پھر پیٹ میں لیا اس کو ۱۲ھ پھر یکسو ہوئی اس کو لے کر ایک بعید مکان میں ف۲ پھر لے آیا اس کو
الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ
دردِ زہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی
قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ
اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری پس آواز دی اس کو ۱۸ھ
تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾
اس کے نیچے سے کہ غمگین نہ ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ ف۳
وَهُزِّيْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا
اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر ۱۹ھ پکی
جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ
کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو دیکھے
مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْۤ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ
کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا
صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ ۚ فَاَتَتْ بِهٖ
روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے ف۴ پھر لائی اس کو ۲۰ھ
قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾
اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان کی

عقل یا نبوت مراد ہے انہ الحکمۃ وھو الفھم فی التورٰیۃ والفقہ فی الدین والثانی قول معمر انہ العقل والثالث انہ النبوۃ وذٰلک لان اللہ تعالیٰ بعث یحیی وعیسی علیہما السلام وھما صبیان لا کما بعث موسٰی ومحمدا علیہما السلام — وقد بلغا الاشد کبیر باختصار ج ۵ ص ۱۷۳) حَنَانًا یہ الحُکمَ پر معطوف ہے۔ یعنی رحمت وشفقت وَ زَكٰوةً یہ بھی الحکم پر معطوف ہے۔ اور اس سے برکت یا طہارت اخلاق مراد ہے مطلب یہ کہ ہم نے بچپن ہی میں اس کو دین کی سمجھ یا دانائی یا نبوت عطا کر دی۔ اور اسے شفیق و مہربان اور مبارک بنایا۔ ۱۱ھ گناہوں سے بالکلیہ اجتناب کرنے والے حدیث میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ گناہ کرنے کا ارادہ ہی کیا۔ وَبَرًّا بِوَالِدَیْهِ ماں باپ دونوں پر احسان کرنے والا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے چونکہ ماں باپ دونوں تھے۔ اس لئے دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۲ھ سلام سلامتی اور امان۔ یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ولادت کے وقت مسِ شیطان سے، موت کے وقت وحشت موت سے اور آخرت میں ہول قیامت سے محفوظ رکھا۔ ابنِ عطیہ کہتے ہیں کہ سلام سے مراد تحیہ متعارفہ ہے۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں تشریف و تکریم کے طور پر اللہ تعالیٰ ان پر تحیہ نازل فرمائے گا۔ یہاں تین مختلف حالتیں بیان کی گئی ہیں۔ ولادت۱ اس وقت سے جو زندگی شروع ہوتی ہے۔ اسے دنیوی زندگی کہتے ہیں۔ موت۲ اس پر دنیوی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور برزخی زندگی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ بعث۳ بعد الموت اس پر برزخی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اُخروی زندگی کا آغاز ہوتا ہے ۱۳ھ یہ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے بارے میں پیدا ہونے والے شبہ کا جواب ہے۔ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھلوں کا موجود ہونا شبہہ میں ڈالتا تھا کہ شاید یہ خارق عادت امور ان کے قبضۂ قدرت میں تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خارق عادت امور کا ظاہر ہونا، جن کا ذکر سورۂ آل عمران ع ۵ میں کیا گیا ہے۔ شبہہ میں ڈالتا تھا کہ شاید وہ بھی متصرف و مختار ہوں۔ نیز انجیل میں ان کے لئے لفظ ابن اللہ کا وارد ہونا (انجیل کی زبان میں جس کے معنی اللہ کے پیارے اور برگزیدہ کے ہیں) اس سے بھی وہم پڑتا تھا۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات ان کے حوالے کر دیئے ہوں یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان کر کے دونوں شبہوں کا رد کر دیا گیا۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ۱۴ھ ای تنحت وتباعدت (قرطبی ج ۱۱ ص ۹۰) یعنی اپنے گھر سے نکل کر دور مشرق کی جانب کسی جگہ چلی گئی۔ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا روح سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو نہایت خوبصورت آدمی کی شکل میں حضرت مریم کے سامنے نمودار ہوئے۔ جب حضرت مریم نے ایک غیر محرم کو اپنے سامنے دیکھا تو خیال کیا۔ کہ شاید بُرے ارادے سے آیا ہے۔ تو فوراً بول اٹھیں اِنِّیْۤ اَعُوْذُ الخ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا کی جزا محذوف ہے۔ ای فانی عائذۃ بالرحمٰن منک یعنی اگر تو پرہیزگار اور متقی ہے۔ تو بھی میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ بعض نے فاذھب اور بعض نے تتعظ جزا مقدر کی ہے۔ یعنی اگر تو نیک ہے تو میرے سامنے سے چلا جا یا میرے استعاذے سے سبق حاصل کر اور مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہ کر (کذا فی روح ج ۱۶ ص ۷۶) ۱۵ھ فرشتے نے جواب دیا۔ کہ میں بشر نہیں ہوں۔ میں

موضح قرآن ف۱ نشانی لوگوں کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہو گا اللہ کی قدرت ہے۔ ف۲ یعنی جننے کے وقت۔ ف۳ یہ آواز دی فرشتے نے اور زمین میں ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ ف۴ ان کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ منت درست نہیں۔

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا
اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ بُرا آدمی اور نہ
كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ
تھی تیری ماں بدکار ف پھر ہاتھ سے بتلایا ۲۱ اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر
نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ
بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا وہ بولا میں بندہ ہوں
اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِىْ
اللہ کا ۲۲ مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو
مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی
مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَتِىْ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا
جب تک میں رہوں زندہ ۲۳ اور سلوک کرنیوالا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست
شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ
بدبخت اور سلام ہے ۲۴ مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں
وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ
اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا ۲۵ سچی
الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ
بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں اللہ ایسا نہیں ۲۶ کہ
يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا
رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کا کرنا سو یہی
يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ
کہتا ہے اس کو کہ ہو تو وہ ہو جاتا ہے اور کہا بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

فرشتہ ہوں۔ اور تیرے پاس رب کا پیغام لے کر آیا ہوں تیرے رب نے فرمایا ہے اے مریم میں نے تیرے پاس یہ فرشتہ اس لئے بھیجا ہے: تاکہ تجھے فرزند عطا کروں۔ لِاَهَبَ لَكِ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی حکایت ہے۔ اور اصل میں عبارت اس طرح ہے۔ ای ربّك الذی قال ارسلت هذا الملك لاهب لك (قرطبی ج ۱۱ صلا روح ج ۱۶ صٰ۷۸) یا ہبۂ فرزند کی نسبت فرشتے کی طرف مجازی ہے۔ کیونکہ وہ اس کا سبب بن رہا ہے ای لاكون سببًا فی هبته بالنفخ فی الدرع (روح) اس سے اہلِ بدعت کا یہ شبہہ رفع ہوگیا۔ کہ غیر اللہ بھی اولاد دے سکتا ہے۔ جیسا کہ یہاں فرشتہ نے کہا تھا۔ کہ میں تمہیں بیٹا دینے آیا ہوں حاصل یہ کہ یہ قول فرشتے کا اپنا نہیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول جسے فرشتہ حضرت مریم صدیقہ تک پہنچا رہا ہے۔

۱۶ فرشتے کی باتیں سُن کر حضرت مریم کو سخت حیرت ہوئی۔ اور اس سے پُوچھنے لگیں کہ میرے بیٹا کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہ نکاح سے ہاتھ لگایا ہے نہ میں بدکار ہی ہوں۔ اس پر فرشتے نے کہا۔ کہ تیرے رب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مس بشر کے بغیر بیٹا پیدا کرنا میرے لئے مشکل نہیں۔ بلکہ یہ ایک آسان کام ہے اور میں اس طرح بغیر باپ بیٹا پیدا کر کے اسے اپنی قدرت کا اعجاز بناؤں گا۔ اور وہ ایمان والوں کے لئے باعثِ رحمت ہوگا اور یہ بات لوحِ محفوظ میں مقدر ہو چکی ہے یا ازل میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (امرًا مقضیًّا) محکمًا قد تعلق به قضاءنا الازلی او قد رُوسطر فی اللوح لابدّ من جریانه علیك البتة (ابو السعود ج ۹ ص) لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً اٰيَةً سے یہاں معجزہ مراد ہے یا اٰیۃً سے علامت مراد ہے یعنی بغیر باپ اس کی پیدائش کو اپنے کمال قدرت کی علامت اور دلیل بنا دوں ای ولنجعل وهب لغلام اٰیة لهم وبرهانا یستدلون به علی کمال قدرتنا (ابو السعود ج ۵ ص) مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ فرشتہ ہے۔ جو انسانی شکل میں ان کے سامنے آیا ہے نیز بیٹا پیدا ہونے کی کیفیت کا علم بھی نہیں تھا۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ وہ غیب داں نہ تھیں۔ اس لئے وہ متصرف و مختار بھی نہیں ہو سکتیں

۱۷ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک مارا جس سے وہ فورًا حاملہ ہو گئیں۔ فانتبذت به اور اس کے بعد فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ یعنی وہ اس کے فورًا بعد ایک دُور جگہ چلی گئی۔ اور پھر فورًا درد زہ ایک کھجور کے سایہ میں لے آیا۔ ان پر فار کا دخول جو تراخی بلا مہلت پر دلالت کرتی ہے اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے۔ کہ حمل کے فورًا بعد بچے کی پیدائش ہو گئی تھی اور مدت حمل لمبی نہیں ہوئی۔ (قرطبی ج ۱۱ ص۹۲) لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر مفسرین کا قول ہے۔ کہ مدت حمل ممتد تھی۔ جس طرح عام عورتوں کی ہوتی ہے۔ حضرت ابنِ عباس سے نو ماہ، عطا، ابو العالیہ اور ضحاک سے سات ماہ اور بعض سے چھ ماہ منقول ہیں۔ (کبیر ج ۵ ص۴۴۲ روح ج ۱۶ ص۷۹) **۱۸** نادٰی کا فاعل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ ابنِ عباس سے منقول ہے من تحتها یعنی حضرت مریم سے نیچے سَرِيًّا چھوٹی سی نالی جس میں وہاں سے پھوٹنے والے چشمہ کا پانی بہہ رہا تھا۔ وَهُزِّىْۤ اِلَيْكِ الخ جب حضرت مریم کو درد زہ کی تکلیف شروع ہوئی تو وہ ایک ایسی جگہ چلی گئیں۔ جو آس پاس کی زمین سے کچھ بلند تھی۔ وہاں کھجور کا درخت تھا اور نیچے پانی کی نہر تھی۔ جب وہ اپنی اس حالت پر اور تکلیف پر وہاں مغموم بیٹھی تھیں۔ اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے نیچے کھڑے ہو کر ان سے یہ گفتگو کی۔ کہ غم مت کرو۔ دیکھو تمہارے

موضح قرآن **ف** بہن ہارون کی یعنی بنی ہارون کی بہن دادے کا نام بولتے ہیں قوم کو جیسے عاد و ثمود کہ تھیں حضرت ہارون کی اولاد میں۔

پاؤں تلے چشمہ ابل رہا ہے اوپر کھجور کا درخت ہے۔ درخت کو جھٹکے سے ہلاؤ۔ اس سے کھجوریں گریں گی وہ کھاؤ۔ اور چشمہ سے پانی پیو اور اس طرح اپنا غم غلط کرو **ف۱۹** تساقط
کا فاعل النخلۃ ہے اور وہ ھزّی امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ فکلی واشربی علامہ آلوسی نے یہاں ایک لطیف نکتہ ذکر کیا ہے۔ یہاں بیان میں پانی کا ذکر کھجور کے
ذکر سے مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ کھانے کی نسبت پانی کی ضرورت اشد ہے۔ لیکن دونوں چیزوں کو استعمال کرنے کے موقع پر کھانے کو پینے پر مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ عادۃً کھانا
پینے پر مقدم ہے (روح ج ۱۶ صفحہ ۸۵) فَاِمَّا تَرَیِنَّ یہ بھی حضرت جبریل امین کا کلام ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت مریم صدیقہ کو یہ ہدایت فرمائی۔ کہ وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو

فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ
سو اس کی بندگی کرو **ف۲۷** یہ ہے راہ سیدھی پھر جدا جدا راہ اختیار کی
الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ
فرقوں نے **ف۲۸** ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو **ف۲۹** جس وقت
مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ ۙ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا
دیکھیں گے ایک دن بڑا کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن آئینگے ہمارے
لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾ وَ اَنْذِرْهُمْ
پاس پر بے انصاف آج کے دن صریح بہک رہے ہیں اور ڈر سنادے انکو
یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ
اس پچھتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ
لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَ مَنْ
یقین نہیں لاتے **ف** ہم وارث ہوں گے زمین کے **ف۳۰** اور جو کوئی
عَلَیْهَا وَ اِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ
زمین پر ہے اور وہ ہماری طرف پھر آئینگے اور مذکور کر کتاب میں
اِبْرٰهِیْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ
ابراہیم کا **ف۳۱** بے شک تھا وہ سچا نبی جب کہا
لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا
اپنے باپ کو **ف۳۲** اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ
یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ﴿۴۲﴾ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ
کام آئے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے **ف۳۳**
الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا
خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ

وقف لازم

ع ۲ ۵ ۵

لے کر اپنے گھر کو روانہ ہوں، تو راستہ میں اگر کوئی شخص ملے
اور تجھ سے بیٹے کے بارے میں سوال کرے۔ تو اشارے سے
اسے کہہ دینا۔ کہ میں نے اللہ کی نذر کا روزہ رکھا ہوا ہے۔
اس لئے کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ اس وقت کی شریعت
میں روزے کی حالت میں مفطراتِ ثلثہ (کھانا، پینا، جماع)
کے علاوہ کلام کرنے سے بھی پرہیز لازم تھا۔ یعنی جس طرح
روزے میں کھانا، پینا اور مباشرت جائز نہیں تھی۔ اسیطرح
بحالتِ روزہ کسی آدمی سے بات کرنا بھی جائز نہیں تھا۔ لیکن
ہماری شریعت میں ایسا روزہ جائز نہیں۔ بعض جاہل پیر
اور ان کے اندھے مرید کسی سے بات نہیں کرتے اور کہتے
ہیں۔ کہ انہوں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے، یہ ہماری
شریعت میں ہرگز جائز نہیں۔ المراد به الصوم عن
المفطرات المعلومة وعن الكلام وكانوا لا يتكلمون
فی صیامهم وكان قربة فی دینهم فیصح نذره و
قد نهی النبی صلی الله علیه وسلم عنه فهو
منسوخ فی شرعنا كما ذكره الجصاص فی كتاب
الاحكام وروی عن ابی بكر رضی الله تعالى
عنه انه دخل على امرأة
قد نذرت ان لا تتكلم
فقال ان الاسلام هدم
هذا فتكلمی (روح ج ۱۶ صفحہ ۸۶) **ف۲۰**
فَرِیًّا بہت بری بات۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
ولادت ہو گئی۔ تو حضرت مریم انہیں لے کر اپنے گھر آئیں
تو ان کی قوم کے لوگ یہ ماجرا دیکھ کر بول اٹھے۔ کہ اے
مریم تونے یہ کس قدر بری حرکت کی ہے۔ یَا اُخْتَ
هٰرُوْنَ الخ ہارون حضرت مریم کا باپ کی طرف سے
بھائی تھا۔ اور بہت نیک، پارسا اور عابد و زاہد تھا۔
وكان اخاها من ابیها ومن افضل بنی
اسرآئیل (مدارک ج ۳ صفحہ ۲۲) یعنی اے مریم! تُو تو
ہارون جیسے نیکوکار اور پارسا کی بہن ہے، تیرا باپ برا آدمی نہیں تھا نہ تیری ماں بدکار تھی۔ تونے یہ کیا کر ڈالا۔ **ف۲۱** حضرت مریم علیہا السلام کو چونکہ جبریل امین نے بوقت
بشارت بتا دیا تھا۔ کہ ان کے جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ عہد شیر خوارگی میں باتیں کرے گا۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران ع ۵ میں ہے وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا اس لئے انہوں
نے بچے کی طرف اشارہ کر کے انہیں بتایا۔ کہ وہ اس معاملے کی حقیقت اس سے پوچھیں۔ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ الخ اس پر لوگوں نے کہا۔ کہ ہم اس شیر خوار بچے سے کس طرح
باتیں کریں کبھی اس عمر کے بچوں نے بھی باتیں کی ہیں۔ **ف۲۲** حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً بول اٹھے۔ کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے کتاب بھی

موضح قرآن **ف** جب تک حشر کا دن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل بہشت میں جاویں گے۔ تب تک کافر بھی توقع میں ہونگے پھر موت کو مینڈھے کی صورت لاکر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافر ناامید ہوں گے۔

دی ہے اور مجھے بابرکت کیا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں۔ مجھے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ وَبَرًّا بِوَالِدَتِی الخ اور مجھے اس نے والدہ سے حسنِ سلوک
کرنے والا بنایا ہے اور مجھے سخت طبیعت اور سنگ دل نہیں بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ صرف والدہ ہی سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی زبان
پر بَرًّا بِوَالِدَتِی کے الفاظ جاری فرمائے۔ اور والدہ کے ساتھ والد کا ذکر نہیں ہے۔ **۲۳** یہاں مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں
تو وہ وہاں نماز کس طرح پڑھتے ہیں اور زکوۃ کس طرح دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ زندگی سے یہاں مطلق زندگی مراد نہیں۔ بلکہ متعارف زندگی مراد ہے

سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

سیدھی ۔ اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک شیطان ہے

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ

رحمٰن کا نافرمان ۔ اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں

يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ

آ لگے تجھ کو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جائے شیطان کا

وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ

ساتھی ف۱ ۔ وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے **۳۴** میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ

اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کروں گا اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت ۔ کہا

سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ

تیری سلامتی رہے **۳۵** میں گناہ بخشواؤں گا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر

حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ

مہربان ف۲ ۔ اور چھوڑتا ہوں تجھ کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور

اَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ عَسٰٓی اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾

میں بندگی کروں گا اپنے رب کی امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کی بندگی کر کر محروم

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا

پھر جب جدا ہوا ان سے **۳۶** اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا

اس کو اسحٰق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا ف۳ ۔ اور دیا ہم نے

ع ۳ / ۶

لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾

ان کو اپنی رحمت سے اور کیا ان کے واسطے سچا بول اونچا ف۴

یعنی وہ زندگی جو روئے زمین پر بسر کی جائے۔ وانت تعلم ان الظاھر المتبادر من المدۃ المذکورۃ مدۃ کونہ علیہ الصلوۃ و السلام حیًّا فی الدنیا علیٰ ما ھو المتعارف وذلک لا یشمل مدۃ کونہ علیہ السلام فی السمآء (روح ج ۱۶ ص ۹۰) دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز تو وہ آسمان پر بھی پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ باقی رہا زکوۃ کا سوال تو وہ ان پر فرض ہی نہیں کیونکہ آسمان پر ان کے پاس دولت کہاں؟ **۲۴** یہاں بھی بدستور تین مختلف زمانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں۔ یعنی (۱) ولادت کے بعد (۲) موت کے بعد اور بعث بعد الموت کے بعد۔ ولادت سے دنیوی زندگی شروع ہوتی ہے۔ جو موت پر ختم ہو جاتی ہے اور موت سے برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ جو دوبارہ جی اٹھنے تک ہے۔ اُس کے بعد اخروی زندگی ہے۔ **۲۵** ذٰلِكَ سے مذکورہ حالات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات یہ ہیں۔ کہ وہ خود محتاج تھے اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے تو وہ کس طرح متصرف و مختار ہو سکتے ہیں۔ **۲۶** یہ زجر ہے نصاریٰ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ولد کی نسبت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ولد اور نائب ہیں۔ فرمایا یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ولد اور نائب نہیں اور نہ اسے نائب کی ضرورت ہے۔ وہ تو ایسا قادر ہے کہ جو چاہے لفظ کُن سے پیدا کر لے۔ **۲۷** یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے اور اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ پر معطوف ہے۔ یعنی میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ ہی میرا اور تم سب کا رب اور کارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں اور منتیں دو۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ سے ماقبل کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف اللہ کی عبادت اور پکار کا مسئلہ ہی صراطِ مستقیم اور سیدھی راہ ہے ھذا ما ذکر من التوحید (روح ج ۱۶ ص ۹۲) (ھذا) الذی ذکرتُ (صراط مستقیم) فاعبدوہ ولا تشرکوا بہ شیئًا (مدارک ج ۳ ص ۲۷) اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اعلان کر رہے ہیں کہ صرف اللہ ہی کو پکارو

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آوے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں۔ ف۲ تیری سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹا باپ کو میٹھی بات کہہ کر نکل جاوے وہ بیٹا عاق نہیں اور گناہ بخشوانے کو انہوں نے وعدہ کیا تھا جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا۔ ف۳ یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اپنوں سے دور پڑے اللہ نے ان سے بہتر اپنے دیئے انسیت کو یہاں اسمٰعیل کا نام نہ فرمایا کہ وہ ان کے پاس نہیں رہے ف۴ یعنی ہمیشہ لوگ ان کی تعریف کرتے رہیں اور اُن پر رحمت بھیجتے۔

اس لئے وہ خود پکارے جانے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ ۲۸ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا۔ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن ہی میں توحید کا اعلان کر دیا۔ اور مذکورہ بیان سے حضرت مریم علیہا السلام کی الوہیت کی بھی نفی ہوتی ہے۔ تو پھر ان دونوں کو حاجات و مشکلات میں غائبانہ کیوں پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد نصاریٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے علماء سُو نے توحید کے خلاف شرک کی تبلیغ شروع کر دی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور نائب متصرف سمجھ کر پکارنے لگے۔ قالت النسطورية منهم هو ابن الله والملكانية ثالث ثلثة وقالت اليعقوبية هو الله (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۰۸) ۲۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ اسمع بهم و ابصر الخ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں۔ یعنی یہ مشرکین آج تو شرک و کفر کی گمراہی میں اندھے اور بہرے ہو رہے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور ان کی قوت سامعہ تیز ہو جائے گی۔ وانذرهم يوم الحسرة الخ قیامت کے دن کو یوم الحسرت (افسوس کا دن)، فرمایا۔ کیونکہ اس دن منکرین کو سخت افسوس ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا۔ اور غفلت اور لاپرواہی میں رہے۔ ۳۰ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ نفخۂ اولیٰ کے وقت سارا نظامِ عالم اور پوری دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پھر نفخۂ ثانیہ کے بعد تمام انسانوں کی خداوند تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ اس لئے وہ ہرگز پکارے جانے کے لائق نہیں ہیں۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰىٓ ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ
اور مذکور کر کتاب میں موسیٰ کا ۳۷ بے شک وہ تھا چنا ہوا اور تھا
رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۱ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ
رسول نبی ف۱ اور پکارا ہم نے اس کو داہنی طرف سے طور پہاڑ کی
وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝۵۲ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ
اور نزدیک بلایا اس کو بھید کہنے کو ف۲ اور بخشا ہم نے اس کو ۳۸ اپنی مہربانی سے بھائی اسکا
هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝۵۳ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ
ہارون نبی ف۳ اور مذکور کر کتاب میں اسمٰعیل کا وہ تھا
كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۴ وَكَانَ
وعدے کا سچا ۳۹ اور تھا رسول نبی ف۴ اور
يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ
حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور تھا اپنے
رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝۵۵ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ
رب کے نزدیک پسندیدہ اور مذکور کر کتاب میں ادریس کا ۴۰ وہ
كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝۵۶ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝۵۷ اُولٰۗىِٕكَ
تھا سچا نبی اور اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر ف۵ ف۶ یہ وہ
الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ
لوگ ہیں ۴۱ جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی
اٰدَمَ ۤ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ
اولاد میں اور ان میں جن کو سوار کر لیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں
وَاِسْرَاۗءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى
اور اسرائیل کی اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب انکو سنائیے

جواب شبہۂ ثالثہ

۳۱ یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو انبیاء علیہم السلام کے جد امجد ہیں وہ خود اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں۔ کہ غیر اللہ کو مت پکارو۔ وہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے وہ کس طرح متصرف و مختار اور معبود بن سکتے ہیں؟ حضرت زکریا علیہ السلام صرف یہود اور عیسیٰ و مریم علیہم السلام کو تو صرف انصاری پکارتے تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سب متصرف سمجھ کر پکارتے تھے۔ اس لئے اب ان کی الوہیت کی نفی کا شبہہ دور فرمایا۔ ۳۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح اور لقب آزر تھا۔ جو نہ صرف بت پرست تھا۔ بلکہ بت تراش بھی تھا۔ وہ بت بنا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کی زیادہ تحقیق سورہ انعام رکوع ۹ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مزید تحقیق سورۂ شعراء

موضح قرآن ف۱ جس کو اللہ سے وحی آوے وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں امت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں۔ ف۲ ان سے کلام ہوا بیچ میں فرشتہ نہ تھا۔ ف۳ یعنی انکے ساتھ مددگار ہوئے۔ ف۴ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہوں گا، وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی رہے۔ ف۵ لکھا ہے کہ حضرت ادریس پہلے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے حساب ستاروں کی چال کا اور لکھنا اور سینا کہتے ہیں انہیں سے سیکھا اخلق نے ملک الموت ان سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مانگی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعضے کہتے ہیں حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس وہ بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے۔ خضر کی طرح وہ بھی زندہ رہ گئے ہیں۔ **فتح الرحمٰن** ف۶ یعنی بر آسمان ۱۲ ۔

کے آخری رکوع کی تفسیر میں آئے گی. انشاءاللہ تعالیٰ لم تعبد ما لا یسمع الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بغیر کسی تمہید کے مسئلہ توحید کا منفی پہلو (جو نسبتاً زیادہ ناگوار گذرتا ہے) اپنے باپ کے سامنے پیش فرمادیا۔ یہ غالباً تبلیغ کا آخری موقع تھا. اس سے قبل توحید کا مثبت پہلو کئی بار بیان فرما چکے تھے۔ اس میں انہوں نے معبودانِ باطلہ کے تین نقائص بیان فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ پکارنے والے کی دعا اور پکار کو سن نہیں سکتے دوم یہ کہ وہ اپنے پکارنے والے کا خشوع وخضوع اور اس کا عجز وانکسار دیکھ نہیں سکتے. سوم یہ کہ وہ کسی کام نہیں آسکتے نہ وہ مشکلکشائی کر سکتے ہیں نہ حاجت روائی۔ ۳۳ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعوی کی صداقت کی دلیل ہے یعنی میرے پاس

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ۩ ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ
آتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے پھر ان کی جگہ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا
آئے ناخلف ۳۳ کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے
الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ
مزوں کے سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو مگر جس نے توبہ کی ۳۴ اور
اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں
وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ
اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا کچھ باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے
الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾
رحمٰن نے اپنے بندوں سے ان کے بن دیکھے بیشک ہے اس کے وعدے پر پہنچنا
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا
نہ سنیں گے وہاں بک بک سوائے سلام کے اور ان کے لئے ہے انکی روزی وہاں
بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا
صبح اور شام ۱ یہ وہ بہشت ہے جو میراث دینگے ہم اپنے بندوں میں
مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا
جو کوئی ہوگا پرہیزگار ۲ اور ہم نہیں اترتے ۳۸ مگر حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو
بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ مَا كَانَ
ہمارے آگے ہے ۵ ۳۹ اور جو ہمارے پیچھے ۲ اور جو اس کے بیچ میں ہے اور تیرا
رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا
رب نہیں ہے بھولنے والا ۳ رب آسمانوں کا اور زمین کا ۴۰ اور جو ان کے بیچ ہے

(حاشیہ) لا تجعل شیعہ ... ازاز تفہیمات ... (ہاتھ سے لکھی تحریر)

اللہ کی وحی کے ذریعے ایسا علم ہے، جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ اس لئے تم میرا اتباع کرو۔ اور توحید کو مان لو۔ دراصل یہی سیدھی راہ ہے لا تعبد الشیطن الخ معبودان باطلہ کی عبادت کو شیطان کی عبادت اس لئے فرمایا. کہ شیطان ہی انسان کو گمراہ کرکے اس سے شرک کراتا ہے، یا اس لئے کہ شیطان بزرگوں کی صورت اختیار کرکے مشرکین کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ الخ یہ تخویف اُخروی ہے۔ ۳۴ یہ ابراہیم علیہ السلام کو باپ کی طرف سے دھمکی ہے. کہ تو میرے معبودوں کے اس قدر خلاف ہے. خبردار اگر تم اس روش سے باز نہ آئے. تو میں تجھے سنگسار کردوں گا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے. کہ تم یہاں سے اپنی عزت بچا کر چلے جاؤ۔ مَلِيًّا ای اعتزلنی سالم العرض لا يصيبك منی معرة قاله ابن عباس (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۲) بعض نے ملیّاً کی تفسیر دهرًا طویلا سے کی ہے یعنی طویل عرصہ تک مجھ سے دُور رہو۔ ۳۵ یہ سلام تحیہ نہیں. بلکہ سلام متارکت ہے۔ والجمهور على ان المراد بسلامه المسالمة التی هی المتارکة لا التحیة (قرطبی) حَفِيًّا مہربان اعتزلكم الخ سا ستغفر پر معطوف ہے یعنی میں تمہارے پاس سے اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے دور چلا جاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کو پکاروں گا اور مجھے امید ہے. کہ وہ مجھے خائب وخاسر نہیں فرمائے گا. اور تمہاری جدائی کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ ۳۶ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے اور ان کے معبودوں سے کنارہ کش ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ سے فرزند کے لئے دعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹا اسحٰق عطا فرمایا۔ اور اسحاق کو یعقوب عطا کیا علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور ان دونوں کو نبوت عطا فرمائی۔ اور ان کی اولاد کو برکت دی۔ لسان صدق الخ لسان سے مجازاً کلام مراد ہے اور مرکب اضافی سے لوگوں کی مدح وثنا مراد ہے. یعنی ہم نے دنیا میں ان کا اچھا ذکر ان کی یادگار بنا دیا. کہ دنیا کے تمام لوگ ہر زمانے میں ان کو اچھائی سے یاد کرتے ہیں۔ لسان الصدق الثناء الحسن الباقی علیهم آخر الابد قال ابن عباس (بحر ج ۶ ص ۱۹۴) ۳۷ تین انبیاء

موضح قرآن ف۱ بک بک نہ سنیں گے اور سلام علیک کی آواز بلند سنیں گے۔ ف۲ میراث آدم کی کہ اول ان کو بہشت ملی ہے۔ ف۳ ایک بار جبرئیل کئی روز نہ آئے جب آئے حضرت نے کہا تم ہر روز کیوں نہیں آتے، اللہ تعالیٰ نے یہ کلام سکھایا جبرئیل کو کہ جواب یوں کہو کلام ہے اللہ کا جبرئیل کی طرف سے جیسا ایاک نعبد وایاک نستعین ہم کو سکھایا اور ہمارے آگے پیچھے کہا، آسمان وزمین کو اترتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے، چڑھتے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قیامت ۱۲ ف۲ یعنی از ابتدا ءِ خلق وآسمان وزمین ۱۲۔

علیہم السلام کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تین کا بالاختصار ذکر فرمایا۔ حضرت موسیٰ، حضرت اسمٰعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام یعنی یہ تمام ہمارے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ لہٰذا جو خود عاجز اور محتاج ہوں۔ وہ دوسروں کے کارساز اور متصرف کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ ہمارے برگزیدہ اور مکرم بندے تھے۔ لیکن متصرف نہیں تھے۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ حضرت ادریس علیہ السلام کو اور مشرکین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پکارتے تھے ان آیتوں ہیں اس کی نفی کی گئی کہ یہ برگزیدہ پیغمبر کارساز نہ تھے۔ **ف۳۸** یہ تمام انعامات ہم نے ان کو عطا کئے تھے وہ خود مختار و متصرف نہیں تھے۔ **ف۳۹** حضرت اسمٰعیل علیہ السلام وعدے کے سچے اور اللہ کے رسول تھے۔ وَكَانَ يَأْمُرُ الخ وہ اللہ تعالیٰ

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾

سو اسی کی بندگی کر اور قائم رہ اس کی بندگی پر کسی کو پہچانتا ہے تو اسکے نام کا ف۱

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾

اور کہتا ہے آدمی ف۲ کیا جب میں مرجاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہوکر

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ

کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ

شَيْـــًٔا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ

چیز نہ تھا سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلائینگے ان کو اور شیطانوں کو پھر

لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ

سامنے لائینگے گرد دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ہوئے ف۳ پھر جدا کرلیں گے ہم

مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾

ہر ایک فرقہ میں سے جو نسا ان میں سے سخت رکھتا تھا رحمٰن سے اکڑ

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَ

پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں داخل ہونے کے اور

اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾

کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہوچکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾

پھر بچائیں گے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دینگے گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے ف۴

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جب سنائے ان کو ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ

ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی لگتی ہے

کے اس قدر فرمانبردار تھے۔ کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھی تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں بجالانے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اور اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ جو خود اس حد تک اللہ کا فرمانبردار ہو۔ وہ کس طرح متصرف ہو سکتا ہے۔ **ف۴۰** حضرت ادریس علیہ السلام بھی بہت ہی سچے اور اللہ کے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ لیکن وہ متصرف و کارساز نہ تھے۔ **ف۴۱** یہ اشارہ مذکورہ چھ پیغمبروں کی طرف ہے۔ یعنی ان تمام پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام سے نوازا۔ حضرت آدم کی اولاد سے جیسا کہ ادریس علیہ السلام اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے آباء و اجداد کو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ طوفان سے بچایا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کچھ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے یعنی اسمٰعیل علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے یعنی حضرت زکریا، عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام، اس آیت میں چھ طریقوں سے ان انبیاء علیہم السلام سے الوہیت کی نفی کی گئی ہے۔ اول انعم اللہ علیہم اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے انعامات سے نوازا دوم من ذریۃ آدم الخ یہ سب اولاد آدم ہیں۔ سوم ھدینا ہم نے ان کی صراط مستقیم (راہ توحید) کی طرف راہنمائی کی چہارم واجتبینا ہم نے ان کو دوسروں پر فوقیت دی اور بلند مراتب عطا کئے پنجم و ششم واذا تتلی علیہم الخ جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتیں تو وہ اظہار عجز کے طور پر سجدے میں گر جاتے اور ہمارے خوف سے روتے رہتے۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ سب ہمارے برگزیدہ بندے تھے۔ ہم نے ان کو سیدھی راہ دکھائی جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتیں۔ تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور وہ اللہ کے آگے سجدے میں گر پڑتے اور اسی کو پکارتے اور اسی سے سب کچھ مانگتے تھے۔ تو جو لوگ اپنے ماں باپ کی اولاد ہوں۔ اور اپنے وجود میں دوسروں کے محتاج ہوں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی ہو۔ اور جن کو دوسروں سے بلند شان

موضح قرآن **ف۱** اللہ کے نام سب اس کی صفت ہیں یعنی کوئی ہے اس صفت کا۔ **ف۲** مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور چین سے بیٹھ نہ سکیں گے یہی ہوا گھٹنوں پر گرنا۔ **ف۳** بہشت کی راہ ہیں مگر دوزخ کے منہ میں دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اس کا دنیا سے بڑا کنارے سے کنارے تک راہ پڑی ہے بال برابر تیز جیسے تلوار اور کانپتی، ایمان والے اُس پر سلامت گذر جاویں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے نکلیں گے اور شفاعت سے اور ارحم الراحمین کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے سچے دل سے سب نکلیں گے اور کافر رہ جائیں گے پھر اس کا منہ بند ہوگا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی مانندی ۱۲ **ف۲** یعنی آدمی کافر ۱۲۔

عطا کیا ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے ہوں۔ وہ کسی طرح بھی متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ **۴۲** یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے۔ کہ
جب تمام انبیاء علیہم السلام صرف اللہ ہی کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو کیوں متصرف سمجھ کر پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ ان کے بعد بُرے لوگوں نے ان
کے دین کو اور توحید کو ضائع کر دیا۔ اور اللہ کی پکار کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے لگے۔ یہ حق اور مسئلہ توحید سے باغیوں کی جماعت تھی۔ خلفٌ۔ ناخلاف اور بُرے لوگ الخلف
الردیٔ (مفردات)، ان ناخلف لوگوں نے نماز جیسی اہم اور تمام عبادات کی جامع عبادت کو چھوڑ دیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں منہمک ہو گئے۔ اضاعت صلوٰۃ سے یا تو
ترک نماز مراد ہے یا مطلب یہ ہے۔ کہ انہوں نے خالص اللہ کی دعا اور پکار کو ضائع کر کے غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ فسوف یلقون غیًّا اس میں تخویف اخروی ہے۔ غیًّا ای ضلالًا یعنی گمراہی لیکن یہاں مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ ای جزآء الغی قالہ الزجاج (کبیر ج ۵ ص۵۵۸) یعنی وہ گمراہی کی سزا پائیں گے۔ **۴۳** یہاں سے لے کر مَنْ کَانَ تَقِیًّا تک بشارت اُخروی ہے۔ یہ مستثنیٰ منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔ مَنْ تَابَ الخ موصول مع صلہ مبتدا ہے اور فاولٰئک یدخلون الخ جملہ اس کی خبر ہے۔ تلک الجنۃ الخ سے پہلے یقال لھم محذوف ہے۔ یعنی قیامت کے دن اہل جنت سے یہ بات کہی جائے گی۔ تَقِیًّا یعنی جو شرک سے بچتا رہا۔ اور اللہ کی توحید پر قائم رہا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن داؤد ابن ابی ھند انہ الموحد فتذکر و لاتغفل (روح ج ۱۶ ص۱۳۱) من کان تقیا عن الشرک (مدارک ج ۳ ص۳۲)

نَدِیًّا ﴿۷۳﴾ وَکَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ
مجلس ف۱ ف اور کتنی ہلاک کر چکے ہم ف۲ پہلے ان سے جماعتیں وہ ان سے بہتر تھے
اَثَاثًا وَّرِءْیًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ کَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ
سامان میں اور نمود میں تو کہہ جو رہا بھٹکتا ف۳ سو چاہیے اسکو کھینچ
لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ
لے جائے رحمٰن لمبا ف یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ ہوا تھا ان سے
اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ
یا آفت اور یا قیامت سو تب معلوم کر لیں گے کس کا
هُوَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَیَزِیْدُ اللّٰهُ
برا ہے مکان اور کس کی فوج کمزور ہے ف اور بڑھاتا جاتا ہے اللہ
الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًی ؕ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ
سوجھنے والوں کو سوجھ ۵۳ اور باقی رہنے والی نیکیاں
خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَیْتَ
بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر پھر جانے کو جگہ ف بھلا تو نے دیکھا
الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ
۵۴ اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مل کر رہیگا مال اور
وَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ
اولاد ف ف کیا جھانک آیا ہے غیب کو ۵۵ یا لے رکھا ہے رحمٰن سے
عَهْدًا ﴿۷۸﴾ کَلَّا ؕ سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ
عہد یہ نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور بڑھاتے جائینگے اسکو
الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾
عذاب میں لمبا اور ہم لے لینگے اسکے مرنے پر جو کچھ وہ بتلا رہا ہے اور آئیگا ہمارے پاس اکیلا

جواب شبہ رابعہ

۴۴ یہ فرشتوں کے بارے میں شبہہ کا جواب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال تو تم نے سن لیا۔ کہ وہ سب عاجز اور خدا کے محتاج تھے۔ اب فرشتوں کا حال بھی سن لو۔ جن کو تم مختار و متصرف سمجھتے ہو وہ تو اللہ کے حکم کے اس قدر پابند ہیں۔ کہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں آ سکتے تو متصرف کس طرح بن سکتے ہیں مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ جب مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں آپ نے کل آئندہ جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر اس کے ساتھ آپ انشآء اللہ کہنا بھول گئے۔ اللہ کی طرف سے وحی کی آمد کا سلسلہ کئی روز کے لئے رُک گیا۔ جب عرصہ دو ہفتے کے بعد جبریل امین نازل ہوئے۔ تو آپ نے اس سے اتنے دن نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام کے

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا کی رونق میں مقابلہ دیتے ہیں ف۲ یعنی بہکاوے میں جانے دے کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے بھلا بُرا پاویں گے آخرت میں یہاں نیک و بد بھلائی بُرائی میں شامل ہیں ف۳ فوج یعنی مددگار کافر اپنا مددگار سمجھتے ہیں بتوں کو اور ایمان والے اللہ کو۔ ف۴ یعنی دنیا کی رونق رب کے یہاں کام کی نہیں، نیکیاں سب رہیں گی اور دنیا نہ رہے گی۔ ف۵ ایک کافر مالدار ایک لوہار مسلمان کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دوں اس نے کہا اگر تو مرے اور پھر جیوے تو بھی میں منکر نہ ہوں، اس نے کہا اگر پھر جیوں گا تو بھی مال و اولاد وہاں بھی ہو گا تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے کافر چاہیے کہ یہاں کی دولت وہاں ملے سو نہیں۔ ف جو بتاتا ہے یعنی مال اور اولاد اُس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعزت دنیا مغرور شدند ۱۲۔ ف۲ یعنی در قیامت ۱۲۔

قول کی حکایت ہے۔ یعنی ہم اپنی مرضی سے نہیں آسکتے بلکہ ہم امرالٰہی کے پابند ہیں۔ جب حکم ہوتا ہے آجاتے ہیں ولکنی عبد ماموراذا بعثت نزلت واذا حبست احتبست (روح) ۴۵ مابین ایدینا (جو کچھ ہمارے سامنے ہے) سے زمان مستقبل وما خلفنا (جو کچھ ہمارے پیچھے ہے) سے زمان ماضی اور وما بین ذٰلک (اور جو کچھ اس کے درمیان ہے) سے زمانہ حال مراد ہے۔ تمام زمانے اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں اس لئے ہم کسی وقت بھی اللہ کے سوا دم نہیں مار سکتے۔ لہٗ ظرف کی بتدا پر تقدیم حصر کے لئے ہے، لہ مابین ایدینا الخ ای لا لنا۔ وماکان ربّك نسیًّا یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز سے بے خبر نہیں وہ عیب داں ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ ۴۶ شبہات دور کرکے بعد دعوٰی سورت کو بیان فرمایا۔ کہ زمین و آسمان یعنی ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی ہی کو پکارو۔ واصطبر لعبادتہٖ اور اسی کی عبادت اور پکار پر پابند ہو جاؤ۔ کیونکہ متصرف اور کارساز وہی ہے۔ اور کوئی نہیں ھل تعلم لہ سمیًّا یعنی ہم صفت اور مثل۔ استفہام انکار کے لئے ہے یعنی وہ اپنی صفات کارسازی میں یکتا اور بے مثل ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾

اور پکڑ رکھا ہے لوگوں نے ۵۶ اللہ کے سوا اوروں کو معبود تاکہ وہ ہوں ان کے لئے مددگار

كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ

ہرگز نہیں ۵۷ وہ منکر ہوں گے ان کی بندگی سے اور ہو جائیں گے ان کے

ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى

مخالف تو نے نہیں دیکھا ۵۸ کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان

الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ

منکروں پر اچھالتے ہیں ان کو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر ان پر

إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى

ہم تو پوری کرتے ہیں ان کی گنتی جس دن ہم اکٹھا کر لائیں گے ۵۹ پرہیزگاروں کو

الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ

رحمٰن کے پاس مہمان بلائے ہوئے اور ہانک لے جائیں گے گنہگاروں کو

جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ

دوزخ کی طرف پیاسے نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا ۶۰ مگر جس نے

اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

لے لیا ہے رحمٰن سے وعدہ ف۱ ف۱ اور لوگ کہتے ہیں رحمٰن

الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ

رکھتا ہے اولاد ۶۱ بے شک تم آ پھنسے ہو بھاری چیز میں ف۲ ابھی

السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ

آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں

الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾

پہاڑ ڈھے کر اس پر کہ پکارتے ہیں رحمٰن کے نام پر اولاد

حصہ دوم

۴۷ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے پہلے حصے میں چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد اس حصے میں شکوے، زجریں، تخویفیں، بشارتیں اور تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کی گئی ہے۔ یہ شکوی ہے۔ یعنی نادان انسان کہتا ہے۔ کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا۔ اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ یہ شکوے کا جواب ہے۔ یعنی انسان کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ نہیں تھا نیست اور معدوم تھا، تو ہم نے اسے نیست سے ہست اور معدوم سے موجود کر دیا تو کیا اب ہم اس کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے۔ ۴۸ یہ تخویف اخروی ہے۔ الشیاطین اس سے شیاطین الجن والانس مراد ہیں۔ یعنی جنوں کے علاوہ وہ مولوی اور پیر جو ان کو گمراہ کرتے رہے یا ان کے ہمزاد جو انہیں گمراہ کیا کرتے تھے۔ یعنی کفار و مشرکین اپنے ہمزادوں کیساتھ میدانِ حشر میں لائے جائیں گے۔ والمعنی انھم یحشرون مع قرنائھم من الشیاطین الذین اغووھم یقرنون کل کافر مع شیطان فی سلسلۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۲) پھر ان سب کو جہنم کے گرد جمع کیا جائے گا۔ ثمّ لننزعنّ الخ پھر تمام سرکش جماعتوں کو کفر و انکار اور سرکشی کے اعتبار سے اس طرح مرتب کریں گے۔ کہ ہر جماعت کے سب سے زیادہ سرکش اور معاندین کو پہلی صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان سے کم سرکش لوگوں کو درجہ بدرجہ کھڑا کیا جائے گا۔ عتیًّا انتہائی سرکشی۔ ان معنی "ثم لننزعنّ من کلّ شیعۃ" ثم لتنزعنّ من کل فرقۃ الاعتی فالاعتی کانہ یبتدأ بالتعذیب باشدھم عتیًّا ثمّ الذی یلیہ وھذا نص کلام ابی اسحٰق فی معنی الآیۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۴) ۴۹ ثمّ تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ یعنی ہمیں معلوم ہے۔ کہ ان میں سب سے پہلے جہنم میں داخل کئے جانے کا مستحق کون ہے وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کرے گا۔ ف۲ یعنی بھاری گناہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مسلمان شدہ و وعدۂ ثواب را مستحق گشتہ ۱۲۔

ورود سے یہاں دخول مراد نہیں ۔بلکہ اس سے پُلصراط پر سے گذرنا مراد ہے جو دوزخ کے اوپر ہوگی۔ عن الحسن الورود المرور علیہا من غیر دخول و رُوی ذلك عن قتادة وذلك المرور علی الصراط الموضوع علی متنها الخ (روح ج ۱۶ ص۱۲۲) الورود المرعلی الصراط وروی عن ابن عباس وابن مسعود وکعب الاحبار والسدی (قرطبی ج ۱۱ ص۱۳۶) **۵۰** ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں کہ جب سب لوگ جہنم کے اوپر سے گذریں گے اس سے کچھ عرصہ بعد متقین کو نجات دی جائیگی بلکہ یہ کام گذرنے سے بالکل متصل ہوگا لہٰذا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے بعد پھر یہ بات بھی سن لو۔ کہ جو لوگ شرک سے بچتے رہے ان کو جہنم سے بچالیں گے۔ اور مشرکین کو گھٹنوں کے بل آتش جہنم میں چھوڑ دیں گے۔ وَاِذَا تُتْلٰی الخ یہ شکوی ہے نَدِیًّا ای مجلسًا و مجتمعًا یعنی مشرکین کو جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتیں تو وہ جواب میں کہتے ان مسلمانوں نے ان آیتوں کو مان کر کیا حاصل کیا ہے۔ ہماری محفلیں کس قدر پُرشوکت اور شاہانہ ہیں اور دنیا میں جاہ وجلال حاصل ہے مگر مسلمان ہمارے مقابلے میں فقیر اور مفلس ہیں۔ دنیا میں کن کی محفلیں پُرشوکت اور شاہانہ ہیں۔ **۵۱** تخویف دنیوی اَثَاثًا ساز وسامان رِءْيًا منظر یہ دنیوی شان وشوکت پر ناز کرنے والے مشرکین مغرور نہ ہوں۔ ہم ان سے بھی زیادہ مال ودولت اور شان وشوکت والے قرنوں کے قرن تباہ وبرباد کرچکے ہیں یہ بیچارے ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ **۵۲** یہ زجر ہے۔ جو لوگ دنیوی مال وجاہ پر مغرور ہو کر گمراہی اور ضد وعناد میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ڈھیل دے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وعدہ کے مطابق اللہ کا عذاب آجائے۔ یا قیامت قائم ہو جائے۔ فسیعلمون الخ اب تو نہیں مانتے۔ لیکن اسوقت انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ فریقین (مومنین اور کفار) میں سے بُرا ٹھکانا کس کا ہے۔ اور کس کے انصار واعوان کمزور ہیں۔ دنیا میں مشرکین جن بزرگوں کو متصرف وکارساز سمجھ کر پوجتے اور پکارتے ہیں۔ ان کے بارے میں انکا خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر آڑے وقت میں ان کے کام آئیں گے۔ لیکن خدا کا عذاب آنے پر کوئی کام نہیں آتا۔ اللہ کے سوا تمام سہارے بیکار اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ و انما ذکر ذلك ردًّا لما کانوا یزعمون من اَنَّ لهم اعوانًا من شرکآءهم (روح ج ۱۶ ص۱۲۷) **۵۳** اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ایمان پر ثبات واستقلال عطا فرماتا ہے، ویثبت الله المؤمنین علی الهدی و یزیدهم فی النصرة الخ (قرطبی ج ۱۱ ص۱۴۴) والبٰقیٰتُ الصّٰلِحٰتُ الخ مشرکین اور کفار دنیوی مال وزر پر مغرور اور ظاہری جاہ وجلال پر نازاں ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں فانی اور زوال پذیر ہیں۔ البتہ ایمان اور اعمال صالحہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ آخرت میں جن کا اچھا بدلہ ملے گا۔ اور نیک انجام ہوگا۔ **۵۴** شکوی مع تخویف۔ ائمہ سنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عاص بن وائل کے ذمہ ان کی کچھ مزدوری تھی۔ وہ ایک دن اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے لئے گئے تو عاص نے کہا۔ جب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر نہیں کرے گا اور خدا کے ساتھ شرک نہیں بنائے گا۔ اس وقت تک

وَمَا يَنۢبَغِىْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ

اور نہیں پھبتا رحمٰن کو کہ رکھے اولاد کوئی نہیں آسمان میں

وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾

اور زمین میں جو نہ آئے رحمٰن کا بندہ ہو کر اسکے پاس انکی شمار ہے اور گن رکھی ہے انکی گنتی

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ہر ایک ان میں سے آئیگا اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا البتہ جو یقین لائے ہیں ۵۳

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾

اور کی ہیں انہوں نے نیکیاں ان کو دے گا رحمٰن محبت ف۱

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ

سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن ۵۵ تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشخبری سنائے تو ڈرنے والوں کو

تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ

اور ڈرائے جھگڑالو لوگوں کو اور بہت ہلاک کر چکے ہم ان سے پہلے ۵۶

قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

جماعتیں آہٹ پاتا ہے تو ان میں سے کسی کی یا سنتا ہے ان کی بھنک

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمٰنُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ طٰہٰ مکی ہے اور اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا

۱ اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے ۳ مگر

تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ

نصیحت کے واسطے اس کی جو ڈرتا ہے اتارا ہوا ہے اس کا کہ جس نے بنائی

موضح قرآن ف۱ یعنی ان سے محبت کرے گا یا اُن کے دل میں اپنی محبت پیدا کریگا یا خلق کے دل میں اُن کی محبت ڈالے گا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی با یکدیگر دوست باشند ۱۲۔

میں تمہیں مزدوری نہیں دوں گا۔ جواباً حضرت خباب نے کہا میں تو کبھی کفر نہیں کروں گا۔ اگرچہ کہ تو مر جائے اور پھر دوبارہ زندہ ہو جائے۔ عاص بول اٹھا کیا مرنے کے بعد مجھے پھر زندہ کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہے تو میں وہیں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ کیونکہ یہاں کی طرح وہاں بھی میرے پاس آل اولاد اور مال وزر کی کثرت ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **۵۵** اَطَّلَعَ اصل میں اِطْتَلَعَ بروزن اِفْتَعَلَ تھا۔ فائے افتعال کے مقابلے میں طا واقع ہونے کی وجہ سے تائے افتعال کو طا سے بدل دیا گیا۔ اور اول کو ثانی میں ادغام کر دیا گیا۔ اور ہمزہ وصل مابین سے ساقط ہو گیا۔ تو اَطَّلَعَ ہو گیا۔ یعنی جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ اگر قیامت آئی۔ تو اس وقت بھی اس کے پاس دولت بکثرت ہوگی۔ کیا وہ غیب جانتا ہے۔ کہ اسے یہ بات معلوم ہے یا خدا سے اس نے کوئی اس بات کا عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں اس لئے اس کا دعویٰ غلط ہے۔ سنکتب مایقول وہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ ہم اسے لکھوا رہے ہیں اور کفر و انکار کے علاوہ ہمارے احکام سے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ کیا جائے گا۔ اور جس مال و اولاد کا اسے گھمنڈ ہے۔ وہ سب کچھ ہم اس سے سلب کر لیں گے اور قیامت کے دن تن تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا۔ اس کے ساتھ نہ اولاد ہوگی، نہ قبیلہ، نہ دولت۔ ای منفرداً لامال له ولاولد ولاعشیرۃ تنصرہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۴۵) **۵٦** یہ زجر ہے۔ عِزًّا سے مراد اعوان و انصار ہیں۔ جو دنیا و آخرت کے ہر میدان میں ان کے کام آئیں۔ ای لیعتزوا بالھتھم ویکونوا لھم شفعاء و انصارا ینقذ ونھم من العذاب (مدارک ج ۳ ص ۳۵) اس آیت میں مشرکین کے شرک کی اصل غرض و غایت بیان فرما دی کہ انہوں نے اللہ کے سوا جو معبود بنا رکھے ہیں اور جن کی عبادت کرتے اور جن کے نام کی نذریں منتیں دیتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ ان کی مدد کریں۔ اور خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں۔ یہ اس حصے کی مرکزی آیت ہے اور اس میں سورت کی ایک خصوصیت کا بیان ہے۔ **۵۷** یہ مشرکین کا رد ہے۔ کہ جس غرض کے لئے انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ وہ غرض انہیں کبھی میسر نہیں ہوگی۔ اللہ کے بندے ان کی عبادت پر خوش ہونے کے بجائے قیامت کے دن ان کی عبادت اور پکار کا انکار کریں گے۔ اور ان مشرکین کے خلاف ہو جائیں گے۔ یہ آیت انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور فرشتوں کے حق میں ہے۔ **۵۸** ہم نے ان پر شیاطین کو مسلط کر رکھا ہے۔ جو انہیں گناہوں کی ترغیب دیتے۔ اور انہیں کفر و شرک پر اکساتے رہتے ہیں۔ تؤزّھم ازّا ای تغریھم و تھیجھم علی المعاصی (روح ج ۱٦ ص ۱۳۶) فلا تعجل علیھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے۔ کہ آپ یہ خیال نہ فرمائیں۔ کہ ان کے تمرد و عناد اور ان کے معاصی کے پیش نظر تو انہیں اب تک عذاب خداوندی سے ہلاک ہو جانا چاہیئے تھا۔ انّما نعدّ لھم عدًّا الخ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اب ان کی ہلاکت و تباہی کا وقت بالکل قریب آچکا ہے اور معدودے چند ایام باقی رہ گئے ہیں۔ **۵۹** یہ بشارت اخروی ہے۔ وفدًا ای رکبانًا (روح) یعنی قیامت کے دن متقی اور شرک سے بچنے والوں کو عزت و احترام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کیا جائے گا۔ ونسوق المجرمین الخ یہ تخویف اخروی۔ **٦٠** یہ سورت کی خصوصیت کا بیان ہے اور اس سے شفاعت قہری کی نفی مقصود ہے۔ اِلَّا من اتّخذ عند الرّحمٰن عھدًا شفاعت وہی کر سکے گا، جسے اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی۔ لیکن شفاعت قہری کی اجازت تو کسی کو نہیں ہوگی۔ یا عھدًا سے عہد توحید مراد ہے۔ یعنی قیامت کے دن صرف ان گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی۔ جو اہل توحید ہوں گے۔ قال ابن عباس العھد لا اله الا الله اس صورت میں اس سے مراد مشفوع لہٗ ہے یا یہ شافعین کے حق میں ہے۔ یعنی گنہگاروں کی سفارش صرف وہی لوگ کر سکیں گے۔ جنہوں نے دنیا میں شرک نہیں کیا۔ اور ان کا خاتمہ توحید پر ہوا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کا قول ہے۔ وقال مقاتل وابن عباس ایضًا لا یشفع الّا من شھد ان لاالٰه الّا الله وتبرأ من الحول والقوّۃ الّا لله ولا یرجوا الّا الله تعالٰی (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۵۴) **٦١** یہ شکوی ہے سورۂ کہف کی ابتداء میں فرمایا وینذر الذین قالوا اتّخذ الله ولدًا یعنی ان لوگوں کو زجر و تخویف سنائی جو اللہ کے سوا اوروں کو نائب و متصرف سمجھتے تھے اس کے بعد سورۂ کہف اور مریم میں مشرکین کے شبہات کا ازالہ کیا گیا اب آخر میں ازالہ شبہات کے بعد سورۂ کہف والے شکوے کا اعادہ کیا گیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں اور اللہ کے سوا اوروں کو متصرف اور کارساز سمجھنا بہت بڑا جرم ہے اور ولد سے یہاں ولد حقیقی مراد نہیں ہے۔ بلکہ نائب اور سفارشی مراد ہے جیسا کہ اتّخذ کی تعبیر بتا رہی ہے۔ لقد جئتم شیئًا ادًّا سے اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا تک مشرکین کے قول مذکور کی شناعت و قباحت کو نہایت زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ شیئًا ادًّا بہت بڑی بھاری بات المنکر العظیم ھدًّا تخرّ کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ ان ادعوا سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای لان دعوا حاصل یہ کہ انہوں نے ایسی شنیع اور گستاخانہ بات منہ سے نکالی ہے کہ اسے سن کر اگر آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ تو کچھ بعید نہیں۔ اس گستاخانہ بات پر اگر غضب الٰہی بھڑک اٹھے۔ تو سارا نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ **٦٢** اس میں مشرکین کے قول فظیع کا رد ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے اور اس کے سامنے عاجز و منقاد ہے۔ جن کو مشرکین اللہ تعالیٰ کے ولد قرار دیتے ہیں۔ یعنی فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وہ بھی اللہ کے مملوک، اس کے مطیع و فرمانبردار اور اس کے عاجز بندے ہیں۔ اس لئے وہ معبود ہونے اور صفات کارسازی میں اللہ کے نائب ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ والمراد انّه ما من معبود لھم فی السّمٰوٰت والارض من الملٰٓئکۃ والناس الّا وھو یاتی الرحمٰن ای یاوی الیه ویلتجی الی ربوبیته عبدًا منقادًا مطیعًا خاشعًا راجیًا کما یفعل العبید (کبیر ج ۵ ص ۵۳۰) **٦٣** وہ سب اللہ تعالیٰ کے احاطۂ علم و قدرت میں ہیں۔ ان کے تمام حالات کو جانتا ہے۔ وَکُلُّھُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَرْدًا قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے اکا و تنہا حاضر ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی سفارشی اور یار و مددگار نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ مراد یہ ہے کہ ہر عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ ای کل واحد من اھل السّمٰوٰت والارض العابدین والمعبودین اٰتیه عزّوجلّ منفردًا عن الاٰخر فینفرد العابدون عن الاٰلھۃ الّتی زعموا انّھا انصارٌ و شفعآء والمعبودون عن الاتباع الّذین عبدوھم الخ (روح ج ۱٦ ص ۱۴۲) **٦٤** مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دے گا۔ یا خود ان سے محبت کرے گا۔ یا لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ **٦٥** یہ تمام سورت سے متعلق ہے۔ اور اس آیت میں نہایت اختصار سے اس مضمون کو ذکر کیا گیا ہے، جو سورہ کہف کی ابتدائی

آیتوں میں مذکور ہے۔ یعنی شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اتخاذ ولد کی نسبت سے احتراز کرنے والوں کو خوشخبری سنانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ولد اور نائب کی نسبت کرنے والے مشرکین کو ڈرسنانا۔ یہاں پہلی جماعت کو المتقین سے اور دوسرے فریق کو قَوْمًا لُدًّا سے تعبیر کیا گیا۔ ۶۶ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تخویف مشرکین کے ضمن میں حضور علیہ السلام سے ان کی ہلاکت کا وعدہ بھی ہے۔ یعنی اس سے قبل ایسے بے شمار معاندین کو ہلاک کر چکے ہیں جن کا دنیا سے نام ونشان مٹ چکا ہے۔ اور ان کا ذکر اذکار بالکلیہ محو ہو چکا ہے، آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔ والمعنے اھلکنٰھم بالکلیۃ واستأصلناھم بحیث لا ترٰی منھم احدًا ولا نسمع منھم صوتا خفیا فضلاً عن غیرہ (روح ج ۱۶ ص ۱۴۴)

سورۂ مریم میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا۔ الی آخرت الآیات۔ نفی تصرف از زکریا علیہ السلام۔

۲۔ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (ع ۲) جبریل علیہ السلام متصرف نہ تھے محض پیغام رساں تھے۔

۳۔ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ــــ تا ــــ كُنْ فَيَكُوْنُ نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ ــــــ تا ــــ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ مسئلہ توحید تو بالکل واضح ہے لیکن مشرک پیشواؤں نے اس میں اختلاف ڈال دیا۔

۵۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ (ع ۳) ــ تا ــ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا (ع ۴) نفی الوہیت از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

۶۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ (ع ۴) مسئلہ توحید میں مشرک گدی نشینوں اور راہنماؤں نے اختلاف ڈال دیا۔

۷۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ــــ تا ــــ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ (ع ۴) نفی الوہیت از ملائکہ۔

۸۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ــــ تا ــــ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً ــــــ تا ــــ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔ یہ آیت بزرگوں کی الوہیت کی نفی کر رہی ہے۔

۱۰۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (ع ۶) نفی شفاعت قہری۔

۱۱۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ــ تا ــ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا نفی شرک فی التصرف۔ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ مشرک شرک کرکے نظام کائنات کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

۱۲۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا نفی الوہیت از انبیاء علیہم السلام و اولیاء و ملائکہ کرام۔

(آج بتاریخ ۶/رجب المرجب ۱۳۸۴ھ بروز بدھ مطابق ۱۱/نومبر ۱۹۶۴ء سورہ مریم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولا و آخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً۔)

سورۃ طٰہٰ

ربط | سورۃ طٰہٰ کو سورۃ مریم کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ مریم میں حضرت مریم کے احوال سے معلوم ہوگیا کہ وہ متصرف وکارساز نہ تھیں اب سورۃ طٰہٰ میں کہا گیا اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ یعنی اے موسیٰ علیہ السلام میں ہی سب کا کارساز ہوں لہٰذا مجھے ہی پکارو۔ معنوی ربط یہ ہے۔ مسئلہ توحید کے بارے میں جس قدر شبہات تھے، سورۃ کہف اور سورۃ مریم میں ان کا جواب دے دیا گیا اس کے بعد سورۃ طٰہٰ میں کہا گیا کہ اب مسئلہ توحید کی خوب خوب تبلیغ کرو اور اس سلسلے میں جس قدر مصائب آئیں ان کو مردانہ وار برداشت کرو۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے توحید کی خاطر فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھائیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔

خلاصہ | سورۃ طٰہٰ میں دو مضمون مذکور ہیں۔ اول توحید دوم تشجیع۔

مسئلہ توحید

اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور متصرف وکارساز ہے لہٰذا حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ آیات توحید پانچ ہیں۔ (۱) تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ تا ــــ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (ع ۱) توحید کی خاطر اگر کوئی تکلیف آجائے تو کیا ہوا یہ حکم نامہ اس بادشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (۲) اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو کیونکہ متصرف ومختار اور عالم الغیب وہی ہے (۳) قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ ــــ تا ــــ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى (ع ۲) پیدا کرنا اور مخلوق کو روزی دینا اسی کا کام ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ (۴) اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (ع ۴) یہ گوسالہ نفع نقصان کا مالک نہیں اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو متصرف اور نافع و ضار ہو۔ (۵) اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (ع ۵) متصرف ومختار اور عالم الغیب وہی ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ اس کے بعد فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (ع ۶) میں آیات توحید کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مذکورہ بیان سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عظیم الشان اور عالی مرتبہ بادشاہ ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں، وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔

آیات تشجیع

آیات تشجیع بھی پانچ ہیں جن کا مقصد جرأت دلانا اور شجاعت اور بہادری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کرنے کی ترغیب وتعلیم دینا ہے۔ (۱) مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى (ع ۱) یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں یہ تو ڈرنے والوں کے لئے نصیحت وتذکرہ ہے۔ لیکن توحید کی وجہ سے اگر کوئی تکلیف آجائے تو صبر کرنا۔ (۲) وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ــ تا ــ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے بھی توحید کی خاطر کس قدر مصائب برداشت کئے آپ بھی اعلاء کلمۃ اللہ میں ہر مصیبت پر صبر کریں۔ (۳) كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ ــــ تا ــــ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا (ع ۵) یعنی ہم پہلے انبیاء علیہم السلام کے قصے اسی لئے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تبلیغ احکام الٰہی کی خاطر انہوں نے کس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں۔ (۴) وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ ــــ تا ــــ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (ع ۶) وحی کو یاد کرنے میں آپ جلدی نہ کریں ہم آپ کو یاد کرا دیں گے۔ نیز خیال رہے آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم میں کمزوری نہ آنے پائے۔ (۵) فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ــــ تا ــــ لَعَلَّكَ تَرْضٰى (ع ۸) کوئی بھی مصیبت آجائے اس پر صبر اور اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس صبر پر اس قدر اجر عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

اس سلسلے میں دو قصے بھی ذکر کئے گئے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا حضرت آدم علیہ السلام کا۔ پہلا قصہ تفصیل کے ساتھ اور دوسرا اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جرأت، بہادری اور عزم واستقلال کے ساتھ مسئلہ توحید کی تبلیغ کرو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی مانند تمہارے عزم میں کسی قسم کی کمزوری نہ آنے پائے۔ آخر میں فرمایا۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ یعنی مشرکین کی کثرت دولت اور مال ومنال کی پروا نہ کرتے ہوئے مسئلہ توحید کی تبلیغ کئے جاؤ۔ پھر وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا سے امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ **۲ـہ** یہ حروف مقطعات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ **۳ـہ** یہ پہلی آیت تشجیع ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید صرف اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں اور اس کی وجہ سے مصائب ومشکلات میں مبتلا ہو جائیں۔ اسلئے آپ لوگوں کے نہ ماننے سے غم نہ کریں اور تذکیر وتبلیغ کرتے رہیں۔ لِتَشْقٰى، لتتعب لفرط تأسفك عليهم وعلى كفرهم وتحسرك على ان لا يؤمنوا (مدارک ج ۳ ص ۴۲) جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ (کہف ع ۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کثرت صلوٰۃ میں اس قدر تکلیف اٹھاتے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ واقعہ اگرچہ اپنی جگہ درست ہے لیکن آیت کی تفسیر کے مناسب وہی بات ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے۔ لیکن اس کی تبلیغ واشاعت میں اگر کوئی مصیبت اور تکلیف آ بھی جائے۔ تو کوئی بات نہیں اسے مردانہ وار برداشت کریں۔ کیونکہ یہ حکم نامہ اس شہنشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق ومالک ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے اگر اس کی راہ میں کوئی تکلیف آجائے۔ تو کیا ہوا ؎

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنینِ عالم است ۔ نازکی کے راست آید بلا می باید کشید

ف۴ یہ پہلی آیت توحید ہے۔ یہاں دو دعوے مذکور ہیں۔ پہلا یہ کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا یہ کہ عالم الغیب بھی صرف وہی ہے۔ لہٰذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔ تَنْزِیْلًا، نُزِّلَ فعل مقدر کا **مفعول مطلق** ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور تخت شاہی پر بھی وہ خود ہی متمکن ہے۔ تمام کائنات عالم اسی کے تصرف و اختیار میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ استواء علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے جعلوہ کنایۃ عن الملک فقالوا استوی فلان علی العرش ای ملک (مدارک ج ۳ ص۳۵) استواء علی العرش کی مفصل تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ حاشیہ نمبر ۶۳۔ **ف۵** یہ ماقبل ہی کی توضیح و تائید ہے۔ تمام نظام عالم اسی کے قبضے میں ہے۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ الخ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ ظاہر و باطن اور سر و علانیہ اس کو یکساں طور پر معلوم ہیں۔ سب کی دعائیں اور پکاریں وہی سنتا ہے وَاِنْ تَجْهَرْ شرط کی جزاء محذوف ہے اور فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى جملہ ماقبل کی علت اور جواب محذوف کے قائم مقام ہے فانہ الخ قائم مقام جواب الشرط ولیس الجواب فی الحقیقۃ والاصل عند البعض وان تجہر بالقول فاعلم ان اللہ یعلمہ فانہ یعلم السر واخفی الخ (روح ج ۱۶ ص۱۴۷) **ف۶** لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ماقبل کی علت ہے اور تقدیم ظرف افادہ حصر کے لئے ہے یعنی اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے اسی کو پکارو کیونکہ اسی کی صفتیں بے شمار ہیں۔ جس صفت سے چاہو، اس کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی تو ایک ہے یعنی اللہ البتہ اس کے صفاتی نام لاتعداد ہیں۔ الاسماء الحسنیٰ (بہت ہی اچھے نام) سے یہاں صفاتی نام ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جب بھی دعا مانگی جائے اس کے انہی ناموں کے واسطے اور وسیلے سے مانگنی چاہئے۔ جیسا کہ سورہ اعراف ع ۲۲ میں ہے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا **ف۷** یہ دوسری آیت تشجیع ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ یاد دلایا کہ دیکھو مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے انہوں نے کس قدر مصائب اٹھائے۔ لہٰذا آپ بھی اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جس قدر تکلیفیں آئیں۔ ان پر صبر کریں۔ مسوق لترغیب النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی الائتساء بموسی علیہ السلام فی تحمل اعباء النبوۃ والصبر علی مقاساۃ الخطوب فی تبلیغ احکام الرسالۃ۔

پہلی دوسری آیت تشجیع ۲ دوسری آیت توحید ... (حاشیہ، ترچھا لکھا ہوا)

الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ④ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى
زمین اور آسمان اونچے وہ بڑا مہربان
الْعَرْشِ اسْتَوٰى ⑤ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى
عرش پر قائم ہوا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں **ف۵** اور
الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ⑥ وَاِنْ
زمین میں اور ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر
تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ⑦ اَللّٰهُ
تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس سے بھی چھپی ہوئی کی **ف**
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ⑧ وَهَلْ اَتٰىكَ
اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی **ف۶** اسی کے ہیں سب نام خاصے **ف** اور پہنچی ہے تجھ کو **ف۷**
حَدِيْثُ مُوْسٰى ⑨ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا
بات موسیٰ کی جب اس نے دیکھی ایک آگ **ف۸** تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو
اِنِّىْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ
میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے سلگا کر یا پاؤں
عَلَى النَّارِ هُدًى ⑩ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِىَ يٰمُوْسٰى ⑪
آگ پر پہنچکر رستہ کا پتہ **ف۳** پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی اے موسیٰ
اِنِّىْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان
طُوًى ؕ ⑫ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ⑬ اِنَّنِىْۤ
طویٰ میں **ف۴** اور میں نے تجھ کو پسند کیا **ف۹** سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں جو ہوں
اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ
اللہ ہوں **ف۱۰** کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھ

(روح ج ۱۶ ص۱۶۴)۔ **ف۸** یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔ جب وہ اپنی زوجہ مطہرہ کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر مصر

موضح قرآن ف۱ چھپا جو آہستہ بولے اور اس سے چھپا جو دل میں ہو۔ **ف۲** کافر جب رحمٰن سنتے تو کہتے تم ایک کو ٹھہراؤ کبھی کسی کو پکارتے ہو کبھی کسی کو۔ **ف۳** یہ قصہ سورۂ قصص اور طٰہٰ اور اعراف میں پورا معلوم ہوا جب حضرت موسیٰ مدین سے مصر کو آنے لگے، عورت اور بکریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جننے کا درد ہوا دور سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا انسے کلام کیا اور نبی کر کر فرعون کی طرف بھیجا، پیچھے عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی۔ **ف۴** میدان آگے سے شاید بزرگ تھا یا اب ہو گیا ان کی پاپوشیں ناپاک تھیں یہود یہ نہیں سمجھے، پاک موزہ پاپوش بھی نماز میں اتارتے ہیں ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑھو موزے سے پاپوش سے اگر پاک ہوں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جہر را بطریق اولیٰ میداند ۱۲۔

کو روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں یہ واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک اندھیری رات میں بیوی صاحبہ کے بچہ پیدا ہوا۔ سردی شدت کی تھی۔ اور اندھیرا بھی تھا ایسے وقت میں آگ اور روشنی کی اشد ضرورت تھی۔ ایک طرف آگ دیکھی تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا۔ تم ٹھہرو۔ میں وہاں سے آگ لاتا ہوں۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ آگ ایک درخت کے سبز پتوں سے نکل رہی ہے۔ مگر اس کے باوجود پتے سرسبز ہیں۔ جب کسی طریقے سے آگ حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس درخت سے ایک غائبانہ آواز آئی اِنِّیٓ اَنَا رَبُّكَ ...... اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں۔ جوتیاں اتار دے کیونکہ تو ایک پاکیزہ جگہ میں ہے۔ طوی یہ اس وادی کا نام ہے۔ ۹ھ میں نے تمہیں رسالت و نبوت کے لئے چن لیا ہے۔ لہٰذا اب میری باتوں پر کان دھر اور ان کو غور سے سن۔ ۱۰ھ یہ توحید کی دوسری آیت ہے۔ وہ پیغام جس کی تبلیغ کے لئے تمہیں رسالت سے سرفراز کیا گیا ہے یہ ہے کہ میرے سوا اور کوئی متصرف و کارساز نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرنا اور صرف مجھے ہی پکارنا۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ اس میں امر مصلح نماز کا ذکر ہے۔ لِذِكْرِیْ یہ اَقِمْ کے متعلق ہے یعنی توحید کے بعد میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔ ای حافظ بعد التوحید علی الصلوٰة (قرطبی جلد ۱۱ ص ۱۷۷) یا لام اجلیہ ہے۔ ای اقم الصلوٰة لاجل توحیدی یعنی تبلیغ توحید پر ثبات و استقلال کی خاطر نماز قائم کرو۔ کیونکہ نماز مصائب و شدائد برداشت کرنے میں ممد و معاون ہے۔ ۱۱ھ یہ تخویف اخروی ہے۔ اَكَادُ اُخْفِیْهَا حضرت عبداللہ بن عباس اور اکثر مفسرین نے فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ اکاد اخفیہا من نفسی فکیف یعلمہا مخلوق وکیف اظہرہا لکم (خازن ج ۴ ص ۲۱۵، قرطبی ج ۱۱ ص ۱۸۵ وغیرہ) یعنی اگر ممکن ہوتا تو قیامت کے معین وقت کا علم میں اپنی ذات سے بھی پوشیدہ رکھتا۔ اس لئے مخلوق میں سے اسے کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ محاورہ ہے جب کسی بات کے کتمان میں مبالغہ مقصود ہو تو اس وقت یہ محاورہ بولتے ہیں۔ وھذا محمول علی ماجرت بہ عادۃ العرب من ان احدھم اذا اراد المبالغۃ فی کتمان الشئ قال کدت اخفیہ من نفسی (روح ج ۱۶ ص ۱۵۶) ۱۲ھ اس سے مقصود لاٹھی کی تعیین کرانا ہے کہ یہ وہی لاٹھی ہے جس سے تم یہ کام لیتے ہو کہا وہی ہے تو فرمایا اَلْقِهَا اسے زمین پر ڈال دو۔ لاٹھی کا زمین پر پھینکنا تھا۔ کہ وہ اژدھا بن کر دوڑنے لگا۔ حکم ہوا ڈرو مت اسے پکڑ لو۔ ہم اس کو پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔ یہ ایک معجزہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا۔ ۱۳ھ یہ دوسرا معجزہ تھا۔ یعنی اپنا ہاتھ بغل میں ڈال کر باہر نکالو وہ روشن اور سفید ہو گا۔ ان دونوں معجزوں کا تجربہ وہیں وادی طویٰ میں کرا دیا۔ تاکہ ان کو پہلے سے ان کی حقیقت کا عین الیقین حاصل ہو جائے۔ اور جب ضرورت پیش آئے تو وہ بلا جھجک انہیں پیش کر سکیں۔ ۱۴ھ یہ فعل مقدر کے متعلق ہے ای فعلنا ما فعلنا لنریك (روح)

لِذِكْرِیْ ⑭ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی

میری یادگاری کو قیامت بیشک آنے والی ہے ۱۱ھ میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں اس کو تاکہ بدلہ ملے

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰی ⑮ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا

ہر شخص کو جو اس نے کمایا ہے ف۱ سو کہیں تجھ کو نہ روک دے اس سے وہ شخص جو

یُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰی ⑯ وَمَا تِلْكَ

یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مزوں کے پھر تو بھی پٹکا جائے ف۲ اور یہ کیا ہے ۱۲ھ

بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی ⑰ قَالَ هِیَ عَصَایَ اَتَوَكَّؤُا

تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں

عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ⑱

اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں چند کام ہیں اور بھی

قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی ⑲ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ

فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ تو اس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تو سانپ ہو گیا

تَسْعٰی ⑳ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقفة سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا

دوڑتا ہوا فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر ہم ابھی پھیر دینگے اس کو پہلی

الْاُوْلٰی ㉑ وَاضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ

حالت پر ف۳ اور ملا لے اپنا ہاتھ ۱۳ھ اپنی بغل سے کہ نکلے سفید ہو کر

مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً اُخْرٰی ㉒ لِنُرِیَكَ مِنْ اٰیٰتِنَا

بلا عیب یہ نشانی دوسری ف۴ تاکہ دکھاتے جائیں ہم تجھ کو ۱۴ھ اپنی نشانیاں

الْكُبْرٰی ㉓ اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ㉔ قَالَ

بڑی جا طرف فرعون کی ۱۵ھ کہ اس نے بہت سر اٹھایا بولا

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ㉕ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ㉖ وَ

اے رب ۱۶ھ کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور

وقف لازم

ع ۲۷

موضح قرآن ف۱ موسیٰ علیہ السلام کو بھی پہلے وحی میں نماز کا حکم ہے اور ہمارے پیغمبر کو بھی رَبَّكَ فَكَبِّرْ اور قیامت کو چھپاتا ہوں وقت کسی نہیں بتایا۔ ف۲ نہ روک دے اس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو برے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کیا ہے۔ ف۳ یعنی پھر لاٹھی ہو جاوے گی۔ ف۴ بری طرح یعنی آزار سے سفید نہیں۔

من اٰیٰتنا۔ اس سے دریائے نیل میں بارہ راستوں کا نمودار ہونا، بنی اسرائیل کا ان سے صحیح سلامت گذر جانا اور فرعون کا مع لاؤ لشکر غرق ہو جانا مراد ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **ف۱۵** طغٰی الخ طغیان سے ہے جس کے معنی انتہائی سرکشی کے ہیں۔ فرعون کی سرکشی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے خود خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا چنانچہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اور مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ اس کا اعلان تھا۔ **ف۱۶** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ انہیں ایک بہت بڑے کام پر بھیجا جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اسباب کی تسہیل اور اس کام کی تکمیل کے سلسلے میں پانچ درخواستیں کیں (۱) رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ

شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ ان کے سینے کو نورِ سکینہ و طمانیت سے معمور کر دیا جائے تاکہ وہ بتقاضائے بشریت اس کام سے بیدل نہ ہوں اور کبھی نہ اکتائیں۔ اور شدائد و مصائب کی وجہ سے ان کے دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا نہ ہو۔ (۲) وَ یَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ اور یہ تبلیغ رسالت کا کام میرے لئے آسان فرما دے۔ **ف۱۷** یہ تیسری درخواست ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں فرعون کی گود میں تھے۔ تو انہوں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ اور اس کی ڈاڑھی کے بال بھی نوچ ڈالے اس پر فرعون نے برہم ہو کر کہا۔ کہ یہ تو میرا دشمن ہو گا۔ اور ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے کہا وہ نادان بچہ ہے۔ جو آگ اور جواہرات میں بھی تمیز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فوراً دہکتے کوئلوں کا ایک طشت اور جواہرات کا ایک طشت لا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ انہوں نے ہاتھ جواہرات کی طرف بڑھایا۔ جبریل علیہ السلام نے ان کا ہاتھ آگ کے طشت میں رکھ دیا۔ انہوں نے ایک دہکتا ہوا کوئلہ منہ میں رکھ لیا۔ جس سے زبان جل گئی اور اس کی وجہ سے ان کی زبان میں گرہ پڑ گئی اور وہ ہکلا کر بات کرتے تھے۔ یہاں اس گرہ کے کھولنے کی دعا کی۔ (قرطبی، روح وغیرہ) **ف۱۸** یہ چوتھی درخواست ہے۔ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی اس مہم میں میرا شریک بنا دے تاکہ دونوں مل کر اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ اُشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ، اَزْر کے معنی قوت کے ہیں۔ الازر القوۃ الشدیدۃ (مفردات ص۱۵) یعنی میرے بھائی کو میرے کام میں شریک کر کے میری قوت کو مضبوط کر دے۔ یا ازر کے معنی ظہر (کمر) ہے۔ یعنی میری کمر مضبوط فرما۔ (اشدد بہ ازری ای ظہری (قرطبی ج ۱۱ ص۱۹۳) وَ اَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ یہ پانچویں درخواست ہے یعنی ہارون کو نبوت اور تبلیغ میں میرا شریک

اَحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَہُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ

کھول دے گرہ ف۱۷ میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات ف۱ اور دے

لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَہْلِیْ ﴿۲۹﴾ ہٰرُوْنَ اَخِی ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِہٖٓ

مجھ کو ایک کام بٹانے والا ف۱۸ میرے گھر کا ہارون میرا بھائی اس سے مضبوط کر

اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَ اَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ﴿۳۳﴾

میری کمر اور شریک کر اس کو میرے کام میں ف۲ کہ تیری پاک ذات کا ہم بیان کریں بہت

وَّ نَذْکُرَکَ کَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ

ف۱۹ اور یاد کریں ہم تجھ کو بہت سا تو تو ہے ہم کو خوب دیکھتا فرمایا

قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یٰمُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْکَ

ملا تجھ کو ف۲۰ تیرا سوال اے موسیٰ اور احسان کیا تھا ہم نے تجھ پر

مَرَّۃً اُخْرٰٓی ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّکَ مَا یُوْحٰٓی ﴿۳۸﴾

ایک بار اور بھی جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں ف۳

اَنِ اقْذِفِیْہِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْہِ فِی الْیَمِّ

کہ ڈال اس کو صندوق میں پھر اس کو ڈال دے دریا میں

فَلْیُلْقِہِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْہُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ

پھر دریا اس کو لے ڈالے کنارے پر اٹھا لے اس کو ایک دشمن میرا اور

عَدُوٌّ لَّہٗ ؕ وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ ۚ۬ وَ لِتُصْنَعَ

اس کا اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے ف۲۱ اور تاکہ پرورش پائے تو

عَلٰی عَیْنِیْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِیْٓ اُخْتُکَ فَتَقُوْلُ ہَلْ اَدُلُّکُمْ

میری آنکھ کے سامنے ف۴ جب چلنے لگی تیری بہن ف۲۲ اور کہنے لگی میں بتاؤں تم کو

عَلٰی مَنْ یَّکْفُلُہٗ ؕ فَرَجَعْنٰکَ اِلٰٓی اُمِّکَ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُہَا

ایسا شخص جو پالے اس کو پھر پہنچا دیا ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ

وقف لازم

موضح قرآن **ف۱** سینہ کشادہ کر یعنی جلد خفا نہ ہوں اور زبان لڑکائی میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے۔ **ف۲** ایسے بڑے پیغمبروں کو خلق کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیش کار چاہئے کہ خلق کو سمجھ میں سمجھاوے ہمارے پیغمبر کے آگے ابوبکر تھے۔ اول پیغمبری کے وقت بہت لوگ ان کے سمجھائے سے ایمان میں آئے۔ **ف۳** اُن کی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے وہ پیغمبر نہیں ہو گئیں **ف۴** فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے مارتا تھا جب موسیٰ پیدا ہوئے ان کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار بھی ڈالیں اور ماں باپ کو ستاویں کہ ظاہر کیوں نہ کیا، تب خواب میں یہ دیکھا صندوق نہر میں ڈال دیا، وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اُٹھایا اُن کا نام آسیہ تھا وہ تھیں بنی اسرائیل میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اور اپنا بیٹا کر کر پالا۔

بنادے۔ ١٩ یہ مذکورہ دعاؤں کی غایت ہے۔ تسبیح اور ذکر سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت مراد ہے۔ والمراد مایکون منھما فی تضاعیف اداء الرسالة ودعوة المردة العتاة الی الحق (روح ج ١٦ ص١٨٥) ٢٠ اس میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی دعا قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور ان کی پانچ درخواستوں کے جواب میں پانچ انعامات کا ذکر فرمایا جو اُن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے کئے تھے۔ اِذْ اَوْحَيْنَآ الخ یہ پہلا انعام ہے۔ فرعون نے حکم دے رکھا تھا۔ کہ اسرائیلیوں کے یہاں جو بھی لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ اسی دوران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ متفکر تھیں کہ اگر فرعون کے آدمیوں کو میرے

وَلَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ
اور غم نہ کھائے اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو ٢٣ پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اس غم سے اور
فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۬ ۟ۙ قف فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ ۬ۙ
جانچا ہم نے تجھ کو ایک ذرا جانچنا ف پھر ٹھہرا رہا تو کئی برس ٢٤ مدین والوں میں
ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى (٤٠) وَاصْطَنَعْتُكَ
پھر آیا تو تقدیر سے اے موسیٰ اور بنایا میں نے تجھ کو
لِنَفْسِيْ (٤١) اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا
خاص اپنے واسطے ٢٥ جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور سستی نہ کریو
فِيْ ذِكْرِيْ ۚ (٤٢) اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚ ۖ (٤٣)
میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کی اس نے بہت سر اٹھایا
فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (٤٤) قَالَا
سو کہو اس سے ٢٦ بات نرم شاید وہ سوچے یا ڈرے بولے
رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَاۤ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى (٤٥)
اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبک پڑے ہم پر یا جوش میں آجائے
قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِيْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰى (٤٦) فَاْتِيٰهُ
فرمایا نہ ڈرو ٢٧ میں ساتھ ہوں تمہارے سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں سو جاؤ اسکے
فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْۤ
پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی
اِسْرَآءِيْلَ ۬ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ
اسرائیل کو اور مت ستا ان کو ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر
رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (٤٧) اِنَّا قَدْ
تیرے رب کی اور سلامتی ہو اس کی جو مان لے راہ کی بات ہم کو

بچے کا پتہ چل گیا۔ تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ تدبیر ڈال دی کہ وہ بچے کو صندوق میں بند کرکے دریا میں پھینک دے اَوْحَيْنَا یعنی ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے محل کے قریب وہ صندوق کنارے لگا دیا۔ اور ملازموں نے صندوق پکڑ کر فرعون کے سامنے پیش کر دیا۔ ٢١ یعنی میں نے ہر ایک کے دل میں تمہاری محبت ڈال دی اور ہر ایک تجھ سے محبت کرنے لگا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ اپنی نگرانی میں تیری تربیت ہو۔ ٢٢ یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا انعام ہے۔ جب بچے کو دودھ پلانے کے لئے بہت سی عورتیں بلائی گئیں۔ تو انہوں نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ یہاں تک کہ آپ کی ہمشیرہ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا کہ میں بھی تمہیں ایک عورت بتاتی ہوں اُسے لاؤ۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ چنانچہ ان کی والدہ کو بلایا گیا۔ تو انہوں نے فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی والدہ کی گود میں واپس کرنے کا سامان مہیا فرما دیا۔ ٢٣ یہ اللہ کا تیسرا انعام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن باہر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک قبطی اور ایک اسرائیلی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر قبطی پر ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حکام کو پہنچی۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبطی کے بدلے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ راتوں ہی رات مدین کو روانہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے ان کو قتل سے محفوظ فرمایا۔

٢٤ یہ اللہ تعالیٰ کا چوتھا انعام ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین پہنچے تو وہاں ان کا کوئی واقف اور شناسا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمائے۔ تو ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام سے شناسائی اور پھر ان کی دامادی کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک وہاں رہنے کے بعد واپس مصر آئے۔ ٢٥ یہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے بڑا انعام ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ، انعامات یاد دلانے کے بعد فرمایا تم اور تمہارا بھائی دونوں معجزات کے ساتھ جاؤ۔ اور میرے ذکر اور میری توحید کی تبلیغ میں سستی ہرگز نہ کرنا۔ اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ یہ پہلے اِذْهَبَا سے بدل ہے۔ ٢٦ فرعون کے پاس جا کر اسے نرمی سے وعظ کرنا۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل

موضح قرآن ف ١ یہ سارا قصہ سورۂ قصص میں ہے۔

کرے یا اس کے دل میں خوفِ خدا آجائے تذکّر اور خشیۃ میں فرق یہ ہے کہ تذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری تبلیغ سے اس قدر متأثر ہو کہ انکار توحید سے باز آجائے اور ساتھ ہی مسئلہ توحید کو مان بھی لے اور خشیہ سے مراد یہ ہے کہ یا کم ازکم توحید کے انکار ہی سے باز آجائے لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى فليرجع من انكار الى الاقرار وان ينتقل من الانكار الى الاقرار لكنه يحصل فى قلبه الخوف فيترك الانكار وان كان لا ينتقل الى الاقرار الخ (کبیر ج ٦ ص٥٥) اور حضرت شیخ فرماتے ہیں تذکر سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھ کر مان لے اور تخشٰی سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھے بغیر ہی مان لے. پہلا درجہ اعلیٰ ہے اور دوسرا ادنیٰ قرآن مجید میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ یعنی پہلے اعلیٰ پھر ادنیٰ درجہ مذکور ہوتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (نازعات) نیز ارشاد ہے لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى (عبس)، قَالَا رَبَّنَا الخ قالا بصیغہ تثنیہ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے کہا اے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا۔ مراد یہ ہے کہ اتمام دعوت اور اظہار معجزات سے پہلے ہی ہمیں سزا دینے کی کوشش کرے گا۔ ای ان يعجل علينا بالعقوبة ولا يصبر الى اتمام الدعوة واظهار المعجزة (روح ج ١٦ ص١٩٦) ــــــ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى الخ یا حد سے تجاوز کرے گا۔ یعنی کمال سرکشی اور بے باکی کے باعث۔ اے ہمارے پروردگار وہ تیری شان میں گستاخی کرے گا۔ او ان يزداد طغيانا الى ان يقول فى شانك ما لا ينبغى (روح) لیکن حضرت شیخ رح فرماتے ہیں دونوں میں فرق یہ ہے۔ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَا یعنی دعوت پیش کرنے سے پہلے ہی ہم پر زیادتی کرے اَوْ اَنْ يَّطْغٰى یعنی دعوت پیش کرنے کے بعد ہمیں قتل کرا دے يفرط علينا بان لا يسمع منا او ان يطغٰى بان يقتلنا (کبیر ج ٦ ص٥٦) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل بھروسہ بھی تھا۔ لیکن بتقاضائے بشریت ان کے دلوں میں خوف تھا، جس کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے ماتحت الاسباب خوف و ہراس شرک نہیں۔ ۲۷ اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلا دیا کہ تم بے خوف و خطر جا کر میرا پیغام پہنچاؤ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قال العلماء انما اخافهما ما يلحق البشر من الخوف على انفسهما عرفهما الله سبحانه ان فرعون لا يصل اليهما ولا قومه (قرطبی ج ١١ ص٢٠٢)

اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾
حکم ملا ہے ۲۸ کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ۲۸
قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ
بولا پھر کون ہے رب تم دونوں کا ۲۹ اے موسیٰ کہا رب ہمارا وہ ہے جس نے
اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ
دی ہر چیز کو اس کی صورت پھر راہ سجھائی ۲۹ ف۱ ۳۰ بولا پھر کیا حقیقت ہے
الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ
ان پہلی جماعتوں کی ۳۱ کہا ان کی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہوئی ہے
لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ
نہ بہکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ف۲ وہ ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے ۳۲
الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ
زمین کو بچھونا اور چلائیں تمہارے لئے اس میں راہیں اور اتارا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ
آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اس سے طرح طرح کی
شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
سبزی کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو البتہ اس میں نشانیاں ہیں
لِّاُولِي النُّهٰى ﴿٥٤﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ
عقل رکھنے والوں کو ف۳ اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا ۳۳ اور اسی میں تم کو پھر پہنچا دیتے
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ
اور اسی سے نکالیں گے تم کو دوسری بار اور ہم نے دکھلا دیں فرعون کو ۳۴
اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا
اپنی سب نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا. بولا کیا تو آیا ہے ۳۵ ہم کو نکالنے

ع ٢ ١١

موضح قرآن ف۱ یعنی کھانے پینے کا ہوش دیا بچے کو دودھ پینا وہ نہ سکھاوے تو کوئی نہ سکھا سکے۔ ف۲ فرعون شاید دہری مزاج تھا آدمیوں کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبزہ نہ اوّل کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہو گیا، نہ آخر باقی رہا گل کر مٹی ہو گیا جب سنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی بتایا کہ ان کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہو گا۔ ف۳ یہ اللہ کا کلام فرماتا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھ لو گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ القصہ این پیغام رسانید فرعون را ١٢ ف۲ بطلب معاش خود ش ١٢۔

مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٥٧﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ

ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لائینگے تیرے مقابلہ میں ایک ایسا ہی جادو

فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ

سو ٹھہرالے ہمارے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریں اس کا اور نہ

اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ

تو ایک میدان صاف میں کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن

وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ

اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے ف١ پھر الٹا پھرا فرعون ٣٦ پھر جمع کئے

كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا

اپنے سارے داؤ پھر آیا کہا ان کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ

اللہ پر پھر غارت کر دے تم کو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے

افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا

جھوٹ باندھا ف٢ پھر جھگڑے اپنے کام پر ٣٧ آپس میں اور چھپ کر کیا

النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ

مشورہ بولے مقرر یہ دونوں جادوگر ہیں ٣٨ چاہتے ہیں کہ

يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ

نکال دیں تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موقوف کرا دیں تمہارے

الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ

اچھے خاصے چلن کو سو مقرر کر لو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھ کر اور

اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ

جیت گیا آج جو غالب رہا بولے اے موسیٰ ٣٩ یا تو

فَاْتِيٰهُ لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے صاف کہہ دو ہم تیرے رب کے پیغمبر ہیں، اس لئے تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو اور ان کو عذاب مت دو۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات لے کر آئے ہیں اور یاد رکھو دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے سلامتی صرف اس شخص کے لئے ہے، جس نے وہ ہدایت قبول کر لی جو ہم لے کر آئے ہیں ای السلامۃ من العذاب فی الدارین لمن اتبع ذلك بتصدیق اٰیات اللہ تعالی الهادیۃ الی الحق (روح ج ١٦ ص ١٩٨) ٢٨ اسی طرح ہمیں وحی کے ذریعہ یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ دنیا اور آخرت میں عذاب اس شخص پر آئے گا جس نے اللہ کی آیتوں اور اسکے رسولوں کی تکذیب کی اور ان کو قبول کرنے اور ان پر ایمان لانے سے اعراض کیا۔ ٢٩ جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس جا کر اسکو پیغام حق سنا چکے تو فرعون نے ان سے سوال کیا۔ وہ تمہارا رب کون ہے، جس کے تم رسول ہو، جس کی توحید کی دعوت دیتے ہو۔ اور جس کے عذاب سے ڈراتے ہو۔ کیا میرے سوا کوئی اور بھی رب ہے؟ قَالَ رَبُّنَا الخ یہ تیسری آیت توحید ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس کا کوئی اسم علم ہے نہیں کہ میں کہہ دوں وہ فلاں ہے۔ اس کی صفات بے شمار ہیں۔ اور وہ صفات ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ ہمارا رب وہ ہستی ہے جس نے سارے عالم کو پیدا کیا۔ ہر مخلوق کو ایک مخصوص ہیئت اور صورت عطا فرمائی۔ ای انہ یعرف بصفاتہ ولیس لہ اسم علم حتی یقال فلان بل هو خالق العالم الخ (قرطبی ج ١١ ص ٢٠٤) ٣٠ پھر ہر مخلوق کو جو کچھ عطا فرمایا اس سے نفع حاصل کرنے کی اسے راہ بتائی اور اسے اپنی بقا اور حد کمال کو پہنچنے کی تدبیر سمجھائی ثم هدی الی طریق الانتفاع والارتفاق بما اعطاہ وعرفہ کیف یتوصل الی بقائہ وکمالہ الخ (روح ج ١٦ ص ٢٠٢ بحوالہ ابو السعود) ٣١ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسکت جواب سنا اور لاجواب ہو گیا۔ تو ایک نیا سوال کر ڈالا کہ اچھا پہلے لوگوں کا حال بتاؤ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کو ہے۔ جو عالم الغیب ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں گذشتہ قرنوں کا علم لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ ای مکتوب عند ربی فی اللوح المحفوظ (بحر ج ٦ ص ٢٤٩) اور لوح محفوظ علم الٰہی سے کنایہ ہے۔ یا کتاب سے دفتر مراد ہے اور یہ چیز کے علم الٰہی میں ہونے کی تمثیل ہے وجوز ان یکون المراد بالکتاب الدفتر کما هو المعروف فی اللغۃ ویکون ذلك تمثیلا لتمکنہ وتقررہ فی علمہ عزوجل (روح ج ١٦ ص ١٨٥) ٣٢ یہ ادخال الٰہی ہے اور ماقبل کے لئے تنویر ہے۔ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ یہ سارے انعامات اور یہ زمین کی نباتات سب تمہارے استعمال کے لئے ہے۔ خود کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو کھلاؤ۔ النُّھٰى نُھْیَۃ کی جمع ہے۔ جس کے معنی عقل کے ہیں۔ یعنی جن لوگوں میں عقل و ہوش کا کچھ مادہ موجود ہے۔ مذکورہ بالا امور میں اللہ کی وحدانیت پر ان کے لئے کھلے دلائل موجود

موضح قرآن ف١ دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کو غرض تھی وہ چاہے کہ ان کو ہرا دے سب کے روبرو، یہ چاہیں کہ وہ ہارے جشن کا دن سارے مصر کے شہر میں مقرر تھا فرعون کی سالگرہ کا۔ ف٢ جب فرعون نے ساحر جمع کئے اور سب امیروں کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کر دی جدا جدا۔

ہیں ان میں غور و فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا یقین کامل حاصل ہو جاتا ہے۔ ای لاٰیات کثیرۃ جلیلۃ واضحۃ الدلالۃ علیٰ شئون اللہ تعالیٰ فی ذاتہ وصفاتہ (روح ج ۱۶ ص ۲۰۷) ۳۳ جس زمین سے تمہاری روزی پیدا ہوتی ہے۔ تمہیں بھی اس سے پیدا کیا گیا۔ اور مرنے کے بعد دوبارہ تم اسی میں لوٹا دیئے جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن اسی سے تمہیں دوبارہ زندہ کرکے نکالا جائے گا۔ ۳۴ رجوع بسوئے اصل موضوع۔ آیات سے معجزات مراد ہیں یا دلائل توحید یہ فرعون کی سرکشی اور اس کے عناد و تمرد کا ذکر ہے کہ ہم نے اسے تمام معجزات دکھا ڈالے اور توحید کے دلائل واضح طور پر پیش کئے مگر وہ ایمان نہ لایا اور انکار

تُلْقِيَ وَإِمَّآ أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ (٦٥) قَالَ بَلْ
تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں

أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن
تم ڈالو ۳۹ پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اس کے خیال میں آئیں

سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ (٦٦) فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً
ان کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر ۴۰

مُّوسَىٰ (٦٧) قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ (٦٨) وَ
موسیٰ ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب اور

أَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا
ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ان کا بنایا ہوا

كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ (٦٩) فَأُلْقِيَ
تو فریب ہے جادوگر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر کا جہاں ہو پھر گر پڑے

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ (٧٠)
جادوگر ۴۱ سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسیٰ کے

قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ
بولا فرعون تم نے اس کو مان لیا ۴۲ میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے

الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم
جس نے سکھلایا تم کو جادو سو اب میں کٹواؤں گا ۴۳ تمہارے ہاتھ اور دوسری

مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَ
طرف کے پاؤں اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے تنہ پر اور

لَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ (٧١) قَالُوا لَن
جان لوگے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور دیر تک رہنے والا ف۱ وہ بولے

پر ڈٹا رہا۔ یعنی اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کیا۔ ای المعجزات الدالۃ علیٰ نبوۃ موسیٰ وقیل حجج اللہ الدالۃ علیٰ توحیدہ فکذّب وابیٰ۔ ای لم یؤمن وھذا یدلّ علیٰ انہ کفر عنادا لانہ رای الاٰیات عیانا لاخبرًا (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۱۲) ۳۵ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول ماننے کے بجائے محض ضد سے جادوگر قرار دیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ تو جادو کے زور سے میرے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں تیرے جادو سے مرعوب ہونے والا نہیں۔ میرے ملک میں بھی بڑے بڑے جادوگر موجود ہیں میں تیرے مقابلے کے لئے انکو بلاؤں گا۔ اس لئے کوئی ایسی جگہ مقرر کر دے جس کا فاصلہ ہمارے تمہارے لئے برابر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بہتر یہی ہے کہ یوم الزینہ یعنی تمہاری عید کے دن ہی مقابلہ ہو جائے۔ کیونکہ اس میں خواہ مخواہ لوگ دور دراز سے آئیں گے۔ یوم الزینہ سے ان کا نوروز مراد ہے۔ اس دن میں وہ باقاعدہ میلہ لگاتے، بازاروں کو خوب سجایا جاتا۔ اور لوگ عمدہ عمدہ کپڑے پہن کر اس میں شریک ہوتے تھے۔ ۳۶ فرعون نے مجلس برخاست کی اور جادوگروں کو جمع کرنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ ملک کے مشہور اور ماہر جادوگروں کو بلا لیا۔ اُدھر مقرّرہ دن بھی آپہنچا قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور جادوگروں سے خطاب کرکے فرمایا۔ ہلاکت ہو تمہارے لئے تم اللہ کے ساتھ شرک کرکے اور میرے معجزات کو جادو کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افترا نہ کرو۔ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیگا اور تمہیں بالکلیہ تہس نہس کر دے گا۔ ای لاتختلقوا علیہ الکذب ولاتشرکوا بہ ولاتقولوا للمعجزات انھا سحر (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۱۳) ۳۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر جادوگر فرعون سے خفیہ طور پر آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ماھذا بقول ساحر (خازن ج ۴ ص ۲۲۱، بحر ج ۶ ص ۲۵۴) آخر طے یہ ہوا کہ مقابلے میں اگر وہ غالب آگیا تو وہ یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس لئے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ (خازن، روح) ۳۸ بعض جادوگروں نے کہا یہ (موسیٰ و ہارون علیہما السلام) دونوں جادوگر ہیں تم ڈرو مت وہ جادو کے زور سے تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا اپنا دین جو نہایت اچھا ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب متفق ہو کر اور پختہ عزم کرکے اپنا جادو چلاؤ اور جادو کا کوئی کرتب ایسا نہ ہو جسے آج تم استعمال نہ کرو اور صفیں باندھ کر میدان میں نکل آؤ کیونکہ

موضح قرآن ف۱ تمہارا بڑا جس نے جادو سکھایا یہ شاید رب کو کہنے لگا۔

آج وہی شخص کامیاب ہوگا جو غالب آئے گا۔ **۳۹ف** جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو پہلے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالیں۔ یا ان کو اجازت دیں کہ پہلے وہ اپنا فن دکھائیں۔ جادوگروں نے ایسا اس لئے کیا۔ کیونکہ ان کو اپنے فن پر پورا پورا اعتماد تھا۔ یا انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا کیا۔ جو بعد میں ان کے اسلام کا باعث بنا۔ یا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت معلوم کر چکے تھے اور ادب و احترام کے لئے ان کو اختیار دیا۔ خیروہ علیہ السلام وقدموہ علی انفسہم اظہارا للثقۃ بامرھم وقیل مراعاۃً للادب معہ علیہ السلام (روح ج ۱۶ ص ۲۲۲) تأدبوا مع موسٰی فکان ذٰلک سبب ایمانہم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۲۲)

نُؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا

ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے ۴۵ف اس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اس سے جس نے ہمکو پیدا کیا

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ

سو تو کر گذر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی کریگا ۴۶ف اس دنیا کی

الدُّنْيَا ؕ ﴿۷۲﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ

زندگی میں ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشے ہم کو ہمارے گناہ اور جو

اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۷۳﴾

تو نے زبردستی کروایا ہم سے یہ جادو ۴۷ف اور اللہ ۴۸ف بہتر ہے اور باقی رہنے والا

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا

بات یہی ہے جو کوئی آیا ۴۹ف اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سو اس کے واسطے دوزخ ہے نہ

يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ

مرے اس میں نہ جئے اور جو آیا اس کے پاس ایمان لے کر

عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾

نیکیاں کر کر سو ان لوگوں کے لئے ہیں درجے بلند

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہا کرینگے ان میں

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۵ ع ۳ ۱۲

اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا اور ہم نے حکم بھیجا ۵۰ف موسیٰ کو

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ

کر لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے ان کیلئے سمندر میں رستہ

يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

سوکھا نہ خطرہ کر آپکڑنے کا اور نہ ڈر ڈوبنے سے پھر پیچھا کیا ان کا ۵۱ف فرعون نے

۴۰ف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ جادوگروں سے ہرگز خائف اور متأثر نہیں ہیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور بھروسہ ہے جادوگروں کو اجازت دیدی کہ پہلے وہی اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر پھینکیں۔ چنانچہ انہوں نے فورًا اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالدیں۔ اور دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ دوڑ رہی ہیں **۴۱ف** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو ادھر ادھر دوڑتے دیکھا تو دل میں خطرہ اور اندیشہ محسوس کیا کہ کہیں لوگ ان کے جادو سے متأثر ہو کر معجزۂ عصا سے شک میں نہ پڑ جائیں۔ قُلْنَا لَا تَخَفْ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ یہ اندیشہ مت کرو۔ تمہارا معجزہ غالب رہے گا۔ اور فتح تمہاری ہوگی۔ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ اب اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دو جو سانپ بن کر ان تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو ہڑپ کر جائے گی۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے جادو کے زور سے کیا ہے اور معجزہ کے مقابلہ میں جادوگر کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات پیغمبروں کے قبضے میں نہیں ہوتے جب پیغمبروں کے قبضہ میں معجزات نہیں تو اولیاء اللہ کے قبضے میں کرامات کہاں۔ **۴۲ف** فا فصیحہ ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ فورًا ایک ہیبتناک اژدھا کی شکل میں منتقل ہو کر جادوگروں کی تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ تو وہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ اور اس کے حجم میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ ہوا۔ جب جادوگروں نے یہ سب کچھ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی کا ان کو عین الیقین حاصل ہوگیا اور فورًا بول اُٹھے اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى کہ ہم موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لے آئے اور بے اختیار سجدے میں گر پڑے، **۴۳ف** جب فرعون نے یہ ماجرا دیکھا تو سٹ پٹایا اور جھنجلا کر بولا۔ کیا میری اجازت کے بغیر ہی تم اس پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ تمام جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس سے اسے ساری قوم کے متأثر ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوا۔ تو اس نے قوم کے دلوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی کہ جادوگروں کا ایمان لے آنا کوئی معتد بہ چیز نہیں۔ کیونکہ وہ میری

موضح قرآن **ف** زور آوری کر دایا کہتے ہیں جادوگر حضرت موسیٰ کی نشانی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کریئے۔ پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈراتا تھا سو اُن پر کر نہ سکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے۔

اجازت کے بغیر ایمان لائے ہیں۔ اس کے بعد شاید فرعون نے یہ محسوس کیا کہ جادوگر یا قوم کے سمجھدار لوگ یہ کہیں کہ جادوگروں کو ایمان لانے کے لئے تیری اجازت کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچائی کا مشاہدہ کرلیا۔ اس لئے اس نے مزید کہا اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الخ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) تم سے بھی بڑا جادوگر ہے اور اس فن میں تمہارا استاذ ہے اور یہ جو کچھ تم نے کیا ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت کیا ہے۔ جس کا پہلے سے تم نے اپنے استاذ موسیٰ کے ساتھ مل کر منصوبہ بنا رکھا تھا (روح)۔ ف۴۴ چنانچہ تم نے یہ سب کچھ ایک طے شدہ سازش کے تحت کیا ہے جس سے مجھے اپنی رعیت کے روبرو شرمسار ہونا پڑا۔ لہٰذا اب میں تم کو اس کی سخت سزا دوں گا۔ مخالف جانب سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ یعنی داہنا ہاتھ بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں اور پھر تمہیں کھجور کے درختوں پر سولی دیدوں گا۔ پھر تمہیں پتہ چل جائے گا۔ کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے۔ یعنی تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لاکر تم نجات کے ٹھیکیدار بن گئے اور ہم (فرعون اور اس کے ہمنوا) جہنم کے سخت اور ابدی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ تو یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ میرا عذاب سخت اور دیرپا ہے، یا رَبِّ موسیٰ کا جس پر تم ایمان لائے ہو۔ یعنی علی ایمانکم بہ انا، ورب موسیٰ علی ترك الایمان (خازن ج ۴ ص ۲۲۲) ان دھمکیوں سے فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ خوف زدہ ہو کر ایمان سے واپس آجائیں گے لیکن اس سے ان کا ایمان و یقین اور مستحکم ہوگیا۔ ف۴۵ فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں پوری جرأت ایمانی کے ساتھ جادوگروں نے کہا کہ حق کے دلائل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے جن سے ہم نے اپنے خالق و مالک کو پہچان لیا ہے۔ لہٰذا اب ان دلائل سے روگردانی کرکے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر تجھے کبھی ماننے کے نہیں ہمیں نہ تیرے عذاب کا ڈر ہے نہ تیری داد و دہش کی ہمیں ضرورت ہے فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ تو ہمارے ساتھ جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کرلے ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا یہ مَا جَآءَنَا پر معطوف ہے ف۴۶ آیت کا یہ حصہ اور اگلی آیت ماقبل کے لئے دلیل و علت ہے مع مابعدہ تعلیل لعدم المبالاة المستفاد مما سبق من الامر بالقضاء (روح ج ۱۶ ص ۲۳۳) ہمیں اب تیری پرواہ نہیں رہی

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ

اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا ان کو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا اور بہکایا

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا اے اولاد اسرائیل ف۵۲

قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ

چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ ٹھہرایا تم سے ف۱ داہنی طرف

الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾

پہاڑ کی ف۵۳ اور اتارا تم پر من اور سلویٰ

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

کھاؤ ف۵۴ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور نہ کرو اس میں زیادتی

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ

پھر تو اتریگا تم پر میرا غصہ اور جس پر اترا میرا غصہ

فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ

سو وہ پچکا گیا ف اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور

عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ

کرے بھلا کام پھر راہ پر رہے ف۲ اور کیوں جلدی کی تو نے ف۵۵

قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَ

اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ یہ آرہے ہیں میرے پیچھے اور

عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا

میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو فرمایا ہم نے تو بچلا دیا

قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ

تیری قوم کو ف۵۶ تیرے پیچھے اور بہکایا ان کو سامری نے پھر الٹا پھرا

۱ تخویف بعذاب دنیوی ۱۲

۲ بشارت اخروی ۱۲

تو جو چاہے کرلے کیونکہ تو جو کچھ بھی کرے گا۔ یہاں دنیا میں کرے گا۔ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا الخ ہم نے اپنے رب کو روشن دلائل سے پہچان لیا اور اس پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے تمام گناہ معاف کردے ہمارا مطلوب و مقصود اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ ہم تیری دنیوی سزا کو خاطر میں بھی نہیں لاتے۔ ف۴۷ یہ خَطٰيٰنَا پر معطوف ہے جادو پر مجبور کرنے کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس لڑکوں کو جبراً چھین کر جادوگروں کے حوالے کیا۔ اور ان سے کہا کہ ان کو جادو کے ایسے کمالات سکھا دو کہ دنیا کا کوئی جادوگر ان پر غالب نہ آسکے یہ اسرائیلی جادوگر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آئے

موضح قرآن ف۱ زیادتی نہ کرو یعنی رکھ نہ چھوڑو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بداون توریت ۱۲ ف۲ مترجم گوید چون موسیٰ باہفتاد کس از قوم خود بجانب طور متوجہ شد حضرت موسیٰ از ہمہ سبقت کرد خطاب رسید واللہ اعلم ۱۲۔

اور ایمان لانے کے بعد فرعون سے کہا کہ تو نے ہم کو جادو پر مجبور کیا تھا۔ اب ہم اللہ سے یہ گناہِ عظیم بخشوانا چاہتے ہیں (ابن کثیر ص ١٥٩) یا اگر اہ سے مقابلے میں آنے پر مجبور کرنا مراد ہے جیسا کہ بعض روایتوں میں ہے۔ جب جادوگر جمع ہو گئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض نشانات دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ جادو نہیں اس کا مقابلہ ناممکن ہے۔ مگر فرعون کے ڈر سے بادلِ ناخواستہ مقابلہ میں شریک ہوئے (روح، بحر وغیرہ)۔ **٤٨** یہ فرعون کے قول اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى کا جواب ہے۔ یعنی مؤمنین کے لئے اللہ کا اجر و ثواب تیرے انعامات سے بہتر ہے اور نافرمانوں کے لئے اس کا عذاب تیرے عذاب سے زیادہ دیر پا ہے (وَاللّٰهُ خَيْرٌ ثَوَابًا، لِمَنْ اَطَاعَهٗ (وَّ اَبْقٰى) عِقَابًا لِمَن عصاه وهو رد لقول فرعون وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى (مدارک ج ٢ ص ٤٧) **٤٩** یہاں سے تا ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى جادوگروں کے قول کی حکایت ہے یا ادخالِ الٰہی ہے۔ مُجْرِمًا سے مراد مشرک ہے۔ ودل قوله مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا على ان المراد بالمجرم المشرك (قرطبی ج ١١ ص ٢٢٦) تَزَكّٰى یعنی شرک سے پاک ہوا۔ تطهر من الشرك بقول لا اله الا الله قيل هذه الأيات الثلث حكاية قولهم وقيل خبر من الله تعالٰى لا على وجه الحكاية وهو اظهر (مدارک ج ٢ ص ٤٧) **٥٠** جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے معجزات اور ان کی تبلیغ و ارشاد سے فرعون اور اس کی قوم پر اپنی حجت تمام کر دی اور وہ ایمان نہ لائے تو اب ان کی تباہی اور بنی اسرائیل کی نجات کا وقت آپہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے نکل جائیں۔ راستہ میں بحر قلزم آئے گا۔ لیکن وہ تمہارے سفر میں حائل نہیں ہوگا۔ آپ اپنی لاٹھی اس پر ماریں فوراً اس کا پانی سمٹ کر اس میں بارہ خشک اور چلنے کے قابل راستے بن جائیں گے۔ بے خوف و خطر جائیے۔ نہ فرعون کے پیچھے سے جا پہنچنے سے ڈریئے نہ سمندر میں غرق ہونے کا خطرہ دل میں لایئے **٥١** حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کی تاریکی میں قوم کو ساتھ لے کر چل دیئے۔ صبح جب فرعون کو اس کا علم ہوا تو پوری شان و شوکت اور لاؤ لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل پڑا۔ بنی اسرائیل کے لئے اللہ نے بطور اعجاز دریا میں خشک راستے بنا دیئے جن سے وہ صحیح سلامت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون نے بھی لشکر سمیت گھوڑے ان کے راستوں میں اتار دیئے۔ جب سارا لشکر سمندر میں اُتر چکا اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی رواں ہو گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرکش قوم کا خاتمہ کر دیا۔ **٥٢** قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے انعامات یاد دلا کر ان کا شکر ادا کرنے انکو ایمان و اطاعت پر قائم رہنے اور طغیانی و سرکشی سے اجتناب کی ترغیب فرمائی۔ لما انجاهم من فرعون قال لهم هذا ليشكروا (قرطبی ج ١١ ص ٢٣٠)

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ

موسیٰ ٥٦ اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پچھتاتا ہوا کہا اے قوم کیا

يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ ف١ کیا طویل ہو گئی تم پر مدت ف١

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

یا چاہا تم نے کہ اترے تم پر ٥٨ غضب تمہارے رب کا

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

اس لئے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ٥٩ ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

اپنے اختیار سے ولیکن ٦٠ اٹھوا یا ہم سے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ

سو ہم نے اس کو پھینک دیا پھر اس طرح ڈالا سامری نے ف٢ پھر بنا نکالا ان کے واسطے

عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ

ایک بچھڑا ایک دھڑ جس میں آواز گائے کی پھر کہنے لگے یہ معبود ہے تمہارا اور معبود ہے

مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

موسیٰ کا سو وہ بھول گیا ف٣ بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ٦١ جواب تک نہیں دیتا

قَوْلًا ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ

ان کو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا ان کے برے کا اور نہ بھلے کا اور

قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ

کہا تھا ان کو ٦٢ ہارون نے پہلے سے اے قوم بات یہی ہے کہ تم بہک گئے

بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا

اس بچھڑے سے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے ٦٣ سو میری راہ چلو اور مانو

ع ٤ / ١٣

موضح قرآن ف١ وعدہ توریت دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا وعدہ کر گئے تھے پہاڑ پر وہاں چالیس دن لگے پیچھے بچھڑا بنا کر پوجنے لگے۔ ف٢ فرعون والوں سے عاریت مانگ کر لیا تھا گہنا کہ وہ یقین جانیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے، اس بغیر فرعون نکلنے نہ دیتا۔ ف٣ یعنی موسیٰ بھولا کہ اور جگہ گیا۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی مدت مفارقت من ١٢۔

۵۳ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ وہ فرعون کی تباہی کے بعد کوہ طور کی داہنی جانب پر پہنچ جائیں۔ ان کو تورات دی جائے گی۔ جو سراپا نور ہدایت اور بنی اسرائیل کے لئے مشعل راہ ہوگی۔ یہاں اس وعدہ کی طرف اشارہ ہے یہ وعدہ اگرچہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ لیکن تھا پوری قوم کی فلاح وبہبود کے لئے۔ اس لئے وَوٰعَدْنٰكُمْ سے ساری قوم کو خطاب فرمایا۔ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى من وسلوٰی (ترنجبین اور بٹیریں) کا نزول میدان تیہ میں ہوا تھا۔ اس کی زیادہ تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو صـ۲۷ حاشیہ ۱۱۵۔ **۵۴** جو حلال روزی ہم نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو بے جا اور برے کاموں میں خرچ نہ کرو۔ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ الخ نافرمانوں کے لئے تخویف اُخروی وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ الخ فرمانبرداروں کے لئے بشارت اُخروی **۵۵** حسب میقات خداوندی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر نقباء اور سرداروں کو لے کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے تو دفور اشتیاق کی وجہ سے راستہ میں تیزی سے آگے نکل گئے۔ اور نقباء سے پہلے میقات پر پہنچ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی۔ کہ ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ آئے عرض کیا میرے پروردگار تیری رضا وخوشنودی کی خاطر جلد حاضر ہوا ہوں اور وہ بھی کوئی دور نہیں یہ میرے پیچھے ہی آرہے ہیں۔ یا قوم سے ساری قوم مراد ہے یعنی قوم کو پیچھے چھوڑ کر اتنی جلدی کیوں آگئے۔ جواب دیا وہ بھی قریب ہی ہیں اور میری واپسی کا انتظار کررہے ہیں۔ **۵۶** یعنی تم تو ادھر آگئے۔ اور تمہارے پیچھے ہم نے تمہاری قوم کو ایک آزمائش میں ڈال دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کردیا ہے ای اختبرناھم بما فعل السامری (روح ج ۱۶ صـ۲۴۳) سامری چونکہ منافق تھا اور قوم کو گمراہ کرنے اور ان میں شرک پھیلانے کے موقعوں کی تلاش میں رہتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں عدم موجودگی کو غنیمت سمجھ کر لوگوں سے زیورات لے کر اُن کو ڈھال کر گوسالے کی شکل کا بت تیار کیا۔ جو گوسالے کی طرح آواز نکالتا تھا اور لوگوں سے کہا کہ تمہارا رب تو یہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام (عیاذاً باللہ) بھول میں ہیں۔ جو کوہ طور پر رب سے ہم کلام ہونے چلے گئے مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ صـ۳۶ حاشیہ ۱۱۲ **۵۷** حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی میعاد گذرنے اور تورات لینے کے بعد جب قوم میں واپس آئے تو سخت غضبناک اور متاسف ہوئے۔ یہ غیظ وغضب اللہ کی توحید پر غیرت کی بنا پر تھا۔ وَعْدًا حَسَنًا

اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ

بات میری ۔ بولے ہم برابر اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے ۵۷ جب تک لوٹ کر آئے ۵۸

اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ

ہمارے پاس موسیٰ ۔ کہا موسیٰ نے اے ہارون ۵۹ کس چیز نے روکا تجھ کو جب دیکھا تھا تو نے

ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ

کہ وہ بہک گئے ۔ کہ تو میرے پیچھے نہ آیا ف۱ کیا تو نے رد کیا میرا حکم ۔ وہ بولا

يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ

اے میری ماں کے جنے ۶۰ نہ پکڑ میری ڈاڑھی اور نہ سر میں

خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

ڈرا کہ تو کہے گا پھوٹ ڈال دی تو نے بنی اسرائیل میں

وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾

اور یاد نہ رکھی میری بات ف۱ کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت ہے ۶۱ اے سامری

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

بولا ۶۲ میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا پھر بھر لی میں نے ایک مٹھی

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

پاؤں کے نیچے سے اس بھیجے ہوئے کے پھر میں نے وہی ڈال دی ف۲ اور یہی صلاح دی مجھ کو

لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ

میرے جی نے ف۲ کہا موسیٰ نے دور ہو ۶۳ تیرے لئے زندگی بھر تو اتنی سزا ہے

تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ

کہ کہا کرے مت چھیڑو ف۳ اور تیرے واسطے ایک وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہوگا

وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ

اور دیکھ اپنے معبود کو ۶۴ جس پر تمام دن تو معتکف رہتا تھا

موضح قرآن ف۱ چلتے وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو اس واسطے انہوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا وہ نہ سمجھے۔ ف۲ جس وقت بنی اسرائیل بہتے دریا میں پیٹھے پیچھے فرعون ساتھ فوج کے پیٹھا جبرئیل بیچ میں ہو گئے کہ ان کو اُن تک نہ ملنے دیں سامری نے پہچانا کہ یہ جبرئیل ہیں اُن کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی، وہی اب اس سونے کے بچھڑے میں ڈال دی، سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے اس میں مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جاندار کی اور آواز اس میں ہوگئی ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بقتال اہل ضلال ۱۲ ف۲ یعنی در کالبد کہ از زر ساختہ بود بشکل گوسالہ ۱۲ ف۳ یعنی اگر با کسی ہم نشین شدی ہر دو را تپ میگرفت ۱۲۔

سے تورات دینے کا وعدہ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کو تورات دیگا۔ جو سراپا نور ھدایت ہوگی۔ وعدھم ان یعطیھم التوراۃ
التی فیھا ھدی و نور و لا وعد احسن من ذلك و اجمل (بحر ج ٦ ص٢٦٦) **۵۸** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کرکے فرمایا میری
قوم! کیا اللہ نے تم سے ایک بہت ہی اچھا وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ تمہیں تورات دے گا اور پھر میں اس وعدہ کے مطابق تورات لینے کے لئے کوہ طور پر
چلا بھی گیا۔ پھر کیا تم چالیس دن بھی صبر نہ کر سکے اور میرا انتظار نہ کیا کیا یہ مدت اتنی طویل تھی کہ تم انتظار کرتے کرتے اُکتا گئے تھے اور پھر بچھڑے کی پوجا
میں لگ گئے ؟ یا جان بوجھ کر تم نے شرک کرکے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے یہاں تک کہ تم نے اپنے عہد و پیمان کو بھی پس پشت ڈال دیا جو
تم نے مجھ سے کیا تھا کہ میقات سے واپسی تک ہم اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں گے لانّھم وعدوہ ان یقیموا علےٰ طاعۃ اللہ عزوجلّ
الی ان یرجع الیھم من الطور (قرطبی ج ١١ ص٢٣٤) **۵۹** قوم نے معذرت کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بے شک ہم نے آپ سے اللہ
تعالیٰ کی عبادت و اطاعت پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ مگر ہم سے جو عہد شکنی ہوئی ہے یہ ہم نے جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ سامری نے
چالاکی سے ایسی صورت پیدا کر دی جس کے پیش نظر ہم بے اختیار اور مجبور ہو گئے۔ ای من قدرتنا و اختیارنا (ابن کثیر ج ٣ ص١٦٣) ابن زید لم
نملك انفسنا ای کنّا مضطرین (قرطبی) یعنی ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم سے سامری نے کرایا ہے۔ **٦٠** اس میں انہوں نے بیچارگی اور اضطرار کی
تصویر پیش کی۔ کہ ہوا یوں کہ قبطیوں (قوم فرعون) سے جو زیورات ہم نے بطور استعارہ لئے تھے۔ اب ان کی ہلاکت کے بعد ان کی واپسی کا کوئی امکان
نہ تھا۔ اور نہ ان کو اپنے استعمال میں لانا ہمارے لئے جائز تھا کیونکہ وہ غیر کا حق تھا اس لئے اس سے نجات حاصل کرنے اور گناہ سے بچنے کے لئے ہم نے
تمام زیورات گھروں سے باہر پھینک دیئے اور سامری نے انہیں پگھلا کر جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں ڈال دیا اور اس سے ایک بچھڑے کی شکل کا
جانور بنا ڈالا جو بچھڑے کی طرح بولتا تھا اور پھر کہنے لگا۔ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے وہ بھول میں ہیں کہ اپنے معبود کا کلام سننے کے لئے کوہ طور پر
چلے گئے ہیں۔ ای فغفل عنہ موسیٰ و ذھب یطلبہ فی الطور (روح ج ١٦ ص٢٤٥) **٦١** یہ چوتھی آیت توحید ہے۔ اور اس سے گوسالہ پرستوں کی حماقت
کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ گوسالہ ان کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کا نفع و نقصان ہی اس کے اختیار میں ہے اور
معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب اور متصرف و مختار اور کارساز ہو۔ ثم بین اللہ تعالےٰ فساد اعتقادھم بان الالوھیۃ لا تصلح لمن
سلبت عنہ ھذہ الصفات (بحر ج ٦ ص٢١٩) ای ھو عاجز عن الخطاب والضرّ والنفع فکیف تتخذ ونہ الھاً (مدارک ج ٣ ص٤٩) لہٰذا بے بس اور
عاجز کو معبود بنا لینا سراسر حماقت اور قضیۂ عقل کے صریح خلاف ہے۔ **٦٢** پرستاران گوسالہ کی گمراہی ان کے فعل کی شناعت اور اس کا خلاف عقل ہونا
بیان کرنے کے بعد یہاں ان کی خباثت اور اللہ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کے حکم سے ان کی سرکشی اور بغاوت کا ذکر کیا گیا۔ جب حضرت ہارون علیہ
السلام نے دیکھا کہ قوم کے ہزاروں افراد سامری کی چال میں آکر شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنا فریضۂ تبلیغ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
نیابت کا حق ادا کرنے کی غرض سے اور شفقت علی الخلق کے جذبہ کے پیش نظر قوم کو ہر طریقہ سے سمجھایا۔ اور ان کو شرک سے روکنے کی کوشش کی ان ھٰرون
علیہ السلام انما قال ذلك شفقۃ منہ علےٰ نفسہ وعلی الخلق اما الشفقۃ علےٰ نفسہ فلانہ کان ماموراً من عند اللّٰہ
بالامر بالمعروف والنھی عن المنکر و کان ماموراً من عند اخیہ موسی علیہ السلام بقولہ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ الخ (کبیر ج ٦ ص٩٥)
٦٣ حضرت ہارون علیہ السلام نے گوسالہ پرستوں سے کہا کہ سامری نے تمہاری خیر خواہی نہیں کی اور تمہیں حق و صداقت اور ہدایت کی راہ نہیں
دکھلائی۔ بلکہ اس نے تمہیں بچھڑے کے ذریعے گمراہی اور ضلالت میں ڈال دیا ہے وَاِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ اور یاد رکھو تمہارا مالک و پروردگار اور تمہارا معبود و
کارساز خدائے رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں بھلا خدائے رحمان کے مقابلہ میں ایک بیجان اور عاجز بچھڑا بھی معبود ہو سکتا ہے ؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔ رَبَّکُمُ
الرَّحْمٰنُ میں مبتدا و خبر کی تعریف مفید حصر ہے یعنی مستحق عبادت صرف رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں۔ و تعریف الطرفین لافادۃ الحصر ای وَاِنَّ
ربّکم المستحق للعبادۃ ھو الرحمٰن لا غیر (روح ج ١٦ ص٢٤٩) **٦٤** یہ گوسالہ پرستوں کی انتہائی سرکشی تھی کہ ایک فعل جو سراسر عقل کے خلاف ہے اور اللہ
کا ایک پیغمبر اس سے روک رہا ہے مگر انہوں نے بچھڑے کی عبادت چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آنے دو پھر دیکھا جائے گا وہ کیا
کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک گوسالہ پرستی نہ چھوڑنے سے ان کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ ان کے آنے پر وہ سچ مچ ہی گوسالہ کی عبادت اور اس کا طواف
وغیرہ بند کر دیں گے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے جواب میں یہ ان کا محض ایک بہانہ تھا۔ جعلوا رجوعہ علیہ السلام الیھم غایۃ لعکوفھم
علی عبادۃ العجل لکن لا علی طریق الوعد بترکھا عند رجوعہ علیہ السلام بل بطریق التعلل و التسویف الخ (ابو السعود ج ٦ ص٩٦) **٦٥** یعنی بچھڑے کی عبادت
اور اس کی تعظیم پر قائم رہیں گے۔ وہ بچھڑے کے پاس اسے خوش کرنے کے لئے ساز بجاتے اور اس کے گرد ناچ کرتے تھے۔ فلمّا رجع موسیٰ و سمع الصیاح
والجلبۃ و کانوا یرقصون حول العجل الخ (قرطبی ١١ ص٢٣٦، خازن و معالم ج ٤ ص٢٢٥) **٦٦** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کا جواب اور
اعتذار سنا تو اس سے مطمئن نہ ہوئے اور غصہ کی حالت میں آگے بڑھ کر حضرت ہارون علیہ السلام کے سر اور داڑھی کے بال پکڑ لئے اور فرمایا۔ اے ہارون ! جب تو
نے دیکھ لیا تھا کہ وہ شرک میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو تو نے میرے احکام کی تعمیل کیوں نہ کی۔ احکام سے وہی ہدایات مراد ہیں جو وہ کوہ طور پر جانے سے
پہلے ان کو دے گئے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ شاید ہارون علیہ السلام نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا اس لئے قوم گمراہ ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ جلالی طبیعت کے
مالک تھے اس لئے قوم کی گمراہی دیکھ کر غضب میں آگئے۔ کان (موسی) علیہ السلام حدیداً متصلباً غضوباً للّٰہ تعالےٰ و قد شاھد ما شاھدہ غلبَ

علیٰ ظنہ تفصیر فی ھٰرون علیہ السلام ففعل بما فعل (روح ج ۱۶ صـ۲۵۱) **۶۷** حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تو قطعاً کوتاہی نہیں کی۔ میں نے ان کو شرک سے پوری سختی سے منع کیا۔ یہاں تک کہ وہ مشتعل ہو کر مجھے قتل کرنے لگے تھے جیسا کہ اعراف میں ہے اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ اس کے علاوہ یہ ہو سکتا تھا کہ میں شرک نہ کرنے والوں کو ساتھ لے کر شرک کرنے والوں سے جہاد کرتا تو یہ میں نے اس ڈر سے نہیں کیا کہ آپ ہی واپس آ کر مجھ سے کہتے کہ تم نے بنی اسرائیل میں فرقہ بندی پیدا کر دی۔ اور میری واپسی کا انتظار بھی نہ کیا ای خشیت

لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ

ہم اس کو جلا دینگے پھر بکھیر دینگے دریا میں اڑا کر ف تمہارا

اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ

معبود تو وہی اللہ ہے ۶۸ جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب چیز سما گئی ہے

عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ

اس کے علم میں یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو ۶۹ ان کے احوال جو پہلے

سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ

گذر چکے اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب ۷۰ جو کوئی

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾

منہ پھیرے اس سے سو وہ اٹھائے گا دن قیامت کے ایک بوجھ ف۱

خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾

سدا رہیں گے اس میں اور برا ہے ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھانے کا

یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىِٕذٍ

جس دن پھونکیں گے صور میں اور گھیر لائیں گے ہم گنہگاروں کو اس دن

زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

نیلی آنکھیں ف۲ چپکے چپکے کہتے ہوں گے آپس میں تم نہیں رہے ف۳ مگر

عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

دس دن ف۴ ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں جب بولے گا ان میں اچھی

طَرِیْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

راہ روش والا تم نہیں رہے مگر ایک دن ف۴ اور تجھ سے پوچھتے ہیں ۷۵

الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَیَذَرُهَا قَاعًا

پہاڑوں کا حال سو تو کہہ ان کو بکھیر دے گا میرا رب اڑا کر پھر کر چھوڑے گا زمین کو صاف

ع ۵ (۱۵) ۱۴

لو قاتلت بعضهم ببعض وتفانوا وتفرقوا اَن تقول فرّقت بین بنی اسرآءیل (روح) وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ قال ابو عبیدة لم تنتظر عهدی وقدومی (قرطبی ج ۱۱ صـ۲۳۹) **۶۸** حضرت ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر وہ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا اے سامری! تم نے یہ حرکت کیوں کی کہ گوسالہ بنا کر قوم کو بت پرستی پر لگا دیا۔ سامری بنی اسرائیل کے قبیلہ سامرہ کا ایک فرد تھا اور سمندر پار کرنے کے بعد درپردہ دین موسوی سے مرتد ہو گیا۔ اور منافقانہ طور پر بنی اسرائیل میں شامل رہا۔ بنی اسرائیل نے سمندر سے پار اترنے کے بعد ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔ اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ جس پر انہوں نے ان کو سرزنش کی۔ سامری نے بنی اسرائیل کا مزاج سمجھ لیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بچھڑے کا بت بنا کر پوجا کے لئے قوم کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سامری کی قوم گاؤ پرست تھی۔ اس لئے گاؤ پرستی کی محبت اس کے دل میں موجود تھی اور ظاہری طور پر اس نے اسلام کا اظہار کر رکھا تھا۔ عن ابن عباس قال کان السامری رجلا من اهل باجرو کان من قوم یعبدون البقر وکان حب عبادة البقر فی نفسه وکان قد اظهر الاسلام مع بنی اسرائیل (ابن کثیر ج ۳ صـ۱۶۳) قال قتادة کان السامری عظیما فی بنی اسرائیل من قبیلة یقال لها سامرة ولکن عدو الله نافق بعد ما قطع البحر مع موسیٰ الخ (قرطبی) **۶۹** یہ سامری کا جواب ہے۔ سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ (جبریل) کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اسی وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں

موضح قرآن ف دنیا میں اسکو یہی سزا ملی کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ رہتا اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے دونوں کو تپ چڑھتی اس مارے لوگوں کو دور دور کرتا اور ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا۔ شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہود میں اسی کا فساد پورا کریگا جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے۔ ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا اسکی جنس کے لوگ نکلیں گے وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے۔ **ف۲** یعنی اندھے اور شاید یوں ہی نیلی ہوں بدنمائی کے واسطے **ف۳** یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آویگا یا قبر میں رہنا **ف۴** ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چپکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی گناہ ہے ۱۲ **ف۲** یعنی در دنیا ۱۲ ۔

جبرئیل دونوں جماعتوں کے درمیان کھڑے ہوگئے تاکہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ بہرحال سامری نے کسی محسوس دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبرئیل ہیں ان کے پاؤں یا ان کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی وہی اب سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ کیونکہ اس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پا میں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے، اسی میں مٹی پڑی برکت کی۔ حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اس میں ہوگئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اس سے بت پرستی بڑھتی ہے۔

صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ

میدان ‏ نہ دیکھے تو اس میں موڑ اور نہ ٹیلا ‏ اس دن

يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ

پیچھے دوڑیں گے ف۱ ۷۷ک پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جس کی بات اور دب جائیں گی آوازیں

لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ

رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھس کھسی آواز ‏ اس دن

لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

کام نہ آئے گی سفارش ۷۷ک مگر جس کو اجازت دی رحمٰن نے

وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

اور پسند کی اس کی بات ف۲ وہ جانتا ہے جو کچھ ہے ان کے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ

اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لا سکتے اس کو دریافت کر کر اور رگڑتے ہیں

الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ

منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہنے والے کے ‏ اور خراب ہوا جس نے

حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

بوجھ اٹھایا ظلم کا ‏ اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیاں ۷۸ک

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو اس کو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا ف۱ اور

كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا

اسی طرح اتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر کر سنائی ہم نے

فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ

اس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیز کریں یا ڈالے

تنبیہ: آیت کی جو تفسیر اوپر بیان ہوئی، صحابہ و تابعین اور علماء مفسرین سے یہی منقول ہے (عثمانی) بعض آثار میں ہے کہ جہاں گھوڑا زمین پر پاؤں رکھتا وہاں فوراً سبزہ نمودار ہوجاتا اس سے سامری نے سمجھا کہ اس میں ضرور کوئی کرشمہ ہوگا اس لئے اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ وفی بعض الآثار انه اذا كلما رفع الفرس يديه او رجليه على التراب اليبس يخرج النبات فعرف ان له شانا فاخذ من موطئه حفنة (روح ج ۱۶ ص ۲۵۳) اس کی زیادہ تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ (۱۱۲)

۷۵ سامری کو دنیا میں اپنے کئے کی سزا یہ ملی کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب جاتا تو دونوں کو تپ چڑھ جاتا اس لئے وہ لوگوں سے کہتا کہ مجھ سے دور رہو وہ چاہتا تھا کہ فریب سے قوم کا سردار بن جائے لیکن سزا ایسی ملی کہ کوئی شخص اس کے قریب بھی نہ پھٹکتا تھا۔ بالکل اچھوتوں کی طرح زندگی گذاردی وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وہ تو دنیا میں عذاب تھا اور دنیا میں شرک پھیلانے اور فساد بپا کرنے کی سزا آخرت میں بھی ملے گی۔ آخرت میں سزا کی وعید ضرور پوری ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ ای لن يخلفك الله موعده الذى وعدك على الشرك والفساد فى الارض ينجزه لك فى الآخرة بعد ما عاقبك بذلك فى الدنيا (مدارک ج ۳ ص ۵۰) ۷۶ یہ تو تیری سزا ہوئی۔ اب دیکھ میں تیرے معبود کا کیا حشر کرتا ہوں جس پر تو ہر وقت مجاور بنا بیٹھا رہتا ہے۔ میں ابھی اس کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہاتا ہوں تاکہ تجھے اور اس کی پوجا کرنے والے دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس قدر عاجز ہے کہ خود اپنی حفاظت نہیں کرسکتا تو دوسروں کا کیا سنوار سکتا ہے۔ ۷۷ یہ پانچویں آیت توحید ہے گوسالہ سامری کا عجز اور اس کی بے بسی ظاہر کرنے کے بعد توحید اور معبود حق کا اعلان فرمایا اور کلام کا رخ سامری سے تمام بنی اسرائیل کی طرف موڑ دیا کہ تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں اور کوئی الٰہ اور معبود بننے کے قابل نہیں، جس کا علم ہر چیز پر حاوی اور ساری کائنات کو محیط ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور علی الاطلاق مختار و متصرف ہے اور یہ گوسالہ جماد اور محض بے جان ہے بھلا یہ کیونکر معبود ہوسکتا ہے ۷۸ كَذٰلِكَ بیان کمال کے لئے ہے یعنی ایسی صحیح تفصیلات بیان کرنا ہمارا ہی کام ہے اور کسی کا نہیں۔ اور یہ تیسری آیت تشجیع ہے یعنی

موضح قرآن ف۱ یعنی اس کی سفارش چلے گی ف۲ یعنی اس پر زور نہ ہوگا۔ اللہ کے ہاں انصاف ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی انقیاد اسرافیل کنند ۱۲ ف۲ یعنی مسلمان باشند ۱۲۔

گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات ہم آپ پر اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے توحید کی خاطر کس قدر مصیبتیں اٹھائیں اس طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گے لہٰذا آپ بھی ان پر صبر کریں۔ اور یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ ہماری وحی سے معلوم کر کے گذشتہ لوگوں کی اخبار بیان کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ **۷۹ک** ذِكْرًا سے قرآن کریم مراد ہے۔ وتفسير الذكر بالقرآن هو الذي ذهب اليه الجمهور (روح ج ۱۶ ص ۲۵۹) مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ الخ منکرین قرآن کے لئے تخویف اُخروی ہے۔ **۸۰ک** اس سے پہلے چونکہ نفخ صور، حشر نشر اور قیامت کا ذکر تھا۔ اس لئے مشرکین

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا
ان کے دل میں سوچ سو بلند درجہ اللہ کا **۷۹** اس سچے بادشاہ کا اور تو
تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ
جلدی نہ کر قرآن کے لینے میں **۸۰** جب تک پورا نہ ہو چکے
وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾ وَلَقَدْ
اس کا اترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ **ف۱** اور **۸۱**
عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ
ہم نے تاکید کر دی تھی آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے
ع ۶ / ۱۱ / ۱۵
لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
اس میں کچھ ہمت **ف۲** اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو **۸۲**
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا
آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا ہم نے
يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا
اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے جوڑے کا سو
يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ
نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے پھر تو پڑ جائے تکلیف میں تجھ کو یہ ملا ہے
اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا
کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ
تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ
پیاس کھینچے تو اس میں اور نہ دھوپ پھر جی میں ڈالا اس کے شیطان نے **۸۳**
قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ
کہا اے آدم میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا رہنے کا اور

کے لئے اسبات کا موقع تھا کہ وہ یہ سوال پوچھ بیٹھیں کہ جب قیامت آئے گی تو یہ اتنے بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے۔ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ یہ سوال کریں تو آپ اس کا جواب فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ریت کی مانند ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ اور وہ سب زمین پر بکھر جائیں گے اور زمین بالکل صاف اور ہموار چٹیل میدان کی طرح نظر آئے گی۔ اس میں کہیں اونچ نیچ اور نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ يَسْئَلُوْنَكَ کے جواب میں فَقُلْ پر فاء اس لئے داخل ہوئی ہے کہ يسئلونك متضمن معنی شرط ہے۔ کیونکہ یہ سوال متحقق نہیں تھا بلکہ متوقع تھا۔ اور اصل میں ان سألوك ہے اسی لئے جزاء پر فا داخل ہوئی۔ (مدارک) قَاعًا میدان صَفْصَفًا صاف ہموار عِوَجًا نشیب پستی۔ اَمْتًا بلندی اور اونچائی **۸۱ک** الداعی الخ سے حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ صور کی آواز پر تمام مردے زندہ ہو کر ہر طرف سے سیدھے آواز کی جانب چل پڑیں گے۔ يريد اسرافيل عليه السلام اذا نفخ في الصور (لا عوج له) اي عن دعائه لا يزيغون ولا ينحرفون بل يسرعون اليه ولا يحيدون عنه (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۴۶) اس دن تمام بنی آدم پر ہیبت طاری ہوگی اور کوئی شخص اونچی آواز سے بات بھی نہیں کر سکے گا۔ ہیبت خداوندی اور ہول قیامت کی وجہ سے تمام مخلوق سہمی ہوئی ہوگی۔ اي خفيت لمهابته تعالى و شدة هول المطلع (روح ج ۱۶ ص ۲۶۹) هَمْسًا یعنی نہایت پست۔ اس دن جو بھی بات کرے گا۔ نہایت پست اور خفی آواز سے کرے گا۔ **۸۲ک** یہاں قیامت کے دن شفاعت کے نافع ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس میں سے پھر شفاعت کی ایک صورت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، جس کی تعبیر مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ سے کی گئی ہے۔ اس سے یا تو شافعین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور مومنین صالحین مراد ہیں جن کو قیامت کے دن گنہگاروں کی سفارش کرنے کا اذن ملے گا یا مشفوع لہم یعنی وہ گنہگار مومنین مراد ہیں، جن کے حق میں شفاعت ہوگی۔ پہلی صورت میں معبودانِ باطلہ کی شفاعت کے نافع ہونے کی نفی ہوگی اور دوسری صورت میں مشرکین کے حق میں شفاعت کے مفید ہونے کی نفی مراد ہوگی۔ ومعناه لاجله وكذا ورَضِيَ لَهٗ اي لاجله ويكون من للمشفوع له او بدل من الشفاعة على حذف مضاف اي الا شفاعة من اذن له ويكون من للشافع الخ (بحر ج ۶ ص ۲۸۰) پہلی صورت کا حاصل یہ

موضح قرآن **ف۱** جبرئیل جب قرآن لاتے حضرت اُنکے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاویں اسکو پہلے منع فرمایا تھا سورۂ قیامت میں اور تسلی کر دی تھی کہ اسکا یاد رکھوانا اور لوگوں تک پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہوں۔ پھر تقیید کیا اور بھولنے پر مثل فرمائی آدم کی۔ **ف۲** وہی جو دانہ کھا لیا بھول گئے یعنی قائم نہ رہے۔

مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا
بادشاہی جو پرانی نہ ہو پھر دونوں نے کھالیا اس میں سے پھر کھل گئیں ان پر
سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ
ان کی بری چیزیں اور لگے گا نٹھنے اپنے اوپر پتے
الْجَنَّةِ ؗ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ
بہشت کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر
اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ
نواز دیا اس کو اس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اس پر اور راہ پر لایا فرمایا
اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ
اترو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو ایک دوسرے کے دشمن
فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ
پھر اگر پہنچے تم کو میری طرف سے ہدایت پھر جو چلا
هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ
میری بتائی راہ پر سو وہ نہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا ف اور جس نے منہ پھیرا ف٨٤
عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ
میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے گذران تنگی کی اور
نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ
لائیں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا وہ کہے گا اے رب کیوں
حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ
اٹھالایا تو مجھ کو ف٨٥ اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا فرمایا
كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ
یونہی پہنچی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج

ہوگا کہ شفاعت صرف مؤمنوں کے حق میں ہوگی مشرکوں کے حق میں نہ ہوگی اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ شفاعت صرف انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگ ہی کریں گے مشرک پیروں اور راہنماؤں کو شفاعت کی اجازت نہیں ملے گی۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ الخ قیامت کے دن تمام بنی آدم اللہ کے سامنے عاجز اور سرافگندہ ہوں گے کیا فقیر اور کیا امیر، کیا رعیت اور کیا بادشاہ سب لرزاں اور ترساں ہوں گے اور جنہوں نے شرک کیا ہوگا وہ سراسر خسارے میں ہوں گے۔ ان کے نجات پانے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ عنت ای ذلت وخضعت اور ظلم سے شرک مراد ہے (روح)۔ ف٧٨ یہ نیکوکاروں کے لئے بشارت اُخروی ہے وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے اور یہ قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب ہے۔ یعنی ایسا مدلل اور جامع قرآن نازل کرنا ہمارا کام ہے۔ لہٰذا تم اس عظیم الشان کتاب پر عمل کرو۔ ف٧٩ یہ آیات توحید کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل توحید سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف ومختار اور عالم الغیب ہے لہٰذا وہی سب سے بڑا اور عظیم الشان بادشاہ ہے اور وہی معبود برحق ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ف٨٠ یہ چوتھی آیت تشجیع کا ذکر ہے۔ یعنی قرآن مجید کی وحی اترتے وقت اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ اُسے غور سے سُنیں۔ جب وحی ختم ہوجائے تو پھر آپ اُسے دھرا لیں۔ جب آپ کے ذہن میں محفوظ ہوجائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جرأت واستقلال سے قرآن کی تبلیغ فرمائیں۔ ہمارے پیغمبر آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم اور پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے کہ آدم علیہ السلام کے عزم میں کمزوری آگئی۔ ف٨١ ہم نے بنی آدم کی تخلیق سے پہلے آدم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ جنت میں رہیں اور وہیں کے پھلوں اور میووں میں سے جو چاہیں کھائیں اور ایک درخت سے ہم نے ان کو منع کیا تھا کہ اس کے قریب نہ جائیں مگر ان سے بھول ہوگئی اور انہوں نے شجر ممنوعہ سے تناول کرلیا۔ اس طرح وہ عزم اور ثبات قدم کا ثبوت نہ دے سکے یا عزم سے پختہ ارادہ مراد ہے، یعنی آدم علیہ السلام نے بالارادہ اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ بھول ہوگئی تھی اور اللہ کا حکم یاد نہیں رہا تھا۔ كانه لما مدح سبحانه القران وحض على استعمال التؤدة والرفق فى اخذه وعهد على العزيمة بامره وترك النسيان فيه ضرب حديث ادم مثلا للنسيان وترك العزيمة (روح ج ١٦ ص ٢١٩) ف٨٢ مقصد یہ ہے کہ ابلیس تمہارا پرانا جدی پشتی دشمن ہے اور وہ ہر ممکن طریق سے تمہیں کفر وشرک اور دوسرے گناہوں سے ملوث کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے فریب سے بچو۔ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ الخ یہ جنت کی خوبیاں ہیں کہ وہاں نہ بھوک ہوگی، نہ پیاس اور نہ دھوپ یعنی وہاں ہر قسم کا آرام وسکون ہوگا۔ ف٨٣ اس واقعہ کی مزید تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں دیکھیں حاشیہ ٨٥ تا ٩٥۔ ف٨٤ یہ اللہ کی ہدایت سے اعراض کرنیوالوں کے لئے تخویف اُخروی ہے اور یہ استیناف ہے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق نہیں مَعِيْشَةً ضَنْكًا تنگ روزی اس سے یا تو آخرت کی زندگی میں رزق کی تنگی مراد ہے یا دنیا کی زندگی ہیں۔ دنیا میں وہ اگرچہ مالدار ہوں گے۔ لیکن ان کے دلوں سے وصف قناعت چھین لیا جائے گا اور ان کو حرص ولالچ کے مرض میں

موضح قرآن ف ایک دوسرے کے دشمن رہے ان کی اولاد جیسا آپس میں رفاقت کر کر گناہ کیا اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔

بتلا کر دیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے وہ غنائے قلبی سے محروم رہیں گے اور دنیائے دنی کی دولت کے پیچھے مفلس و قلاش لوگوں کی طرح بھاگتے پھریں گے۔ عن ابن جبیر یسلبہ القناعۃ حتی لا یشبع فمع الدین التسلیم والقناعۃ والتوکل فتکون حیاتہ طیبۃ و مع الاعراض الحرص والشح فعیشہ ضنک وحالہ مظلمۃ (مدارک ج ۳ ص۵۳) ۵۸۵ جس شخص نے اللہ کی ہدایت کو محض ضد و عناد کی وجہ سے رد کر دیا قیامت کے دن اس کو قبر سے اندھا اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ سے سوال کرے گا کہ بارے خدایا! دنیا میں تو میں چنگا بھلا دیکھتا تھا اور تو نے میری آنکھوں کو نور دے رکھا تھا تو آج مجھے کیوں آنکھوں کی روشنی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قال کذلک تو اس کو جواب ملے گا کہ جس طرح دنیا میں تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں۔ ہمارے پیغمبروں اور مبلغوں نے تجھے پڑھ کر سنائیں تو تو نے ان کو پس پشت ڈال دیا ان کی پرواہ نہ کی اور ان سے آنکھیں بالکل بند کر لیں اور ان سے اندھا ہو گیا۔ اسی طرح آج تجھے بھلا دیا گیا ہے اور تجھے کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور تیری آنکھوں سے نور چھین کر تجھے اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان ایاتنا اتتک واضحۃ مستنیرۃ فلم تنظر الیہا بعین المعتبر ولم تتبصر وترکتہا وعمیت عنہا فکذلک الیوم نترکک علی عماک ولا نزیل غطاءہ عن عینیک (بحر ج ۶ ص۲۸۷) لیکن یہ اندھاپن ایک معین وقت تک ہو گا اس کے بعد زائل ہو جائے گا اور وہ قیامت کے احوال اور جہنم وغیرہ کا مشاہدہ کریں گے۔ وھذا الترک یبقی الی ماشاء اللہ تعالیٰ ثم یزال العمی عنہ فیری اھوال القیمۃ ویشاھد النار کما قال سبحانہ ورای المجرمون النار الخ (روح ج ۱۶ ص۲۵۱) ۵۸۶ جو لوگ حدود الٰہیہ کو پھاند کر شہوات و خواہشات میں منہمک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو نہ مانیں ان کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور پھر آخرت کا عذاب یعنی عذاب جہنم تو نابینا اٹھانے سے بھی زیادہ دردناک اور دائم ہے۔ اَفَلَمْ یَھْدِ لَھُمْ الخ یہ مکذبین کو لئے تخویف دنیوی ہے۔ ۵۸۷ اجل مسمیٰ، کلمۃ پر معطوف ہے اَفَلَمْ یَھْدِ لَھُمْ کی تہدید کے بعد ان مکذبین پر فوراً عذاب نازل نہ کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ تاخیر عذاب کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اور اس امت کے مکذبین پر عذاب استیصال نازل نہیں کیا جائے گا، جس سے وہ بیک وقت سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں اور ان مکذبین کی عمریں بھی مقرر فرما چکا ہے اور موت اپنے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آ سکتی اس لئے ان کو فوری عذاب سے ہلاک نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو وہ لازمی طور پر عذاب سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ ای لولا العدۃ بتاخیر عذابھم والاجل المسمی لاعمارھم لما تاخر عذابھم اصلا (روح ج ۱۶ ص۲۸) ۵۸۸ یہ پانچویں آیت تشجیع ہے جو پانچ امور

تُنْسٰی ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ

تجھ کو بھلا دینگے ول اور اسی طرح ۵۸۶ بدلہ دینگے ہم اس کو جو حد سے نکلا اور

يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ

یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر اور آخرت کا عذاب سخت ہے

وَاَبْقٰی ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

اور بہت باقی رہنے والا ف۲ سو کیا ان کو سمجھ نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلے

مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ

جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں ان کی جگہوں میں اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

خوب نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو اور اگر نہ ہوتی ایک بات ۵۸۷

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾

کہ نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ضرور رہو جاتی ملٹ بھیڑ اور اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر کیا ہوا ف۳

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

سو تو سہتا رہ جو وہ کہیں ۵۸۸ اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ

سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور کچھ

اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر اور دن کی حدوں پر شاید تو

تَرْضٰی ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا

راضی ہو ف۴ اور مت پسار اپنی آنکھیں ۵۸۹ اس چیز پر جو فائدہ اٹھانے کو دی ہم نے

بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬

ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی

ع ۱۳ / ۱۶

موضح قرآن ف۱ آیتوں کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا میری امت کے سارے گناہ مجھ کو دکھائے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی شخص کو یاد ہوئی پھر اس نے بھلا دی ف۲ یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ۔ ف۳ آخر وعدہ پر بھینٹ ہوئی مسلمانوں میں اور کافروں میں ف۴ دن کی حدوں پر یعنی پہر پہر بعد وقت میں نمازوں کے اور تو راضی ہو گا یعنی امت کو مدد ہو گی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے۔

پر مشتمل ہے۔ امر اول فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ یعنی آپ مشرکین کی بیجا باتوں اور انکے طعن وتشنیع پر اور انکی طرف سے جو مصائب آئیں ان پر صبر کریں۔ امر دوم وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور اللہ کی تسبیح و تقدیس اس پر ممد و معاون ہے لہٰذا آپ پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کریں۔ صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی و ناصر ہے۔ اس آیت سے پانچوں نمازوں کا حکم مستنبط ہے قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ نماز فجر قَبْلَ غُرُوْبِهَا نماز عصر وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ نماز عشاء اور اَطْرَافَ النَّهَارِ نماز ظہر و مغرب (قرطبی، روح وغیرہ) ۸۹ یہ امر سوم ہے۔ یعنی آپ مسئلہ توحید کو جرأت و شجاعت سے خوب پہنچائیں اور کفار و مشرکین کے مختلف طبقات کو جو ہم نے وافر دولت دے رکھی ہے اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں یہ محض چند روزہ رونق اور شان و شوکت ہے۔ ان کو مال و دولت دینے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہمارے نزدیک انکی کوئی قدر و منزلت ہے بلکہ یہ محض ابتلا اور امتحان ہے اور آخرت میں ان کیلئے جہنم کے سوا کچھ نہیں۔ ۹۰ یہ امر چہارم ہے یہ امر مصلح کا ذکر ہے۔ یعنی اہل و عیال کو نماز کی پابندی کا حکم فرمائیں وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا امر پنجم اور خود بھی نماز کی پابندی کریں لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا یہ ذمہ داری آپکی نہیں ہے کہ آپ اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے روزی کمائیں بلکہ روزی کا انتظام ہمارے ذمہ ہے۔ آپ جس کام کے لئے بھیجے گئے ہیں آپ اسکا زیادہ اہتمام کریں۔ ای لانسئلك ان ترزق نفسك ولا اهلك (نحن نرزقك) واياهم فلا تهتم لامر الرزق (مدارک ج ۳ ص ۵۵) مطلب یہ ہے کہ نماز پر مداومت کریں کوئی نماز ناغہ نہ ہونے پائے۔ نماز کیوقت تمام کاروبار چھوڑ چھاڑ کر پوری توجہ کیساتھ نماز ادا کریں اور اکتساب معاش ادائے نماز سے ہرگز مانع نہ ہو کیونکہ روزی رساں تو اللہ تعالیٰ ہے۔ ۹۱ یہ شکوی ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ آپ کوئی دلیل یا معجزہ کیوں نہیں لاتے جو آپکی صداقت ظاہر کرے اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ الخ جواب شکوی ہے۔ یعنی آپ نے ایسی باتیں بیان کی ہیں جنکی پہلے آپکو خبر نہیں تھی اس سے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب من جانب اللہ ہے اور کتب سابقہ یعنی تورات و انجیل وغیرہ میں وہ آپ کی بشارت پڑھ چکے ہیں۔ جو آپکی نبوت و صداقت پر نہایت واضح دلیل ہے تو کیا یہ دلیل کافی نہیں ہے۔ يريد التوراة والانجيل والكتب المتقدمة وذلك اعظم اٰية اذا اخبر بما فيها وقيل اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ الاٰية الدالة على نبوته بما وجدوه في الكتب المتقدمة من البشارة (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۶۴) ۹۲ یہ استیناف ہے اس سے مقصود یہ ہے۔ کہ ہم نے قرآن منکرین پر حجت قائم کرنیکے لئے نازل کیا ہے۔ تاکہ قیامت کے دن وہ کوئی عذر نہ کر سکیں۔ یعنی اگر ہم قرآن نازل کرنے اور حجت قائم کرنے سے پہلے ہی عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کر دیتے۔ تو قیامت کے دن وہ کہہ سکتے تھے کہ اے اللہ تو نے اپنا رسول بھیج کر اور اس پر اپنی آیتیں نازل فرما کر ہمیں سیدھی راہ کیوں نہ دکھائی۔ تاکہ ہم تیرے پیغمبروں کا اتباع کرتے اور آج ذلیل و رسوا نہ ہوتے۔ ۹۳ یعنی آپ ان متمردین اور معاندین سے کہہ دیں کہ ہم اور تم سب ایک دوسرے کے انجام کے منتظر ہیں۔ تم انتظار تو کرو بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ سیدھی راہ پر کون ہے اور گمراہ کون ہے۔ نوٹ: سورۂ طٰہٰ کی آیات توحید ص ۹۲

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۗ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾

ان کے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ

اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا ۹۰ اور خود بھی قائم رہ اس پر

لَا نَسْــَٔـلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ

ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور انجام بھلا ہے

لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ

پرہیزگاری کا ۹۱ اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی

رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي

اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں چکی ان کو نشانی اگلی

الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ

کتابوں میں کی ۹۱ ف ۲ اور اگر ہم ہلاک کر دیتے ان کو ۹۲

بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ

کسی آفت میں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ

اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ

بھیجا ہم تک کسی کو پیغام دے کر کہ ہم چلتے تیری کتاب پر

قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ

ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی

مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ

راہ دیکھتا ہے ۹۳ سو تم بھی راہ دیکھو آئندہ جان لوگے کون ہیں

اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿١٣٥﴾ ع ۱۷

سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی

موضح قرآن ف ۱ اور خاوند غلام سے روزی کمواتے ہیں اور خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے ف ۲ یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخر الزمان کی یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کفایت ہے یہ پیغمبر بھی انہیں باتوں کا تقید کرتا ہے کوئی بات نئی نہیں کہتا یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق قصے بیان کرتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی قرآن مشتمل است بر قصص وغیر آن موافق کتب سابقہ ۱۲۔

سورۂ انبیار

ربط | سورۂ طٰہٰ میں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ (ع۱) اب سورہ انبیار میں علی سبیل الترقی یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیار علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (ع۲)

خلاصہ | سورہ انبیار کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور متصرف و مختار ہے۔ حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ یہ دعویٰ قَالَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (ع۱) میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس دعوے کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں (ایک اجمالی عقلی دلیلوں کے درمیان اور دس تفصیلی ان کے بعد) اور آخر میں ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ سورت کی ابتدار میں دعویٰ سے پہلے اور دعوے کے بعد كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ تک مشرکین پر زجر و شکوی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور قرآن کو جادو کہتے تھے۔ اور آپ کا اور آپ کی لائی ہوئی دعوت کا انکار کرتے ہوئے حجت بازی کرتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ تو آدمی ہے پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تین مقدر سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ الخ یہ پہلے سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں وہ سب آدمی اور بشر تھے۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ یہ دوسرے سوال مقدر کا جواب ہے یعنی تمام انبیار علیہم السلام کھاتے پیتے تھے اور وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ سے تیسرے سوال مقدر کا جواب دیا گیا ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر تھے وہ بھی دنیا میں ہمیشہ نہ رہے۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ (ع۲) تخویف دنیوی ہے۔

تین عقلی دلیلیں

اس کے بعد دعویٰ توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (۲) وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا (ع۳) اس کے بعد بطور معارضہ مشرکین سے شرک پر دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یعنی کوئی ایک عقلی یا نقلی دلیل پیش کرو۔ مقصد یہ ہے کہ عقل تو مسئلہ توحید کی مؤید ہے۔ اس لئے وہ شرک کی تائید میں عقلی دلائل لانے سے عاجز ہیں۔ اور نقلی دلیل لانا بھی ان کے بس میں نہیں۔ کیونکہ تمام انبیار علیہم السلام مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ یعنی ہم نے تو توحید پر عقلی اور نقلی دلائل پیش کر دیئے اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

دلیل نقلی اجمالی

اس کے بعد وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ میں تمام انبیار سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ توحید کی حقانیت پر اجمالاً نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ وہ سب مسئلہ توحید ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔
وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا مشرکین پر شکوی ہے۔ جس کا سات وجوہ سے جواب دیا گیا ہے۔ وجہ اول سُبْحٰنَهٗ وجہ دوم بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ وجہ سوم لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وجہ چہارم وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ وجہ پنجم يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وجہ ششم وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وجہ ہفتم وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ
اس کے بعد اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا — تا — كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ سے تیسری عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ مشرکین کے لئے زجر اور سوال ثالث کے جواب کا اعادہ ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ زجر ہے سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ تخویف دنیوی۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ الخ شکوی لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ جواب شکوی مع تخویف اخروی۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے،
قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ (ع۳) تخویف دنیوی۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ اور اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ زجر ۔ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ الخ تخویف دنیوی۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ الخ تخویف اخروی اس کے بعد دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا ذکر ہے۔